https://famousurdunovels.blogspot.com/
عشق سراپا یقین
بیا احمد
PRIME URDU NOVELS
PRIME NOVELS
PRIME NOVELS
PRIME URDU NOVELS
Imagitor

# عشق سراپا یقین

## از "بیا احمد"

## مکمل ناول

"نن۔۔نہیں مجھے نہیں پینا، مجھے گھر جانا ہے"۔۔ اُس کا ہاتھ زور سے پرے کرتی وہ اُٹھی تھی۔۔ سٹیل کا گلاس زمین پر گرا تھا فجر کے سناٹے میں آواز دور دور تک گئی تھی۔۔

"او باجی میرا باپ اُلٹی کھوپڑی کا ہے، ابھی سویا ہے جاگ گیا ناں تو سب کو اُدھیڑ کر رکھ دے گا شور نہ کر، خود پر رحم کر"۔۔ وہ گلاس اُٹھا کر اُس کو ترحم بھری نظروں سے دیکھتی بولی۔۔

"مم۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔"۔۔ وہ روتے ہوئے آگے بڑھی تھی جب لمبی چوڑے وجود نے اُسے قابو کیا تھا۔۔

"ابھی سو جا صبح اماں چھوڑ آئے گی تجھے۔۔ ابھی تو تالا لگا ہے۔۔ اور چابی ابا کے کرتے کی جیب میں ہے"۔۔ وہ اُسے واپس پلنگ پر لٹاتے بولی۔۔

وہ بے بسی سے چُپ چاپ پلنگ پر لیٹی تھی۔۔

کتنے ہی آنسو اُس کی آنکھوں سے نکل کر تکیے میں جذب ہوئے تھے، اُس نے ایک نظر اُس کے معصوم سے چہرے پر ڈالی تھی۔۔

"کیا اِس کا مُقدر بھی میرے باپ ماں کے ہاتھوں پامال ہونا ہے"۔۔ اُس کی اپنی آنکھوں سے بھی دو موتی گرے تھے۔۔

...........

اُس کے اندر کے موسم کے بر عکس باہر کا موسم سرد تھا۔۔ وہ کھڑکی میں کھڑا باہر برستی بارش کو دیکھ رہا تھا جو کے وقفے وقفے سے برس کر موسم سرد کر گئی تھی۔۔

اُنگلیوں میں تھامے سگریٹ کو ہونٹوں میں دبا کر اُس نے گہرا کش لیا تھا۔۔ یہ اِس کا مُسلسل چوتھا سگریٹ تھا۔۔

ایک بار پھر اُس نے موبائل پر اُس کی تصویر کو دیکھا تھا۔۔ پانچ سال بعد وہ اُس چہرے کو دیکھ رہا تھا، اور وہ چہرہ اپنے اندر تمام تر خوبصورتی اور دلکشی سموئے اِس کے دل کی دنیا کو تہہ و بالا کر گیا تھا۔۔

"ڈانٹ گو پلیز، ڈانٹ گو!!"

(مت جائیں پلیز، مت جائیں)

وہ اُس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔۔ اُس کا ہاتھ تھامے اُسے رُک جانے پر آمادہ کرتی سِسک رہی تھی۔۔

پانچ سال پہلے اُن آنسوؤں بھری آنکھوں میں دیکھے بغیر وہ واپس آگیا تھا۔۔ اور آج اُنہی آنکھوں اور اُسی چہرے کو دیکھتے ہوئے اُسے لگا کہ وہ تو کب سے دل میں ہی بیٹھی ہے۔۔

اِن پانچ سالوں میں اُن آنکھوں کی نمی نے بہت بار اُسے بے چین کیا تھا، اُسے آج بھی وہی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔۔ اُسے اپنی اب تک کی ساڑھے ستائیس سالا زندگی بے مقصد ہی لگی تھی۔۔

بغیر کچھ سوچے آناً فاناً اُس نے فیصلہ کیا تھا۔۔

اُس نے سگریٹ کا آخری کش لے کر ایش ٹرے میں بجھایا پھر گہرا سانس لے کر وہ جورج کو کال کررہا تھا۔۔

................

"آپا رمیز بھائی آئے ہیں، چائے بنا دو"۔۔ وہ، ایمن اور فرح اِس وقت صحن میں تخت پر بیٹھے تھے عصر کا وقت تھا، جب سنی اُس سے کہتا یہ جا وہ جا، اُس نے ناگواری سے لب بھینچے تھے۔۔

"جاؤ ایمی، بنادو یار"۔۔ وہ ایمن سے بولی تھی۔۔

"نہ بھئی نہ، اُن کے ماتھے کے بل گنتے گنتے میں بڑی ہو جاؤں گی، اُوپر سے آپ کے بجائے مجھے چائے لاتا دیکھ کر اُن کا خوبصورت چہرہ مزید بگڑ جاتا ہے"۔۔ یہ بات سچ بھی تھی وہ اُس کو یہ بات باور کروا چُکا تھا جب وہ آئے حیا نُور اُس کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑے اور اُس کا ہر کام اپنے ہاتھوں سے سر انجام دے۔۔

وہ تنک کر اُٹھ کر کچن میں گئی تھی۔۔

"آپا مان بھی ہیں اور میں بھی"۔۔ سنی کچن کے دروازے سے سر نکال کر کہتا غائب ہوا تھا۔۔

"آپا پلیز کچھ کھانے ے ے۔۔"۔۔ دو منٹ بعد پھر سے جھانک کر اُسے مزید ہدایت دینی چاہی تھی، پر اُس کے چلتے ہاتھوں کو رُکتے دیکھ کر وہ بھی رُکا تھا

"اب اگر تم یہاں آئے ہو ناں تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا"۔۔ وہ چمچہ اُٹھا کر اُس کی طرف پھینک کر بولی تھی۔۔ سنی پُھرتی سے پیچھے ہوا تھا۔۔

"قسم سے آپا ہلاکو خان کی بہن لگتی ہو کبھی کبھی"۔۔ وہ باہر سے ہی زور سے بولا تھا۔۔ اندر جانے کی ہمت نہیں تھا۔۔

اُس کے چیخنے اور ساتھ ساتھ کچھ پھینکنے کی آواز باہر تک آئی تھی، رمیز کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔۔

"سنی کیوں تنگ کرتے ہو اُسے۔۔؟؟"۔۔ جہاں بات ہو حیا نُور کی وہاں ارمان ہاشمی اگنور کر جائے ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔ وہ اُٹھا تھا

"حیا!!"۔۔ اُس نے کچن میں داخل ہوتے پُکارا تھا۔۔

اُس نے بڑے بھائی کو دیکھ کر شرمندگی سے سر جُھکایا تھا۔۔

"ضروری تو نہیں ہوتا ناں کہ ہم ہر بار لوگوں پر اپنا موڈ ظاہر کریں"۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح بِنا شرمندہ کیے اُسے سمجھا رہا تھا، لیکن وہ شرمندہ ہوئی تھی۔۔ اور وہ اُس کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

"یہ ایمن کہاں ہے۔۔؟؟"۔۔ پوچھنے کے ساتھ ہی وہ صحن میں کُھلنے والے دروازے کی طرف بڑھا۔۔

حیا نے گہرا سانس لے کر کباب ڈش میں نکالے تھے۔۔ ایمن کے ہاتھ کباب بھیج کر وہ چائے مگوں میں ڈالنے لگی۔۔ ایک دو منٹ بعد چائے وہ خود لاؤنج میں لے آئی تھی۔۔ ارمان کہیں بھی نہیں تھا رمیز آفاق اپنے مخصوص انداز میں ماتھے پر بل ڈالے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ریموٹ سے چینل چینج کرنے میں مصروف تھا۔۔

"السلام و علیکم!!"

حیا نے ٹرے اُس کے سامنے پڑی ٹیبل پر رکھی۔۔ رمیز نے اُس پر قہر آلود نظر ڈالی۔۔

"تم اپنے اِس روّیے سے اپنی زندگی کو جہنّم بنانے پر تُلی ہوئی ہو"۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح ہلکی آواز میں غرّایا تھا۔۔

"میری زندگی چار سال پہلے ہی جہنم بن چکی تھی"۔۔ وہ بول کر اُس کے قہر کو آواز دینا نہیں چاہتی تھی اِس لیے سوچ کر رہ گئی۔۔

"حیا گڑیا یہ شرٹ آئرن (استری) کردو"۔۔ تبھی ارمان ہاتھ میں شرٹ لیے سڑھیاں اُترتا بولا۔۔

"جی مان"۔۔ وہ اُس سے شرٹ لیتی لاونج سے نکلی تھی۔۔

...............

"دادو آپ اپنے بچّوں میں سب سے زیادہ پیار کس سے کرتی ہیں۔۔؟؟۔۔ وہ اُن کی گود میں سر رکھے اُن کے ہاتھ سے کھیلتے پوچھ رہی تھی۔۔ اُس کی بات پر فرح ہنسی تھی۔۔

"یہ تو وہ بات پوچھ لی تم نے کہ میں اپنی کس آنکھ کے بغیر رہ سکتی ہوں"۔۔ وہ محبت سے بولی تھیں۔۔ دوسرا ہاتھ حیا کے بالوں میں پھیر رہی تھیں۔۔

"دادو ہمیشہ کی طرح یہ چاہتی ہے کہ آپ اِسی کا نام لیں"۔۔ فرح شرارت سے ہنستے بولی تھی۔۔

"پھر مجھے نام لینا ضروری ہے کیا۔۔؟؟ یہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے"۔۔ عصمت جہاں نے جُھک کر محبت سے اپنی پوتی کی پیشانی چُومی تھی۔۔

"دادو اِن سے محبت کریں، ماں کو اِن کے آگے کوئی عزیز نہیں، اور تو اور مابدولت کو بھی کبھی کبھی ان سے پیار محسوس ہوجاتا ہے، ہمیں تو اڈاپٹ کیا تھا مما پاپا نے"۔۔ سنی لاؤنج میں داخل ہوتے بولا تھا۔۔ فرح زور سے ہنسی تھی۔۔ انہوں نے بانہیں پھیلائی تھیں

"تم سب میری آنکھوں کے تارے ہو، تم لوگ ہو تو میری آنکھوں میں روشنی ہے، ورنہ زندگی نے کیا کم ستم ڈھائے ہیں مجھ بوڑھی روح پر"۔۔ وہ سنی کو اپنے بوڑھے بازوؤں میں لیے آبدیدہ ہوئی تھیں۔۔ حیا اُٹھ کر بیٹھی تھی

"دادو یہ غلط بات ہے، آپ روتی ہیں تو ہمیں بھی رونا آتا ہے"۔۔ وہ اُن کے آنسو صاف کرتا بولا تھا

"اور یہ دیکھیں آپا کو"۔۔ وہ اُس کی طرف دیکھ کر بولا جو آنسو روک رہی تھی۔۔

"میرا بچہ، تمہاری آنکھوں کے آنسو میرے دل پر گرتے ہیں حیا"۔۔ عصمت جہاں سنی کو چھوڑ کر اُسے سینے سے لگاتے بولی تھیں۔۔

"آپا روئیں اور اُن کی چمچی نہ روئے ایسا ہوسکتا ہے بھلا!!"۔۔ سنی ایمن کے سر پر ہلکی سے چپت مار کر بولا جو چُپکے سے آنسو بہا رہی تھی۔۔

"السلام و علیکم!!"۔۔ لاؤنج کا دروازہ کھولتے وہ زور دار آواز سے بولا تھا۔۔ عام طور پر اِس وقت سب لاؤنج میں ہی ہوتے تھے۔۔ اُس کو دیکھ کر سب جیسے الرٹ ہوئے تھے۔۔ وہ سیدھا عصمت جہاں کے پاس آیا تھا لیکن پاس بیٹھی حیا کو دیکھ کر ٹھٹکا تھا۔۔

"حیا رو رہی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر سب کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔ کوئی بھی اُس کی آنکھ میں آنسو برداشت نہیں کرسکتا تھا یہ تو ارمان ہاشمی تھا۔۔

"نہیں مان"۔۔ وہ بول کر اُس کے شانے سے لگی تھی، بھائی کو دیکھ کر اُسے آنسو رُوکنا مُشکل ہوا تھا۔۔

دنیا سے وہ جُھوٹ بول سکتی تھی پر ارمان سے آنسو چُھپانا حیا نُور کے لیے مُشکل ترین کام تھا۔۔

"ہاں ناں مان رو رہی ہے آپا، کہ اتنے دن سے مان نے ڈنر نہیں کروایا"۔۔ سنی نے ہنس کر شرارت سے کہا تھا۔۔ سب کے ساتھ اُس کے شانے سے لگی حیا بھی ہنس دی تھی۔۔

"ایک مہینہ ہوگیا ہے"۔۔ وہ اُس کے شانے سے سر اُٹھائے بغیر اثبات میں سر ہلا کر بولی تو وہ بھی ہنس دیا تھا۔۔

"تو اور کیا اتنا مصروف ہوگیا ہے میرا پوتا کہ شکل ہی دیکھے دن ہوجاتے ہیں"۔۔ اُن کی مبالغہ آرائی سے وہ زور سے ہنسا تھا۔۔ اپنے آپ کو سب کے شکنجے میں دیکھ کر اُسے مانتے ہی بنی تھی۔۔

"اوکے اوکے فائن، گیٹ ریڈی وی آر گوئنگ آؤٹ فار دی ڈنر ٹوڈے"

(اچھا اچھا ٹھیک ہے، تیار ہوجاؤ، ہم لوگ آج ڈنر باہر کررہے ہیں)

"ہرّے"۔۔ ایمن کے ساتھ نبیہا اور احمد بھی چیخے تھے۔۔

"فری بڑے بھیا کو فون کردینا"۔۔ وہ فرح سے کہتا سڑھیوں کی طرف بڑھا تھا۔۔

"چائے لے آؤ حیا"۔۔ وہ پلٹے بغیر زور سے بولا تھا۔۔

"لائی"۔۔ وہ خوشی سے جمپ مار کر اُٹھی تھی۔۔

................

وہ سب دو دو گاڑیوں میں بھر کر ریسٹورینٹ آئے تھے۔۔ ارمان کے ساتھ سنی، حیا، عصمت جہاں اور ایمن تھے، جبکہ فرح اور سفیر (بڑے بھیا) بچّوں کے ساتھ اپنی گاڑی میں تھے۔۔

سارا راستہ آگے پیچھے ریس لگاتے

کٹا تھا۔۔

"آپ لوگ آرڈر کریں میں آتا ہوں"۔۔ ارمان کا موبائل بجا تھا وہ اُن لوگوں سے کہہ کر اُٹھا تھا۔۔

بات کر کے وہ جیسے ہی پلٹا کسی نے اُسے آواز دی تھی۔۔

"مان، ارمان ہاشمی"۔۔ کوئی اُس کے سامنے کھڑا آنکھوں میں شرارت لیے پوچھ رہا تھا اُس نے موبائل سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا تھا۔۔

"ابے سالے کہاں غائب ہوگیا تھا"۔۔ ارمان بے اختیار اُس کے گلے لگا تھا۔۔ وہ شیری تھا، شہریار علی اُس کا بچپن کا دوست، شہریار، ارمان اور رمیز نے میٹرک ساتھ کیا تھا پھر شہریار کی فیملی اسلام آباد شفٹ ہوگئی تھی اور آج مُلاقات ہوئی تھی اُن کی۔۔

"میں ٹھیک، تمہارے سامنے، یہیں شفٹ ہوگئے ہیں ہم واپس"۔۔ شہریار نے خوشدلی سے بتایا۔۔

"ایکسیلینٹ، دیٹس سچ آ گریٹ نیوز"

(زبردست، یہ تو بہت ہی اچھی خبر ہے)

"اور بتاؤ تم کیا کرتے ہو آج کل۔۔؟؟"۔۔ شہریار نے اُس سے پوچھا تھا۔۔

"میں الحمداللہ کلینیکل فارماسسٹ ہوں"۔۔ ارمان نے بتایا

"اوئے واہ! تو نے اپنا میڈیکل کا شوق پورا کر لیا"۔۔ وہ شرارت سے قہقہہ لگا کر بولا تھا۔۔ تو وہ بھی ہنسا تھا

"تم اپنا تو بتاؤ ذرا"۔۔ اب کے ارمان نے پوچھا

"میں نے سی ایس ایس کے بعد پولیس لائن جوائن کی ہے، ایس پی شہریار علی"۔۔ وہ سلیوٹ مارتا بولا تو ارمان مُتاثر ہو کر قہقہہ لگا گیا۔۔

"زبردست یار، آخر تو بن ہی گیا پولیس والا"۔۔ اُس کے بچپن کے شوق کو یاد کر کے وہ ہنس کر بولا تھا۔۔

"دیکھ لو"۔۔ وہ بھی ہنس کر بولا تھا

"تجھ سے تو ڈرنا چاہیئے"۔۔ وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کر کے بولا تھا۔ شہریار قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

"اور رمیز کہاں ہوتا ہے آج کل۔۔؟؟"

"یہیں ہوتا ہے، بینک میں فنانس مینیجر ہے"

"اور اِبراہیم۔۔؟؟"۔۔ شہریار نے جیب سے موبائل نکال کر پوچھا۔۔

"وہ امریکہ میں ہی ہوتا ہے، اپنا بزنس ہے اُس کا"۔۔ ارمان نے اُس کے برابر میں نظر ڈالتے کہا تھا، وہ جو کوئی بھی تھی بڑے ذوق و شوق سے اُس کو دیکھ رہی تھی۔۔ اُس کے دیکھنے پر اُس نے نظر جُھکائی تھی۔۔ ارمان کے ہونٹوں کو ہلکی سے مُسکراہٹ نے چُھوا تھا۔۔

" بائے دا وے، میٹ مائی سسٹر آمنہ علی اینڈ مُنوں ہی از مائے بیسٹ فرینڈ ارمان ہاشمی"

(میری بہن سے ملو آمنہ علی اور آمنہ یہ میرا بہترین دوست ارمان ہاشمی ہے)

"السلام و علیکم !!"۔۔ ارمان نے مُسکراہٹ کے ساتھ سلام کیا تھا۔۔

"وعلیکُم السلام!!"۔۔ آمنہ نے ہلکی سے مُسکراہٹ کے ساتھ اُس کو جواب دیا تھا، وہ اپنی نظر ہٹا چُکا تھا لیکن وہ ابھی تک اُس کی مُسکراہٹ کے سحر میں گرفتار تھی۔۔

"آؤ تمہیں اپنی فیملی سے ملواتا ہوں"۔۔ وہ شہریار کو لے کر اپنی ٹیبل پر آیا تھا۔۔

"مان یہاں بھی غائب ہی ہیں آپ"۔۔ اُسے دیکھ کر حیا نے شکوہ کیا تھا۔۔

"اِسے پہچانتے ہو شیری۔۔؟؟"۔۔ وہ حیا کی طرف اشارہ کر کے بولا تھا، سب ہی شہریار اور آمنہ کی طرف مُتوجہ ہوئے تھے۔۔ وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ لوگ پورے تیرا سال بعد مل رہے تھے۔۔

"ڈانٹ ٹیل می یار یہ وہ سات آٹھ سال والی حیا ہے"۔۔ وہ اُسے پہچان کر حیران ہوکر ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔ وہ جھینپی تھی

"بلکل یہ وہی حیا نُور ہے، ماشاء اللہ سے میری بہن اب بڑی ہوگئی ہے"۔۔ وہ اُس کو بازو کے گھیرے میں لے کر مُسکرا کر بولتا آمنہ کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔

"ابھی بھی یہ سب کے نام لیتی ہے۔۔؟"۔۔ وہ شرارت بھرے انداز میں بول کر سب کو حیران اور اُس کو اچھا خاصا شرمندہ کر گیا تھا۔۔

"جی جناب یہ ابھی بھی سب کے نام لیتی ہے"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر ہنس کر بولا تھا، سب ہی ہنس دیئے تھے۔۔

"مطلب میں اب بھی شیری ہی رہوں گا۔۔؟"۔۔ وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔۔ اِس بات پر زبردست قہقہہ پڑا تھا۔۔ وہ بھی شرمندگی سے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

پھر ارمان نے سب سے اُس کا تعارف کروایا تھا۔۔ وہ دونوں انہی کے ساتھ بیٹھ گئے تھے۔۔ وہ کھانا کھاتے ہوئے چُپکے چُپکے اُس کو دیکھ بھی رہی تھی۔۔ اپنے اُوپر اُٹھتی اُس کی نظروں سے وہ بے خبر نہیں تھا۔۔

اور آمنہ علی پہلی نظر کی محبت کا شکار ہوئی تھی۔۔

..............

"کیوں اماں، کیا تھا جو مجھے اور عروج کو بھی لے چلتے آپ لوگ"۔۔ نائلہ کو تو ویسے بھی سب سے ناراض ہونے کا بہانا چاہیئے ہوتا تھا اور اب تو ان لوگوں کا واضح جُرم تھا۔۔

ہوا یوں کہ رات اُن کے نکلنے کے آدھے گھنٹے بعد وہ عُروج کے ساتھ اپنی ماں کے گھر آئی تھیں، گھر پر تالا دیکھ کر انہوں نے ارمان کو فون کیا تھا، اُس وقت تو وہ دونوں واپس چلی گئی تھیں پر اگلے دن بارہ بجے وہ حاضر تھیں۔۔

"اے بی بی بچوں کا دل چاہا چلے گئے باہر، مجھ بڑھیا کو بھی اکیلے ہونے کی وجہ سے مجبوراً جانا پڑا، اب کیا شہر بھر میں اعلان کرتے پہلے"۔۔ وہ بیٹی کے خواہ مخواہ کے غصّے پر بیزار ہوئیں۔۔

"رہنے دیں آپ چاہتی ہی نہیں ہیں کہ میں آپ لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہوں، یہ تو میں ہوں جو بےشرموں کی طرح ہر بار خود سے آجاتی ہوں"۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح بولتی ہی گئیں

"مت آ آکر احسان کیا کر ناں"۔۔ اُنہوں نے چشمہ کیس میں رکھا۔۔ حیا اور فرح نے ایک دوسرے کو دیکھ کر مُسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔

"آؤں گی ضرور آؤں گی میرے باپ کا گھر ہے"۔۔ وہ زور سے بولیں۔۔

"ہاں بس یہی افسوس ہے"۔۔ عصمت جہاں بڑبڑائی تھیں۔۔ اب کے حیا زور سے آئی ہنسی ضبط کرتی اُٹھی تھی۔۔

"اور تم، کب سے آئی بیٹھی ہوں مجال ہے جو چائے پانی کا پوچھا ہو"۔۔ وہ اُسے ہنستے دیکھ چکی تھیں، اب عتاب اُس پر نکلنا تھا۔۔

"جج۔۔جی پھپھو"۔۔ وہ جلدی سے کہتی کچن میں بھاگی تھی پیچھے فرح بھی آئی تھی۔۔ وہ دونوں صحن مین کھلنے والے دروازے سے نکل کر زور سے ہنسی تھی۔۔

"قسم سے یار، کیا ڈرامہ ہیں یہ"۔۔ فرح نے بمُشکل ہنسی روک کر کہا تھا۔۔

"آنی دو دو"۔۔ ڈیڑھ سالہ ارحم کو ایمن گود میں اُٹھائے آئی تھی وہ اُس کی طرف لپکا تھا۔۔

"ماں بیٹھی ہے پر آنی ہی نظر آنی ہے ان محترم کو"۔۔ فرح نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو دیکھ کر کہا جو اب حیا کی گود میں اُسے کچن میں چلنے کو کہہ رہا تھا۔۔

"پیار جو ہے آنی سے"۔۔ اُس نے چٹا چٹ اُس کے گال چُومے تھے۔۔

"اب آجائیں، میں آپ کے بیٹے کا فیڈر بنا رہی ہوں، آپ گھر کی بیٹی کے لیے چائے بنا لیں"۔۔ وہ ایک آنکھ دبا کر شرارت سے کہتی کچن میں چلی گئی تھی۔۔

................

"رمیز آفاق اور حیا!!!"۔۔۔ وہ اپنی پوری قوّت سے چیخا تھا، ریسٹورینٹ میں بیٹھے لوگوں نے حیرت سے اُن دونوں کو دیکھا تھا۔۔

" آر یو سیریس۔۔؟"

اُسے جیسے ابھی بھی یقین نہ آیا تھا۔۔ ارمان ہاشمی چُپ چاپ بس اُسے دیکھے گیا، یہ وہ بات تھی جہاں اُس کا زور نہیں چلا تھا، کتنی ہی منتیں کی تھیں اُس نے اپنے دادا سلطان ہاشمی کے سامنے اور تو اور اب عصمت جہاں بھی کوئی بات سُننے کو تیار نہیں ہوتی تھیں۔۔

"یار کہاں وہ پھول سی معصوم سی حیا اور"۔۔ شریار رُکا تھا جیسے اُس کے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو۔۔

"رمیز، وہ اتنا شدّت پسند، اکھڑ دماغ، کیا سوچا تھا تم لوگوں نے یار"۔۔ اُسے افسوس ہی ہوا تھا۔۔

"میری مرضی چلتی تو ایسا ہوسکتا تھا کیا۔۔؟؟ مجھے تو یہ کہہ کر چُپ کروادیا کہ تم ابھی بچے ہو تمہارا دادا ابھی زندہ ہے، اُن کے بعد آواز اُٹھائی تو دادو نے کہا کہ اب ایک ڈیڑھ سال کی منگنی توڑ دیں ایسا نہیں ہوسکتا، اور اب تو چار سال۔۔۔"۔۔ یہ ارمان ہاشمی کی زندگی کا وہ باب تھا جو اُس کی آنکھوں میں نمی لے آتا تھا، اُس نے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"حیا صرف میری بہن نہیں میرے وجود کا حصہ ہے پر یہاں آ کر میں بھی ہار جاتا ہوں"۔۔ وہ بے بسی سے بول رہا تھا۔۔

"مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ وہ ویسا ہی ہے بدماغ بلکہ کچھ اضافہ ہی ہوا ہے"۔۔ شہریار نے تاسف سے کہا وہ ابھی دو دن پہلے اُس سے مل چکا تھا اور اُسے مایوسی ہوئی تھی

...............

"سنی چاچو! آنی کو آوٹ کریں یہ کسی کی بھی باری نہیں آنے دیتیں"۔۔ احمد روہانسا ہوا تھا۔۔

"ارے تمہارے چاچو کیا آوٹ کریں گے مجھے، اب دیکھنا میں کیسے سکس (چھکا) مارتی ہوں"۔۔ وہ بیٹ تھام کر کھڑی تھی۔۔

"احمد دیکھنا ابھی بولڈ کروں گا تمہاری آنی کو"۔۔ سنی نے ہاتھ گُھما کر اُس کو بال کروائی اُس نے بیٹ گھما کر بال کو دور پھینکا تھا۔۔

"سکس، دیکھا"۔۔ وہ اب بیٹ کو اوپر اٹھا کر شور مچا رہی تھی۔۔

"اماں بڑی ہوگئی ہے یہ اب اِس کو منع کریں رمیز کو بلکل پسند نہیں ہے اِس کا یوں بچوں کے ساتھ بچہ بن جانا"۔۔ سامنے صحن میں بیٹھی نائلہ نے اُسے دیکھ کر باآواز بُلند رمیز کا نام لے کر اپنی ناگواری کا اظہار کیا تھا۔۔

حسبِ عادت رمیز آفاق کا نام سُن کر اُس کا موڈ خراب ہوا تھا اُس نے بیٹ پھینکا تھا۔۔

"بس بھئی میں تھک گئی ہوں"۔۔ وہ ڈوپٹہ کھولنے لگی۔۔

"آنی ابھی آپ آؤٹ نہیں ہوئیں"۔۔ احمد کو بھی اِس کے بغیر مزہ نہیں آتا تھا۔۔

"اے بی بی ابھی وہ اپنے باپ کے گھر میں ہے، یہ اپنے بیٹے کا رعب ابھی میری پوتی پر مت رکھا کرو"۔۔ عصمت جہاں ناگواری سے بیٹی کو ٹوک گئیں۔۔

"میرے بھائی کو بھی پتا نہیں کیا دکھا تھا تم میں، نہ کوئی کلاس نہ۔۔"۔۔ اِس سے پہلے کے عروج آفاق جملہ پورا کرتی سنی نے اُس کی بات کاٹ کر ہمیشہ کی طرح اُسے جلتے توے پر کھڑا کیا تھا۔۔

"اچھی شکل تو ہے ناں آپا کی عروج آپی، آپ کے لیے تو رمیز بھائی کو بہت محنت کرنی پڑے گی"۔۔ انداز دل جلانے والا تھا، وہ جب بھی حیا کو کچھ کہتی سنی ذرا لحاظ نہیں کرتا تھا، حالانکہ وہ حیا سے بھی دو سال بڑی تھی۔۔

"جسٹ شٹ اپ!!


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

تم میرے منہ نہ لگا کرو سمجھے"۔۔ وہ زور سے چیخی تھی۔۔ حیا نے گہرا سانس لیا تھا اُن دونوں کی چونچیں اکثر لڑتی رہتی تھی۔۔

"آپ بھی آپا کا نام نہ لیا کریں"۔۔ وہ دوبدو بولا تھا۔۔

"سنی دیکھ لیا کرو سامنے کوئی بڑا ہے چھوٹا ہے، تم ہاتھ سے ہی نکل جاتے ہو، آنے دو ارمان کو کرواتی ہوں تمہیں سیدھا"۔۔ عصمت جہاں نے سختی سے اُسے ڈانٹا تھا۔۔

"آپ اِن کو سمجھائیں آپا کا نام نہیں لیا کریں"۔۔ وہ نیچے پڑی بیٹ کو اپنے پیر سے کک مارتا دروازے سے باہر نکل گیا تھا۔۔

"تمہیں تو اب بھائی سیدھا کریں گے"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی بڑے دروازے سے اندر چلی گئی۔۔

"خوش ہوگئی ہو تم اپنی منحوسیت پھیلا کر"۔۔ نائلہ اُس کے پاس آکر دھیمے پر ناگواری سے کہتی بیٹی کے پیچھے گئی تھیں۔۔ اُن کی بات پر وہ دھک سے رہ گئی تھی۔۔ آنکھیں پل میں بھیگی تھیں۔۔

"حیا ادھر آؤ، اِن کی باتوں پر کان نہیں دھرا کرو بیٹا، میں ہار گئی ہوں اپنی بیٹی کے آگے، تم بھی اِن کو اِن کے حال پر چھوڑ دو"۔۔ وہ چلتی ہوئی اُن کی گود میں سر رکھتی ہمیشہ کی طرح اپنے آنسو پینے کی کوشش کرنے لگی۔۔

...................

ارمان گھر آیا تو عصمت جہاں نے اُس سے سنی کے مُتعلق بات کی تھی، ایسا نہیں تھا کہ وہ ارمان سے اُس کی شکایت کر رہی تھیں، اُنہیں لگا کہ اِس طرح وہ منہ زور ہوجائے گا۔

اُس نے اُن کو تسلی دی تھی کہ وہ اُس کو سمجھائے گا

"مان آپ کے لیے چائے لے آؤں"۔۔ اُس نے ہمیشہ کی طرح اُس کے گھر آنے کے بعد پانی کا گلاس بڑھائے اُس سے چائے کا پوچھا۔۔

"نہیں گڑیا، تم بتاؤ سنی کہاں ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ موبائل پر کچھ چیک کرتے کھڑے ہوتے بولا

"وہ اپنے کمرے میں ہے"۔۔ وہ کہہ کر اُس کا چہرہ دیکھنے لگی، اُس کے دیکھنے پر ارمان نے موبائل سے نظر ہٹا کر اُسے دیکھا۔۔

"حیا تمہیں عروج نے کیا کہا تھا۔۔؟؟"۔۔ عصمت جہاں نے اُسے بس یہ بتایا تھا کہ سنی اور عروج کی لڑائی ہوئی ہے، لیکن اُسے پتا تھا کہ سنی عروج سے ہمیشہ اُس کے لیے لڑتا تھا۔۔

"کچھ نہیں مان، آپ کو پتا تو ہے وہ دونوں خواہ مخواہ لڑتے ہیں"۔۔ اُس نے ہمیشہ کی طرح اپنا دُکھ خود تک رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔

"اچھا میری بلیو اسٹرائپس والی شرٹ اور وائیٹ جینز نکال دو مجھے شیری کے پاس جانا ہے"۔۔ وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتا اُوپر چلا گیا تھا۔۔ کپڑے دھلے تھے آج، وہ دھلے کپڑوں کے ڈھیر میں اُس کی بلیو شرٹ دیکھنے گئی تھی۔۔

"سنی"۔۔ وہ سنی کے کمرے میں داخل ہوا تھا جو بیڈ پر کتابیں کھول کر بیٹھا تھا۔۔

"مان آپ آئیں"۔۔ وہ کتابیں سمیٹتا اُس کے لیے جگہ بناتے بولا۔۔

"تم نے عروج سے بدتمیزی کی ہے۔۔؟"۔۔ وہ اُس کے بیڈ پر بیٹھ کر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"اُنہوں نے آپ سے میری شکایت کی ہے؟؟، حالانکہ شروع ہمیشہ وہی کرتی ہیں"۔۔ وہ سیخ پا ہوا تھا۔۔

"تو تم اُس سے یا کسی بھی بڑے سے بدتمیزی کرو گے۔۔؟"۔۔ وہ سختی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"مجھ سے نہیں ہوتا برداشت جب وہ آپا کے بارے میں الٹا سیدھا بولتی ہیں"۔۔ وہ غصّے سے بولا۔۔

"تم کس کس کی زبان پکڑو گے۔۔؟؟۔۔ لوگ ہمارے بارے میں بات کرتے ہیں لوگوں کا کام ہی بکواس کرنا ہوتا ہے، اگر ہم ہر کسی کی بکواس کا رُک رُک کر جواب دیں گے تو ہم اپنا ہی وقت برباد کرتے ہیں"۔۔ وہ اب اُسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔

"اور بیٹا اگر کیچڑ میں پتھر پھینکیں گے تو چھینٹوں سے ہمارے ہی کپڑے خراب ہوں گے ناں۔۔؟؟۔۔ اُس نے تم سے بدتمیزی کی تم نے مزید بدتمیزی کی بُرے تم بنے، سب نے کہا سنی بدتمیز ہوگیا ہے"۔۔ وہ رُکا تھا۔۔

"مان آپ کے کپڑے نکال دیئے ہیں"۔۔ جب وہ اندر داخل ہوتے بولی تھی۔۔ ارمان نے ایک نظر اُسے دیکھا تھا۔۔

"اور تم دونوں مجھے اِس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہو، تم دونوں کی کوئی بات مجھ تک پہنچے گی تو لوگ میری تربیت پر اُنگلی اُٹھائیں گے"۔۔ وہ خود اتنا بڑا نہیں تھا صرف ساڑھے ستائیس سال لیکن یہ سچ تھا کہ وہ اُن دونوں کا ماں باپ بڑا بھائی سب کچھ تھا۔۔ اُن دونوں کے لیے بھی وہ باپ کا درجہ رکھتا تھا۔۔ وہ کھڑا ہوا تھا

"آئم ساری مان"۔۔ سنی شرمندہ ہوتے اُس کے گلے لگا تھا۔۔ ارمان نے سنی کے ساتھ ہاتھ بڑھا کر حیا کو بھی گلے لگایا تھا۔۔

...............

"بندے کو بیوی کو اوقات میں رکھنا چاہیئے"۔۔ وہ فون پر بات کر رہا تھا۔۔ حیا کچن سے اُس کے لیے چائے لیے نکلی تھی۔۔

"بیوی سے بیوی والے کام ہی لینے چاہیئے بس"۔۔ وہ اُس کو گہری بےباک نظروں سے دیکھتا بولا۔۔ ہمیشہ کی طرح اُس کے دیکھنے پر وہ خود میں سمٹی تھی۔۔ وہ کپ رکھ کر مُڑنے کو تھی، جب وہ اُس کی کلائی تھام گیا۔۔ حیا کے پورے جسم میں چونٹیاں رینگ گئی تھیں۔۔ وہ ایک جھٹکے سے مُڑی تھی۔۔ اُس نے اشارے سے اُسے رکنے کو کہا تھا اُس کی مُستقل مزاحمت پر رمیز نے اُس کی کلائی چھوڑی تھی۔۔ وہ آنسو پیتی اپنی کلائی سہلاتی رہی تھی۔۔

"تم بٹھاؤ اپنی بیوی کو سر پر، میں اپنی بیوی کو اُس کی جگہ پر رکھوں گا، یعنی کہ جو اُس کا کام ہے وہی کرے گی بس، میری زندگی میں دخل دے گی تو بھگتے گی"۔۔ وہ اُس کو دیکھتا استہزائیہ انداز میں بولا۔۔ اُس کی بےباک بکواس اور بےباک نگاہوں سے اُس کا چہرہ ذلت سے سُرخ ہوا تھا۔۔

"چلو رکھو، ملتے ہیں پھر"۔۔ اُس نے فون رکھ کر اُس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔

"تم اپنا رویہ درست کرو عروج کے ساتھ، ورنہ مجھے دماغ ٹھیک کرنا آتا ہے"۔۔ وہ نخوت سے بول رہا تھا۔۔

"میں نے کچھ نہیں کہا اُسے"۔۔ وہ آنسو پیتے بولی تھی۔۔

"بکواس نہیں۔۔ مجھے بحث کرتی عورتیں زہر لگتی ہیں"۔۔ وہ بےزاری سے بولا تھا، تبھی باہر ارحم کے رونے کی آواز آئی تھی۔۔ وہ بےساختہ باہر کی طرف دوڑی تھی۔۔ رمیز نے ناگواری سے اُسے دیکھا تھا۔۔

.............

"ایک نظر مجھے بھی دکھا دو مُنو"۔۔ جویریہ نے اُس کے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔۔

"کِس کو دکھا دوں۔۔؟؟"۔۔ آمنہ نے حیرت سے خود سے ڈیڑھ سال بڑی بہن کو دیکھا تھا۔۔

"وہی ہیرو۔۔ جس نے میری بہن کے ہوش و حواس سب اُڑا دیئے ہیں"۔۔ اُس نے شرارت سے کہا۔۔ وہ دونوں لان میں بیٹھی تھیں شام کے سات بج رہے تھے۔۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے جوئی، وہ بھائی کے دوست ہیں، ڈیشنگ اسمارٹ بندہ ہے میں نے تمہیں آ کر بتا دیا اور تم نے کہانی بنادی"۔۔ وہ بظاہر لاپروائی اور خفگی سے بولی تھی۔۔

تبھی چوکیدار کے گیٹ کھولنے پر کوئی اندر آیا تھا۔۔

"ہیں یہ کیسے آگئے۔۔؟؟"۔۔ اُس کی آنکھوں میں ستارے روشن ہوئے تھے، جویریہ نے ایک نظر دروازے سے اندر آنے والی شخصیت پر ڈال کر واپس بہن کو دیکھا تھا، جس کی چمکتی آنکھیں ابھی کچھ دیر پہلے کہی گئی اپنی ہی بات کو جُھٹلا رہی تھیں۔۔

"تو یہ ہیں ارمان ہاشمی"۔۔ وہ معنی خیزی سے کہہ کر اُٹھی تھی۔۔

"تمہیں کیسے پتا چلا۔۔؟؟"۔۔ حیرت سے پوچھتی وہ بھی اُٹھی تھی۔۔

"اِنہیں دیکھ کر تمہاری آنکھوں میں جو سو والٹ کے بلب جل اُٹھے ہیں ناں اُنہوں نے بتایا"۔۔ وہ شرارت سے کہہ کر اُس کی طرف بڑھی تھی۔۔

"السلام و علیکم! آپ ضرور بھائی کے فرینڈ ارمان ہاشمی ہیں، میں اُن کی بہن جویریہ علی اور اس سے تو آپ مل ہی چکے ہیں مُنو"۔۔ وہ شائد بہت زیادہ بولتی تھی۔۔

"وعلیکُم السلام!"۔۔ ارمان نے مُسکرا کر صرف جواب پر اکتفا کیا پھر ایک نظر جویریہ کے دائیں جانب ڈالی جہاں وہ اُس دن کی طرح سب کچھ بھلائے دھیمی مُسکراہٹ کے ساتھ اُسے دیکھے جارہی تھی۔۔

"آپ پلیز شیری کو بُلا دیں"۔۔ وہ براہ راست آمنہ کی آنکھوں میں دیکھ کر اپنی دلفریب مُسکراہٹ سے بولا، جہاں ارمان کو اپنا واضح عکس نظر آیا تھا۔۔ وہ گڑبڑائی تھی۔۔

"بج۔۔ جی میں ابھی بھائی کو بھیجتی۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ اپنا جُملہ پورا کرتی شہریار باہر آیا تھا، اُسے شائد چوکیدار نے اُس کی آمد کا بتایا تھا۔۔

"مان یار اندر آجاؤ"۔۔ شہریار نے اُسے پکارا۔۔

"نائس ٹو میٹ یو جویریہ"

(آپ سے مل کر اچھا لگا جویریہ)

وہ جویریہ سے کہتا ایک مُسکراتی نظر اُس پر ڈال کر اندر بڑھ گیا۔۔

"اوئے ہوئے!! مار ڈالا یار بندہ ایسا ہے کہ اُس کے پیچھے دیوانہ ہوا جائے"۔۔ بلیو اور وائیٹ شرٹ اور وائیٹ جینز پر وائیٹ ہی جوگرز پہنے جویریہ کو وہ پہلی نظر میں ہی اچھا لگا تھا۔۔

"اور مُنو مبارک ہو، آگ دونوں طرف برابر لگی ہے"۔۔ ارمان نے جس طرح آمنہ کو دیکھا تھا اُسے پکا یقین ہوگیا تھا کہ ارمان ہاشمی بھی آمنہ علی کا دیوانہ ہوا تھا۔۔

"اُفف پتا نہیں کیا بول رہی ہو تم"۔۔ وہ اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتے اندر بھاگی تھی۔۔۔

"بیٹا جی دل میں لڈو پھُوٹ رہے ہیں، تمہاری یہ آنکھیں ہیں ناں کسی نیوز چینل کی طرح تمہارے دل کا حال نشر کر دیتی ہیں"۔۔ وہ بھی کہتی اُس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔

..............

ہارون علی کے تین بچّے تھے۔۔ سب سے بڑا شہریار علی، جس نے سی ایس ایس کرنے کے بعد پولیس لائین جوائین کی تھی، جو کہ اپنی چچازاد سے منسوب تھا۔۔

اُس سے چار سال چھوٹی جویریہ علی، جس نے گریجویشن کے بعد تعلیم کو خیر باد کیا تھا۔۔ اُس کا نکاح کیا جا چُکا تھا دو تین مہینوں میں اُس کی رُخصتی تھی۔۔

اُس سے ڈیڑھ سال چھوٹی آمنہ علی جو کہ میڈیکل کے فائنل ایئر میں تھی۔۔

...............

نائلہ خیر سے اپنے گھر جا چُکی تھیں، وہ آج کالج سے آ کر نماز اور کھانے کے بعد جو سوئی تو ساڑھے پانچ بجا لائی تھی۔۔

ابھی بھی نماز پڑھ کر لاؤنج میں آئی تھی، اور اِدھر اُدھر دیکھے بغیر کسل مندی سے حسبِ عادت عصمت جہاں کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موند گئی تھی۔۔ اُس کی نیند مُشکل سے ہی جاتی تھی۔۔

اُس نے حیرت سے اُس کو دیکھا تھا اور پھر مُسکرا دیا تھا۔۔

"بیٹا آس پاس دیکھ بھی لیا کرو"۔۔ انہوں نے اُسے سرزنش کی۔۔ اُس نے اپنے بالوں سے کیچر اُتارا تھا

"دادو میں نے دیکھ لیا ہے اِن کو، آپ خوش ہوجائیں آپ کے لاڈلے جلدی آگئے ہیں"۔۔ ہنوز اُن کی گود میں ہی سر چھپائے کہتی وہ سب کو حیران کر گئی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا

"آپااا!!!"۔۔ سنی نے حیرت سے اُسے پُکارا تھا۔۔

"مطلب تمہیں پہلے سے پتا ہے کہ۔۔"۔۔ اِس سے پہلے کے فرح اپنا جُملہ پورا کرتی وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔۔شہد رنگ لمبے بال کھلے ہونے کے سبب دائیں بائیں بکھرے تھے۔۔ اُس نے اُس کے سُندر رُوپ کو آنکھوں میں بسایا تھا۔۔

پانچ سالوں میں بہت کچھ بدلا تھا، وہ بڑی ہوگئی تھی اور خوبصورت بھی۔۔

"اب مان آج جلدی آگئے ہیں تو اِس میں اتنا حیرت کی کیا بات ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ فرح کو دیکھ کر آنکھوں میں اُلجھن لیے پوچھ رہی تھی۔۔ اُس کی بات پر سب ہی ہنسے تھے۔۔ ارمان کا قہقہہ بُلند

تھا۔۔

"لو جی یہ اب تک ماں کے بارے میں بات کر رہی ہیں"۔۔ سنی نے با آواز بُلند کہہ کر اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا، اُس کی بات پر وہ ہنسا تھا۔۔

"کیا شیری کی طرح تم سے بھی پوچھنا پڑے گا پہچانا۔۔؟؟"۔۔ ارمان کی مُسکراتی ہوئی آواز آئی، اِس سے پہلے کہ وہ اُس کی طرف مڑتی، انتہائی شستہ اردو میں جواب آیا، جس میں امریکن لب و لہجے کی آمیزش واضح تھی

"کیسے بھول سکتا ہوں میں"۔۔ وہ دلکشی سے بول کر ہنسا تھا، وہ ساکت بیٹھی رہی تھی۔۔

پانچ سال بعد یہ آواز سُنی تھی۔۔ حیا کا دل چاہا وہ غائب ہوجائے۔۔

"بھائی آپ سچ میں ہمیشہ کے لیے آئے ہیں ناں۔۔؟؟"۔۔ سنی نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔

"میری بوڑھی جان میں اب مزید طاقت نہیں رہی کہ اپنے بچّوں کی جُدائی برداشت کر سکوں"۔۔ وہ رو پڑیں تھیں۔۔ وہ اُٹھ کر اُن کے پاس آیا تھا۔۔ وہ بے ساختہ تخت سے اُٹھ کر کیچڑ میں بال جکڑ گئی تھی۔۔

"گرینی، میں کہیں نہیں جاؤں گا اب پرامس، میں واپس آگیا ہوں"۔۔ وہ اُن کا بوڑھا وجود اپنے مضبوط بازوؤں میں لیتا بولا تھا۔۔

"میں اپنے بچّوں کے کندھوں پر قبر میں اُترنا چاہتی ہوں، میں تھک گئی ہوں اپنے بچوں کی دائمی جُدائی۔۔۔ بس میرے اللہ اب بس۔۔"۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔۔ سب کی آنکھیں نم ہوئی تھیں

"گرینی میں نے آپ کو واقعی میں تکلیف دی پر ایسا تو نہ کریں پلیز"۔۔ وہ بے بسی سے نم لہجے میں بولا تھا۔۔

"دادو آپ ایسی باتیں کر کے ہمیں کمزور کرتی ہیں"۔۔ ارمان نے انہیں دوسری طرف سے تھاما۔۔

"اور کیا آپ کے چار چار جوان بیٹے ہیں"۔۔ سنی کے کہنے پر سب کے چہروں پر مُسکراہٹ دوڑی تھی۔۔ سب سے نظر بچا کر وہ اُٹھ کر اوپر سنی کے کمرے میں گئی تھی۔۔

"ماشاء اللہ ایسے منہ پھاڑ کر نہیں کہتے"۔۔ وہ دہل کر بولیں تو پھر سے سب ہنسے تھے۔۔

"سفیر"۔۔ انہوں نے بڑے بھیا کو پکارا۔۔

"جی دادو"۔۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر آئے تھے

"میرے ابراہیم کا صدقہ دے دینا کل"۔۔ وہ ابراہیم کی پیشانی چُوم کر بولیں، ہر مہینے وہ اپنے سب پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں کا صدقہ نکالتی تھیں۔۔

"نہیں بلکہ میرے سارے بچّوں کا نکال دینا، میں ذرا شُکرانے کے نفل پڑھ لوں"۔۔ وہ اُٹھی تھیں۔۔ اِبراہیم کی نظروں نے اُسے ڈھونڈا تھا وہ کہیں نہیں دکھی تھی۔۔

...............

"اِبراہیم ہاشمی!!"۔۔ اُس کے لب سرسرائے تھے۔۔

"اب کیوں آئے ہیں آپ، کیوں آئے ہیں"۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

"مجھے زندہ قبر میں ڈال تو دیا تھا اب مٹّی ڈالنے آئیں ہیں"۔۔ وہ واش روم کے دروازے کے ساتھ لگی بیٹھتی چلی گئی۔۔

"کبھی معاف نہیں کروں گی میں آپ کو کبھی بھی نہیں!!"۔۔ اُس نے اپنے بال کیچر سے آزاد کیئے

تھے۔۔ شہد رنگ بال پُشت پر بکھرے تھے۔۔

"نیور!!"

(کبھی نہیں!!)

اُس نے زور سے کیچر کو دیوار پر دے مارا تھا، بیدردی سے آنسو پونچ کر وہ اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

..................

رات تک نائلہ، عروج اور تو اور رمیز آفاق بھی حاضر تھے، چھوٹی دادو بھی پنجاب سے ٹرین میں بیٹھ چُکی تھیں۔۔

"ایسے ہی کوئی پرائم منسٹر آگیا ہے جیسے"۔۔ اُس نے اپنا غصّہ چُھری پر نکالا۔۔

"آپا ہالی وُڈ کے ہیرو سے کم بھی نہیں ہیں بھائی"۔۔ ایمن نے ٹماٹر چھیلتے اُس کے غصّے کو مزید ہوا دی تھی، اُس نے چُھری رکھ کر ایمن کو گھورا تھا

"یہ بات تو ہے ویسے، میرا دیور ہے بہت ہینڈسم، کول، ڈیشنگ"۔۔ فرح نے اُس کی شان میں قصیدے مِلائے جو کہ اتنا مبالغہ آرائی بھی نہیں تھی۔۔ چھ فٹ ایک انچ قد، چوڑے شانے، گہری سیاہ آنکھیں جو مُقابل کی طرف اگر ایک خاص انداز سے اُٹھتیں تو بندہ چاروں شانے چِت ہوجائے، سیاہ گھنے بال، کھڑی ناک، ہلکی ہلکی شیو ، اُس پر متضاد اُس کا امریکن لب و لہجہ، شستہ اردو۔۔ یہ تھا اِبراہیم ہاشمی

"اردو تو خیر اُس کی ہم سُن ہی چُکے تھے پانچ سال پہلے اب تو اور کلیئر (صاف) ہوگئی ہے"۔۔ فرح نے پانچ سال پہلے کا ذکر کر کے اُسے جیسے پھر سے آگ کی بھٹی میں پھینک دیا تھا۔۔

"اللہ کا واسطہ ہے آپ دونوں کو، یہیں رہیں گے وہ دیکھتے رہیئے گا ساری زندگی اُن کو، ابھی چُپ

ہو جائیں پلیز"۔۔ وہ اپنا سر تھام کر چلائی تھی۔۔

"حیا گڑیا!!"۔۔ فرح نے اُسے دونوں کندھوں سے تھاما تھا۔۔

"کیا ہوا آپا۔۔؟؟"۔۔ ایمن بھی پریشان ہوئی تھیں۔۔ اُسے پل میں خود کو سنبھالنا پڑا تھا۔۔

"پھپھو آئی ہیں، ابھی کھانا چاہیئے ہو گا اُنہیں، آپ لوگوں کو کچھ نہیں کہتیں، طنز کے تیر مجھ پر چلیں گے، اِس لیے آپ دونوں پلیز جلدی کریں ناں"۔۔ اُس نے آنکھیں چُراتے بمُشکل خود کو سنبھال کو بولی۔۔

وہ لوگ رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔۔

..............

"حیا تمہیں ابھی بھی یاد ہے کہ اِبراہیم کھیر بڑے شوق سے کھاتا ہے۔۔؟؟"۔۔ فرح نے ڈائینگ ٹیبل پر اُس کی بنائی ہوئی کھیر رکھی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا

"میں نے تو ایسے ہی بنا دی تھی، احمد اور نبیہا بہت دنوں سے کہہ رہے تھے"۔۔ خود پر سب کی نظریں محسوس کر کے وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔

رمیز آفاق نے ناگواری سے اپنے لب بھینچے تھے۔۔

فرح اور اُس نے ڈائینگ ٹیبل پر کھانا لگا دیا تھا۔۔

"تم نہیں کھا رہیں۔۔؟؟"۔۔ سب کے بیٹھنے کے بعد وہ وہاں سے کھسکنے کو تھی جب ارمان نے اُس کی کلائی تھام کر اُسے روکا تھا۔۔

"مان میں نے لنچ لیٹ کیا تھا"۔۔ وہ سر جُھکائے بولی تھی۔۔

"حیا ایک گلاس پانی پلیز"۔۔ جب اچانک وہ اُس سے مُخاطب ہوا تھا۔۔ اُس نے بریانی بنائی تھی جس

میں مرچیں نارمل ہی تھیں پر فرح کی بنائی گئی کڑھائی میں مرچیں روز کی طرح تیز تھیں۔۔

"لو کسی نے پانی نہیں رکھا"۔۔ عصمت جہاں سے اپنے نواسے کی حالت برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ پانی لانے گئی تھی۔۔

"فری اب سے کھانے میں مرچیں کم کر دو تم"۔۔ وہ فرح سے بولی تھیں۔۔ سب ہی اُن کی بات پر مُسکرائے تھے سوائے رمیز آفاق اور نائلہ کے۔۔ رہی عروج تو وہ کب سے اُس کو دیکھنے میں مصروف تھی۔۔

وہ جلدی میں گلاس میں ہی پانی لائی تھی۔۔ گلاس اُس کو تھمایا، اُن کی نظریں ملی تھیں اُس نے سرعت سے نظر پھیری تھی۔۔

"آنی مجھے بھی"۔۔ احمد نے کہا

"اب کیا ایک ایک کے لیے پانی لاؤ گی۔۔؟؟"۔۔ اُس پر ایک طنزیہ نظر ڈالتا رمیز آنکھوں میں ناگواری لیے بولا تھا۔۔ ابراہیم نے چونک کر رمیز کو دیکھا تھا۔۔

"حیا گڑیا جگ لے آؤ"۔۔ ارمان بہن کا ہاتھ تھام کر ہلکے سے بولا تھا

"ایمن تم سے ایک پانی کا جگ نہیں رکھا گیا۔۔؟"۔۔ عصمت جہاں نے ایمن کو آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔ جو ٹیسٹ کا بہانہ کیے کچن سے چھٹی کیے ہوئے تھی۔۔ حیا نے جگ ٹیبل پر رکھا۔۔

"دادو"۔۔ وہ منمنائی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں دادو آج ہی تو نہیں تھا جگ، روز تو ہوتا ہے"۔۔ ارمان نرمی سے بولا تو سب چُپ ہوئے تھے۔۔

..............

"ڈیڈ کے کچھ پروجیکٹس تھے، جو جاتے ہی میں نے ہینڈل کر لیے تھے، میں نے بزنس پر بہت محنت کی ہے، وہاں سے سب وائینڈ اپ (سمیٹ) کرنے کا سوچا ہے، آہستہ آہستہ ان شاءاللہ یہاں سیٹ کرنا ہے سب کچھ"۔۔ اِس وقت سب ہی لاؤنج میں بیٹھے تھے، رمیز آفاق سمیت۔۔

"اللہ آسانی کرے گا میرے بچّے کے لیے"۔۔ عصمت جہاں نواسے کو دیکھ دیکھ کر نہال ہو رہی تھیں۔۔ وہ مُسکرادیا تھا۔۔

"گرینی آپ کی دعائیں ہی چاہیئے"۔۔ وہ انکساری سے بولا۔۔

"میرے پاس اب دعائیں ہی تو بچی ہیں اپنے بچوں کے لیے"۔۔ وہ آبدیدہ ہوئی تھیں۔۔

"بھائی میں بہت خوش ہوں"۔۔ سنی نے اُس کے گرد بازو پھیلا کر اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔۔ تبھی وہ چائے لے آئی تھی سب کے لیے۔۔ اُس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی تھی۔۔

"مجھے گاڑی لینی ہے"۔۔ وہ اُس پر ایک نظر ڈال کر ارمان سے بولا۔۔

"کل چلتے ہیں"۔۔ ارمان حیا کے ہاتھ سے کپ لیتا بولا۔۔ بلیک اور ریڈ امتزاج کے لمبے سے فراک اور ریڈ ڈوپٹے میں وہ اُسے دلکش کے ساتھ خاصی سنجیدہ بھی لگی۔۔

سب کو کپ پکڑا کر سب سے آخر میں اُس کے ہاتھ میں کپ پکڑایا تھا۔۔ وہ اُسی کو دیکھ رہا تھا، لیکن حیا نے ایک بار بھی اُس کی طرف نگاہ نہیں اُٹھائی تھی، اُس کی ناراضگی پر وہ مُسکرا دیا تھا۔۔ حیرت کا جھٹکا تو اُسے تب لگا جب اُس نے اپنے کپ میں کافی پائی۔۔ پانچ سال بعد بھی وہ اُس کے کہے بغیر اُس کے لیے کافی لائی تھی۔۔

...............

"حیا! ایمن ابراہیم کا کمرا صاف کر کے آگئی ہے، اُسے چادر کہاں بچھانے آتی ہے، جا کر بچھا کر آؤ،

کب سے ارمان کے کمرے میں بیٹھا ہے میرا بچّہ"۔۔ ابھی رات کے کھانے سے فارغ ہوئے تھے عصمت جہاں نے اُسے نیا حکم صادر کیا تھا، اُس نے لب بھینچے تھے۔۔

اِس کمرے میں وہ دوبارہ کبھی بھی قدم نہیں رکھنا چاہتی تھی۔۔ یہ کمرا لاک ہی رہتا تھا پانچ سالوں میں عصمت جہاں اپنے نواسے کی آنے کی آس میں ہر مہینے اِس کمرے کی صفائی کروا کر لاک کروا دیتی تھیں۔۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی نظر اُس کے سامان پر پڑی، جہاں رکھا گٹار واضح نظر آرہا تھا۔۔ وہ دھیرے دھیرے قدم رکھتی اندر آئی۔۔

بیڈ شیٹ بچھا کر وہ جانے کے لیے مُڑی ہی تھی جب سائیڈ ٹیبل پر پڑی اُن دو چیزوں نے اُسے بُری طرح ٹھٹکا دیا تھا۔۔

"تو آپ نے یہ بھی شروع کردی ہے"۔۔ اُن دونوں چیزوں کو ہاتھ میں پکڑے وہ بڑبڑائی تھی۔۔

جب اپنے پیچھے دروازے پر ہونے والے کھٹکے سے وہ چونک کر مُڑی تھی۔۔

"حیا!!"۔۔ اُسے سامنے دیکھ کر اُس نے اُسے دل کی پوری شدت سے پکارا تھا۔۔ وہ اُس کے سامنے تھی، پورے پانچ سال بعد وہ اِس چہرے کو دیکھ رہا تھا، جس کے خیال نے اُسے کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔۔ اُس کی پُکار اُس کی دل کی حالت کا پتا دے رہی تھی۔۔

بلیو جینز اور ڈینم کی بلیو شرٹ میں وہ اُس کے سامنے تھا، اِن پانچ سالوں میں وہ اب بائیس سال کا لڑکا نہیں رہا تھا، چوڑے شانے، فراخ سینا، بازو مزید مضبوط ہوئے تھے۔۔

اُن گہری کالی مُقابل کو جکڑنے والی آنکھوں کو اُسے آج پانچ سال بعد قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔۔ وہ آنکھیں، وہ دو ستارے، وہ مُسکراہٹ۔۔ اِن ساری چیزوں نے حیا کو ہر رات رُلایا تھا۔۔

"کیسی ہو۔۔؟؟"۔۔ وہ اپنی سحر انگیز مُسکراہٹ سمیت دلکش اپنے لب و لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ متناسب سراپا بھرا بھرا ہونے کے باوجود نرم و گداز تھا، سرخ و سپید رنگت، شہد رنگ بلکل سیدھے لمبے بال، بالوں کی ہم رنگ آنکھیں، گلابی بھرے بھرے لب، قد کچھ اور لمبا ہوا تھا، پانچ سالوں میں وہ ابراہیم ہاشمی کو مزید خوبصورت لگی تھی۔۔

پیچھے مُڑے بنا ہاتھ میں پکڑا ریڈ اسٹائلش لائٹر اور سگریٹ کا پیکٹ بیڈ پر پھینک کر سینے پر دونوں بازو باندھے آنکھوں میں سرد تاثرات لیے وہ اُسے گھور رہی تھی۔۔

اُس کی نظر اُس کے چہرے سے ہوتی اُس کی گردن کے دو تِلوں میں اُلجھی تھی، جن کی دیوانی وہ سات سال کی ہی عمر میں ہی ہوئی تھی۔۔ اُس نے بمُشکل اُن سے نظریں ہٹا کر اپنی سرد شہد رنگ آنکھیں اُس کی سیاہ گہری آنکھوں میں گاڑھی تھیں جو اُس کو دیکھ کر مزید روشن ہوئی تھیں۔۔

" آئی مسٹ سے، یو گریو اپ ویری پریٹی ماشاءاللہ"

(میں ضرور کہوں گا تم بڑی ہو کر اور خوبصورت ہوگئی ہو)

وہ اُس کے تاثرات کو خاطر میں لائے بغیر ہنس کر بولے جارہا تھا۔۔ اُس کی بات پر اُس کے چہرے پر ناگواری پھیلی تھی۔۔ اُسے مُسلسل خاموش دیکھ کر کچھ پل کو وہ چُپ ہوا تھا پھر دو قدم اُس کے نزدیک ہوا تھا۔۔

"حیا تم ناراض ہو مجھ سے۔۔؟؟"۔۔ اب کہ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ ناراض ہے۔۔

...............

"یہ اِبراہیم کو ذرا عقل نہیں آئی، سب کچھ چھوڑ چھاڑ پاکستان آگیا، یہاں کیا رکھا ہے بھلا، لوگ باہر

کے ملک جانے کو ترستے ہیں اِسے دیکھو بوریا بستر باندھ کر آگیا واپس"۔۔ نائلہ کو اُس کا ہمیشہ کا آنا ہضم نہیں ہورہا تھا۔۔

"پانچ سال سے میرا بچہ اکیلا پردیس میں رہ رہا تھا، پردیس یہاں بیٹھے لوگوں کو حسین خواب دکھاتا ہے، پر وہاں رہنے والوں کو اپنوں کی جُدائی پل پل مارتی ہے"۔۔ بیٹی کو دیکھتی وہ نم لہجے میں بولیں۔۔

"اماں آپ کو کیا پتا باہر کے مزے"۔۔ چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے سامنے اُن کی ماں نہیں کم عقل بچہ ہو۔۔

"امی میں جارہا ہوں"۔۔ رمیز دروازے پر کھڑا عصمت جہاں اور ماں کی ساری گفتگو سُننے کے بعد بیزاری سے بولا تھا۔۔

"ارے بیٹا رُک جاؤ آج کی رات، بھائی اتنے سالوں کے بعد گھر آیا ہے"۔۔ وہ اپنے نخریلے نواسے کو دیکھ کر محبت سے بولی تھیں، جس کے مزاج ہمیشہ سوا نیزے پر رہتا ہے۔۔

"نہیں نانو، مجھے صرف اپنے بیڈ پر نیند آتی ہے"۔۔ وہ ناگواری دبا کر ازحد بیزاری سے بولا۔۔ وہ بھی جیسے اُس کے سارے موڈ جانتی تھیں، چُپ ہوگئی تھیں۔۔

"اچھا جاؤ تم میں دو تین دن رُکو گی مزید"۔۔ نائلہ اُس کو بغور دیکھ کر بولیں، انہیں پتا تھا کہ اُسے اِبراہیم کا آنا ناگوار گزرا تھا۔۔

"صبح ناشتہ یہیں آکر کرنا، اللہ کے امان میرا بچہ"۔۔ عصمت جہاں کے لہجے میں محبت تھی، وہ کچھ بولے بغیر پلٹا تھا۔۔

..............

"ناراض!! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ مُسکرا کر خیریت پوچھنے سے سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس کا لہجہ نم ہوا تھا۔۔ سامنے کھڑے وجود کا ہر عضو، وہ من موہنا چہرا، اِبراہیم ہاشمی کو جتانا چاہ رہے تھے کہ تم سے لاتعلقی ہے لیکن وہ شہد رنگ آنکھیں اپنے اندر بے انتہا کرب سموئے چیخ چیخ کر اُس کے آگے خاموشی سے اپنی مُحبت پر ماتم کناں تھیں۔۔

"اِٹس بین فائیو ائیرز حیا، یو آر سِٹل اینگری ود می۔۔؟؟"

(پانچ سال ہوگئے ہیں حیا، تم ابھی بھی مجھ سے ناراض ہو۔۔؟)

وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"ڈز ٹائم رئیلی ہیل ایوری تھنگ۔۔؟؟"

(کیا وقت سچ میں ہر چیز کو ٹھیک کر دیتا ہے۔۔؟؟)

وہ آنکھوں میں نمی لیے اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔ وہ ساکت ہوا تھا۔۔

"ڈز ٹائم ہیل آل وُنڈز۔۔؟"

(کیا وقت سارے زخم بھر دیتا ہے۔۔؟؟)

آنسو اب پلکوں پر اٹکے تھے، اُن آنکھوں میں انسو دیکھ کر وہ آج پھر بے چین ہوا تھا۔۔ وہ چُپ چاپ اُسے دیکھے گیا۔۔

"کچھ زخم ایسے ہوتے ہیں جو ساری عمر کے لیے آپ کی جان کا روگ بن جاتے ہیں، جو لاعلاج ہوتے ہیں اور اُن کا حل صرف موت۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ جملہ پورا کرتی وہ دو قدم کا فاصلہ بھی مٹا کر اُس کے لبوں پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

"نہیں حیا!!"۔۔ اُس کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو اُس کے لبوں پر رکھے ہاتھ پر گرے تھے۔۔ کچھ

لمحے وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے تھے، اُس کا دل کیا وہ اُن آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چُنے۔۔ اُس کے اندر کے سارے دُکھ اپنی جان پر لے کر اُسے اپنی بانہوں میں ایسے سمیٹ لے کہ دنیا کا کوئی دکھ اُسے چھو نہ سکے۔۔

اُس نے ایک جھٹکے سے اُس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹایا تھا۔۔

"کین ٹائم ہیل آ بروکن ہارٹ۔۔؟؟"

(کیا وقت ٹوٹا دل جوڑ سکتا ہے۔۔؟؟)

وہ ایک دم سے اُس کا گریبان دونوں ہاتھوں میں جکڑے بھیگی آنکھوں سے پوچھتی اُس کی روح کو عذاب میں ڈال گئی تھی۔۔ کچھ انہونی کے خیال سے اِبراہیم ہاشمی کا دل دھڑکا تھا، اُسے لگا تھا اِن پانچ سالوں میں کچھ بہت بُرا ہوا ہے جس سے وہ انجان تھا۔۔

"نو، ٹائم کانٹ ہیل آ بروکن ہارٹ"

(نہیں، وقت ٹوٹا دل نہیں جوڑ سکتا)

وہ اُس کا گریبان چھوڑ کر ہلکے سے چلائی تھی۔۔ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنا چہرہ صاف کرتی وہ پھر دھیرے سے بولی تھی۔۔ اِس سارے وقت میں اُس نے ایک بار بھی اُس کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ہٹائی تھیں۔۔ انسو پھر سے تسبیح کے دانوں کی طرح ٹوٹ کر بکھرے تھے۔۔

"دل ایک بار ٹوٹ جائے ناں تو اندر سب مر جاتا ہے"

"آئی وِل نیور فارگو یو، نیور!"

(میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی، کبھی نہیں!)

اُس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر غم و غصّے سے چلاتی وہ اُسے دھکا دے گئی تھی، وہ لڑکھڑا کر دو

قدم پیچھے ہوا تھا، اُسے حق دق چھوڑ کر اُس کی سائیڈ سے ہوتی وہ کمرا چھوڑ گئی تھی۔۔

دونوں ہاتھوں سے اُس نے اپنے سر کے بالوں کو پیچھے کیا تھا، پھر دو قدم چل کر اُس نے خود کو بیڈ پر گرایا تھا۔۔ ہاتھ میں اُس کا پھینکا لائٹر آیا تو وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ سگریٹ سلگا کر ہونٹوں میں دبائے اُٹھ کر دروازہ لاک کیا تھا پھر جا کر کھڑکی میں کھڑا ہوا تھا۔۔ اُس کے ہر انداز میں واضح اضطراب تھا۔۔

...................

"بھائی میں اندر آجاؤں"۔۔ وہ ابھی ابھی فجر پڑھ کر فارغ ہوا تھا، جب سنی نے کمرے کے دروازے سے جھانکا تھا۔۔ اُسے خاص نیند نہیں آئی تھی، وجہ کچھ jetlag کچھ رات اُس سے مُلاقات کے بعد اُس کی نیند اُڑی تھی۔۔

سنی کی آواز پر وہ پلٹا تھا پھر اُسے دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔ اُسے مُسکراتے دیکھ کر وہ اندر آیا تھا۔۔

"ویسے تو میں نماز پڑھنے کو ہی بڑی مُشکل سے اٹھتا ہوں، لیکن آپا ہے ناں جس دن وہ میرے کمرے میں سوتی ہے اُس دن مجھے فجر نصیب ہو ہی جاتی ہے، ورنہ تو بیڈ پر ہی نہلا دیتی ہے میری بہن مجھے"۔۔ وہ نان اسٹاپ بولے گیا تھا اُس کی لن ترانیوں پر وہ ہنسا تھا۔۔ وہ کُرسی پر پاؤں رکھے جُھک کر جوگر کے تسمے باندھ رہا تھا۔۔

"یہ آپ جاگنگ پر جارہے ہیں۔۔؟؟"۔۔ سنی نے اب غور کیا وہ ایڈی ڈاس کے وائیٹ اور بلیک ٹریک سُوٹ میں تھا۔۔ جس کی جیکٹ آگے سے وائیٹ تھی جبکہ باقی کی ساری جیکٹ اور ٹراؤزر بلیک تھا۔۔

"آف کورس! جاگنگ اینڈ ایکسرسائز آر مسٹ فار می"

(بلکل! دوڑنا اور کثرت ضروری ہیں میرے لیے)

"اسی لیے اتنے فٹ ہیں آپ، ہم سے تو صبح اُٹھا نہیں جاتا، جاگنگ تو دور کی بات"۔۔ سنی نے ایک نظر اُس کی مُتاثر کن شخصیت پر ڈال کر اپنا رونا رویا۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔

"چلو پھر آج ہوجائے جاگنگ۔۔ ارمان کہاں ہے۔۔؟"۔۔ اُس کی پہلی بات پر سنی سٹپٹایا تھا۔۔

"آپ نے یاد کیا ہم حاضر"۔۔ وہ دروازے سے کہتا اندر داخل ہوا تھا۔۔

"یو گائز کین گو گیٹ ریڈی، وائل آئی گو اینڈ میٹ گرینی"

(تم لوگ تیار ہوکر نیچے آجاؤ جب تک میں گرینی سے مل لیتا ہوں)

وہ ارمان کی مُٹھی سے مُٹھی ٹکراتا کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔

"اوہ نو مان۔۔ میری نیند"۔۔ وہ ابراہیم کے بیڈ پر گرا تھا۔۔

"چلو اِدھر"۔۔ ارمان نے کالر سے پکڑ کر اُسے اُٹھایا تھا۔۔

...........

"دادو میں نے آپ کی میڈیسن نکال کر ٹیبل پر رکھ دی ہے۔۔ اور یہ آپ کا ناشتہ"۔۔ وہ نیچے اُتر رہا تھا۔۔ جب اُس کی آواز پر اُس کے قدم رُکے تھے۔۔ فجر کی نماز پڑھ کر چھُٹی کے دن یہ اُس کا معمول تھا عصمت جہاں کو چائے کے ساتھ ہلکا پھُلکا ناشتہ دے کر وہ دوبارہ سو جاتی تھی۔۔ اور پھر ساڑھے نو دس بجے اُٹھ کر فرح اور ایمن کے ساتھ سب کا ناشتہ بنانا ہوتا تھا۔۔

وہ اُترتا ہوا نیچے آیا تھا۔۔ عصمت جہاں سامنے بیٹھی تھیں۔۔ وہ کہیں بھی نہیں تھی۔۔

"میرا بچہ آیا ہے"۔۔اُسے دیکھ کر اُنہوں نے دونوں بانہیں کھولی تھیں وہ مُسکراتا ہوا اُن میں سمایا تھا۔۔ شدتِ جذبات سے انہوں نے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔ اُس نے اُن کے ہاتھوں کو چوما تھا۔۔

وہ جو کچن سے نکل کر اپنے کمرے میں جانے کو تھی ایک دم رُک کر نانی نواسے کا پیار دیکھنے لگی تھی۔۔ بلیک ٹریک سوٹ میں حیا کو اُس پر سے نظریں ہٹانا مُشکل ہوا تھا۔۔

"نیند آئی تھی میرے بچّے کو۔۔؟؟"۔۔ وہ اُن کے گود میں سر رکھ گیا تھا۔۔ اُنہوں نے اُس کی پیشانی سے بال ہٹا کر ایسے پوچھا جیسے وہ دو سال کا بچّہ ہو۔۔ نجانے کیوں وہ اِس منظر سے آنکھیں ہٹا ہی نہ پائی تھی۔۔ وہیں جمی رہی۔۔ اُن کی بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"نہیں گرینی۔۔ نیند نہیں آئی"۔۔ وہ اُن کے پُر شفیق ہاتھوں کے لمس کو محسوس کرتا آنکھیں بند کرتا بولا۔۔

"کیوں، کمرہ صاف نہیں تھا کیا۔۔ یا بستر۔۔"۔۔ وہ اب پریشانی سے بولتے سامنے کھڑی حیا کو دیکھنے لگی تھیں۔۔

"کیوں حیا! تم نے چادر نہیں بچھائی تھی۔۔ یا بستر نہیں جھاڑا تھا"۔۔ وہ اب اُس کی کلاس لے رہی تھی جو اچانک اُفتاد پر گھبرائی تھی۔۔ اُس کا نام سُنتے ہی وہ فوراً سے آنکھیں کھول کر اُٹھ بیٹھا تھا۔۔ نظر سامنے اُس پر پڑی تھی۔۔ کل والے ہی لباس میں کھڑی کچھ بولنے کو اپنے لب کھول رہی تھی جب وہ فوراً سے بول پڑا تھا۔۔

"گرینی گرینی۔۔ ایوریتھنگ واز پرفیکٹ، آئی واز ہیوِنگ جیٹ لیگ"

(سب کچھ ٹھیک تھا، بس مجھے لمبے سفر کی تھکن تھی)

اُس کی بات پر اُنہوں نے اُسے گھورا تھا۔۔

"تمہاری ماں نے مجھ ان پڑھ پر ایک احسان کیا ہے کہ تمہیں اچھی اردو سکھا دی، تو اب زرا آسان الفاظ میں بتاؤ کیا ہوا تھا۔۔ طبعیت ٹھیک نہیں ہے میرے بچّے کی"۔۔ گھورتے گھورتے اُنہیں پھر اپنے


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

ساڑھے ستائیس سالہ جوان بچّے کی فِکر ہوئی تھی۔۔ وہ زور سے ہنسا تھا۔۔

"گرینی لمبے سفر کی تھکان ہے بس اِس لیے نیند نہیں آئی"۔۔ اب وہ سامنے دیکھ کر بولا جہاں سے ارمان اور سنی ٹریک سوٹ میں آرہے تھے۔۔ ابراہیم نے ایک نظر اُس کو دیکھا تھا جو چہرہ اُوپر کیے بھائیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

"آپا تم بھی چلو۔۔ مزہ آئے گا"۔۔ سنی نے اُس کے گلے میں بازو ڈالا تھا۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"مجھے بخشو، دادو میں سونے جارہی ہوں"۔۔ وہ اُس کا بازو اپنے گلے سے نکال کر زور سے بولتی اُوپر چڑھنے کو تھی جب اُن کی آواز پر رُکی تھی۔۔

"اِن سب کو ناشتہ تو بنا دو، بعد میں سوجانا"۔۔ وہ مُڑی تھی۔۔

"ارے نہیں دادو ہم لوگ پارک جارہے ہیں جاگنگ کرنے۔۔ واپسی پر ناشتہ کریں گے، دیر ہو جائے گی۔۔ حیا تم جاؤ سونے"۔۔ ارمان کی بات پر وہ سر ہلاتے اُوپر بھاگی تھی۔۔ وہ ایک نظر اُس پر ڈالتا ارمان کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"تھکان ہے تو آرام کرو، دوڑنے جاؤ گے اب"۔۔ وہ پھر فِکر سے اُسے دیکھنے لگی تھیں۔۔

"دادو ایکسرسائز کے بنا دن فریش نہیں گزرتا"۔۔ وہ اُن کو بازو کے حلقے میں لیے بولا۔۔

...........

"بھائی ریس ہوجائے۔۔؟؟"۔۔ وہ لوگ ابھی آئے تھے جب سنی اُن دونوں سے بولا تھا

"شیور!"۔۔ وہ سیدھا کھڑے ہوتے بولا۔۔ وہ بھی ارمان اور اُس کے بیچ میں جا کھڑا ہوا تھا۔۔ وہ تینوں ایک پیر آگے کر کے تیار تھے جب سنی کے بولے جانے والے جُملے پر وہ مُسکرایا تھا

"ریڈی اسڈی آن یور مارک گیٹ سیٹ گو"۔۔ اِس کے گو کہتے ہی تینوں بھاگے تھے۔۔ اِبراہیم سب

سے آگے تھا، اُس سے ایک دو قدم پیچھے ارمان جب کہ اُن دونوں سے پانچ چھ قدم دور سنی۔۔ بھاگتے بھاگتے سنی ہانپتے ہوئے اپنے گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھے رُک کر پھر دوڑا تھا۔۔ ابراہیم نے پیچھے مڑ کر دیکھتے اپنی رفتار کم کی تھی۔۔ جب سنی اُس کے پاس پہنچا تھا۔۔ ارمان جو اُن دونوں سے تھوڑا آگے تھا اُس کا فون بجنے لگا تھا۔۔ وہ سائیڈ پر ہو گیا تھا۔۔

"بھائی بھائی۔۔۔ میں نے ہار مانی۔۔"۔۔ سنی رُک رُک کر بول رہا تھا ابراہیم نے ہنستے ہوئے اُس کے کندھے کو تھپتھپا کر دور کھڑے ارمان کو دیکھا تھا، جو فون پر مصروف تھا۔۔

"واچ آؤٹ"۔۔ ابراہیم کا دھیان کہیں اور دیکھ کر سنی بھاگا تھا پھر سات آٹھ قدم دور جاتے وہ زور سے بولا تھا۔۔ اُس نے سنی کی چالاکی کو سمجھتے ہوئے خود بھی دوڑ لگائی تھی اور بڑے آرام سے سنی کو کراس کرتا جب ارمان کے پاس پہنچا تو ارمان نے اُس کے ساتھ ہی دورنا شروع کیا تھا۔۔ سب سے پہلے ابراہیم اُس سے دوچار قدم بعد ارمان تھا، جبکہ سنی دس گیارہ سیکنڈ بعد آیا تھا بُری طرح ہانپتے ہوئے وہ گھاس پر لیٹ گیا تھا وہ ابھی تک ہانپ رہا تھا۔۔

"اوکے آئی ایڈمٹ اِٹ واز آ بیڈ آئیڈیا"

(اچھا میں نے مانا، یہ ایک بُرا خیال تھا)

وہ اپنے دونوں ہاتھ اور ساتھ میں سر کو دائیں بائیں ہلاتا اپنا سانس دُرست کرتے بولا۔۔ وہ دونوں اُس کی حالت پر ہنسے تھے

"بی آ مین یار"۔۔ اِبراہیم نے جُھکتے ہوئے اپنا ہاتھ اُس کی طرف پھیلایا تھا۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا

"کیا فائدہ مین ہونے کا۔۔۔؟؟۔۔ آپ دونوں خود بتائیں کسی ایک نے بھی مجھے آنکھ اُٹھا کر جو دیکھا

ہو۔۔ اللہ کسی کو بھی اتنے ہینڈسم بھائی نہ دے۔۔ اٹس آ ٹوٹل لوس (یہ صرف نقصان ہے)"۔۔ اُس کی دہائی پر اِبراہیم نے قہقہہ لگایا تھا جب کہ ارمان نے اُس کے سر پر چپت ماری تھی۔۔

..........

وہ کمرے میں داخل ہو کر سیدھا سنی کی وارڈروب کی طرف بڑھی تھی۔۔ اُوپری دراز جو کہ اُسی کی تھی، کھول کر اُس نے اُس میں سے وہ ریڈ نگ والی نازک خوبصورت سی انگوٹھی نکالی تھی۔۔ جو کہ اِس کی زندگی کا سب سے انمول تحفہ تھی۔۔ جو کسی نے بڑے ارمانوں اور مُحبت سے اُس کی بائیں ہاتھ کی تیسری اُنگلی میں پہنائی تھی۔۔ پانچ سال پہلے وہ انگوٹھی اُسے ڈھیلی تھی، اب یقیناً وہ اُسے فٹ آتی، لیکن اُس کے جانے کے بعد سے حیا نے کبھی بھی وہ انگوٹھی اپنی اُنگلی میں نہیں ڈالی تھی۔۔
اُس نے انگوٹھی کو لبوں سے چھوتے اپنی بھیگی آنکھوں سے لگایا تھا جب کسی کا مُحبت بھرا جُملہ اُس کے کانوں سے ٹکرایا تھا۔۔
"میرا بیٹا اچھا ہے ناں حیا۔۔؟"۔۔ کوئی مُحبت سے اُس کی ٹھوڑی تھامے پوچھ رہا تھا۔۔
"حیا! وہ ساری زندگی تم سے بہت محبت کرے گا"۔۔ اُس نے اب دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔
"آپ نے کہا تھا، وہ بہت اچھے ہیں۔۔ آ کر دیکھیں وہ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں۔۔ اب کیوں آئے ہیں وہ مجھے تکلیف دینے۔۔ آئی ہیٹ یو! آئی ہیٹ یو"۔۔ وہ انگوٹھی کو مُٹھی میں بھینچے وہیں زمین پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

***************

ہاشمی ہاؤس احمد ہاشمی اور سلطان ہاشمی دونوں بھائیوں کی مُشترکہ ملکیت تھا۔۔ جن کا تعلق پنجاب کے

زمین دار گھرانے سے تھا۔۔ دونوں کی شادیاں بھی اپنے ہی خاندان میں دو بہنوں فضیلت جہاں اور عصمت جہاں سے ہوئی تھیں۔۔

ہاشمی ہاؤس دونوں کے مشورے پر کراچی میں بڑی محبتوں سے تعمیر کیا گیا تھا۔۔ احمد ہاشمی کا رجحان زمین داری کی طرف تھا وہ زیادہ تر پنجاب میں رہتے تھے، جہاں دونوں بھائیوں کا سارا خاندان آباد تھا۔۔

ساری زمینیں بڑے بھائی یعنی احمد ہاشمی ہی دیکھتے تھے۔۔

البتہ فضیلت جہاں اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ہاشمی ہاؤس میں رہتی تھیں۔۔

احمد ہاشمی اور فضیلت جہاں کے دو بیٹے تھے، شاہد ہاشمی اور مُرتضیٰ ہاشمی۔۔

سُلطان ہاشمی اور عصمت جہاں کی تین اولادیں تھیں۔۔

سب سے بڑے عثمان ہاشمی اُن سے دو سال چھوٹی نائلہ ہاشمی اور اُن سے ایک سال چھوٹی امینہ ہاشمی۔۔

شاہد ہاشمی کی شادی احمد ہاشمی نے اپنے جاننے والوں میں کی تھی۔۔ اُن کی بیوی عذرا اُن کو ایک بیٹے سفیر ہاشمی کا تحفہ دے کر داغِ مفارت دے گئی تھیں، اللہ کی مرضی سے کچھ سال بعد شاہد ہاشمی بھی خالقِ حقیقی
سے جا ملے تھے۔۔

مُرتضیٰ ہاشمی کی شادی امینہ ہاشمی سے ہوئی تھی اور عثمان ہاشمی کے لیے سلطان ہاشمی اپنی بھانجی عائشہ لائے تھے جبکہ نائلہ کی شادی کراچی میں ہی اپنے جاننے والوں میں آفاق افضل سے کی تھی۔۔

ان تینوں کی شادیاں ایک ہی دن میں قرار پائی تھیں، اسی لحاظ سے گھر میں خوشیاں بھی آگے پیچھے آئی تھیں۔۔

سفیر ہاشمی جو اب تک اس گھر کا واحد چشم و چراغ تھا اُن کے پانچ سال بعد سب سے پہلے عُثمان اور عائشہ کے گھر ارمان ہاشمی نے آنکھ کھولی تھی۔۔ اُس کے ٹھیک پندرہ دنوں بعد مُرتضیٰ اور امینہ کے ہاں اِبراہیم ہاشمی کی آمد ہوئی تھی۔۔ اُس کے ایک مہینہ بعد نائلہ اور آفاق کے گھر رمیز آفاق آیا تھا۔۔ تین بیٹوں کی ایک ساتھ آمد نے ہاشمی خاندان میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔

نائلہ مُرتضیٰ میں دلچسپی رکھتی تھیں، لیکن مُرتضیٰ نے خود نرم طبیعت کی مالک نازک سی امینہ کا نام لیا تھا یہ بات وہ آج تک بُھلا نہیں پائی تھیں، وہ فطرتاً اپنے باپ کی طرح کسی کی پرواہ نہ کرنے والی حاسد طبیعت کی مالک تھیں۔۔

شادی کے بعد بھی وہ زیادہ وقت میکے میں ہی پائی جاتی تھیں، آفاق افضل سادہ سے انسان تھے جو اپنے بھائی اور ماں کے ساتھ رہتے تھے، اچھا کھاتا پیتا گھرانا تھا، لیکن نائلہ کے دل میں نہ وہ گھر گھر کر پایا تھا اور نہ وہ اچھے انسان۔۔

شاہد ہاشمی، احمد ہاشمی اور فضیلت کی پے در پے وفات کے بعد مُرتضیٰ ہاشمی شادی کے کچھ عرصے بعد ہی

اپنی زمینیں اپنے چچا سُلطان ہاشمی کو بیچ کر امینہ کو لے کر امریکہ شفٹ ہوگئے تھے، وہاں انہوں نے اپنا بزنس اسٹارٹ کیا جو کہ اللہ کے کرم سے پھلتا پھولتا گیا۔۔ اِبراہیم ہاشمی وہیں پیدا ہوا تھا، لیکن اُس نے تربیت اپنی ماں امینہ کی پائی تھی، جو خود عصمت جہاں کا پرتو تھیں فطرتاً نیک دل اور یہی سارے اوصاف اپنے بیٹے میں مُنتقل کیے تھے۔۔ ہر سال پاکستان کا چکر ضرور لگتا جس کے باعث اِبراہیم ہاشمی کی جڑیں اپنی باپ دادا کے آبائی گھر ہاشمی ہاؤس سے جُڑی ہوئی تھیں۔۔

چار سال بعد نائلہ کے ہاں عروج کا اضافہ ہوا تھا۔۔

عُثمان ہاشمی اپنی کسی کلاس فیلو کو پسند کرتے تھے جو اُن کے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتی تھیں، باپ کے حکم پر عائشہ سے شادی کی اور خوب نبھائی بھی تھی، لیکن عائشہ جانتی تھیں کہ اُن کے دل میں کوئی اور بستی ہے اِس لیے شادی کے چھ سال بعد جب وہ لڑکی اپنوں کے عتاب کے باعث بہت ہی بُرے حالات میں عثمان ہاشمی کے سامنے آئی تو عائشہ نے خندہ پیشانی سے اُنہیں دوسری شادی کی اجازت دی تھی۔۔

اُن دونوں کے سواہ گھر میں سب سے یہ شادی پوشیدہ رکھی گئی تھی۔۔ قدرت کی ستم ظریفی تھی کہ وہ ایک بچی کو جنم دے کر دُنیا ہی چھوڑ گئی تھیں، دو دن کی بچی کو لے کر وہ گھر آئے تو گھر میں طوفان مچ گیا۔۔ اور وہ طوفان مچانے والی کوئی اور نہیں اُن کی اپنی بہن نائلہ تھیں۔۔

"اپنا گناہ اُٹھا کر لایا ہے آپ کا بیٹا"۔۔ وہ اپنی حاسدانہ طبیعت سے مجبور تھیں، امینہ کو اپنی محبت مل گئی تھی، بھائی نے بھی اپنی مرضی سے دوسری شادی کرلی تھی، اپنے سگے بہن بھائی کے لیے بھی اُن کے دل میں زہر بھر گیا تھا، جو اُنہوں نے اپنے باپ کے کان میں اُنڈیلا تھا۔۔

"اُٹھاؤ اپنے گناہ کی پوٹلی کو اور پھینک آؤ کچرے کے ڈبے میں"۔۔ وہ بچی کو دیکھے بنا چلائے تھے۔۔

"بابا صاحب میں نے نکاح کیا تھا یہ میرا نکاح نامہ ہے، میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں، یہ میری جائز اولاد ہے"۔۔ اُنہوں نے احترام سے جھکے سر سے باپ کو بہت کچھ باور کرایا تھا کہ وہ چُپ کر گئے تھے۔۔

"ماما یہ میری بہن ہے ناں، میں اِس کو بہت پیار کروں گا یہ بہت کیوٹ ہے بلکل لٹل ڈول"۔۔ یہ تھا سات سال کا ارمان ہاشمی جس نے سب سے پہلے اپنی بہن کو قبول کیا تھا

"بلکل یہ آپ کی بہن اور میری بیٹی ہے"۔۔ عائشہ ہاشمی نے بچی کی پیشانی چُوم کر اسے سینے سے لگایا تھا۔۔

"ماما اِس کا نام میں حیا رکھوں گا اور بابا صاحب اور پھپھو اب اِسے نہیں ڈانٹے گے، میں کبھی اِسے رونے نہیں دوں گا"۔۔ وہ اُس کا نرم گلابی گال چُومتے بولا سات سال کی عُمر میں ہی وہ حیا نور کا جوان بھائی اُس کی ڈھال بن گیا تھا۔۔

ڈھائی سال کے بعد عائشہ کی گود میں صنان ہاشمی عُرف سنی آیا۔۔

....................

سات سال بعد:

ہاشمی ہاؤس میں رکھا گیا جنازہ کسی اور کا نہیں عائشہ ہاشمی کا تھا، جو دوپہر میں سات سال کی حیا کا ہاتھ تھامے روڈ کراس کر رہی تھیں جب وہ ایک بے رحم گاڑی کی زد میں آئی تھیں، ممتا کی محبت میں انہوں نے حیا کو زور سے دھکا دیا تھا پر خود کو بچا نہیں پائی تھیں۔۔

گلا پھاڑ پھاڑ کر ماما ماما پکارتی روتی بلکتی حیا باپ، دادی کسی کے ہاتھ نہیں آ رہی تھی۔۔ ساڑھے چار سالہ سنی
بہن کو روتے دیکھ کر سہم سا گیا تھا۔۔

تب چودہ سالہ ارمان نے اُسے سنبھالا تھا، دکھ تو اُس کے لیے بھی بڑا تھا لیکن اُسے اپنے چھوٹے بہن بھائی کے لیے اپنے آنسو چھپانے پڑے تھے۔۔

"منحوس پہلے اپنی سگی ماں کو کھا گئی اب سوتیلی کو بھی نہیں چھوڑا"۔۔ نائلہ تنفر سے بولی تھیں۔۔

اِبراہیم، امینہ اور مُرتضیٰ دوسرے دن پاکستان پہنچے تھے، ارمان ہاشمی جو ضبط کرتے کرتے تھک گیا تھا، ابراہیم کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رودیا تھا۔۔ ابراہیم اِس بار پانچ سال بعد پاکستان آیا تھا

.............

عائشہ کے انتقال کو چار دن ہوگئے تھے۔۔ پنجاب سے بھی رشتہ دار آئے ہوئے تھے، عصمت جہاں اور فضیلت جہاں کی چھوٹی بہن رحمت جہاں اپنی پوتی سمیت آئی ہوئی تھیں پندرہ سالہ فرح نے سنی کے ساتھ ساتھ سارے گھر کو خوش اسلوبی سے سنبھالا ہوا تھا، حیا ارمان کے سوا کسی سے نہ سنبھلتی تھی۔۔

اِس وقت باہر صحن میں ارمان، اِبراہیم، رمیز اور شہریار بیٹھے ہوئے تھے۔۔

فرح نے اُسے ابھی دس منٹ پہلے نہلا دھلا کر وائیٹ نیٹ کا فراک پہنایا تھا، وائیٹ سوکس کے ساتھ وائیٹ ہی شوز میں وہ وائیٹ فیری لگ رہی تھی، اُس پر دو پونیاں جو کہ ارمان نے بنائی تھیں پھولے پھولے گلابی گال وہ بلاشبہ بہت پیاری بچّی تھی

"مان، مان"۔۔ تبھی وہ ارمان کو پکارتی بھاگتی ہوئی آئی تھی، ہاتھوں اور کپڑوں پر کہیں کیچڑ کہیں مٹی لگی ہوئی تھی۔۔ دونوں پونیاں ڈھیلی ہوگئی تھیں، ہاتھ میں گلابی پھول لیے وہ اُن کی طرف تیزی سے آئی تھی

پر اُس کا پیر مُڑا تھا اور وہ دونوں ہتھیلیوں سمیت رمیز پر آگری تھی۔۔

"گندی بچّی، تمیز نہیں ہے، سارے کپڑے خراب کر دیئے"۔۔ کہنے کے ساتھ ہی اُس نے ایک تھپڑ اُس کے پھول سے گال پر دے مارا تھا۔۔ وہ تھپڑ کے جھٹکے سے زمین پر گری تھی۔۔

"ہاؤ ڈیئر یو۔۔؟"

(تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔؟)

ارمان اُس کا گریبان تھام گیا تھا، شہریار دونوں کے بیچ میں آیا تھا۔۔ وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہی تھی۔۔

"ماما ماما"۔۔ ہر دکھ میں ماں ہی یاد آتی ہے، ناز اُٹھانے والی ماں نہ رہے تو دنیا شائد ایسا ہی سلوک کرتی ہے، اِبراہیم کا دل دُکھ سے بھر گیا، وہ فوراً آگے بڑھا تھا اور اپنے کپڑوں کی پرواہ کیئے بنا سات سالہ حیا کو اپنی گود میں اُٹھا کر اُس کا سُرخ گال چُوما تھا جہاں رمیز کے ہاتھ کا نشان ثبت ہو گیا تھا۔۔

اندر سے نائلہ عصمت جہاں وغیرہ نے آکر معاملہ سنبھالا تھا۔۔

وہ سسک رہی تھی۔۔

"آپ اتنی گُڈ گرل ہو اور گُڈ گرل روتی تو نہیں ہے ناں"۔۔ اُس نے اُس کے آنسو صاف کیے تھے۔۔

"گُڈ گرل کو بھی تو پین ہوتا ہے ناں"۔۔ وہ اپنا گال سہلا کر بولی تھی۔۔ سات سال کی بچّی کی بات اُس کے دل پر لگی تھی۔۔ وہ پھر سے اُس کا گال چوم گیا تھا۔۔

"میز گندا ہے"۔۔ وہ روتے ہوئے اُسکی شکایت کر رہی تھی۔۔ اُس کے میز بولنے پر وہ بے ساختہ ہنسا تھا۔۔ وہ باہر لگے نل سے اُس کے ہاتھ منہ دُھلا رہا تھا، ارمان نے دور سے اُن دونوں کو دیکھا تھا، مزید ضبط

نہ ہوا تو وہ اندر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا، وہ حیا کو روتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

دس پندرہ منٹ بعد وہ اِبراہیم کی گود میں ہنستی کھلکھلاتی اندر آئی تو اُس کے دونوں ہاتھوں میں چپس اور ٹوفیز کے پیکٹس تھے، ابراہیم کے دائیں جانب وہ اور بائیں جانب بڑا سا پنک کلر کا ٹیڈی بئیر تھا ٹیڈی بئیر نے وسط میں دل تھاما ہوا تھا جس میں خوبصورتی سے پرنسِس لکھا تھا۔۔

"مان مجھے اِباریم نے لے کر دیا"۔۔ وہ اُس کی گود سے اُتر کر اُس سے ٹیڈی بئیر لیتی ارمان کی طرف بھاگی تھی۔۔

"بیٹا اِس کی عادتیں خراب نہ کرو"۔۔ عصمت جہاں اُس کو دیکھ کر ابراہیم سے بولی تھیں۔۔ وہ ارمان کی گود میں چڑھی اپنا بئیر دکھا رہی تھی۔ اور ارمان ہاشمی آنکھوں کی نمی چھپائے اُس کا گال چُوم رہا تھا۔۔

"دادو اباریم بہت اچھے ہیں"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر بولی تو وہ زور سے ہنس دیا تھا۔۔ بلکہ وہاں بیٹھے سب افراد ہنسے تھے۔۔

"حیا بیٹے بھائی بولتے ہیں"۔۔ عصمت جہاں نے ہمیشہ کی طرح اُسے سمجھایا تھا اور ہمیشہ کی طرح اُس نے اپنا مخصوص ڈائیلاگ بولا تھا۔۔

"مان بھی تو اباریم بولتے ہیں"۔۔ جسے ارمان نے جو کہہ کر پُکارنا ہے حیا نُور کو بھی وہی کہنا ہے

"ہاں تُو سب کی دادی ہے ناں، بی بی کل کو دادی پُھپھی کے بھی نام لینا"۔۔ نائلہ چڑ کر بولی تھیں۔۔

"نائلہ بچّی ہے وہ، وقت کے ساتھ سمجھ جائے گی"۔۔ عصمت جہاں پوتی کی حمایت میں بولی تھیں، اُنہوں نے 'اونہہ' کہہ کر رُخ موڑا تھا

ارمان کے لیے عائشہ نے اُس کو اتنا سکھایا تھا بھائی بولو پر وہ شروع سے ہی ارمان سے مان ہو گیا پھر اُس کے دیکھا دیکھی وہ سب کے لیے مان بن گیا۔۔ رمیز سے میز، اور تو اور شہریار شیری اور اب ابراہیم اباریم تھا۔۔

...............

"نہیں کھانا، ماما کہاں ہیں مجھے ماما کھلاتی ہیں"۔۔ فرح اُسے کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھی، اُس نے منہ ہی نہیں کھولا تھا، امینہ نے بہلایا، عصمت جہاں نے اپنی سی کوشش کی تھی۔۔ ارمان کا آج پیپر تھا وہ اسکول گیا تھا، اُس کے نائینتھ کے پیپرز تھے۔۔

"حیا میرے ہاتھ سے کھائے گی"۔۔ وہ فرح کے ہاتھ سے پلیٹ لے کر بولا اور اُس نے منہ کھول دیا تھا۔۔ آدھی پلیٹ ختم کر کے اُس نے بس کیا تھا۔۔

ابراہیم نے تخت پر نیم دراز ہو کر ٹی وی کھولا تو وہ اُس کے ساتھ جُڑ کر بیٹھ گئی۔۔

" ابراہیم یہ کیا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی گردن پر ہاتھ رکھے پوچھ رہی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔

"سویٹ ہارٹ دیز آر مولز"

(یہ تِل ہیں)

اُس کی گردن پر دو اُبھرے ہوئے مسے نما تِل تھے جو قدرے نمایاں ہوتے تھے ایک گردن کی ہلکا سا دائیں جانب اور دوسرا اُس کے نیچے تھوڑا اور دائیں جانب ایسے جیسے دو ستارے ساتھ ہوں۔۔ جو اِس کے چہرے کی جانب دیکھ کر اُس سے بات کرتا اُس کی نظر اِن تِلوں پر ضرور جاتی۔۔ تبھی ارمان نے لاؤنج میں

قدم رکھا تھا۔۔

"مان آگئے"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر خوشی سے تخت پر ہی کھڑی ہوگئی تھی۔۔

"میرا بچّہ"۔۔ وہ دونوں بانہیں پھیلا کر اُس کی طرف بڑھا تھا، تو وہ اُس کی گردن میں دونوں بازو پھیلا کر اپنا سر اُس کے کندھے پر رکھتی اُس کی گود میں چڑھ گئی۔۔ وہ تخت پر ہی بیٹھ گیا۔۔

"دیکھو آتے ہی اِس کو گود میں لے لیا، بستہ بھی نہیں اُتارا"۔۔ عصمت جہاں پوتے کے چہرے پر تھکن دیکھ کر بولیں۔۔ ابراہیم اُٹھ کر بیٹھا تھا

"دادو اِس کو دیکھتا ہوں ناں تو ساری تھکن اُتر جاتی ہے"۔۔ وہ اُس کی پیشانی چُومتا محبت سے چُور لہجے میں بولا تھا۔۔

"مان آپ کو پتا ہے اباریم نے مجھے کھانا کھلایا اور آپ کو پتا ہے اباریم بہت اچھے ہیں، میز اچھے نہیں ہیں"۔۔ وہ حسبِ عادت ارمان سے اُس کی تعریف کرنا شروع ہوگئی تھی۔۔ اُس کی باتوں پر دونوں ہی مُسکرا دیئے

"پیپر کیسا ہوا۔۔؟؟"۔۔ اُس نے اُس کا چہرہ دیکھ کر پوچھا۔۔

"زبردست"۔۔ وہ اُس کو تخت پر بٹھا کر اپنا بیگ اُتارتا فرح کے ہاتھ سے پانی لیتا بولا تھا۔۔ جب فرح کی گود میں چڑھا سنی اُس کی طرف لپکا تھا۔۔ وہ سہما سہما رہتا تھا۔۔ وہ دونوں بھائی بہن یا تو عائشہ سے ملے ہوئے تھے یا ارمان سے باپ کے پاس اتنا ٹائم ہی نہیں ہوتا تھا کہ اُن کو پیار دیتے۔۔

"مان"۔۔ سنی نے اُسے پُکارا تھا، اُس کو گود میں لے کر وہ ابراہیم سے باتیں کررہا تھا۔۔

"حیا آجاؤ آپ کو چینج کروا دوں"۔۔ وہ اُچھلتی کودتی فرح کے ساتھ اندر چلی گئی تھی۔۔

................

اُس کی اسکول سے ایک ہفتے کی چھٹیاں ہوگئیں تھیں۔۔ رات ارمان نے اُسے کھلونوں، چاکلیٹس کے وعدے کر کے اُسے اِسکول جانے کے لیے منایا تھا، صبح فرح نے اُسے اُٹھایا تھا، گرے یونیفارم پہنے اُس کا رونا پھر شروع ہوچکا تھا۔۔

جب فرح نے اُس کے بال بنانے چاہے۔۔

"مان بنائیں گے میری پونی"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔۔ وہ حقیقتاً اتنی ضدی نہیں تھی عائشہ اُس کا اور سنی کا ہر کام خود سے کرتی تھیں، اب عائشہ کے اچانک انتقال پر ماں کو سامنے نہ پاکر وہ ضد میں آکر جیسے سب سے بدلہ لے رہی تھی۔۔ سنی اُس کے ہر وقت رونے سے سہم سا گیا تھا اِس وقت بھی اسکول کی سفید شرٹ اور گرے نیکر پہنے اُس کو روتا دیکھتے چُپ چاپ بیٹھا تھا۔۔

"مان تو پرچہ دینے گیا ہے میرا بچّہ"۔۔ عصمت جہاں اُس کے موڈ کو دیکھ کر اُسے پچکارتے بولیں۔۔

وہ اپنے دوست سے کچھ سوال پوچھنے کے لیے جلدی گھر سے نکلا تھا

"میں بنا دیتی ہوں اپنی ڈول کے بال"۔۔ فرح پیار سے آگی بڑھی۔۔ اُس نے کنگھا نیچے پھینکا تھا۔۔

"نہیں مان بنائیں گے"۔۔ وہ اُٹھ کر اُوپر بھاگی تھی۔۔

"چھوڑو اِس کو تم ابھی، سنی کو دیکھو، میرے معصوم سے بچّے، اللہ اِن کو دیکھ کر میرا دل پھٹتا ہے"۔۔ وہ رودی تھیں امینہ نے اُنہیں تسلی دی تھی۔۔ ارمان کو کمرے میں ڈھونڈتی وہ اُس کے کمرے کا دروازہ

کھول کر روتے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔۔

"اِباریم اِباریم"۔۔ وہ روتے ہوئے اُس کی آستین تھامے اُس کو اُٹھا رہی تھی۔۔ وہ جو تکیے میں منہ دیئے سو رہا تھا، ایک دم اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

" حیا، واٹ ہیپنڈ سویٹ ہارٹ۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے رونے پر پریشان ہوا تھا۔۔

"ماما پتا نہیں کہاں چلی گئی ہیں، مان بھی نہیں ہیں، میرے بال کون بنائے گا، مجھ۔۔مجھے ناش۔۔ناشتہ"۔۔ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔ ابراہیم کا دل کٹنے لگا تھا۔۔

"میں ہوں ناں، میں اپنی سوئیٹ ہارٹ کے بال بناؤں گا، ایسے زبردست بناؤں گا"۔۔ اسے بازوؤں سے اُٹھا کر بیڈ پر بٹھایا پھر اُس کے آنسو پونچے تھے۔۔

"آپ اِدھر بیٹھو میں فیس واش کر آؤں۔۔؟؟"۔۔ وہ جُھک کر اُس سے پوچھ رہا تھا رونا بند ہو گیا تھا۔۔ اُس نے ایک ہاتھ سے آنکھ مسلتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔ وہ مُسکرایا تھا، آنکھوں میں پانی کے جھپاکے مار کے وہ پانچ چھ سکینڈ میں واپس آیا تھا ٹشو سے آنکھیں صاف کرتا وہ ڈریسنگ ٹیبل سے کنگھا لے کر اُس کے پاس آکر بیٹھا۔۔

پانچ منٹ میں کوشش کر کے آڑھی ٹیڑھی مانگ نکال کر بڑی مُشکل سے اُس کے شہد رنگ سلکی بالوں کی پونیاں بنائی تھیں۔۔ پھر جُھک کر اُس کا گال چُوما تھا۔۔

"ہیر از مائی پرنسس"

(یہ ہے میری شہزادی)

"آؤ اب فیس واش کریں"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھامے واش روم میں لے گیا۔۔

دو منٹ بعد وہ اُس کا ہاتھ تھامے سیڑھیاں اُتر رہی تھی۔۔

"وہ دیکھیں"۔۔ امینہ نے ہنس کر ماں کو مُخاطب کیا تھا۔۔

"لو، میں کیا کروں اِس لڑکی کا، اب اِس کو نیند سے اُٹھا کر لے آئی"۔۔ عصمت جہاں پریشانی سے پوتی کو دیکھتی بولیں۔۔

"فرح میری پرنسس کا بریک فرسٹ لاؤ"۔۔ ابراہیم نے اُس کو تخت پر بٹھا کر زور سے آواز لگائی، اُس کو ناشتہ کروا کر، پھر سفیر کے ساتھ جا کر وہ اُسے اور سنی دونوں کو اسکول چھوڑ آیا تھا، حیا کے اِس وعدے پر کے واپس بھی وہی لینے آئے۔۔

پھر یہ روز اُس کی ڈیوٹی بن گئی، ارمان نے کچھ دن سکون کا سانس لیا تھا۔۔

..............

رات کے تقریباً ساڑھے نو بجے وہ اُس کا دلایا ہوا بڑا سا ٹیڈی تھامے اُس کے کمرے میں آئی تھی

"اِباریم"۔۔ وہ تکیے سے پشت لگائے انگلش ناول پڑھنے میں مصروف تھا آواز پر سر اُٹھایا

"ہے سوئیٹ ہارٹ"

اُس نے خوشی سے اُس کا خیر مقدم کیا۔۔ اُس نے پہلے اپنا ٹیڈی بیڈ پر رکھا پھر اپنا ننھا سا ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔ اُس نے مُسکراتے ہوئے اُس کا ہاتھ تھام کر نرمی سے اُسے اُوپر کھینچا تھا

"آپ سوئی نہیں ہو ابھی تک۔۔؟؟"۔۔ لائیٹ پنک ٹراوزر شرٹ نائیٹ ڈریس زیب تن کیے جس پر اسٹرو بیریس اور ایپل بنے ہوئے تھے، وہ اُسے بہت کیوٹ لگی تھی۔۔

"میں آج یہاں آپ کے پاس سوؤں گی"۔۔ اطلاع دی گئی۔۔ وہ مُسکرا دیا تھا

"اور یہ بھی۔۔؟؟"۔۔ ابراہیم نے ٹیڈی کی طرف اشارہ کیا۔۔

"ہاں اِس کو میرے بغیر ڈر لگتا ہے ناں"۔۔ وہ دوسرا تکیہ اُٹھا کر اُس کے تکیے سے ملا کر رکھتی معصومیت سے بولی تھی۔۔ اب کی بار وہ زور سے ہنسا تھا۔۔

"اچھا چلو اب سو جاؤ"۔۔ اُس نے تکیے پر سر رکھا تو اُس نے بھی ناول دوبارہ اُٹھایا۔۔

دو تین منٹ ہی گزرے ہوں گے جب فرح اُس کو لینے آئی تھی۔۔

"میں اباریم کے پاس سوؤں گی آج"۔۔ وہ اُس سے کہتی بےساختہ ابراہیم کے پاس سرکی تھی، ابراہیم کے اشارہ کرنے پر وہ چلی گئی تھی۔۔ وہ اُٹھ کر بیٹھی تھی، پھر اُس کی طرف دیکھتی اُس کے تِلوں کو ہاتھ سے چُھوا تھا


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

"اِباریم یہ میرے پاس نہیں ہے اور مان کے پاس بھی نہیں"۔۔ لہجے میں جیسے افسوس تھا۔۔

"ایک کام کرتے ہیں، یہ آپ کو دے دیتے ہیں"۔۔ وہ شرارت سے کہتا اپنی گردن کو انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی سے چھو کر اُس کی گردن پر جیسے اُن دو ستاروں کو رکھ رہا تھا وہ کھکھلا کر ہنستی تکیے پر سر رکھ گئی تھی۔۔

ابراہیم ہاشمی کو اندازہ ہوگیا تھا کہ سات سالہ حیا نُور اُس کی گردن کے ان دو ستاروں کی شیدائی ہوئی تھی۔۔ ایک دو منٹ خاموشی رہی۔۔

"اباریم عروج کہہ رہی تھی آپ واپس چلے جائیں گے"۔۔ دائیں طرف ٹیڈی کو سلایا گیا تھا، بائیں طرف وہ تھا جبکہ بیچ میں وہ خود لیٹی سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔۔

"ابھی نہیں جارہا میں، آپ سو جاؤ شاباش گُڈ گرل ہو ناں"۔۔ وہ ناول سے نظر ہٹا کر اُس کو دیکھتا بولا۔۔ جس کی آنکھیں نیند سے بند ہونے کو تھیں۔۔

"میں نے عروج سے کہا ہے اباریم نہیں جائیں گے"۔۔ اُس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی ضد تھی۔۔

"حیا سو جاؤ"۔۔ اُسے شدت سے محسوس ہوا تھا کہ اُس نے حیا کو اپنے ساتھ کچھ زیادہ ہی مانوس کر لیا ہے۔۔

"میں آپ کو نہیں جانے دوں گی"۔۔ وہ اُس کے سینے کے گرد اپنا ننھا سا بازو پھیلاتے نیند سے بند ہوتی آنکھوں سے بولی تھی کچھ منٹ میں وہ نیند کی وادی میں اُتر گئی تھی۔۔

"سو گئی یہ۔۔؟"۔۔ پانچ منٹ بعد ارمان نے کمرے میں قدم رکھتے پوچھا۔۔

"یار یہ تم سے بہت اٹیچڈ (وابستہ) ہوگئی ہے"۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھتے حیا کو دیکھ کر بولا تھا۔۔ جو اُس کے بازو سے لگی سو رہی تھی۔۔

"آئی واز تھِنکنگ دا سیم"

(میں بھی یہی سوچ رہا تھا)

" شی از گوئنگ ٹو گو می آ ہارڈ ٹائم آفٹر یو آر گون"

(یہ مجھے بہت سخت وقت دینے والی ہے تمہارے جانے کے بعد)

وہ پریشانی سے بولا تھا پھر سوئی ہوئی حیا کو اُٹھا کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔۔

..............

"حیا گڑیا اُٹھ جاؤ"۔۔ وہ اُسے تین چار بار اُٹھا چُکا تھا پر وہ ہر بار کروٹ بدل کر سو جاتی۔۔ ایک بار وہ سو جائے تو اُسے اُٹھانا دنیا کے مُشکل ترین کاموں میں سے یہ ایک کام ہوتا تھا۔۔

"مان دادو غصّہ ہورہی ہیں مغرب ہونے والی ہے، پھر یہ رات میں نہیں سوئے گی"۔۔ فرح کا یہ تیسرا چکر تھا۔۔

"جاگیں گے اپنی گڑیا کے ساتھ اور کیا"۔۔ وہ گہرا سانس بھر کر بولا فرح ہنستے ہوئے چلی گئی تھی۔۔

وہ اِس وقت ارمان کے کمرے میں سو رہی تھی اور وہ پاس بیٹھا بیڈ پر اپنی بُکس پھیلائے پڑھنے میں مصروف تھا۔۔ جبھی اِبراہیم اندر داخل ہوا تھا۔۔

"میں جو چاکلیٹس لایا ہوں وہ سنی کو دے دوں ناں"۔۔ وہ اُس کے نرم ریشمی بالوں کو سہلاتے بڑی محبت سے اُسے لالچ دے رہا تھا۔۔ پر وہ اُس کا ہاتھ پرے ہٹاتی رُخ پھیر گئی تھی۔۔ اِبراہیم مُسکرایا تھا۔۔

"سُنو میں ذرا مم کی کچھ میڈیسن لینے جارہا ہوں چل رہے ہو۔۔؟"۔۔ وہ ارمان سے پوچھ رہا تھا۔۔

"اباریم"۔۔ اُس کی آواز پر اُس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے جو کام ارمان اور فرح نہ کر پائے تھے وہ اُس کی ایک آواز کر گئی تھی۔۔ ارمان نے ایک نظر اپنی ننھی سے بہن کو دیکھ کر دائیں بائیں سر ہلایا تھا۔۔

"میں بھی چلوں گی اباریم کے ساتھ"۔۔ نئی فرمائش آئی تھی۔۔ وہ مُسکرایا۔۔ کہنے کے ساتھ ہی وہ بیڈ پر کھڑی ہوئی تھی۔۔

"بلکل بھی نہیں، اِبراہیم کام سے جارہے ہیں آپ کو کہاں لے جائیں گے"۔۔ ارمان نے اُسے گھورا تھا۔۔

"اِباریم آپ مجھے لے چلیں گے ناں"۔۔ وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اُسے دیکھ کر بولی۔۔ بولنے کے ساتھ ہی اُس نے اپنے ننھے سے بازو اُس کی طرف بڑھائے تھے۔۔ اِبراہیم کے آگے تو وہ اُس کی بھی نہیں سُنتی تھی۔۔

وہ اُس کی ادا پر مُسکراتے ہوئے اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"میں اپنی پِرنسس کو ضرور لے جاؤں گا"۔۔ اُسے گود میں اُٹھا کر اُس نے نرمی سے اُس کا گال چُوما تھا۔۔ وہ شرارت سے بھائی کو دیکھنے لگی۔۔

"اِباریم میری چاکلیٹس مان سنی کو دے دیں گے، میں اُٹھی نہیں تھی ناں ابھی"۔۔ اُس کے ستاروں کو چُھو کر اپنی خطا اور سزا کا اعتراف کیا گیا تھا اِس لمحے ارمان ہاشمی بھی بہن کی معصومیت بھری چالاکی پر ہنس دیا تھا۔۔

"آپ ٹین چاکلیٹس لے لینا"۔۔ وہ اُس کے بال بکھیر کر بولا تھا۔۔

"ٹین"۔۔ اُس نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ننھے سے پنجے پھیلائے تھے۔۔ دونوں ہی ہنسے تھے۔۔ اِس لمحے وہ دونوں کو ہی اپنے دل اور وجود کا حصّہ لگی تھی۔۔

"یس ٹین۔۔ چل رہے ہو تم۔۔؟؟"۔۔ پہلا جملا اُس کو بول کر وہ ارمان سے پوچھ رہا تھا۔۔

"نہیں بھئی، تم میرا یہ دل کا ٹکڑا لے جاؤ، میں پڑھ رہا ہوں"۔۔ اُس کے دل کا ٹکڑا بولنے پر اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

.............

پندرہ دن رہ کر وہ اُسے سوتے میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔

اُس نے رو رو کر بُرا حال کر لیا تھا، کہ اُس کو بخار نے آلیا تھا، ارمان کے لیے اسکول، پڑھائی، حیا کو سنبھالنا سب مُشکل ہوگیا تھا، وہ رات میں اُس کے ساتھ سونے کی ضد کرتی، اُس کے سونے کے بعد فرح اُس کو لے جاتی اگر آدھی رات کو اُس کی آنکھ کھلتی تو جو رونا شروع کرتی تو ارمان کو نیند سے اُٹھ کر دوبارہ اُسے اپنے کمرے میں لے جانا پڑتا۔۔

"میں ماما سے ناراج ہوں مان"۔۔ عائشہ کے جانے کے بعد وہ رات سونے سے پہلے اُس کے سینے پر سر رکھے متعدد بار یہ جُملہ بولتی تھی۔۔ پر جب سے وہ اِبراہیم سے مانوس ہوئی تھی یہ جملہ بولنا بھول گئی تھی پر اب اِس جُملے میں تھوڑا ردوبدل ہوا تھا۔۔

"آپ اِباریم کو بتانا حیا اُن سے بہت ناراج ہے، اُن کو بولیں واپس آئیں اپنا یہ گندا ٹیڈی لے جائیں، مجھے نئیں چاہیئے"۔۔ بھرایا ہوا لہجہ ارمان کا دل تڑپا جاتا تھا۔۔ وہ اُسے خود میں بھینچ لیتا تھا۔۔

اُس دن کے بعد کسی نے بھی حیا نور کے ہاتھ میں وہ ٹیڈی بیئر نہیں دیکھا تھا۔۔

زندگی کا کام ہے گزرنا، وہ دبے پاؤں گُزرتی جاتی ہے، کیوں کہ قدرت کا قانون ہے یہ، کسی کے دنیا سے جانے سے یا کسی کے آپ کو چھوڑ جانے سے زندگی نہیں رُکتی اور یہ زندگی کا ایک بے رحم پہلو ہے۔۔

ہاشمی ہاؤس میں رہنے والوں کی زندگی بھی چلتی رہی۔۔ حیا نُور بھی سنبھل گئی تھی اب۔۔

..............

تین سال بعد:

فرح نے جس طرح گھر سنبھالا اور ساتھ ساتھ سنی اور حیا کا خیال رکھا تھا، عصمت جہاں نے اُسے اپنے بڑے پوتے سفیر ہاشمی کے لیے مانگ لیا تھا تین سال بعد وہ بائیس سالہ سفیر کی دلہن بن کر ہمیشہ کے لیے ہاشمی ہاؤس آگئی تھی۔۔

تب رحمت جہاں چار سالہ ایمن کو یہاں چھوڑ گئی تھیں وہ اُن کی غریب مُلازمہ کی بیٹی تھی، باپ کے انتقال کے بعد ماں کی دوسری شادی کے باعث کسی رشتہ دار نے اُس کی زمہ داری نہیں اُٹھائی۔۔

حیا کی ضد پر ارمان نے اُسے اسکول میں ڈلوادیا تھا اِس طرح وہ اِس گھر کی مکین بن گئی تھی۔۔

..............

پانچ سال بعد:

"حیا گیس کرو کون آیا ہے بھلا۔۔؟"۔۔ پندرہ سالہ حیا ابھی اسکول سے آکر سیدھا کچن میں آئی تھی۔۔

"بجو یہ مت کہنا کہ پھپھو آئی ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ پانی کا گلاس خالی کرتی ٹیبل پر رکھتی بولی۔۔

"واؤ آپا کو تو میجک آتا ہے"۔۔ ایمن چہک کر بولی تھی۔۔

"نہیں یار، میرا لاسٹ پیپر ہے ابھی"۔۔ وہ جی بھر کر کوفت میں مُبتلا ہوئی تھی۔۔ اُس کا میٹرک کا آخری پیپر تھا پرسوں، نائلہ ابھی تک اُس پر طنز کے تیر چلاتی تھیں۔۔

"مجھے نہیں پتا تھا میری بیٹی کو میرا آنا اتنا بُرا لگے گا"۔۔ نسوانی آواز پر وہ پوری کی پوری گھومی تھی۔۔

"پھپھو!!"۔۔ وہ آگے بڑھ کر اُن کے سینے سے لگی تھیں۔۔

"آپ امینہ پھپھو آپ کب آئیں۔۔؟"۔۔ وہ اُن سے الگ ہو کر خوشی سے دمکتے چہرے سے پوچھ رہی تھی۔۔

"صبح آئے ہیں میری جان"۔۔ وہ نم آنکھوں سے اُس کی پیشانی چُوم کر بولی تھیں۔۔

"حیا تمہارا اباریم بھی آیا ہے"۔۔ فرح پیچھے سے شرارت سے بولی تو امینہ کے قہقہہ لگانے پر وہ جھینپ گئی۔۔

"وہ بھی آئے ہیں۔۔؟؟، میں مل لوں کہاں ہیں وہ۔۔؟؟"۔۔ وہ شدتِ جذبات سے پوچھ رہی تھی۔۔

امینہ اُس کا جذباتی پن دیکھ کر ہنس دی تھیں۔۔

"ہاں جاؤ وہ مان کے کمرے میں ہے، وہ بھی صبح سے کئی بار تمہارا پوچھ چُکا ہے"۔۔ اُن آٹھ سالوں میں امینہ پانچ بار آچکی تھیں، وہ پڑھائی کے باعث اب آیا تھا۔۔

وہ خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتی اُوپر آئی تھی پر سامنے سے آتے رمیز سے ٹکرائی تھی۔۔

"تم دیکھ کر چلنا کب سیکھو گی بھلا۔۔؟؟"۔۔ وہ حسبِ عادت اُس کو لتاڑ کر بولا۔۔

"آئم سوری میں نے دیکھا نہیں تھا"۔۔ وہ منمنائی تھی۔۔

"ہٹو آگے سے"۔۔ وہ تیزی سے اُس کے سامنے سے ہٹی تھی، وہ دھپ دھپ کر کے سیڑھیاں اُترتا چلا

گیا، اُس نے پلٹ کر اُس کو دیکھا پھر بے ساختہ ایک خوبصورت مُسکراہٹ نے اُس کے ہونٹوں کو چُھوا تھا۔۔

وہ دھیرے دھیرے چلتی ارمان کے کمرے کی طرف آئی تھی۔۔ دونوں کی باتوں کی آواز باہر آرہی تھی۔۔

"ایوری تھنگ ہیز بین چینجڈ ہیئر اینڈ آئی ایم لونگ اٹ"

(ہر چیز بدل گئی ہے یہاں اور مجھے اچھا لگ رہا ہے)

دلکش امریکن لب و لہجہ حیا کے کانوں سے ٹکرایا تھا۔۔ وہ دورازے کے فریم میں آئی تھی

"اوہ مائی گاڈ! ہو از دِز پریٹی گرل۔۔؟؟"

(او میرے اللہ! یہ کون خوبصورت لڑکی ہے۔۔؟؟)

وہ اُس کو دیکھ کر مصنوعی حیرت سے بولا تھا آنکھوں اور لہجے میں شرارت تھی۔۔ وہ بلش ہوئی تھی۔۔ ارمان ہنسا تھا۔۔

"السلام و علیکم"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر بولی تھی، لیکن اُس کو خود کو دیکھتا پا کر حیا نے نظریں جُھکائی تھیں۔۔

"وعلیکم السلام، یار وہ چھوٹی سی حیا کہاں گئی جو ٹیڈی پکڑے گھومتی رہتی تھی"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر شرارت سے ارمان سے پوچھ رہا تھا۔۔ سفید یونیفارم وہ اُس سات سال کی حیا سے خاصی بڑی ہوگئی تھی۔۔

"آئی آیم گرون اپ ناؤ"

(میں اب بڑی ہو گئی ہوں)

وہ جھینپتی اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی تبھی حیا کی توجہ اُس کی گردن کے اُن دو ستاروں نے چھینی تھی۔۔

"ہاں بھئی پہلے مجھے اِن کے پیچھے بھاگنا پڑتا تھا ان کے ہر کام کے لیے، اب مجھے اپنے ہر کام کے لیے اپنی گڑیا کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے"۔۔ ارمان محبت سے اُس کو بازو کے حلقے میں لیتا بولا تھا۔۔ ابراہیم اُس کے لیے پنک کلر کا بہت ہی خوبصورت بیگ لایا تھا۔۔

"اچھا جاؤ اب اپنے اباریم کا روم دیکھ لو"۔۔ ارمان اُس سے بولا

"ابراہیم"۔۔ وہ بےساختہ اُس کی تصیح کر گئی تھی، جس پر دونوں کا قہقہہ بےساختہ تھا، اُسے کمرے سے جاتے ہی بنی تھی۔۔

.............

"مان کہاں ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ ہاتھوں میں کتابیں لیے جُھجکتے ہوئے اُس کے کمرے میں آئی تھی، وہ جو اپنے کپڑے دیکھ رہا تھا مُڑا تھا۔۔

"وہ تو کام سے باہر گیا ہوا ہے، کوئی کام تھا تمہیں۔۔؟؟"۔۔ اُس کے چہرے پر پھیلتی مایوسی دیکھ کر وہ پوچھ بیٹھا۔۔

"میرا میتھس کا پیپر ہے، اُن کو پتا بھی تھا پھر بھی چلے گئے"۔۔ وہ منہ بسور کر بولی۔۔

"یہ تو کوئی پرابلم ہی نہیں ہے، ادھر بیٹھو، میں سمجھا دیتا ہوں"۔۔ وہ کپڑے ہٹا کر بیڈ پر بیٹھا تو وہ بھی اُس

کے سامنے بیٹھ گئی۔۔

آدھے گھنٹے میں اُس نے اُس کو سب کچھ کروا دیا تھا۔۔ ساری تیاری ارمان نے کروا دی تھی کچھ پوائینٹس ہی تھے۔۔

"تھینک یو"۔۔ حیا کی نظریں اُس کے تلوں سے ہوتی اُس کے جاذب چہرے پر گئی تھیں۔۔

پتا نہیں کیوں اُس کی گردن کے یہ دو ستارے اُسے ہمیشہ اپنی طرف کھینچتے تھے۔۔

"آپ کیا کررہے تھے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی پھیلی ہوئی شرٹس دیکھتے بولی تھی۔۔

"شرٹ آئرن کرنے جارہا تھا"۔۔ وہ ایک بلیک شرٹ اُٹھا کر بولا

"لائیں مجھے دیں میں پانچ منٹ میں کر کے آتی ہوں"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے شرٹ لیتی بولی۔۔

"ارے نہیں میں خود کرلوں گا، تم جا کر پڑھو"۔۔ اُس نے شرٹ واپس لینے کو ہاتھ بڑھایا۔۔

"بلکل بھی نہیں، میرے ہوتے ہوئے آپ کیوں کام کریں گے بھلا"۔۔ وہ اُس کی ساری شرٹس اُٹھاتے بولی تھی۔۔

"اور ویسے بھی میں ماں کے بھی سارے کام کرتی ہوں، تو آپ کا بھی پورا خیال رکھوں گی"۔۔ وہ اُس کی ساری شرٹس سینے سے لگائے اُس کے سامنے کھڑی مُسکرا کر بولتی گئی تھی۔۔

"حیا تم پڑھ لو، میں نہیں چاہتا تمہارا پیپر اچھا نہ ہو"۔۔ وہ اُس کو دروازے کی طرف مُڑتا دیکھ کر پیچھے سے بولا تھا پر سامنے دروازے پر امینہ کو دیکھ کر وہ دونوں رُکے تھے، جو بڑی محبت سے بیٹے اور بھتیجی کو دیکھ رہی تھیں۔۔

"میرا پیپر بیسٹ ہوگا ان شاءاللہ، آخر مجھے ماں اور آپ نے پڑھایا ہے، کیوں پھپھو۔۔؟؟"۔۔ وہ اُن کو دیکھ کر شرارت سے بولی۔۔ اُنھوں نے مُسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"اور پھپھو آپ اِن سے کہہ دیں جب تک یہ یہاں ہے اِن کو کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں اِن کا ہر کام اپنے ہاتھوں سے کروں گی"۔۔ وہ مُسکراتے ہوئے سادگی سے کہتی اُن کے دل میں اُتر رہی تھی۔۔ انہوں نے بے ساختہ اُس کی پیشانی چُوم لی تھی۔۔

"بلکل ابراہیم تم اپنا سارا چارج (اِختیار) میری بیٹی کے ہاتھ میں دے دو"۔۔ وہ بہت کچھ سوچ گئی تھیں اِس ایک لمحے میں، ویسے بھی امینہ کو اپنی بھتیجی دل کے بہت قریب محسوس ہوتی تھی۔۔

"آئی ہیئر بائی گو ہر آل آف مائی چارج"

(میں اِن کو اپنا سارا اختیار دیتا ہوں)

وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا سر جھکا کر بولا تھا، حیا نے مُڑ کر دیکھا تھا پھر وہ کھلکھلا کر ہنستی کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔۔

"کیا خیال ہے اپنے بیٹے کا خیال رکھنے والی کو اپنے ساتھ نہ لے چلیں۔۔؟؟"۔۔ وہ اندر آ کر شرارت سے کہتی اُس کے بیڈ پر بیٹھی تھیں۔۔

"مان اپنی بہن آپ کو دے ہی نہ دے"۔۔ وہ اُن کی بات کا مطلب سمجھے بنا ہنس کر بولا تھا۔۔

"بیٹا جی تو ہم مان سے اُس کو مانگ لیتے ہیں ناں ہمیشہ کے لیے"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولتی ایک لمحے کو رُکی تھیں۔۔

"تمہارے لیے"۔۔ اُنہوں نے جُملہ پورا کیا۔۔

"فار می، مینس۔۔؟؟"

(میرے لیے مطلب۔۔؟؟)

اُس نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔

"وہ کیا کہتے ہو تم۔۔

کوئی ابراہیم ہاشمی کی ماں جیسی ہو تو ابراہیم ہاشمی سے پوچھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے"۔۔ وہ ہنستے ہوئے اُس کی اکثر کہی گئی بات کو اُس کے سامنے دہرا رہی تھیں۔۔

"یو مین حیا۔۔؟؟ مم شی از ٹو ینگ فار می"

(آپ کا مطلب ہے حیا۔۔؟؟ مم وہ میرے لیے بہت چھوٹی ہے)

پہلا جملہ حیران ہوتے ہوئے بولا، پھر ہنستے ہوئے بات پوری کی۔۔

"لڑکیوں کو بڑا ہوتے دیر نہیں لگتی، اور ویسے بھی تین چار سال میں بڑی ہوجائے گی، جب تک میرا بیٹا بھی سیٹ ہوجائے گا"۔۔ لہجے میں بھتیجی کے لیے پیار تھا۔۔ وہ ہنس دیا۔۔

"مطلب آپ اپنی طرف سے سب کچھ فائنل کر کے بیٹھی ہوئی ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُن کی جلد بازی پر حیران ہوتا ہنسا تھا۔۔

"بلکل فائنل، بلکہ میں ابھی اماں سے بات کرتی ہوں"

" پلیز سٹے آ بِٹ، واٹس دا ہری۔۔؟"

(تھوڑا رُکیں اتنی جلدی کس بات کی ہے۔۔؟؟)

وہ خوش تھا، دل کو تو وہ ویسے بھی پیاری تھی، پر اُس کی کم عمری کی وجہ سے وہ ہچکچا رہا تھا۔۔

"میری بھتیجی اتنی پیاری ہے ماشاءاللہ، اماں بتا رہی تھیں ابھی سے اُس کے رشتے آرہے ہیں"۔۔ اُن کے بتانے پر وہ ہنس دیا تھا۔۔

"میرے بیٹے کی زندگی میں میری طرح خیال رکھنے والی آئے گی تو میں سکون سے جا سکوں گی"۔۔ وہ نجانے کیوں آبدیدہ ہوئی تھیں۔۔

"مم ابھی تو آپ کو اور ڈیڈ کو میرے بچوں کو پالنا ہے، ابھی کہاں جانے دوں گا آپ دونوں کو"۔۔ وہ اُن کو اپنے بازوؤں میں لے کر شرارت سے بولا۔۔

"اچھا ہم جناب کے بچے پالیں گے، اور جناب کی بیوی کیا کرے گی۔۔؟؟"۔۔ انُہوں نے مصنوعی ناراضگی سے پوچھا

"آپ کی بہو میرا خیال رکھے گی ناں"۔۔ وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے تصور میں اُس کا دلکش چہرہ لاتے شرارت سے بولا

"یہ میں نے آپ کی ساری شرٹس پریس کردیں"۔۔ تبھی وہ اُس کی شرٹس آئرن کر کے لے آئی تھی۔۔ اُس کو دیکھ کر اُس کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ وہ جھجکی تھی۔۔

"ابراہیم"۔۔ انہوں نے اپنی ہنسی کو چُھپا کر اُس کو تنبیہہ کی تھی۔۔

"اوکے آئم سوری"۔۔

وہ اُس کے ہاتھ میں تھامی شرٹس میں سے بلیک شرٹ اُٹھا کر اُس پر ایک مُسکراتی نظر ڈالتا واش روم میں گھسا تھا۔۔ وہ اُس کے ہنسنے پر جھجکتی آگے بڑھی تھی۔۔

"پھپھو آپ چائے پیئیں گی۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے واڈروب سے ہینگر نکال کر اُس کی شرٹس ہینگ کرتی پوچھ رہی تھی۔۔

"زحمت نہ ہو تو یہیں لے آؤ بیٹا، لیکن دس منٹ بعد"۔۔ وہ اُس کا معصوم سا چہرہ نظروں میں بھر کر بولیں۔۔

"اِس میں زحمت کیسی پھپھو، آپ لوگوں کے کام کر کے مجھے خوشی ہوتی ہے"۔۔ وہ مُسکرا کر کہتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

وہ ابراہیم سے ایک بہت ضروری بات کرنے کے لیے یہیں بیٹھ گئیں۔۔ پانچ منٹ میں وہ نہا کر تولیے سے سر رگڑتا آیا اُنہیں وہیں سوچ میں بیٹھے ٹھٹھکا تھا۔۔

"کیا ہوا مم، کوئی بات ہے کیا۔۔؟؟"۔۔ امینہ نے بچپن سے اُس پر سختی کی تھی کی وہ اُن سے اور مُرتضٰی سے ہمیشہ اردو میں بات کرے گا، اسی لیے اُس کی اردو صاف ششدر تھی لیکن اُس کے باوجود مخصوص امریکن لہجے کی آمیزش اُس کی اُردو کو مزید خوبصورت بناتا تھا۔۔

"ادھر بیٹھو اِبّی!!"۔۔ اُس کا ہاتھ پکڑے اُس کو اپنے پاس بٹھا کر وہ اُسے دیکھنے لگیں۔۔ نہانے کے باعث بکھرے سیاہ گیلے بال ماتھے پر پڑے ہوئے تھے۔۔ سیاہ ذہین گہری آنکھیں، جو کہ بلکل مرُتضٰی ہاشمی جیسی تھیں۔۔ شرٹ کے اُوپری تین چار بٹن کھلے ہوئے تھے۔۔ وہ بھی چُپ چاپ ماں کو دیکھے گیا، جو بڑی

محبت سے اُس کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔۔

پھر وہ اُس کی شرٹ کے بٹن بند کرنے لگی تھیں۔۔ اُن کی آنکھوں میں نجانے کیوں نمی تھی۔۔

"یور سن ہیز گرون اپ ناؤ مم"

(مم آپ کا بیٹا اب بڑا ہوگیا ہے)

وہ شرارت سے مُسکرایا تھا۔۔

"میرے لیے تو ہمیشہ ننھا سا اِبّی ہی رہے گا"۔۔ اُس کے چہرے کو دیکھتے دیکھتے اُنہوں نے اپنے ایک ہاتھ سے اُس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو کنگھے کے انداز سے اُوپر کیا تھا۔۔ ابراہیم کا دل دھڑکا تھا۔۔ اُس نے اپنے بالوں میں چلتے اُن کے ہاتھ کو تھام کے پیار سے اپنے لبوں سے لگایا تھا۔۔

"مم"۔۔ پھر بے ساختہ اُن کی گود میں سر رکھ گیا۔۔ وہ اُس کے گیلے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگیں۔۔

...............

"ایسے بھاگ بھاگ کر امریکہ والوں کو امپریس کیا جارہا ہے، کبھی کپڑے آئرن ہورہے ہیں کبھی پانی چائے کافی پلائی جارہی ہے۔۔ خیر تو ہے ناں"۔۔ وہ دس منٹ گزارنے کے لیے اپنی کتابیں کھول کر بیٹھی تھی حسبِ عادت عروج نے اپنی ذہنیت کے مُطابق اُس پر طنز کا تیر چلایا۔۔

"میں تو سب کے کام ایسے ہی کرتی ہوں"۔۔ اُس کے سادگی سے دیئے گئے جواب نے عروج کو لاجواب کیا تھا۔۔

"سب پتا ہے مجھے کیوں ہر وقت خالہ سے۔۔۔"۔۔ اِس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتی تین سالہ احمد روتا ہوا آیا تھا۔۔

"آنی میرے کلرز نبیہا نئ دے رئی"۔۔ وہ اُس کو گود میں لیے اندر چائے بنانے چلی گئ تھی۔۔

...............

"اِبّی، وہ بہت معصوم ہے، بہت چھوٹی تھی جب ماں کا دکھ دیکھا تھا اُس نے"۔۔ اُس بات کا تو وہ خود گواہ تھا اور تب سے آج تک وہ اُس کے دل میں ایک خاص مُقام رکھتی تھی۔۔

"ارمان نے اُسے ماں باپ دونوں بن کر پالا ہے، راتوں کو جاگا ہے میرا بھتیجا، اُس کے باپ سے تو کوئی اُمید ہی نہیں کسی کو"۔۔ وہ نم لہجے میں بول رہی تھیں۔۔

"مجھے وہ اپنے بچّے کی طرح پیاری ہے، تبھی میں نے اُسے تمہیں سوپنے کا فیصلہ کیا ہے، جس طرح تم نے سات سال کی عمر میں اُس کا خیال رکھا تھا، مجھے یقین ہے میرا بیٹا اُسے ہمیشہ خوش رکھے گا"۔۔

وہ رو دی تھیں۔۔ وہ اُٹھ بیٹھا تھا

"مجھے نائلہ سے بہت ڈر لگتا ہے، میرا دل کرتا ہے میں جلدی سے اُس کو نائلہ سے دور لے جاؤں"

"یو ٹرسٹ یور سن رائیٹ مم۔۔؟؟

(مم آپ کو اپنے بیٹے پر یقین ہے ناں۔۔؟؟)

اپنے ہاتھ سے اُن کے آنسو صاف کر کے اُن کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے بڑی عقیدت سے وہ اُن ہاتھوں کو چُوم رہا تھا

"مم آپ کی بھتیجی تب سے دل میں رہتی ہے جب وہ اپنا بڑا سا ٹیڈی لے کر اپنے اباریم کے ہاتھوں سے اپنے سارے کام کرواتی تھی"۔۔ وہ شرارت سے ہنس کر بولا تھا تو وہ بھی ہنس دی تھیں۔۔

"مجھے وہ بہت عزیز ہے مم اور اب بھی میں اُس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکوں گا لیکن اب تک یہ وہ والی محبت نہیں تھی پر اب"۔۔ اُس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا وہ ہاتھ میں ٹرے لیے اندر آئی تھی۔۔ وہ اُس کو ایک نظر دیکھ کر ہنستا ہوا سر جُھکا گیا تھا

"یہ چائے تو میرے لیے ہے پر یہ کافی۔۔؟؟"۔۔ ٹرے میں دو کپ دیکھ کر امینہ آنکھوں میں شرارت لیے حیا سے پوچھ رہی تھیں۔۔ اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔

"یہ ان کے لیے، یہ چائے نہیں پیتے ناں، اِس لیے میں اِن کے لیے کافی لے آئی"۔۔ سادگی سے کہتی اُس نے ٹرے سے کپ اُٹھا کر اُس کی طرف بڑھایا۔۔

وہ اُس کے بغیر کہے چائے کے بجائے کافی لے آئی تھی، جی بھر کر حیران ہوتا اُس کے ہاتھ سے کپ لے کر اُس نے ماں کو دیکھا تھا جو ایسے مُسکرا کر دیکھ رہی تھیں جیسے کہہ رہی ہوں

"میں نے کہا تھا ناں کہ میری بھتیجی بلکل میری طرح میرے بیٹے کا خیال رکھے گی"

"پر اب لگتا ہے کہ مم آپ بلکل ٹھیک کہتی ہیں"۔۔ وہ اپنی بات مُکمل کرتا اُس کو دیکھ کر دلکشی سے بولا تھا۔۔ وہ اُس کے ہنسنے پر جھجک محسوس کر کے کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔۔

"اِبّی میری بیٹی کو تنگ کیا تو اچھا نہیں ہوگا"۔۔ وہ پیار سے اُس کا کان پکڑ کر بولیں۔۔

"ارے میری بھتیجی کی ماں آپ کی بیٹی کو کبھی تنگ نہیں کروں گا"۔۔ وہ اپنا کان چُھڑاتا ہنس کر بولا تھا۔۔

ابھی وہ اُنہیں حیا کو بتانے سے منع کر گیا تھا۔۔

..............

"سنی خبردار جو تم نے میری گوٹ ماری ہے تو"۔۔ عروج چلائی تھی۔۔

"عروج آپی گیم میں کوئی کسی کا رشتہ دار نہیں ہوتا"۔۔ ساڑھے بارہ سالہ سنی نے سمجھ داری کی بات کرتے عروج کی نیلی گوٹ کو واپس اُس کے گھر لوٹایا تھا۔۔

"اب تم بچنا مجھ سے بیٹا"۔۔ وہ تپی تھی۔۔ سنی، عروج، حیا اور ابراہیم چاروں لڈوں کھیل رہے تھے۔۔ ابراہیم کی باری تھی پانچ آئے تھے اُس کے، پانچ پر ایک طرف حیا کی گوٹ جا رہی تھی اور دوسری طرف عروج کی، اُس نے جلدی سے عروج کی گوٹ کو اندر کیا تھا حلانکہ حیا جیت رہی تھی اُس کی گوٹ کو مار کر اُس کی جیت رُوکی جاسکتی تھی۔۔

"ابراہیم بھائی آپ نے جان بوجھ کر میری گوٹ ماری ہے، حیا کی بھی تو جا رہی تھی"۔۔ عروج ناراضگی سے چلائی تھی۔۔

"اوہ! میں نے دیکھی ہی نہیں تھی"۔۔ ابراہیم نے مُسکراہٹ دبا کر چونکنے کی ایکٹنگ کی تھی۔۔ حیا کے چہرے پر جیتنے کا دبا دبا جُوش تھا، حلانکہ وہ پوری گیم میں غیر محسوس طریقے سے اُس کی گوٹیوں کو بچاتے آیا تھا

"آپ کو حیا کی گوٹ دکھتی ہی نہیں ہیں کبھی"۔۔ عروج طنزاً بولی تھی۔۔ عصمت جہاں کے پاس بیٹھی امینہ بیٹے کی چالاکی پر دھیرے سے ہنسی تھیں۔ حیا کی آخری گوٹ چار پر بیٹھی تھی جب اُس کے چار آئے تھے،

"میں جیت گئی"۔۔ وہ خوشی سے چلائی تھی، وہ اُس کے چہرے کی خوشی دیکھ کر ہنس دیا تھا۔۔

"سب چیٹنگ کرتے ہیں، مجھے نہیں کھیلنا"۔۔ عروج نے اُس کی خوشی برداشت نہ کرتے ہوئے ہاتھ مار کر گیم برباد کیا تھا۔۔

"پریشان نہ ہوں بھائی آپی جب ہارتی ہیں تو ایسے ہی کرتی ہیں"۔۔ سنی ابراہیم کی طرف جُھکا تھا۔۔

"شٹ اپ، سب سے زیادہ چیٹنگ کرتے ہی تم ہو"۔۔ وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ مارتی بولی تھی۔۔

"کوئی آپ کے ساتھ چیٹنگ نہ بھی کرے تب بھی آپ نے کبھی نہیں جیتنا"۔۔ وہ کہہ کر بھاگا تھا، اب سنی آگے آگے، چیختی چلاتی عروج اُس کے پیچھے تھی۔۔ ابراہیم ابھی تک حیران پریشان بیٹھا تھا۔۔

"آپ پریشان نہ ہوں ان دونوں کا تو روز کا ہے میں آپ کے لیے کھیر لاتی ہوں، دادو نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے لیے بنائی ہے"۔۔ وہ اس کی پریشان شکل دیکھ کر مُسکرا کر اُٹھتی کچن میں گئی تھی۔۔ وہ مُسکرا دیا تھا۔۔ دو منٹ بعد وہ چھوٹی سی ٹرے میں اُس کے لیے کھیر لائی تھی۔۔

"کیوں بیٹا جی، یہ کھیر صرف آپ کے اباریم کے لیے ہے۔۔؟؟"۔۔ مُرتضیٰ ہاشمی جو کہ عصمت جہاں اور امینہ کے ساتھ بیٹھے تھے، اُسے صرف ابراہیم کے لیے کھیر لاتے دیکھ کر شرارت سے بولے تھے وہ جھینپی تھی۔۔ اِن کے اباریم بولنے پر امینہ اور ابراہیم دونوں ہی ہنسے تھے۔۔

"نہیں چاچو میں لاتی ہوں"۔۔ وہ جھینپ کر بولتی کچن میں گئی تھی، مُرتضیٰ کو بھی امینہ کا یہ فیصلہ پسند آیا تھا۔۔ اُن کا عثمان ہاشمی کے کزن ہونے کے باعث سارے بچّے اُنہیں چاچو کہہ کر پُکارتے تھے۔۔ اب کی بار ڈونگے میں کھیر لا کر وہیں بیٹھ گئی تھی۔۔

"اماں جی میں اور امینہ سوچ رہیں ہیں کہ پنجاب حویلی کا چکر لگا آئیں، سالوں ہوگئے سب سے ملے ہوئے"۔۔ وہ عصمت جہاں سے مخاطب ہوئے، وہ اِن کی طرف مُتوجہ ہوا تھا یہ بات تو اُس کو بھی نہیں تھی پتا۔۔

"ہاں اچھی بات ہے، سب ہی تم لوگوں کے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں"۔۔ انہوں نے مطمئین انداز سے میں بولی۔۔

"اماں ہمارے ساتھ عثمان بھی چل رہا ہے، میں سوچ رہی تھی کیوں ناں آپ بھی چلیں"۔۔ امینہ نے اُن کو دیکھ کر کہا

"نہیں بی بی مجھے رہنے دو، ابھی تین چار مہینہ پہلے گئی تھی میں، میرے بچّے اکیلے ہوجاتے ہیں"۔۔ اُنہوں نے انکار کیا۔۔

"ابراہیم تم چلو گے"۔۔ مُرتضیٰ نے اُس سے پوچھا۔۔

"نو ڈیڈ، ناٹ دز ٹائم، مے بی نیکسٹ ٹائم"

(نہیں، اِس دفعہ نہیں، شاید اگلی بار)

وہ مزے سے کھیر کھاتا بولا تھا۔۔ امینہ نے نائلہ سے بھی پوچھا تھا۔۔

"مجھے نہیں آتا گندے سے گاؤں میں مزہ"۔۔ انہوں نے حسبِ عادت ناک چڑھائی

.............

"یار یہ پروجیکٹ کی کوٹیشنز مارک کو سینڈ کر دینا"۔۔ وہ اِس وقت مرتضیٰ اور امینہ کے کمرے میں بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

"ڈیڈ پلیز، ڈو اِٹ آل یور سیلف وین یو کم بیک"

(ڈیڈ آپ واپس آکر خود کر لینا سب پلیز)

وہ بیزاری سے بولا، مُرتضیٰ صاحب چاہتے تھے کہ وہ اب بزنس میں انٹرسٹ لے، جبکہ اُس کا کہنا تھا کہ۔۔

" ڈیڈ آئی ہیو جسٹ کمپلیٹڈ مائی اسٹڈیس، لیٹ می ایکسپلور دی ورلڈ فرسٹ"

(ڈیڈ ابھی تو میں نے پڑھائی ختم کی ہے، مجھے دنیا دیکھنے دیں پہلے)

"یار اب مجھ بوڑھے کو کچھ ریلیکزیشن (آرام) دو اور اپنا بزنس سنبھالو"۔۔ وہ مصنوعی تھکن سے بولے

"بوڑھے۔۔؟؟ سیریسلی ڈیڈ۔۔؟؟

ابھی بھی کبھی آپ کے ساتھ باہر جاؤں تو کوئی بھی گوری میری طرف نہیں دیکھتی"۔۔ وہ اُن کو دیکھ کر بُرا سا منہ بنا کر بولا، جس پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیئے۔۔ بلاشبہ وہ ایک خوبصورت مرد تھے، اور اِس عمر میں بھی اُن کی صحت قابلِ رشک تھی، جس کے باعث وہ ابھی بھی جوان اور خوبصورت نظر اتے تھے۔۔

اور وہ شکل و صورت پر اُنھی پر گیا تھا اور عادتاً و فطرتاً امینہ پر۔۔

" سو مائی سن اِز گیٹنگ جیلس آف ہِز ڈیڈ"

(تو میرا بیٹا اپنے باپ سے جیلس ہورہا ہے)

وہ مُحبت سے مُسکراتے ہوئے اُس کے کندھے پر بازو پھیلاتے ہوئے شرارت سے بولے۔۔

"نو ڈیڈ، یو آر دی موسٹ ہینڈسم فادر اِن دا ورلڈ، آئی ایم بلیسڈ ٹو ہیو یو اِن مائی لائف، آئی لو یو ڈیڈ"

(نہیں ڈیڈ، آپ اِس دنیا کے سب سے خوبصورت باپ ہیں، میں شکر کرتا ہوں آپ میری زندگی میں ہیں میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں)

وہ محبت اور عقیدت سے اُن کے گلے لگتا بولا، نجانے کیوں اُس کی انکھیں بھیگی تھی۔۔

"تو اپنے اِس خوبصورت باپ کی تھوڑی سی زیادہ بزنس میں مدد کردیا کرو یار"۔۔ وہ اُس کو خود سے الگ کر کے بولے، وہ اُن سے آنکھوں کی نمی چھپاتا اثبات میں سر ہلا گیا۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ بزنس سے بلکل نابلد تھا، وہ خود بزنس کا اسٹوڈنٹ تھا۔۔ دورانِ پڑھائی وہ آفیس کا چکر لگاتا رہتا تھا، پھر آہستہ آہستہ ایسا ہونے لگا کہ اُس کے مشورے مُرتضیٰ ہاشمی کو کارآمد لگنے لگے، لیکن وہ پڑھائی اور دوستوں کے باعث بزنس کو زیادہ ٹائم نہ دے پاتا تھا۔۔

اور اب وہ اُس پر زور دے رہے تھے کہ وہ مکمل طور پر بزنس میں آجائے۔۔

"فکر نہ کریں، دو تین سال میں اِس کی شادی کر دیں گے، خود ہی سیریس ہوجائے گا"۔۔ امینہ ہاتھوں میں اپنے اور مُرتضیٰ کے کپڑے تھامے کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔۔

"اوہ نو مم اتنی جلدی نہیں"۔۔ وہ بُدکا تھا۔۔ وہ دونوں اُس کے انداز پر قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔۔

"پھپھو یہ باقی کے کپڑے بھی پریس ہوگئے ہیں"۔۔ اُسی وقت وہ اُن کے کپڑے لیے بولتی ہوئی کمرے میں آئی تھی۔۔ اُس دن کی طرح اُس نے اتفاقاً اپنے ہی ذکر پر اینٹری دی تھی۔۔ اُس کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ اور اِس بار مُرتضیٰ کا قہقہہ بھی بیٹے کے ساتھ تھا۔۔ اُن دونوں کو خود کو دیکھ کر ہنستا پا کر وہ پھر جھجکی تھی۔۔

"آپ بھی اِس کے ساتھ مل جائیں اب"۔۔ اُن کو گھور کر انہوں نے اُس کے ہاتھ سے کپڑے لیے تھے۔۔ اُن لوگوں کو کل نکلنا تھا، اسی سلسلے میں وہ پیکنگ کر رہی تھیں۔۔

"پھپھو آپ کو کوئی کام ہے تو مجھے بتا دیں"۔۔ وہ سر جُھکا کر بولی تھی۔۔ دونوں کی نظریں ابھی بھی اُس پر تھیں۔۔

"نہیں بیٹا تم جا کر پڑھ لو، کل پیپر ہے ناں"۔۔ وہ نرمی سے بولیں۔۔ وہ سر ہلا کر جلدی سے باہر نکلی تھی۔۔

"امینہ یار یہ اپنا بیٹا تو ماشاءاللہ بڑا قسمت والا نکلا"۔۔ وہ اُسے دیکھ کر شرارت سے بولے۔۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا

"ماشاء اللہ، اللہ دونوں کے نصیب اچھے کرے آمین"۔۔ وہ اُس کی پیشانی چومتے آبدیدہ ہوئی تھیں۔۔ نجانے کیوں۔۔

اُن دونوں میاں بیوی نے واپس آ کر عصمت جہاں سے بات کرنے کا سوچا تھا۔۔

..............

"حیا ماشاءاللہ تمہارے بال بہت خوبصورت ہیں خیال رکھا کرو بیٹا"۔۔ امینہ اُس کے شہد رنگ کندھوں سے نیچے آتے بالوں میں کنگھی کر رہی تھیں۔۔ وہ دونوں اِس وقت باہر تخت پر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔

اُس نے بالوں اور آنکھوں کا شہد رنگ اپنی ماں سے لیا تھا۔۔

"آپ ہیں ناں آپ رکھیں میرا خیال"۔۔ وہ مُڑ کر لاڈ سے اُن کے گلے میں بانہیں ڈالتی بولی تھی۔۔

"مجھے تو ابھی کچھ دنوں میں چلے جانا ہے میری جان"۔۔ وہ اُس کی محبت پر نہال ہوتی اُس کی پیشانی چُومتی بولیں۔۔

"مت جائیں ناں پھپھو، یہیں رہ جائیں"۔۔ اُس کا دل پھر مچلا تھا۔۔ اُس کی محبت پر وہ مُسکرا دی تھیں۔۔

"تمہارے چاچو اور ابراہیم کا خیال کون رکھے گا بھلا۔۔؟؟"۔۔ انہوں نے ہنستے ہوئے پوچھا۔۔

"تو پھپھو آپ تینوں یہیں رہ جائیں ناں"۔۔ وہ اُن کے گال کو چُومتے بولی تھی۔۔

"اِیک کام کرتے ہیں اپنی بیٹی کو ہی نہ لے چلیں اپنے ساتھ"۔۔ اُس کی ٹھوڑی پکڑے پوچھا۔۔

"چلو گی ہمارے ساتھ۔۔؟؟"۔۔ وہ محبت سے اسرار کرنے لگیں، جیسے اُس کے ہاں کرتے ہی سچ میں اُسے اپنے ساتھ لے جائیں گی۔۔

"پپھو میں۔۔کیسے۔۔"۔۔ اُن کی آنکھوں میں سچائی دیکھ کر وہ ہچکچائی تھی۔۔

"مانگ لیتے ہیں ناں تمہیں ہمیشہ کے لیے اماں اور ارمان سے"۔۔ وہ محبت سے اُس کی آنکھوں میں دیکھے پوچھ رہی تھیں۔۔ وہ کچھ سمجھتے کچھ نہ سمجھتے اُن کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔

"میرا بیٹا اچھا ہے ناں حیا۔۔؟"۔۔ وہ اب محبت سے اُس کی ٹھوڑی تھامے پوچھ رہی تھیں، ایک دم سے اُسے جیسے ساری بات سمجھ آئی تھی۔۔ اُس کی چہرے پر قوس و قزع کے رنگ بکھرے تھے۔۔

اُسے ڈھیروں شرم نے آگھیرا تھا، سر جُھکا کر اُن کے شانے میں چہرہ چھپایا تھا، اُس کی اُس حرکت پر وہ زور سے ہنسی تھیں۔۔ اور محبت سے اُس کے گرد اپنے بازو پھیلائے تھے۔۔

"میری بیٹی میرے بیٹے کا بہت زیادہ خیال رکھے گی ناں۔۔؟؟"۔۔ انہوں نے جُھک کر اُس سے پوچھا۔۔ اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔ حیا نُور کا بچپن کو چھوڑتے جوانی میں قدم رکھتا معصوم سے دل پر ابراہیم ہاشمی کا نام اُسی لمحے نقش ہوا تھا، اور کہتے ہیں ناں عورت اپنی پہلی محبت کبھی نہیں بھولتی اور یہ تو وہ دل تھا جس پر پہلا نام ہی اُس کا کندہ تھا جو پہلے ہی سے دل میں رہتا تھا۔۔

"اور تمہیں پتا ہے، میرے بیٹے نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ میری بیٹی کا ساری زندگی خیال رکھے گا"۔۔ اُس کا دل دھڑکا تھا، وہ ہنوز اُن کے پُر شفیق سینے سے لگی رہی۔۔

"حیا! وہ ساری زندگی تم سے بہت محبت کرے گا"۔۔ اُسے اپنی قسمت پر رشک آیا تھا۔۔

"بس واپس آکر سب سے پہلا کام یہی کروں گی عثمان اور اماں سے تمہیں اپنے بیٹے کے لیے ہمیشہ کے لیے مانگ لوں گی"۔۔ وہ محبت سے اُس کا چہرہ دونوں میں لیتی اُس کی پیشانی چُومتے بولیں۔۔ پھر اپنی اُنگلی سے ریڈ نگ کی خوبصورت نازک سی انگوٹھی اُتار کر اُس کی بائیں ہاتھ کی تیسری اُنگلی میں ڈالی تھی۔۔ وہ نم آنکھوں سے اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی تھی۔۔ ڈھیل ڈھالی انگوٹھی کے باوجود اُسے اپنا ہاتھ بہت پیارا لگا تھا۔۔

"بس تم آج سے میرے اِبراہیم کی امانت"۔۔ اُنہوں نے مُحبت سے اُس کا چہرہ تھاما تھا۔۔ وہ بھیگی شرمیلی ہنسی ہنس دی تھی۔۔

"کیا کہہ رہی ہو بچّی سے امینہ"۔۔ نائلہ کی پاٹ دار آواز پر دونوں ٹھٹکی تھیں، نائلہ کو دیکھ کر اُس کا ننھا سا دل کانپا تھا۔۔ وہ سیدھی ہوئی تھی۔۔

"ابھی یہ بچّی ہے، کیوں اِس کا دماغ خراب کر رہی ہو"۔۔ وہ نخوت سے کہہ کر اُس کو گھورتی تخت پر بیٹھی تھیں۔۔ حیا کا دل حد سے زیادہ پریشان ہوا تھا۔۔

"میں تو صرف اِس کو ابراہیم کے نام"۔۔ وہ ہلکے سے بول کر ابھی اپنا جملہ پورا بھی نہیں کر پائی تھیں کہ وہ تیز لہجے میں اُن کی بات کاٹ گئی۔۔

"پندرہ سال کی ہے یہ صرف، میری عروج اِس سے دو سال بڑی ہے، اُس کا کسی نے نہیں سوچا ابھی سے اِس کی فکر لگ گئی سب کو"۔۔ وہ مارے حسد کے اُسے گھور کر بولیں۔۔

"وہ بھی میری بچّی ہے نائلہ، اللہ اُس کے نصیب اچھے کرے آمین"۔۔ امینہ بھی بہن سے خائف ہی رہتی تھیں۔۔

"تم کیا یہاں بیٹھی ہو، اُٹھو یہاں سے"۔۔ وہ اُسے دیکھ کر غصّے سے بولیں، وہ مارے ڈر کے ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔۔ اُس کا دل رویا تھا۔۔

"اور بی بی تمہارا بیٹا امریکہ میں پیدا ہوا ہے، وہیں کا پلہ بڑا، ہماری معصوم سی بچّی کو آسرا نہیں دو"۔۔ اب اُنہوں نے بات کو دوسری طرف گھمایا۔۔ وہ مرے مرے قدموں سے کچن کے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔

"میرا بیٹا ایسا نہیں ہے نائلہ"۔۔ اب کے وہ مضبوط لہجے میں بولیں۔۔

"ہونہہ! ہر کسی کو اپنی اولاد فرشتہ ہی لگتی ہے، اور تمہارا بیٹا، ہمیں کیا پتا وہ ساری زندگی امریکہ میں کیا کرتا رہا ہے"۔۔ وہ اپنے اندر کا زہر نکالنے لگیں۔۔

"ضروری نہیں انسان امریکہ میں پیدا ہوا ہو تو وہ عیاش ہی بڑا ہو، اور نہ پاکستان کے سارے بچّے فرشتے ہیں، میرے بیٹے کی وہی تربیت ہے جو میری ماں نے میری کی ہے اور اپنے بیٹے سے پوچھے بغیر

میں کبھی بھی حیا سے بات نہ کرتی، وہ اِس رشتے پر دل و جان سے راضی اور خوش ہے"۔۔ کچن کے دروازے پر کھڑی حیا کا دل اس بات پر خوشگوار انداز میں دھڑکا تھا۔۔

اور اِسی لمحے حیا ہاشمی کے دل میں اِبراہیم ہاشمی کی محبت نے ہمیشہ کے لیے اپنا گھر کیا تھا

"واہ، تم اور تمہارا بیٹا تو سب کچھ طے کر کے بیٹھے ہوئے ہو، جیسے تم کہو گی اور عثمان اپنی بیٹی کا ہاتھ تمہارے بیٹے کو تھما دے گا"۔۔ لہجے میں طنز نمایاں تھا۔۔ اُسے نائلہ سے خوف محسوس ہوا۔۔

"الحمداللہ میرا بیٹا ایسا ہے کہ کوئی بھی اُسے اپنی بیٹی دینا چاہے گا، میں ان شاءاللہ واپس آکر اماں اور عثمان سے باقاعدگی سے رشتہ مانگوں گی"۔۔ وہ خوبصورت مُسکراہٹ سے بولیں۔۔ اب کے وہ بھی مُسکرائی تھی۔۔

نائلہ کے ڈر سے اُس نے وہ انگوٹھی دراز میں رکھ دی تھی۔۔ جس کی قسمت میں شاید وہی پڑا ہونا لکھا تھا۔۔

.............

امینہ، مُرتضٰی اور عثمان ابھی صبح کے وقت نکل رہے تھے۔۔ وہ بھی اُس وقت پیپر دینے کے لیے تیار ہوئی تھی۔۔

"بہت اچھا پرچہ دینا، اور تم دونوں نے بھائی کو بلکل بھی تنگ نہیں کرنا"۔۔ آج شائد عثمان ہاشمی نے اپنے بچّوں کو پہلی بار گلے لگایا تھا۔۔

"مجھے آج احساس ہورہا ہے، تم نہ ہوتے تو شائد میرے یہ دونوں بچّے بکھر جاتے"۔۔ اپنے جوان بیٹے کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اُنہیں ایسا لگا جیسے وہ آج پہلی بار اُسے غور سے دیکھ رہے تھے، اُس کا قد

اُن سے بھی دو انچ اُونچا تھا۔۔ کتنا بڑا ہو گیا تھا وہ۔۔ ارمان ہاشمی نے باپ کو حیرت سے دیکھا تھا جو آج آنکھوں میں عجیب حسرت لیے اپنے بچّوں کو دیکھ رہے تھے۔۔

"اماں میری کس نیکی کا صلہ ہے میرا یہ بیٹا"۔۔ وہ محبت سے اُس کی پیشانی چھو کر بولے۔۔

"ہمیشہ خوش رہو اور ہوسکے تو اپنے باپ کو معاف کر دینا"۔۔ وہ اُس کو گلے لگاتے نم لہجے میں بولے۔۔

"بابا"۔۔ وہ پریشان ہوا تھا۔۔

"عثمان اللہ خیر کرے، کیوں بچّوں کو پریشان کر رہے ہو۔۔؟؟"۔۔ عصمت جہاں آگے بڑھ کر بیٹے کو ٹوک کر بولیں، اُن کی ایسی باتوں سے نجانے کیوں اُن کا دل بھی گھبر ایا تھا۔۔

عصمت جہاں نے انہیں اپنی دعاؤں میں رُخصت کیا تھا۔۔

.................

"بجو کچھ کھانے کو دو، مجھے بہت بھوک لگی ہے"۔۔ وہ ابھی ابھی پیپر دے کر آئی تھی، سفیر اُسے چھوڑ کر واپس آفیس چلا گیا تھا۔۔

"بجو"۔۔ وہ تخت پر ٹانگیں لٹکائے لیٹے چلائی تھی۔۔

"تمیز سے اُٹھ کر بیٹھو اور یہ چیخنا بند کرو"۔۔ سلطان ہاشمی اچانک کمرے سے بر آمد ہوئے تھے۔۔ وہ ایک دم اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

"حیا نبیہا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، تم خود باورچی کھانے میں دیکھ لو جاؤ"۔۔ عصمت جہاں اُسے وہاں سے ہٹانے کو بولیں، سلطان ہاشمی ابھی تک اپنی اکلوتی پوتی کو قبول نہیں کر پائے تھے۔۔ وہ اُٹھ کر فرح کے کمرے میں گئی تھی۔۔

"بجو، کیا ہوا ہے نبیہا کو۔۔؟؟"۔۔ وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔۔ نیہا بیڈ پر چادر اوڑھے سو رہی تھی، ساتھ میں فرح نیم دراز تھی اِسے دیکھ کر اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

"بخار ہے"۔۔ وہ اُس کی پیشانی چھو کر بولی۔۔

"ٹھیک ہے ناں یہ۔۔؟؟"۔۔ اُس نے بھی پیشانی چھوئی

"ہاں اب بُخار کم ہے شکر"۔۔ وہ سکون کا سانس لیتی بولی

"چلو میں نے ڈاکٹر کا اپائنٹمنٹ لے لیا ہے، ابراہیم احمد اور ایمن کو پک کر لے گا"۔۔ اُسی وقت سفیر اندر آئے تھے، وہ کچھ بھی بولے بغیر کچن میں گئی تھی۔۔ اُس نے دیگچی کا ڈھکن اُٹھایا

"اُفف، اللہ تعالیٰ پلیز مجھے معاف کردینا لیکن آپ کو تو پتا ہے ناں یہ گوبھی میرے حلق سے نیچے نہیں اُترتی"۔۔ وہ اُوپر دیکھتی معذرتی لہجے میں بولی۔۔ وہ جو کچن کے دروازے پر کھڑا تھا اُس کی آواز پر موبائل جیب میں رکھتا آہستہ سے پلٹا تھا۔۔ اُس نے اُس کو نہیں دیکھا تھا۔۔

"چلو حیا بیٹا زندہ رہنے کے لیے کچھ تو کھانا پڑے گا"۔۔ خود سے بولتی اُس نے آگے بڑھ کر کیبنٹ کھولا۔۔

" اوہ مائی گاڈ، مائی فیورٹ کوکیز"۔۔ وہ کیبنٹ میں کوکیز دیکھ کر خوشی سے چلائی۔۔

اُس کی خوشی دیکھ کر وہ بے آواز ہنسا تھا۔۔ کیبنٹ کے آگے اسٹول رکھ کر وہ اُس پر چڑھی تھی۔۔

اُس نے جوش میں کوکیز کا جار اپنی طرف کھینچا تھا، پر اُس کے ساتھ ہی رکھا خالی شیشے کا جار سرکا تھا، اُس سے پہلے کہ وہ جار زمین بوس ہوتا پیچھے سے اُس نے ہاتھ بڑھا کر جار کو تھاما تھا۔۔

"آرام سے سوئیٹ ہارٹ"۔۔ اُس کی آواز پر وہ پلٹی تھی۔۔

اسٹول پر کھڑے ہونے کے باوجود وہ اُس کے قد تک آرہی تھی۔۔ اُس کے طرزِ تخاطب پر اُس کی پلکیں جُھکی تھیں۔۔

"کم ڈاؤن، لیٹ می ہیلپ یو"

(اُترو نیچے میں تمہاری مدد کرتا ہوں)

وہ بلکل نارمل انداز میں کہہ رہا تھا۔۔ لیکن حیا ہاشمی کی تو دل کی دنیا ہی تہہ و بالا ہوچکی تھی، بے اختیاری میں وہ اُسی کے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھے اُتری تھی۔۔

اُس کے انداز پر وہ مُسکرایا تھا۔۔ وہ اپنی بے اختیاری پر خجل ہوتی اُس سے دو قدم دور ہوئی تھی

"یہ لو"۔۔ ابراہیم نے اُس کی طرف جار بڑھایا۔۔ اُس نے جھجکتے ہوئے اُس سے جار لیا تھا۔۔

"حیا میرے ساتھ بچّوں کو پک کرنے چلو گی۔۔؟"۔۔ وہ جار کو سلب پر رکھے اُس میں سے کوکیز نکال رہی تھی، جب اُس کی آواز پر سر اُٹھا کر دیکھا، وہ سوالیہ انداز میں اُسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

"میں ماں سے پوچھ لوں۔۔؟؟"۔۔ وہ حسبِ عادت اُس کے تلوں کو ایک نظر دیکھتے بہت ہی معصومانہ انداز میں پوچھ رہی تھی، ایک پل کو تو وہ حیران ہوا تھا، گھر میں عصمت جہاں اور سلطان ہاشمی کے ہونے کے باوجود اُسے ارمان کی اجازت درکار تھی۔۔ یہ بات تو وہ یہاں آتے ہی جان گیا تھا کہ ارمان ہاشمی باپ کے ہوتے ہوئے بھی اُن دونوں بہن بھائی کے لیے ماں اور باپ دونوں کی حیثیت رکھتا تھا۔۔

اُس نے کچھ کہے بغیر جیب سے موبائل نکالا، اُس کا نمبر ڈائل کر کے فون اُس کی طرف بڑھایا۔۔

حیا نے اُس کے ہاتھ سے فون لے کر کان سے لگایا۔۔ دو تین بیلز کے بعد اُس نے فون اُٹھایا تھا۔۔

"ہاں بولو یار"۔۔ وہ مصروف سے انداز میں بولا، اُس کا یونیورسٹی کا فائنل ائیر تھا۔۔

"ماں میں"۔۔ وہ نجانے کیوں ہچکچائی تھی۔۔

"حیا، کوئی کام تھا گڑیا۔۔؟"۔۔ اُس کی آواز پہچان کر وہ پوری طرح مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"ماں میں اِبراہیم کے ساتھ احمد، ایمن کو اسکول سے لینے چلی جاؤں۔۔؟؟"۔۔ وہ آہستہ سے پوچھ رہی تھی۔۔ وہ اُس کے ابراہیم بولنے پر ایک پل کو چونکا تھا، پھر مُسکرا دیا تھا۔۔

"ہاں چلی جاؤ، ابراہیم کو فون دو"۔۔ اُس نے فون اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ اُس نے فون کان سے لگا کر پوچھا۔۔

"مبارک ہو، تم اباریم سے ابراہیم بن ہی چکے ہو، آخر کار"۔۔ وہ ہنستے ہوئے بولا تھا، ابراہیم کا قہقہہ جاندار تھا، ائیر پیس سے ارمان کی آواز اُس کے کانوں تک بخوبی پہنچی تھی وہ بے اختیار جھینپی تھی۔۔ وہ فون رکھ کر اُس کی طرف مُتوجہ ہوا جو جار سے کوکیز نکال رہی تھی۔۔ ایک کوکی دانتوں میں دبائی دوسری بائیں ہاتھ میں، دائیں ہاتھ سے وہ جار کا کیپ بند کرنے لگی۔۔ وہ آرام سے مُسکراتے اُس کی حرکات سکنات دیکھے گیا۔۔

"میں پانچ منٹ میں چینج کر کے آئی"۔۔ وہ منہ میں دبائی کوکی نکال کر بولتی عُجلت میں باہر بھاگی تھی۔۔ وہ زور سے ہنسا تھا۔۔

..................

بلیو جینز اُس پر بلیو کاٹن کی گھٹنوں سے دو انچ اوپر فراک اسٹائل خوبصورت سی شرٹ، گلے میں بلیو اور وائیٹ پرنٹڈ اسکارف ڈالے وہ اُس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی جیسے ہواؤں میں اُڑ رہی تھی۔۔ اُس کے کورے، صاف شفاف معصوم سے دل پر امینہ نے ابراہیم ہاشمی کے نام کی مُہر لگائی تھی۔۔ وہ سیٹ سے ٹیک لگائے ذرا سی ترچھی ہوئی گاہے بگاہے اُس پر نظر ڈال رہی تھی۔۔

"ہاؤ واز یور پیپر۔۔؟؟"

(تمہارا پیپر کیسا ہوا۔۔؟؟)

اُس نے اچانک سامنے سے نگاہ ہٹا کر اُس کی طرف دیکھ کر پوچھا تھا۔۔ وہ اُس کے اچانک مُتوجہ ہونے پر گڑبڑائی تھی۔۔

"ایکسیلینٹ"

(زبردست)

وہ جُوش سے بولی تھی۔۔

سب سے پہلے اُن دونوں نے احمد کو پِک کیا تھا، احمد اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا۔۔

"آنی"۔۔ وہ سیدھا اُس کی طرف آیا تھا اُس نے دروازہ کھول کر اُسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔۔

"چاچو، مان چاچو کی کار ہے"۔۔ احمد اُسے ارمان کی گاڑی ڈرائیو کرتے دیکھ کر بولا تھا، یہاں سب ہی ارمان کے دیوانے تھے وہ زور سے ہنسا تھا، وہ بھی مُسکرائی تھی۔۔

"ہاں جی آپ کے مان چاچو کی کار ہے، میں واپس کردوں گا آپ کے مان چاچو کو پرامس"۔۔ وہ اُس کے گال کو سہلاتے پیار سے بولا۔۔ اُس کے بعد سنی اور ایمن کے اسکول آئے تھے۔۔

اُن دونوں کے فائینل پیپرز ہورہے تھے اِسی وجہ سے جلدی چھٹی ہوئی تھی۔۔ وہ دونوں گیٹ پر ہی کھڑے ہوئے تھے۔۔

"سنی بھائی وہ دیکھیں مان کی گاڑی"۔۔۔ ایمن نے اُس کا بازو ہلا کر زور سے اشارہ کیا۔۔

"ہیں یہ مان کیسے آگئے آج"۔۔ سنی کو حیرت ہوئی تھی۔۔ ویسے وہ دونوں وین میں آتے جاتے تھے، جبھی کار کا شیشہ نیچے ہوئے تھا اور ابراہیم نے اُسے اشارہ کیا تھا۔۔

"واؤ آج تو بھائی آئے ہیں"۔۔ وہ خوشگوار حیرت سے بولتا، وین والے کو اشارے سے اپنے جانے کا کہہ کر حیا کی طرف کا دروازہ کھولنے لگا۔۔

"سنی پیچھے بیٹھو، یہاں جگہ دِکھ رہی ہے تمہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ دروازے کا لاک لگاتی چیخی تھی۔۔

"آپا یار تم پیچھے بیٹھو ناں"۔۔ وہ پچھلا دروازہ کھولتا بولا۔۔

"میں کیوں پیچھے بیٹھوں"۔۔ وہ سر کو ہلا کر زور سے بولی وہ اُس کے انداز پر ہنستا گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔

"مجھے بہت بھوک لگی ہے، حیا بتاؤ کہاں جائیں۔۔؟؟"۔۔ وہ احتیاط سے موڑ کاٹتا اُس کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔

"چاچو فرائیز"۔۔ احمد زور سے بولا۔۔

"بھائی برگر"۔۔ پیچھے سے ایمن کی آواز آئی، وہ دونوں ہنسے تھے۔۔ اُس نے بیک ویو مرر سے سنی کو دیکھا تھا

"ہمیں بس کچھ کھلا دو"۔۔ سنی شرارت سے بولا

تو وہ ہنسا تھا

"اور حیا تم۔۔؟؟"۔۔۔ وہ دوبارہ سے اُس سے پوچھ رہا تھا

"کے ایف سی چلتے ہیں"۔۔ وہ آہستہ سے بولی۔۔

اِن سب کو پک کرتے کرتے ڈھائی بج گئے تھے، سنی نے گھر پر بتا دیا تھا۔۔ اُس نے گاڑی ارمان کی یونیورسٹی کے آگے روکی تھی۔۔

"کم آؤٹ"

(باہر آؤ)

مختصراً کہہ کر اُس نے فون رکھا تھا، دو تین منٹ بعد بلیو جینز پر لائیٹ پرپل ٹی شرٹ پہنے وہ کسی سے بات کرتا سامنے سے آرہا تھا۔۔

"مان چاچو"۔۔ احمد نے اُسے دیکھ کر گاڑی میں نعرا لگایا تھا۔۔ سب کی نظریں اُس کی طرف اُٹھی تھیں، اب وہ اُس کو رُخصت کر کے گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔

"ماشاء اللہ پوری بچّہ پارٹی لائے ہو"۔۔ وہ اُس کی کھڑکی پر جُھکا اندر جھانک کر ہنستے ہوئے بولا تو ابراہیم بھی ہنسا تھا، وہ گاڑی سے اُتری تھی، ابراہیم نے حیرت سے اُسے اُترتے دیکھا تھا۔۔ اُس کو دیکھ کر ارمان اُس کی طرف بڑھا۔۔

"کیسا ہوا میری گڑیا کا پیپر۔۔؟"۔۔ اُس نے محبت سے اُسے بازو کے حلقے میں لیا تھا۔۔

"اے ون"۔۔ وہ چہکی تھی۔۔ پھر اُس کے ساتھ چل کر وہ بڑے آرام سے پیچھے کا دروازہ کھول کر پیچھے بیٹھ گئی تھی، ارمان آگے احمد کو گود میں لے کر بیٹھ گیا تھا۔۔ حیا کی ہر ادا میں ابراہیم نے ارمان کے لیے خاص محبت محسوس کی تھی۔۔

"تم آج بچّوں کے ڈرائیور بنے ہوئے ہو"۔۔ وہ ہنستے ہوئے پیچھے دیکھ کر بولا تھا

"چاچو ہم کے ایف سی جارہے ہیں"۔۔ اُس کی گود میں بیٹھے احمد نے سر اُٹھا کر اُسے اطلاع دی۔۔

"یعنی کے آج بچّوں والا لنچ کرنا پڑے گا"۔۔ اُس نے معصومیت سے ابراہیم کو دیکھا تھا۔۔

"ان شاءاللہ رات کو تمہیں بڑوں والا ڈنر کرواؤں گا"۔۔ وہ ہنستے ہوئے وعدہ کر رہا تھا۔۔

............

پورا ایک ہفتہ ہوا تھا اُن لوگوں کو وہاں گئے ہوئے اور آج رات وہ بس میں نکلے تھے، وہ بھی امینہ کا کہنا تھا کہ بس میں آنا ہے۔۔

دوپہر کے بارہ بجے تھے وہ احمد، ایمن اور سنی کی فرمائش پر آج اسپگیٹی بنا رہی تھی، سبزیاں کاٹ کر اپنے کمرے میں گئی تھی، باہر لاؤنج میں آئی تو سامنے رمیز اور پھپھو بیٹھے تھے، وہ اُن کو سلام کرتی کچن میں آئی تو وہ کافی کی بوتل ہاتھ میں پکڑے دکھائی دیا۔۔

"کچھ چاہیئے تھا آپ کو۔۔؟؟"۔۔ اُس نے اندر داخل ہوتے پوچھا۔۔

"کافی بنا رہا ہوں"۔۔ وہ کپ دھوتے بولا

"لائیں میں بنا دیتی ہوں"۔۔ اُس نے اُس کے ہاتھ سے کافی کی بوتل لینی چاہی۔۔

"ارے نہیں میں بنا لوں گا"۔۔ وہ ہاتھ پیچھے کر کے بولا۔۔ تبھی ایمن نے کچن میں جھانکا تھا

"آپا رمیز بھائی چائے کا کہہ رہے ہیں"۔۔ وہ بول کر غائب ہوئی تھی۔۔

"دیں ناں میں بنا دیتی ہوں"۔۔ حیا نے پھر سے اُس کے ہاتھ سے کافی کی بوتل لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔

"تم بتاؤ کیا بنا رہی تھی۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کا دھیان بٹانے کے لیے اُس کی کاٹی گئی سبزیوں کی طرف بڑھا تھا۔۔

"اسپگیٹی، آپ کھائیں گے۔۔؟؟"۔۔ انداز میں اشتیاق تھا۔۔

"تم بنا رہی ہو تو ضرور"۔۔ وہ اُس کے دمکتے چہرے کو دیکھ کر ہنستا بولا۔۔

"آدھے گھنٹے پہلے چائے کا بولا تھا"۔۔ رمیز کی نخوت بھری آواز دونوں کو چونکا گئی۔۔ وہ اُسے گھورتے پلٹا تھا۔۔

"پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں خود کو، کسی ملک کے وزیرِ اعظم ہوں جیسے"۔۔ وہ بُرا منہ بنا کر بولی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"اب ادھر دیں، دونوں بنا دوں گی پانچ منٹ میں"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے کافی کی بوتل لیتی بولی۔۔ اُس کے چِڑے ہوئے انداز کو بغور دیکھا تھا۔۔ حیا نُور کو ناپسند کرنے والوں میں ایک نام رمیز آفاق کا بھی تھا۔۔

...............

احمد کو اسپگیٹی کھلا کر اُس نے ریموٹ سے چینل چینج کیا تھا۔۔ احمد اُٹھ کر اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔ وہ اِس وقت لاؤنج میں اکیلی تھی۔۔ چینل چینج کرتے کرتے ایک نیوز چینل پر اُس کا ہاتھ ایک لمحے کو ساکت ہوا تھا۔۔

"ایک افسوس ناک خبر آپ کو دیتے چلیں، پنجاب سے کراچی آنے والی بس حادثے کا شکار"۔۔ اُسے لگا اُسے غلطی ہوئی ہے سُننے میں۔۔ کچھ انہونی کے خیال سے اُس کا دل دھڑکا تھا

"تفصیلات کے مُطابق بہاولپور سے کراچی آنے والے بس ایک تیز رفتار ٹرالر سے ٹکرا گئی"۔۔

سیڑھیوں سے اُترتے ابراہیم کے قدم ٹھٹکے تھے۔۔

ریموٹ پر اُس کی گرفت سخت ہوئی تھی، وہ ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔ اپنے دل کی نفی کرنے کے لیے اُس نے چینل چینج کیا تھا۔۔ وہ دو دو سیڑھیاں اُترتا نیچے آیا تھا۔۔

"ہم آپ کو بتاتے چلیں پنجاب سے کراچی آنے والی بس اور ٹرالر میں تصادم کے باعث ہلاکتوں کا خدشہ"۔۔ اُس کے ہاتھ سے ریموٹ گرا تھا۔۔

"یہ۔۔ یہ۔۔"۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔ وہ اُس کے پیچھے ساکت و جامد کھڑا تھا۔۔

"ابراہیم"۔۔ حیا نے خوف کے عالم میں اُس کی طرف مڑتے اُس کو پکارا۔۔ جو ٹی اسکرین پر نظر جمائے کھڑا تھا۔۔

"اب۔۔ ابرا۔۔ ہیم یہ۔۔وہ۔۔بس تت۔۔ تو نن۔۔ نہیں ہے ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے اک آس سے پوچھ رہی تھی۔۔ وہ ٹی وی سے نظریں ہٹا کر غائب دماغی سے اُسے دیکھے گیا۔۔

"بولیں ناں۔۔یہ وہ بس تو نہیں ہے ناں!!"۔۔ وہ اب کے چلائی تھی۔۔ اُس کی آواز سُن کر رمیز اندر آیا تھا۔۔

"نہیں اللہ، نن۔۔ میری پھپھو نہیں اب"۔۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے اُس کے شانے پر ڈھیر ہوئی تھی۔۔ ابراہیم نے بروقت اُس کو سنبھالا تھا۔۔

"کک۔۔ کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ رمیز نے قریب آکر پوچھا، جب نیوز اینکر کی آواز پر وہ مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"اللہُ اکبر! میرے بچّے"۔۔ عصمت جہاں بُلند آواز سے کہتی کمرے کے دروازے پر بیٹھتی چلی گئیں تھیں۔۔

..............

"اِبراہیم!!"۔۔ وہ چیخ مار کر اُٹھی تھی۔۔ اُس کا دماغ وہیں پر تھا۔۔

"حیا میرا بچّہ"۔۔ پاس بیٹھے ارمان نے اُسے سنبھالا تھا۔۔

"اِبرا۔۔اِبراہیم کہاں ہیں۔۔؟؟"۔۔ اُس نے بے چینی سے اِدھر اُدھر دیکھتے پوچھا، عصمت جہاں چہرے پر ہاتھ رکھ کر پھپھک کر رو دی تھیں۔۔

"حیا میری بات سُنو"۔۔ ارمان نے بے تابی سے اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما۔۔

"مان مجھے اِبراہیم سے بہت ضروری بات کرنی ہے"۔۔وہ اُس کے ہاتھ خود پر سے ہٹاتی باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔ جب سامنے سے آتے رمیز نے اُسے تھاما تھا

"چھوڑیں مجھے، مجھے باہر جانا ہے، اِبراہیم کہاں ہیں"۔۔ وہ اُس کے پیچھے دیکھتے بولی تھی۔۔

"کہاں جارہی ہو۔۔؟؟ حیا باہر سب مرد ہیں"۔۔ وہ اُسے روکتے بولا تھا۔۔

"حیا!!"۔۔ ارمان نے اُسے پیچھے سے تھاما تھا۔۔

"آپ لوگوں کو۔۔"۔۔ وہ ارمان کی طرف مڑی تھی کہ اُسے پیچھے سے وہ نظر آیا تھا، کوئی اُسے بُلا کر آیا تھا۔۔ وہ بے چینی سے اُس کی طرف بڑھی تھی

"اِب۔۔ اِبراہیم"۔۔ اُس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔ وہ اُس کے دونوں ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔۔

"وہ ٹی وی۔۔ میں جو اب۔۔ابھی"۔۔ اُس کے حلق میں اُنسوؤں کا گولا پھنسا تھا

"حیا"۔۔ اُس نے اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیا تھا۔۔ اُس کی آواز نم تھی، بدترین خدشے سے حیا کا دل دھڑکا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ دیکھیے ایسا نہیں ہوسکتا، آپ۔۔"۔۔ اُس کے سینے پر ہاتھ رکھے اُس نے اُسے خود سے ہٹایا تھا۔۔

"آپ، مان، رمیز سب جائیں ناں، اُن کو لے کر آئیں، وہ لوگ انت۔۔ انتظا۔۔" وہ ارمان اور رمیز کو دیکھتی بولی تھی۔۔

"وہ لوگ آئیں گے حیا! بس آخری بار آئیں گے"۔۔ وہ خود پر قابو پاتا اُسے خود سے سے لگاتا بولا۔۔

"جُھوٹ بولتے ہیں آپ۔۔!!"۔۔ وہ اُس کا گریبان. جھنجھوڑتے چیخی تھی۔۔

"ایسے کیسے پھپھو مجھے چھُوڑ کر۔۔"۔۔ وہ اُس کے ساتھ لگی نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔ اُس کو سنبھالتے سنبھالتے وہ بھی نیچے بیٹھا تھا۔۔

...............

"مجھ بوڑھی کے جانے کے دن تھے"۔۔ اُن کے آنسو رکنے نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔ وہ خوشیوں بھرا قافلہ خون میں نہایا واپس آیا تھا۔۔

ہاشمی ہاؤس کے حصّے میں رب نے نجانے کتنی آزمائشیں رکھی تھیں۔۔

عشاء کے بعد تدفین ہوئی تھی، ابھی ابھی تدفین سے فارغ ہوکر سب مردوں نے گھر میں قدم رکھا تھا، اِبراہیم کسی کو دیکھے بغیر اُوپر جانے کے لیے بڑھا تھا، جب پیچھے عصمت جہاں کی آواز نے اُس کے قدم جکڑے تھے۔۔

"چھوڑ آئے میرے بچّوں کو۔۔؟؟"۔۔ وہ مُڑا تھا شکست خوردہ قدموں سے چلتا اُن کے پاس آکر بیٹھا۔۔

"آپ کی بچّے ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں"۔۔ وہ اُن کی گود میں سر رکھے رو دیا تھا۔۔

کتنی دیر وہ اُن کی گود میں سر رکھے لیٹا رہا۔۔

"اِدھر آؤ مان!!"۔۔ وہ اُٹھ کر اُن کے پاس آیا تھا۔۔

"میرا بیٹا، میرا عثمان"۔۔ اُنھوں نے اُس کی پیشانی چُومی۔۔ پھر پاس کھڑے سنی کو دیکھ کر بازو پھیلایا۔۔ وہ اُن کے سینے سے لگا تھا۔۔

"حیا کہاں ہے دادو۔۔؟؟"۔۔ وہ اپنی آنکھیں صاف کرتا خود پر ضبط کر کے پوچھ رہا تھا۔۔ اب اُسے صحیح معنوں میں اپنے چھوٹے بہن بھائی کا باپ بننا تھا۔۔

"اُوپر ہے بیٹا کچھ بھی نہیں کھا رہی، صبح سے کچھ نہیں کھایا بچّی نے"۔۔ وہ بولتے بولتے رو دی تھیں۔۔

وہ اُوپر آیا تھا وہ اُسی کے کمرے میں تھی۔۔

"حیا!!"۔۔ اُس نے کمرے میں آتے ہی آواز دی۔۔ وہ سو رہی تھی۔۔ پاس میں فرح بیٹھی سپارہ پڑھ رہی تھی

"ابھی سوئی ہے".. فرح نے سپارہ بند کرتے بتایا۔۔

"اِس نے کچھ کھایا۔۔؟؟"۔۔ اُس نے اُس کی پیشانی چُومتے پوچھا، گالوں پر آنسوؤں کے نشان تھے۔۔

فرح نے نفی میں سر ہلایا

"اُٹھے تو کچھ کھلا دینا"۔۔ وہ اُس پر ایک نظر ڈالتا کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔

...............

"حیا گڑیا تھوڑا سا کھا لو، تم نے صبح بس ناشتہ ہی کیا ہوا ہے"۔۔ فرح نے بھیگی لہجے میں اُس کی مِنت کی تھی جیسے۔۔ پر وہ تکیے پر سر رکھے رُخ موڑے لیٹی رہی۔۔

"فری تمہیں گرینی بُلا رہی ہیں"۔۔ اِبراہیم نے کمرے کے دروازے سے کہا۔۔

"حیا! اُٹھو تھوڑا سا کھا لو"۔۔ وہ ٹس سے مس نہ ہوئی، اُس نے بے بسی سے اِبراہیم کو دیکھا۔۔ اُس نے آگے بڑھ کر پلیٹ اُس سے لی تھی، فرح کمرے سے باہر چلی گئی۔۔

"حیا!"۔۔ اُس نے دھیرے سے پکارا۔۔ فوراً سے اُٹھ کر بیٹھ کر اُس نے اپنی شرٹ درست کی تھی، وہ سمجھی تھی کہ وہ فرح کو بُلا کر چلا گیا ہوگا۔۔ وہ بیڈ پر اُس کے پاس بیٹھ گیا تھا، ابراہیم نے اُس کے چہرے پر ایک نظر ڈالی، متروم آنکھیں، جو اُس کو سامنے پا کر پھر سے پانی سے بھر گئی تھیں، بھیگی پلکیں، گالوں پر آنسوؤں کے نشان تھے۔۔ کھلے بال جو اب اُلجھے، بکھرے سے تھے۔۔

"کیوں، پہلے ماما، اب پھپھو"۔۔ وہ گہرے گہرے سانس لیتی اُس کی آنکھوں میں دیکھتی اتنے دُکھ سے پوچھ رہی تھی کہ ابراہیم نے پلیٹ سائیڈ پر رکھے اُس خود سے لگایا تھا۔۔ اُس کے سینے پر سر رکھے وہ شدت سے رودی تھی

"ابراہیم کیا اللہ کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ روتے روتے پوچھ رہی تھی۔۔

"ایسا نہیں کہتے حیا"۔۔ وہ بھرائے لہجے میں کہتا اُس کا سر سہلاتے بولا۔۔

"وہ ہم سے ہماری ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے"۔۔ وہ اُس کو خود سے لگائے بہت ضبط سے بول رہا تھا۔۔

"لیکن ہمشہ میں ہی کیوں۔۔ کیوں بولیں ناں"۔۔ وہ بے بسی سے اپنا سر اُس کے سینے پر مار رہی تھی

"ایسی بات ہے تو مجھے تم سے زیادہ رونا چاہیئے، میں نے آج اپنے ماں باپ دونوں کو ایک ساتھ کھویا ہے، میرا تو گھر ہی خالی ہوگیا، تمہارے پاس مان ہے، گرینی، سنی، فرح، بھیا سب ہیں، حیا میرے پاس تو کوئی بھی نہیں بچا۔۔ میں بھی تمہاری طرح رونے بیٹھ جاؤں"۔۔ وہ رونا دھونا بھول کر اُس کو دیکھ رہی تھی جو بولنے پر آیا تو بولتا گیا۔۔

"تم سے زیادہ رووں، اور اُن دونوں کی روحوں کو تکلیف پہنچاؤں، اللہ سے شکوے کر کے اللہ کو ناراض کروں، وہ میرے ماں باپ تھے، میں بھی اندر سے ٹوٹ گیا ہوں دوبارہ جُڑنے میں شائد سالوں

سال لگ جائیں، لیکن نہیں"۔۔ ابراہیم نے ہتھیلی سے اپنی نم ہوتی آنکھیں صاف کی تھیں۔۔ حیا نے بغور اُسے دیکھا واقعی اُس کا غم بہت بڑا تھا۔۔ کل رات کے پہنے والے کپڑے، بکھرے بال، ہلکی ہلکی شیو۔۔ وہ ٹوٹا بکھرا لگ رہا تھا۔۔ حیا کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

"زندگی اِسی کا نام ہے حیا، ہمیں جینا پڑتا ہے، جو باقی ہمارے ساتھ ہوتے ہیں اُن کے لیے جینا پڑتا ہے، اب یہ ہماری چُوائس ہوتی ہے کہ جانے والوں کے غم میں جیئیں یا باقی اپنوں کی قدر کرتے"۔۔ وہ نوالہ بنا کر اُس کے منہ کے پاس کرتا بولا۔۔ وہ نوالہ منہ میں لیتی سسکی تھی۔۔

"حیا مان تم سے بہت محبت کرتا ہے، تمہیں اِس حالت میں دیکھ کر وہ بلکل ہمت ہارے ہوئے ہے، اپنے بھائی کی طاقت بنو"۔۔ اُس نے اُس کے منہ میں دوسرا نوالہ ڈالا۔۔ دروازے پر کھڑے ارمان کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔ وہ بچپن کی طرح بڑے پیار سے اُسے بہلا کر کھانا کھلا رہا تھا۔۔

"تم اور سنی مان کا حوصلہ ہو، ایسے کھانا نہ کھا کر تم مان کو تکلیف دو گی"۔۔ اُس کی بات پر وہ نفی میں سر ہلاتی ہاتھوں سے آنکھیں صاف کرنے لگی۔۔ ابراہیم کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں وہ اُس کے ہاتھ سے کھانا کھا گئی تھی۔۔

............

"میں حیا کو سمجھا رہا تھا مم پر میں خود ٹوٹ گیا ہوں مم ڈیڈ"۔۔ وہ نیچے زمین پر بیٹھا بیڈ سے پُشت لگائے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔ رات کے دو بج رہے تھے۔۔

"میرے بیٹے کی زندگی میں میری طرح خیال رکھنے والی آئے گی تو میں سکون سے جا سکوں گی"۔۔ اُس کے کانوں میں امینہ کی آواز گونجی تھی۔۔

"آپ تو پہلے ہی جانے والی باتیں کررہی تھیں مم"۔۔ اُس کے آنسو اُس کا گریبان بھگوتے چلے گئے۔۔

"اور ڈیڈ آپ۔۔آپ چاہتے تھے ناں کہ میں بزنس سنبھالوں، آئی سوئیر ڈیڈ میں روز آفیس آتا مجھے موقع تو دیتے"۔۔ وہ بچّوں کی طرح رو دیا تھا۔۔

" آئی ایم سوری مم، آئی وانٹ ٹو بی ایبل ٹو کیپ آ پرومس آئی میڈ ٹو یو"

(مجھے معاف کردیں مم، میں آپ سے کیا وعدہ نہیں نبھا پاؤں گا)

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"ابھی مجھے خود کو سنبھالنا ہے، میں اُس کو کیا سنبھال پاؤں گا۔۔ میں اپنی آزمائش میں اِسے درد نہیں دینا چاہتا مم"

اُسی رات اُس نے ایک فیصلہ کیا تھا۔۔ وہ فیصلہ جو حیا نُور کے معصوم سے دل کی دُنیا کو برباد کر گیا تھا اور ساتھ میں شائد اُس کی زندگی کو بھی۔۔

...............

"میں آج رات کی فلائیٹ سے واپس جارہا ہوں"۔۔ تین دن بعد ناشتے کی ٹیبل پر اُس نے سب کے سروں پر دھماکا کیا تھا جیسے۔۔ پانی کا جگ ٹیبل پر رکھتے حیا کے ہاتھ کانپے تھے۔۔

"بیٹا اب وہاں کون ہے تمہارا، مت جاؤ"۔۔ عصمت جہاں نے تڑپ کر کہا۔۔

"گرینی، میرے مم ڈیڈ کا گھر ہے، بہت سے ادھورے کام ہیں جن کو مجھے پورا کرنا ہے"۔۔ وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔ ارمان نے بغور اُس کے چہرے کو دیکھا تھا، جہاں چھائی سنجیدگی اِس بات کو باور کروا رہی تھی کہ وہ طے کرچکا ہے وہ کسی کے کہنے پر بھی نہیں رُکنے والا۔۔

"واپس کب آؤ گے۔۔؟؟"۔۔ وہ پیکنگ کر رہا تھا ارمان اور سنی اُس کے بیڈ پر بیٹھے تھے، ارمان کے کہنے پر اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔

"پتا نہیں یار، میں اِس وقت یہاں سے بہت دور جانا چاہتا ہوں"۔۔ وہ شرٹ کو فولڈ کرتا بیگ میں رکھتا بولا تھا۔۔

سب نے اُس کی منتیں کی تھیں، لیکن اُس نے اپنا فیصلہ نہیں بدلہ تھا۔۔

...............

"آپ جارہے ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ اپنی شیونگ کِٹ بیگ میں رکھ رہا تھا جب پیچھے سے اُس کی بھرائی ہوئی آواز آئی تھی۔۔ ابراہیم اِسی لمحے سے ڈر رہا تھا۔۔ اِس بار اُس کو چھوڑ کر جانا اُس کے لیے آسان نہیں تھا، ایک طرف امینہ کا وعدہ اور اُس کا اپنا دل تھا دونوں ہی اُسے نہ جانے پر آمادہ کر رہے تھے۔۔

اور دوسری طرف اُس کا ٹوٹا بکھرا وجود تھا، وہ اپنے منتشر دماغ سے اُسے کیا دے پاتا، ایک ناکام انسان۔۔ اِس لیے وہ سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے جتنا جلد ہو چلے جانا چاہتا تھا۔۔ حیا نُور کو کوئی بھی وعدے کی ڈور تھمائے بغیر۔۔

"مجھے جانا تو تھا ناں"۔۔ وہ مُڑے بغیر بولا۔۔ اُس کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔۔

حیا نُور کو اُسے روکنا تھا، اپنے دل کے معصوم خوابوں کی خاطر۔۔ اپنے روح کے سکون کی خاطر۔۔

"لیکن پہلے کی بات اور تھی، اب آپ وہاں اکیلے کیسے رہیں گے۔۔؟؟"۔۔ وہ اندر آئی تھی۔۔

"حیا میں کوئی بچّہ تھوڑی ہوں"۔۔ وہ اُس کی بات پر بمُشکل مُسکرایا تھا۔۔ اُس کے نارمل انداز پر اُس کا دل خوف سے دھڑکا تھا۔۔

"امینہ پھپھو نے تو کہا کہ اِن سے پوچھ کر۔۔"۔۔ حیا نے بغور اُس کا چہرہ دیکھا جہاں کچھ بھی نہیں تھا۔۔

"آپ نہیں جائیں پلیز، وہاں آپ کا کون خیال رکھے گا"۔۔ وہ اب رودی تھی، ابراہیم کے دل کو تکلیف ہوئی تھی۔۔

"حیا سوئیٹ ہارٹ ہر کسی کو اپنے گھر تو جانا ہوتا ہے ناں"۔۔ اُس نے گہرا سانس لیے خود پر قابو پایا تھا۔۔ بیگ بند کر کے وہ سیدھا ہوا تھا، اُس کے بلکل سامنے کھڑا اُس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا۔۔

وہاں اپنے لیے بے حساب چاہت اور اپنے چلے جانے کا خوف دیکھ کر اُس نے آنکھیں چُرائی تھیں۔۔

"ڈونٹ گو پلیز، ڈونٹ گو!!"

(مت جائیں پلیز، مت جائیں)

وہ اُس کا ہاتھ تھامے سسکی تھی۔۔

"اے اللہ میں اپنی معصوم مُحبت تیرے حوالے کرتا ہوں۔۔ سامنے کھڑی چھوٹی سی لڑکی کو میری ماں نے چُنا تھا میرے لیے میں نے اِسے دل سے قبول کیا تھا میرے مولا۔۔ قبول کیا ہے۔۔ پر تُو تو جانتا ہے ناں، میں اِسے انتظار کی کھار دار ڈور نہیں پکڑانا چاہتا۔۔ مجھے ہمت دے اللہ"۔۔

آج جان بوجھ کر اُس نے اُن آنسوؤں کو صاف نہیں کیا تھا۔۔ اُس کے چہرے کو دیکھتے اُس نے اپنے لیے رب سے ہمت مانگی تھی۔۔

وہ اُس کے چہرے کے ہر نقش کو جیسے حفظ کررہی تھی۔۔ حیا کی نظریں اُن دو ستاروں پر اٹکی تھیں۔۔

"حیا میں فیصلہ کرچکا ہوں، مجھے جانا ہے، تم اپنا خیال رکھنا"۔۔ اُس کا دل چھن سے ٹوٹا تھا، اِس عُمر میں حیا نُور کا دل یہ تو نہیں جانتا تھا کہ انا،نسوانیت کیا ہوتی ہے۔۔ پر شائد اُس کی اندر کی عورت کو ٹھیس پہنچی تھی۔۔ اُسے لگا اب تک جو اُس کا وجود تتلی بن کر ہواؤں میں اُڑ رہا تھا سامنے کھڑے شخص نے اُسے بےدردی سے آسمان سے زمین پر دے مارا ہو۔۔

وہ مان جو حیا نُور کو اِبراہیم ہاشمی پر تھا وہ آج اِس بندے نے اپنے ہاتھوں سے توڑا تھا۔۔

وہ اُس کا ہاتھ چھوڑ کر اُس کی بات کاٹ کر چلائی تھی۔۔

"جائیں، چلے جائیں، میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی"۔۔ وہ وحشت زدہ سی چلاتی دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔ اُس کا گلابی چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہوا تھا۔۔ ابراہیم اپنے دل کو مضبوط کیے وہی کھڑا اُس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا تھا۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی اُس کے کمرے کی دہلیز پار کر گئی تھی۔۔

"آئی ایم سوری مم"

(مجھے معاف کردیں مم)

وہ نم لہجے میں زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔۔ لیکن دل شاید تکلیف نہ سہہ پایا تھا۔۔ دو آنسو اُس کے گالوں پر بکھرے تھے۔۔ اِبراہیم ہاشمی نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑی تھیں۔۔

.............

وہ ائیرپورٹ کے لیے نکل رہا تھا، لیکن وہ سامنے نہیں آئی۔۔ اُس نے خود کو سنی کے کمرے میں قید کرلیا تھا

"حیا میں جارہا ہوں"۔۔ وہ دروازے کے باہر سے بولا، آواز ندارت۔۔

"مجھ سے ملو گی نہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ دروازے پر ہاتھ مارتا بولا۔۔ حیا کا دل رویا، تڑپا تھا، پر وہ کانوں میں جیسے روئی ٹھونس کر بیٹھی رہی۔۔

"چلو یار فلائیٹ کا ٹائم ہورہا ہے"۔۔ ارمان نے پیچھے سے پُکارا۔۔ اُس نے مایوس کن نظر دروازے پر ڈالی تھی

"میں سنبھال لوں گا اِسے"۔۔ ارمان نے مُسکراتے ہوئے کہا۔۔ پر وہ مُسکرا بھی نہ سکا تھا۔۔

"اپنا خیال رکھنا، اللہ حافظ حیا"۔۔ وہ ایک الوداعی نظر بند دروازے پر ڈال کر کہتا سیڑھیاں اُتر گیا، دوسری طرف خاموشی محسوس کر کے وہ زمین پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔۔

"پھپھو، آپ نے تو کہا تھا وہ میرا بہت خیال رکھیں گے"۔۔ وہ امینہ سے شکوہ کرنے لگی۔۔

وہ حیا نُور کا معصوم سا دل توڑ کر یہاں سے چلا تو گیا تھا پر دو چیزیں چھوڑ گیا تھا، اُس کے دل میں اپنی یاد اور بے تحاشہ محبت۔۔ اور یہی دونوں چیزیں ابراھیم ہاشمی اپنے دل میں لے کر گیا تھا، حیا نُور کی یاد اور بے تحاشہ محبت۔۔

.............

ارمان واپس آیا وہ تب بھی سنی کے کمرے میں بند تھی، اُس نے بڑی مُشکلوں سے اُس سے دروازہ کھلوایا تھا۔۔وہ اُس کے گلے لگ کر شدت سے رودی تھی۔۔

"وہ رُک سکتے تھے مان، پر وہ نہیں رکے، جب اُنہیں ہمارا خیال نہیں تو مجھے بھی اُن کی پرواہ نہیں ہے، میں اب اُن سے کبھی بات نہیں کروں گی۔۔"۔۔ وہ اب اُس سے الگ ہوئی تھی۔۔

"مان مجھ سے ایک وعدہ کریں"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر جذباتی انداز میں بول کر اُسے جی بھر کر حیران کر گئی تھی۔۔

"وہ آپ کے دوست ہیں، لیکن آپ مجھ سے وعدہ کریں آپ آئندہ اُن سے میرے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے"۔۔ وہ اُس کے جانے پر شور کرے گی اِس بات کا سب کو اندازہ تھا پر اتنا سخت ردِعمل دے کر ارمان کو پریشان کر گئی تھی۔۔

"آپ سب کو منع کردیں، میری کوئی بات، میرا نام بھی ان کے سامنے نہیں لیا جائے گا اور تو اور میری پکچرز بھی وہاں نہیں جائیں گی، آپ سنی بجو سب کو منع کردیں، پلیز مان"۔۔ وہ روتے روتے بولتی پھر سے اُس کے گلے لگی تھی۔۔ دروزے پر کھڑا سنی حق دق رہ گیا تھا۔۔

پتا نہیں ارمان نے سب سے کیا کہا تھا، اُس کے بعد کوئی بھی جان بوجھ کر ابراہیم کا نام حیا کے سامنے نہ لیتا نہ ابراہیم سے حیا کا ذکر کرتے، لیکن ساڑھے تیرا سالہ سنی نے حیا کا رونا اُس کی ہر بات ابراہیم کو بتادی تھی۔۔ پھر ابراہیم نے بھی کبھی اُس کا نام نہیں لیا تھا۔۔

.............

اُس کو گئے ایک سال ہوا تھا وہ اب تک اِس آس پر تھی کہ وہ ایک دن آ کر ارمان اور عصمت جہاں سے اُس کو مانگ لے گا، اُس ایک سال میں وہ روز رات کو سونے سے پہلے وہ انگوٹھی دیکھتی تھی پھر بھیگی آنکھوں سے اُسے چوم کر واپس دراز میں رکھ دیتی تھی۔۔

پر اب تک اُس کا انتظار انتظار ہی رہا تھا، نائلہ نے رمیز کے کہنے پر ایک نیا شوشہ چھوڑا تھا۔۔

"امی ساری زندگی دبا کر رکھنا اور کیا چاہیئے"۔۔ رمیز کی بات میں اُنہیں اپنا ہی فائدہ لگا تھا

اُنہوں نے سلطان ہاشمی سے رمیز کے لیے حیا کا ہاتھ مانگا تھا، اور سلطان ہاشمی جنہیں پوتی سے کوئی لگاؤ نہیں تھا کسی سے بھی مشورہ کیئے بغیر اُن دونوں کے رشتے کی منظوری دے گئے تھے۔۔

ارمان کے احتجاج پر وہ آگ بگولہ ہوئے تھے

"میں اُس کا بڑا زندہ ہوں ابھی، اچھا ہے خاندان میں ہی اُس کا رشتہ ہورہا ہے، ورنہ کس کس کو اس کی ماں کا بتاتے پھریں گے، جس کے بارے میں ہمیں خود پتا نہیں ہے"۔۔ اُن کے یہ الفاظ ارمان کے دل پر بجلی گرا گئے تھے۔۔ اُس کا سارا احتجاج دم توڑ گیا تھا، ابھی تو سلطان ہاشمی نے یہ بات بند کمرے میں کہی تھی، اُس کے شور مچانے پر حیا کے کانوں میں اُن کے الفاظ پہنچتے تو اُس کی معصوم سی بہن ٹوٹ جاتی۔۔ خاندان بھر میں اُن دونوں کے رشتے کی مٹھائی بھیج دی گئی تھی۔۔ ایک لاعلم تھا تو وہ۔۔ اِس بار اُس کو کسی نے نہ بتایا۔۔

"آپ نے میرے دل کو تکلیف دی ہے، پر یہ بھی سچ ہے میں اپنے دل کو ہزار دلائل دے کر بھی آپ کے خلاف نہ کر پائی، یہ مجھ سے روز بے وفائی کرتا ہے، خون کی روانی کے ساتھ آپ کو یاد کرتا ہے، ابھی بھی آپ کی خواہش کرتا ہے، پہلے میں آپ سے ناراض تھی، اب میں اپنے دل سے ناراض ہوگئی ہوں"

اُس دن حیا نُور کا معصوم سا دل مر گیا تھا۔۔

اِس کے ڈیڑھ سال بعد سُلطان ہاشمی اس جہاں سے کُوچ کر گئے تھے، ارمان نے عصمت جہاں سے اِس رشتے کو ختم کرنے کا کہا تھا، جس پر وہ آگ بگولہ ہوئی تھیں۔۔

"کیا سمجھتے ہو تم، بیٹیاں کوئی مزاق ہوتی ہیں، ایک دو سال کسی کے نام پر بٹھا دو پھر دو سال بعد دل کیا تو کسی اور کے ہاتھ میں تھما دو"۔۔ اِس رشتے کا سب سے بڑا مُخالف ارمان ہاشمی ہی تھا جس نے اپنی بہن کو کئی بار چُپکے چُپکے آنسو صاف کرتے دیکھا تھا۔۔

اور اب پانچ سال بعد وہ لوٹا تھا، اِس بات سے بے خبر کے انجانے میں وہ اُسی دل کو برباد کرنے کا سبب بن گیا تھا، جس دل نے اُسے سات سال کی عُمر سے چاہا تھا

کبھی کبھی ہم اپنے بہت پیارے کو اپنی ذات سے ملنے والے کسی بڑے دُکھ سے بچانے کے لیے اُسے چُھوٹی سی تکلیف دے جاتے ہیں، یہ جانے بغیر کہ وہ یہ بڑا دُکھ تو شائد سہہ جاتا، پر ہماری دی گئی وہ چھوٹی سی تکلیف اُسے تُوڑ دے گی۔۔ اور اِبراہیم ہاشمی بھی انجانے میں کسی کا معصوم سا دل تُوڑنے کی خطا کر گیا تھا۔۔

ستم یہ تھا کہ وہ اِس بات سے انجان تھا کہ امینہ حیا نُور کو نہ صرف بتا چُکی تھیں بلکہ حیا کی ہاتھ کی تیسری اُنگلی میں اُس کے نام کی انگوٹھی بھی پہنا گئی تھیں۔۔

پنجاب جانے کی جلدی میں امینہ اُس سے ذکر ہی نہیں کر پائی تھیں۔۔

.............

اتوار ہونے کے باعث سب ہی گھر پر نظر آرہے تھے۔۔ صبح کے دس بجے تھے، افراتفری کا سا سماء تھا۔۔

صبح صبح عصمت جہاں کی چھوٹی بہن یعنی فرح کی دادی اپنی دوسری پوتی کے ساتھ پہنچ چکی تھیں۔۔ صبا جو کہ حیا سے ایک سال بڑی تھی۔۔

"آنی مجھے فرینچ ٹوسٹ کھانا ہے"۔۔ کچن سے سات سالہ نبیہا کی آواز آئی تھی۔۔ وہ فریش ہو کر نیچے آیا۔۔

"بنا دیتی ہوں، احمد تم تو جاؤ ڈائینگ ٹیبل پر"۔۔ اُس کی آواز پر وہ مُسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھا۔۔

"آنی میرا ایگ"۔۔ احمد کی روہانسی آواز آئی۔۔

"اب کیا ہوا ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لے کر چڑ کر کہا تھا۔۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ اُچھلی تھی۔۔ اُسے لگا اُس کے دماغ میں مرچیں بھر گئی ہوں۔۔

"آچھو، آچھو"۔۔ وہ بُری طرح چھینکنا شروع ہو چکی تھی۔۔ احمد نے ہاف فرائی میں کالی مرچ ڈالنی چاہی تھی جس کا ڈھکنا اتفاق سے کھلا ہونے کے باعث ساری کی ساری کالی مرچیں انڈے پر انڈلی تھیں اور وہ وہی پلیٹ اُس وقت حیا کی آنکھوں کے سامنے لایا تھا جب وہ آنکھیں بند کر کے لمبا سانس کھینچتی اپنا غصّہ ضبط کرنے کے چکر میں تھی۔۔

اب حال یہ تھا کہ وہ بے تحاشہ چھینک رہی تھی۔۔ حال سے بے حال ہوتے سامنے نظر آتی کالی چیز کو اُس نے مضبوطی سے ہاتھ کی مُٹھی میں جکڑا تھا۔۔

"تھری۔۔فور۔۔فائیو۔۔۔سکس"۔۔ احمد اور نبیہا کی آواز پورے کچن میں گونج رہی تھی۔۔ فرح اور ایمن ہنسنے میں مصروف تھیں۔۔ چھینکوں کی آواز پر حیران پریشان سا سنی دروازے پر آ کھڑا تھا۔۔

"آچھو!!!"۔۔ کچھ پل بعد اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ ٹھٹکی تھی۔۔ اُس کی مُٹھی میں وہ کالی چیز شرٹ تھی، جو کسی اور کی نہیں ابراہیم ہاشمی کی تھی۔۔ جو ہلکی سے مُسکراہٹ چہرے پر سجائے چُپ چاپ کھڑا اُس کے جُھکے سر کر دیکھ رہا تھا جو اُس کے بے حد قریب کھڑی اُس کی شرٹ تھامے چھینکیں مارنے میں مصروف تھی اور ہر چھینک پر اُس کی پیشانی اُس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔

فرح، صبا اور ایمن کے مُستقل قہقہے پر وہ خجل سی ہو کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔

"لیں بھائی، میں دادو کو بول دیتا ہوں آپا نے آپ کی نظر اُتار دی ہے"۔۔ وہ زور سے قہقہہ لگاتا اُسے دیکھنے لگا۔۔ بکھرے بال، آنکھوں اور ناک سے بے تحاشہ نکلتا پانی۔۔ اُس کے دیکھنے پر وہ سنک کی طرف مُڑ کر آنکھوں میں پانی کے چھپاکے مارنے لگی۔۔

"آج ناشتہ ملے گا یا۔۔"۔۔ رمیز آفاق کی نخوت بھری آواز پر سب کی ہنسی کو بریک لگے تھے۔۔ اُس کی آنکھوں نے یہ سارا منظر دیکھا تھا۔۔۔

"میں لاتی ہوں پانچ منٹ میں"۔۔ اُس نے ڈوپٹے سے منہ صاف کر کے کہا۔۔ اُس کی آنکھوں سے نکلتے شعلوں سے حیا کا دل گھبرایا تھا۔۔ ابراہیم کو ایک لمحے کے لیے رمیز کے لہجے اور حیا کے گھبرانے پر حیرت ہوئی تھی، پھر اُس پر ایک مُسکراتی نظر ڈالتا پانی پی کر واپس پلٹا تھا۔۔

"اُف توبہ یہ رمیز بھائی تو ہر وقت مرچیں چبائے رکھتے ہیں"۔۔ صبا سارے برتن سنک میں جمع کرتی بولی۔۔ وہ ابھی بھی وقفے وقفے سے چھینک رہی تھی۔۔

"اِبراہیم بھائی کو دیکھا تھا، آپا کی ہر چھینک پر بس مُسکرائے جارہے تھے"۔۔۔ ایمن نے حیرت سے کہا۔۔

"حیرت تو مجھے بھی ہوئی تھی رمیز ہوتا اِس کی جگہ تو حیا کو دور چھینک چُکا ہوتا"۔۔ فرح پھر سے ہنسی تھی۔۔

"ہاں اور اب تک تو وہ سینیٹائیزر سے نہا بھی چُکے ہوتے"۔۔ سنی کی بات پر ایمن اور فرح زور سے ہنسے تھے۔۔ وہ لب بھینچے انڈے پھینٹ رہی تھی۔۔ پراٹھے فرح بنا چُکی تھی۔۔۔

"آنی رمیز چاچو بہت غصّے میں ہیں"۔۔ نبیہا بھاگتی ہوئی آئی تھی۔۔

"ہٹو حیا میں بنا دیتی ہوں"۔۔ فرح نے اُس کی سرخ چہرے کو دیکھ کر اُسے وہاں سے ہٹایا تھا۔۔

اُس نے جلدی سے ایک آملیٹ اُٹھا کر رمیز کے سامنے رکھا، جو ماتھے پر بل ڈالے موبائل سے نظریں ہٹائے اُسے گھورنے لگا تھا۔۔

"ضرورت کیا تھی اب اس کی، تھوڑی دیر میں ویسے بھی لنچ ٹائم ہونے والا تھا، تم اپنا ہنسی مذاق کا سیشن پورا کر لیتی"۔۔ اُس نے حسبِ عادت طنز کا تیر چلایا۔۔ پاس بیٹھا وہ پھر بے چین ہوا تھا۔۔ کہیں کچھ تھا جو اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔۔

"بیٹا اتوار کے دن کام زیادہ ہوتا ہے، ماشاءاللہ سب ہی گھر پر ہوتے ہیں"۔۔ عصمت جہاں نے نواسے کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔

"گڑیا ناشتہ لاؤ، تم نے ناشتہ کیا ہے۔۔؟"۔۔ ارمان نے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھنے کے ساتھ ہی اُس سے پوچھا تھا۔۔

"جی مان کر لیا ہے، میں لے آتی ہوں"۔۔ وہ جلدی سے کہتی کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔

تب ہی ایمن اور صبا باقی ماندہ لوگوں کا ناشتہ لائی تھیں۔۔ وہ پلٹ کر کمرے میں چلی گئی تھی، ابراہیم کی نظروں نے اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔

.............

"یہ اپنا ابراہیم کچھ زیادہ ہی ہینڈسم نہیں ہو گیا"۔۔۔ شہریار کی بات پر اُس نے زبردست قہقہہ لگایا تھا۔۔

"اِس سے یہ تو پوچھو کتنیوں کو اپنی دائمی جُدائی کا دُکھ دے آیا ہے۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے ہنستے ہوئے اُس کے ہمیشہ کے لیے امریکہ چھوڑنے پر چُوٹ کی تھی۔۔ وہ پھر ہنسا تھا۔۔ وہ لوگ اِس وقت کیفے میں بیٹھے چائے کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔

"فرشتے کب سے آسمان چھوڑ کر پاکستان شفٹ ہو گئے ہیں۔۔؟؟"۔۔ اب وہ اُن دونوں کو باور کروانے لگا کہ پاکستان میں بھی لوگ امریکہ سے کم نہیں۔۔ اب کے ارمان اور شہریار کا قہقہہ بُلند تھا۔۔

"مجھے تو بخشو میں بچارہ منگنی شدہ ہوں"۔۔ شہریار نے ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کیے تھے۔۔

"میری طرف مت دیکھو میں بہت شریف بندہ ہوں"۔۔ دونوں کی نظریں خود پر محسوس کر کے ارمان پیچھے ہوا تھا۔۔ اب کے تینوں ہی ہنسے تھے۔۔

ابراہیم نے ٹیبل پر رکھے سگریٹ کے پیکٹ سے سگریٹ نکالا تھا۔۔

"ایک تو یہ گندی عادت لگوا آیا ہے وہاں سے"۔۔ ارمان نے ناگواری سے اُس کے منہ میں دبے سگریٹ کو دیکھا جس کو وہ اب لائٹر سے شعلہ دکھا رہا تھا۔۔

"غمِ دوراں _ غمِ یاراں _ غمِ جاناں _ غمِ ہجراں

عجب ہی لطف پایا ہے غموں سے آشنا ہو کر"

وہ کرسی سے ٹیک لگا کر ایک ادا سے شعر پڑھتا سگریٹ کا کش لگانے لگا۔۔

"اوئے ہوئے، یعنی کہ اِبراہیم ہاشمی کو ابھی بھی ادب سے لگاؤ ہے۔۔؟؟"۔۔ شہریار نے مُتاثر کن لہجے سے کہا۔۔

"مجھے تو پکا عاشق لگ رہا ہے"۔۔ ارمان کہنے پر وہ جاندار قہقہہ لگا گیا، نظروں میں اُس کا ناراض ناراض رُوپ سما گیا۔۔

.............

"سنی! سنی!"۔۔ وہ دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر آئی تھی۔۔

"آپا کیا طوفان آیا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھا اِبراہیم سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔ رات کے نو بج رہے تھے اور وہ سنی سے کسی جگہ کا راستہ پوچھ رہا تھا۔۔ اُس کی آواز پر وہ چُپ ہوا تھا۔۔

"میری چاکلیٹ تم نے کھائی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ غصّے سے پوچھ رہی تھی، اُس کی بات پر وہ ہلکے سے مُسکرایا تھا۔۔

"کون سی چاکلیٹ۔۔؟؟"۔۔ سنی کی یاداشت نے اچانک ساتھ چھوڑا تھا۔۔

"وہ جو ماں لائے تھے، میں ماں سے تمہاری شکایت کروں گی، اُس دن تم میرے سارے گول گپے بھی کھا گئے تھے"۔۔ وہ پاس پڑا تکیہ اُس پر برسانے لگی۔۔

"ارے ارے آپا آپا میری بات تو سُنو، وہ میں سمجھا تھا ایمن کی ہے"۔۔ وہ سر پر ہاتھ رکھے خود کو بچاتے ہوئے بول رہا تھا۔۔

"ایمی کھا چکی تھی اپنی اور تم میری کھا چکے ہو۔۔ آنے دو مان کو، تم ہمیشہ یہی کرتے ہو"۔۔ وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔

"آپا ایک ڈیڑھ سو روپے والی ڈئیری ملک کی وجہ سے تم اپنے بھائی کو باتیں سُنا رہی ہو"۔۔ اُس نے افسوس سے سر ہلایا تھا۔۔

" اسی ڈیڑھ سو روپے والی چاکلیٹ کی خاطر میں اپنے بھائی کو پٹواؤں گی بھی، رُک جاؤ تم ذرا"۔۔ وہ چیختی چلاتی جس طرح آئی تھی اُسی طرح چلتی بنی تھی۔۔

"ہُف۔۔!!!"۔۔۔ اُس نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

"بھائی آپا کبھی کبھی ہٹلر کی پھپھی بن جاتی ہے، میں آپ کو اِسی لیے وارن کر رہا ہوں کیوں کہ اب آپ نے بھی یہیں رہنا ہے"۔۔ اُس کی بات پر اُس نے قہقہہ لگایا تھا۔۔

..........

صبح جب وہ نماز کے لیے اُٹھی تو اُس کے تکیے کے پاس بڑی سی چاکلیٹ پڑی تھی۔۔

"بدتمیز، گدھا"۔۔ اُسے بھائی پر پیار آیا تھا۔۔ اور دوپہر کے وقت کچن میں اُس کے پسندیدہ گول گپے بھی پڑے تھے

"یہ سنی کو مجھ پر اچانک اتنا پیار آنے لگا ہے بجو مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا"۔۔ کہنے کے ساتھ ہی اُس نے گول گپہ منہ میں رکھا تھا، عصمت جہاں کے کمرے سے نکلتے ابراہیم نے اُسے دیکھ کر ہنسی دبائی تھی۔۔

"واہ آپا بڑے مزے ہیں تمہارے"۔۔ وہ سیڑھیاں اُترتا اُسے گول گپے کھاتے دیکھ کر ہنستے ہوئے بولا۔۔

"تم اتنے بھی بُرے نہیں ہو سنی"۔۔ وہ گول گپہ منہ میں رکھتی اُس کی طرف بھاگ کر اُس کے کندھے سے لگی تھی۔۔ سنی نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"آئی لو یو"

وہ اُس کے آگے چاکلیٹ لہرا کر اُس کا گال چُومتی واپس گول گپوں کی طرف مُڑی۔۔

"گول گپوں میں کچھ ملا تھا کیا۔۔؟؟"۔۔ حیران پریشان سا سنی ابراہیم سے پوچھ رہا تھا جو قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔۔

"اُفف"۔۔ اُس نے مُنہ میں رکھا گول گپہ بمُشکل نگلا تھا۔۔ فرح اُس کی حالت پر ہنسی تھی۔۔ وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی۔۔

"آپا اکیلے اکیلے کھا رہی ہیں"۔۔ ایمن نے آکر گول گپہ اُٹھایا تھا، وہ ہتھیلی سے منہ صاف کرتی پیچھے ہوئی تھی۔۔ ابراہیم چلتا ہوا سنی کے پاس آ کھڑا تھا جو ابھی تک حیران پریشان کھڑا تھا

"بھائی میں سوچ رہا ہوں کہ۔۔"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر بولنا شروع ہوا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے کہ تم کیا سوچ رہے ہو"۔۔ وہ اُس کے سر پر چپت لگا کر مُسکرایا تھا پھر دو دو سیڑھیاں پھلانگتے اُوپر سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔

"پر میں یہ سب لایا کب تھا۔۔؟"۔۔ جب کے سنی ابھی تک حیرت سے سوچ رہا تھا

.............

"مان آپ چل رہے ہیں ناں مجھے چھوڑنے۔۔؟؟"۔۔ وہ بولتے ہوئے ارمان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی لیکن پھر ٹھٹکی تھی۔۔ وہ اُس کے بیڈ پر نیم دراز سگریٹ پینے میں مصروف تھا۔۔ ارمان واڈروب سے کپڑے نکال رہا تھا۔۔ وہ ایک دم سیدھا ہو بیٹھا تھا

"آئی ایم سوری میں۔۔"۔۔ وہ فوراً پلٹی تھی۔۔

"ارے نہیں گڑیا آؤ آؤ"۔۔ جب ارمان نے شرٹ بیڈ پر رکھ کر اُسے روکا تھا۔۔ وہ خاموشی سے بیڈ سے اُٹھ کر کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

"بتائیں ناں مان، میں تیار ہو جاؤں۔۔؟؟"۔۔وہ اُس پر ایک نظر ڈالتی ارمان کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔۔

"ہاں جاؤ فٹا فٹ تیار ہو جاؤ، میں پانچ منٹ میں۔۔۔"۔۔ وہ جینز کو بیڈ پر رکھ رہا تھا جب وہ اُس کی بات کاٹ کر تقریباً چیخی تھی۔۔

"اللہ مان! پانچ منٹ میں کون لڑکی تیار ہو سکتی ہے بھلا"۔۔ اُس کی بات پر کھڑکی میں کھڑے ابراہیم کے چہرے پر مُسکراہٹ رینگی تھی۔۔

"اچھا یار، جب تیار ہو جاؤ بتا دینا"۔۔ ارمان نے جیسے ہار مان کر کہا تو وہ مُسکرا کر بار نکل گئی۔۔ اُس کی دوست کی بہن کی آج ڈھولکی تھی۔۔

"ہونہہ خود کو نِک بیٹ مین سمجھتے ہیں، مجھے دیکھ کر بھی نہیں بُجھایا"۔۔ اُسے صدمہ ہوا تھا۔۔ صدمے کی حالت میں بھی وہ اپنے پسندیدہ اداکار سے اُسے ملا گئی تھی۔۔

...............

"مان جلدی کریں ناں، وہاں سب پہنچ گئیں ہوں گی"۔۔ وہ گاڑی میں بیٹھے جھنجلائی تھی۔۔

"آرہا ہوں۔۔ یار جلدی سے باہر آؤ"۔۔ پہلی بات اُس سے کہتا پھر فون پر کسی سی کہہ کر ارمان نے فون رکھا تھا۔۔

کچھ سیکنڈ میں وائیٹ شرٹ، بلیک ٹروزر، پیروں میں گھر کی چپل، رف سے حلیے میں وہ باہر آیا تھا۔

اُس کو دیکھ کر اُس نے چہرہ دوسری طرف پھیرا تھا۔۔

"اِس کو چھوڑ آؤ، مجھے ہاسپٹل سے کال آئی ہے"۔۔ اُس کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔

"مان آپ نے کہا تھا۔۔"۔۔ اُس نے احتجاج کرنا چاہا تھا پر اُس کے احتجاج پر دونوں نے ہی دھیان نہیں دیا تھا۔۔

"تم کیسے جاؤ گے پھر۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے چابی لیتا پوچھ رہا تھا۔۔

"میرا کولیگ آرہا ہے مجھے پک کر لے گا، تم لوگ نکلو"۔۔ ارمان نے گیٹ کھولا۔۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا، اُس نے منہ بنا کر رُخ پھیرا تھا، ارمان نہ ہوتا تو وہ کب کا اُتر کر اندر چلی گئی ہوتی۔۔۔

اُس کا موڈ بُری طرح آف ہوا تھا۔۔ وہ اُس کے خفا انداز کو دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔

گاڑی روڈ پر ڈال کر وہ اُس کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔ مہندی کلر کی شرٹ جس پر شاکنگ پنک اور گولڈن کلر کی کڑھائی ہوئی تھی اُس پر مہندی کلر کا اسٹریٹ ٹراوزر، گولڈن چھن سے بھرا ہوا شاکنگ پنک شیفون کا ڈوپٹہ جو سر پر ٹکا تھا۔۔ کانوں میں بڑے سے گولڈن جھمکے، بالوں کو جوڑے میں قید کیا ہوا تھا، نفاست سے کیے گئے میک اپ میں اُس کا معصوم حُسن دمک رہا تھا، ابراہیم کو روڈ پر نظر رکھنا مُشکل ہوا تھا۔۔

"حیا"۔۔ وہ بے اختیار پُکار بیٹھا تھا۔۔

"لِسن آئی آڈنٹ وانٹ ٹو ٹاک ٹو یو"

(بات سُنیں، میں آپ سے بلکل بھی بات نہیں کرنا چاہتی)

وہ ایک دم اُس کی طرف مُڑ کر اُنگلی اٹھاتی چڑ کر بولی تھی، ساتھ ہی اُس کے جھمکوں نے بھی دائیں بائیں رخساروں کو چوم کر احتجاج کیا تھا۔۔ ایک پل کو تو وہ حیران ہوا تھا پر اگلے ہی لمحے اُس کے انداز پر ہنسا تھا۔۔

اُس کے ہنسنے پر وہ لب بھینچ کر دوبارہ رُخ موڑ گئی تھی۔۔

"اچھا مجھے ایڈریس تو بتاؤ گی ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ ہنستے ہوئے معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔۔ خود پر ضبط کرتی اُس نے ایڈریس سمجھایا تھا۔۔

ابراہیم نے ٹراوزر کی جیب سے لائٹر اور سگریٹ کا پیکٹ نکالا تھا۔۔

"آپ کہیں بھی اپنا شوق پورا کرسکتے ہیں، پر اِس وقت نہیں"۔۔ اُس کے ہاتھ سے سگریٹ کا پیکٹ چھین کر وہ ناگواری سے بولی تھی۔۔

"آئی واز جسٹ کیپنگ دئیر"

(میں تو صرف وہاں رکھ رہا تھا)

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر ( افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز ( ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

وہ اُس کی حرکت پر مُسکرایا تھا۔۔ اُسے اپنی بے اختیاری پر غصّہ آیا تھا۔۔ اُس نے پیکٹ ڈیش بورڈ پر پٹخا تھا۔۔ وہ سمجھ گیا تھا ارمان کی بہن کو بھی اُس کا سگریٹ پینا ناگوار گزرا تھا۔۔ وہ مُسلسل مُسکرا رہا تھا۔۔

تبھی گئیر کے پاس رکھا ابراہیم کا موبائل بجا تھا، اُس کی نظریں بے اختیار اسکرین پر پڑی تھیں۔۔ جہاں نمبر کے ساتھ ایک بہت ہی خوبصورت گولڈن بالوں والی لڑکی کی تصویر آ رہی تھی۔۔ وہ موبائل اُٹھا چکا تھا۔۔

"ھے شرلِن ہاؤ آر یو..؟"

وہ نہایت ہی خوشگواریت سے اپنے مخصوص امریکن لہجے میں بولا تھا۔۔ وہ لب بھینچ گئی تھی۔۔ وہ جو اُسی کو دیکھ رہا تھا اُس کی شکل دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔

"آئی وِل ٹاک ٹو یو لیٹر"

(میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں)

اُس کی بتائے گئے ایڈریس پر اُس نے گاڑی روکی تھی۔۔ وہ گاڑی کے بریک لگانے سے پہلے ہی دروازہ کھول چکی تھی۔۔

اُس کی ساری دوستیں اِس وقت دروازے کے باہر کھڑی تھیں، وہ سب ایک ساتھ ایک ہی گاڑی میں آئیں تھیں۔۔ ابراہیم کا دروازہ اُن کی سائیڈ پر تھا۔۔

"اوئے وہ ہینڈسم دیکھ"۔۔ نازنین نے تو خود سے وعدہ کیا تھا شاید، کہ کسی ہینڈسم لڑکے کو نہیں چھوڑنا، وہ سُن چکا تھا، حیا نے دانت پیسے تھے۔۔

"اُف میرا دل گیا"۔۔ عائشہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا

اپنے بارے میں یہ جُملے وہ اکثر سُنتا رہتا تھا، وہ زیرِ لب مُسکرایا تھا۔۔ وہ جلدی سے گاڑی سے اُتری تھی۔۔

"تم لوگ باہر کیوں کھڑی ہو۔۔؟؟"۔۔ وہ ہنوز دانت پیستے بولتی گاڑی کے آگے سے گھوم کر آئی تھی۔۔ اُس کو دیکھ کر وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔۔

"حیا تم اِس ہینڈسم کے ساتھ آئی ہو۔۔؟؟"۔۔ اُس کا دل کیا فائزہ کا سر پھاڑ دے۔۔ ابراہیم کا موبائل بجا تھا، حیا کی نظروں میں وہ گولڈن چُڑیل گھومی تھی۔۔

"بیل کیوں نہیں بجا رہی ہو، کیا یہیں کھڑے ہونے کے لیے آئے تھے ہم۔۔؟؟"۔۔ وہ اپنا غصّہ دبا کر بولی وہ بھی تو یہی جم گیا تھا۔۔ وہ بظاہر اپنے سیل پر مصروف تھا پر کان اِن کی طرف تھے۔ تبھی اُس نے بات کرتے کرتے پیچھے مُڑ کر اپنے کچھ پیپرز چیک کیے تھے۔۔

"یہ تمہارے فیانسی ہیں حیا۔۔؟؟"۔۔ نازنین زور سے بولی تھی۔۔ حیا نے زور سے اُس کے بازو پر چٹکی کاٹ کر بیل پر ہاتھ رکھا تھا، وہ اب مزید برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔ وہ اب سیدھا ہوتے ہنوز فون پر مصروف تھا۔۔

"آہ کیا ہے!!"۔۔ اُس نے اپنا بازو سہلایا۔۔ اُن کی باتوں کو انجوائے کرتے اُس نے مزے سے سگریٹ لبوں میں دبا کر اپنے مخصوص انداز میں لائٹر سے شعلہ دکھایا تھا۔۔

"اُف یار اسموکنگ کلس، واقعی یار میں تو گئی"۔۔ فائزہ اُس کے عشق میں سچ میں فنا ہونے کو تھی۔۔

"ایسا بھی کیا نشہ، بلکل ہی چرسی ہوجائے بندہ"۔۔ اُس کو سگریٹ پیتا دیکھ کر وہ تلملائی تھی۔۔

تبھی دروازہ کھولا گیا تھا، ابراہیم نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی تھی۔۔

"ہائے ہینڈسم ہونے کے ساتھ ساتھ کتنا کیئرنگ بھی ہے، جب تک ہم لوگ اندر نہیں چلے گئے وہیں کھڑا رہا"۔۔ فائزہ ٹھنڈا سانس لیتی بولی، یہ بات تو اُس نے بھی نوٹ کی تھی۔۔

"اب اندر چل مر لو، کزن ہیں وہ میرے، قسم سے ڈوب مرنے کے بھی لائق نہیں چھوڑا تم لوگوں نے مجھے"۔۔ وہ سب سے پہلے اندر داخل ہوئی تھی۔۔

"واہ خود اتنا خوبصورت کزن رکھ کر بیٹھی ہے اور ہمارے دیکھنے پر بھی پابندی"۔۔ نازنین کو اُس کے کزن ہونے پر حد سے زیادہ غم ہوا تھا۔۔

...............

وہ ٹی وی دیکھ رہی تھی جب لینڈ لائن بجا تھا۔۔

وہ ڈسٹرب ہوئی تھی۔۔

پھر منہ بنا کر اُٹھ کر فون اُٹھایا تھا۔۔

"اسلام وعلیکم"۔۔ مُہذب مانوس سا لہجہ اُس کا دل دھڑکا گیا

"وعلیکم السلام"۔۔ وہ آہستہ سے بولی تھی۔۔

"شیری سے بات ہوسکتی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ پوچھ رہا تھا۔۔ اُس کی بھاری خوبصورت آواز کے سحر میں جکڑی آمنہ علی ایک لمحے کو سب بھولی تھی۔۔

"ہیلو"۔۔ دوسری طرف خاموشی محسوس کر کے وہ زور سے بولا تھا۔۔ ارمان اُس کی آواز سے ہی اُس کو پہچان چکا تھا۔۔

"جج۔۔جی"۔۔ وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔ ارمان زیرِلب مُسکرایا تھا۔۔

"آپ ارمان ہاشمی بول رہے ہیں ناں۔۔؟؟ میرا مطلب ہے کہ، آپ کون بول رہے ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ حد سے زیادہ گڑبڑائی ہوئی تھی۔۔ اُس نے اپنے سر پر ہاتھ مارا تھا۔۔

"کیا ہوجاتا ہے مجھے اس بندے کے سامنے"۔۔ وہ اچھی خاصی کانفیڈنٹ مشہور تھی اپنے کالج میں۔۔ پر ارمان ہاشمی کے سامنے وہ ہمیشہ ہونق بن جاتی تھی۔۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔۔ آمنہ کے ہاتھ سے ریسیور گرتے گرتے بچا تھا۔۔

"میں بھائی کو بُلاتی ہوں آپ ہولڈ کریں پلیز"۔۔ وہ جلدی سے بول کر ریسیور سائیڈ پر رکھتی شہریار کے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔ چند سکینڈ بعد دوبارہ ریسیور اُٹھانا پڑا۔۔

"بھائی بول رہے ہیں، اُن کے سیل پر کال کریں، اللہ حافظ"۔۔ وہ جلدی سے بول کر فون رکھنے کو تھی۔۔

"ہیلو سُنیں! ویسے آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں ارمان ہوں۔۔؟؟ آئی مین میں نے تو اپنا نام بتایا ہی نہیں تھا آپ کو۔۔؟"۔۔ وہ اب مزے سے اُسے چھیڑ رہا تھا۔۔

"آپ کی آواز سے"۔۔ اُس نے کہہ کر فون رکھا تھا۔۔ ارمان ہاشمی نے مُسکرا کر شہریار کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔ وہ فارغ تھا اب۔۔ اِبراہیم کو بھی اُس نے کال کردی تھی۔۔

............

"اماں یہ حیا اِبراہیم کے ساتھ گئی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ ناگواری سے پوچھ رہی تھیں۔۔

"جانا تو ارمان کے ساتھ تھا، پر ارمان کو ہاسپٹل سے کال آگئی تو ابراہیم چھوڑنے گیا ہے"۔۔ وہ ایک نظر بیٹی کو دیکھ کر بولیں۔۔

"اماں آپ کو پتا تو ہے رمیز۔۔"۔۔ انھوں نے اُن کی بات کاٹی۔۔

"بی بی ابراہیم گھر کا بچّہ ہے، کیا ابراہیم کیا ارمان، خبردار جو تم نے اپنے بیٹے کے دماغ سے یہ بے ہودہ فتور ڈالا تو۔۔"۔۔ وہ اُن کی بات پر شعلہ بار ہوئی تھیں۔۔

"میں کیوں سکھاؤں گی اُسے جوان بچّہ ہے میرا، بہتر ہے آپ حیا کو سمجھا دیں"۔۔ چار سال پہلے جو اُنہوں نے ڈھٹائی سے حرکت کی تھی، وہ ابراہیم سے خائف ہی رہتی تھیں، کسی دن اُس نے منہ کھول لیا تو۔۔ امینہ نے صاف صاف کہا تھا کہ ابراہیم کی رضامندی ہے، کبھی کبھی وہ حیران ہوتیں کہ ابراہیم اب تک چُپ کیوں ہے، لیکن پھر اپنی ہی بات پر اُن کو اطمینان ہوتا تھا کہ امریکہ کا لڑکا اور اُس کے کرتوت۔۔ لیکن وہ اِس بات سے انجان تھیں کہ اب تک ابراہیم حیا اور رمیز کی منگنی سے ہی انجان تھا۔۔

.............

"میری بات سُنو"۔۔ وہ سیڑھیوں سے اُوپر چڑھ رہی تھی، جب نیچے اُترتے رمیز نے اُس کا راستہ رُوکا تھا۔۔ یہ اُس سے دو دن بعد کی بات تھی۔۔

وہ ایک دم رُکی تھی۔۔

"جی"۔۔ اُس نے سر اُٹھایا وہ خشمگین نگاہوں سے اُسے گھور رہا تھا۔۔ حیا کو اُس کی آنکھوں سے ہمیشہ کی طرح خوف آیا۔۔

"تم جو کرنے کی کوشش کر رہی ہو، وہ میں سب دیکھ رہا ہوں، بہتر ہے تم سنبھل جاؤ اِس سے پہلے کہ مجھے اپنی زبان میں سمجھانا پڑے"۔۔ وہ دھیمے پر خونخوار لہجے میں بولا، اُس کا دل خوف سے دھڑکا پر وہ بظاہر خود کو مضبوط ظاہر کرنے لگی

"مجھے نہیں پتا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔؟"۔۔ وہ بھی اُس کی آنکھوں میں دیکھتی نا سمجھی سے بولی تھی۔۔

"تم اُس کے ساتھ اکیلے گاڑی میں گئی تھیں۔۔؟؟"۔۔ وہ خود پر ضبط کرتے بولا، حیا کو اُس کی ذہنی سوچ پر افسوس ہوا تھا۔۔

"مجھے ماں نے خود اُن کے ساتھ بھیجا تھا اور ویسے بھی وہ میرے کزن۔۔"۔۔ قبل اُس کے کہ وہ اپنی بات پوری کرتی وہ بے اختیار اُس کا بازو بے دردی سے اپنی گرفت میں لے چُکا تھا۔۔

"سی۔۔۔!!"۔۔ اُسے تکلیف ہوئی تھی۔۔ اور یہ تکلیف صرف جسمانی نہیں تھی، رمیز آفاق سے منسوب ہونے کے بعد اُس کی روح تک زخمی ہوئی تھی۔۔

"میری ایک بات اپنی اِس چھوٹی سے عقل میں بٹھا دو، تمہارے سارے رشتے بس مجھ سے جُڑے ہیں"۔۔ وہ اُس کے بازو کو جُھٹکا دیتا اُس کی کنپٹی پر انگلی رکھ کر بولا تھا۔۔ اُس کے آنسو پلکوں کی باڑھ توڑ کر رخساروں پر بہے تھے۔۔

"اُمید ہے میری بات تمہیں سمجھ میں آگئی ہو گی"۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اُس کا بازو چھوڑ کر دھپ دھپ کرتا نیچے اُترتا چلا گیا۔۔ وہ ریلنگ نہ تھامتی تو یقیناً سیڑھیوں سے گرتی زمین بوس ہوچکی ہوتی۔۔ وہ سر جُھکا کر بے آواز رودی تھی شاید اپنے نصیب پر۔۔

رمیز کے پیچھے کھڑا وجود پتھر کا ہوچکا تھا۔۔ پتھر کے وجود میں حرکت ہوئی تھی۔۔

"حیا!!"۔۔ اُس کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی تھی۔۔ آواز پر اُس نے جُھٹکے سے سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ تیزی سے باقی ماندہ سیڑھیاں عبور کرتی اُس کی طرف لپکی تھی۔۔

"تماشا دیکھ رہے تھے میرا۔۔؟؟"۔۔ اُس کو اِس وقت سامنے دیکھ کر اُس کا دماغ اُلٹا تھا، وہ ہیجانی کیفیت میں اُس کی شرٹ کا کالر تھام گئی تھی۔۔

"جو تماشا لگاتے ہیں مزہ بھی اُنہی کو آتا ہے، تو ابراہیم ہاشمی مزہ آرہا ہے ناں آپ کو میری حالت دیکھ کر۔۔؟؟"۔۔ وہ حق دق کھڑا رہا تھا۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر پھنکاری تھی۔۔ پھر ایک جھٹکے سے اُس کا کالر چھوڑا تھا پر آخری سیڑھی پر کھڑے ہونے کے باعث اُس کا توازن بگڑا تھا اُس سے پہلے کہ وہ گرتی وہ سرعت سے اُس کی کلائی تھام گیا تھا۔۔ وہ سنبھلی تھی پر اگلے ہی لمحے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑا کر اُسی ہاتھ کی شہادت کی انگلی اُس کے سامنے کی تھی۔۔

"اگلی بار میں مر بھی رہی ہوں ناں تو بھی مجھے بچانے کی کوشش مت کیجئے گا۔۔۔ آئی ہیٹ یو"۔۔ اُس نے بہتی آنکھوں سے پر مضبوط لہجے میں کہا تھا پھر اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اُسے اپنے راستے سے ہٹاتی سنی کے کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔

ابراہیم ہاشمی کے دماغ نے اُسے سگنل دے گیا تھا۔۔

اُس کے خون نے کنپٹیوں پر جوش مارا تھا۔۔ وہ دانت پر دانت جمائے نیچے اُترا تھا، کی اسٹینڈ سے گاڑی کی چابی اُٹھائے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔ اِن دو دنوں میں وہ گاڑی خرید چکا تھا۔۔

.............

"بھائی آپ یہاں۔۔؟؟۔۔ خیر ہے ناں"۔۔ سنی نے اُسے اپنے اسکول کے باہر دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔۔ وہ اے لیولز کررہا تھا۔۔ ابھی ابھی اُس کی چھٹی ہوئی تھی۔۔

"ہاں بیٹھو مجھے تم سے کچھ کام ہے"۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول گیا۔۔ سنی کو اُس کے سنجیدہ روّیے پر حیرت ہوئی تھی۔۔ وہ چُپ چاپ آکر بیٹھا تھا۔۔

"تمہیں بھوک لگی ہوگی، کیا کھانا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ سامنے دیکھتا پوچھنے لگا۔۔

"کچھ بھی کھلا دیں بھائی"۔۔ وہ اُس کو دیکھتا بولا۔۔ اُس نے گاڑی پزا ہٹ کے سامنے روکی تھی۔۔

"بھائی کیا ہوا ہے۔۔؟؟"۔۔ آرڈر کرنے کے بعد سنی نے اُس سے پوچھا۔۔

"یہ رمیز کا مسئلہ کیا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ خود پر ضبط کرتا بلا آخر بول پڑا۔۔

"مطلب۔۔ اُنہوں نے آپ سے کچھ کہا ہے کیا۔۔؟؟".. سنی نے اچھنبے سے پوچھا۔۔

"وہ کس رشتے سے حیا سے اِس طرح بات کرتا ہے، کوئی بھی اُسے کچھ نہیں کہتا کیوں۔۔؟؟"۔۔ وہ حد درجہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ سنی اپنی جگہ سے اُچھلا تھا۔۔

"یو مین یو رئیلی ڈانٹ نو۔۔؟؟"

(آپ کا مطلب ہے آپ کو واقعی نہیں پتا۔۔؟؟)

"کیا۔۔؟؟۔۔ کیا نہیں پتا۔۔؟"۔۔ اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔

"شی از انگیجڈ ٹو ہِم سِنس فور ایئرز"

(وہ اُن سے منسوب ہے، چار سالوں سے)

اُس کے سر پر چھت آ گری تھی۔۔

"کچھ زخم ایسے ہوتے ہیں جو ساری عمر کے لیے آپ کی جان کا روگ بن جاتے ہیں، جو لاعلاج ہوتے ہیں اور اُن کا حل صرف موت۔۔"۔۔ اُس کے کانوں میں درد بھرا لہجا گونجا تھا۔۔

"یہ کیا ہوگیا مجھ سے"۔۔ وہ بڑبڑایا، اُس نے اضطراب سے اپنے ہاتھوں سے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔۔

"بھائی، آپ ٹھیک ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی حالت دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔۔

"میں انجانے میں اُس کو دُکھ دینے کا سبب بن گیا، جس کی آنکھوں میں آنسو کبھی برداشت نہ کر پایا تھا"۔۔ وہ سنی کو دیکھ کر غائب دماغی سے بولتا اپنی زندگی کا راز سامنے بیٹھے ساڑھے سترہ سالہ بچّے کو دے گیا۔۔

"آپ آپا کو پسند کرتے ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ ساڑھے سترہ سالہ بچّہ بڑے سکون سے کرسی سے ٹیک لگاتے پوچھ رہا تھا۔۔

"نہیں!!"۔۔ وہ چونکے بنا اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا

"مجھے بس یہ پتا ہے کہ حیا نُور کو ابراہیم ہاشمی کے دل اور زندگی سے نکالو تو ابراہیم ہاشمی فقیر ہو جائے گا"۔۔ وہ اُداسی سے مُسکراتا اِس لمحے صنان ہاشمی کو زندگی دے گیا تھا۔۔

"تبھی تو میں سوچ رہا تھا کہ یہ چاکلیٹ، گول گپے اور میری بہن خوش ہو ہو کر مجھ پر قُربان ہو رہی ہے"۔۔ وہ خوشگواری سے بول رہا تھا جیسے اُسے ہفت کلیم کی دولت مل گئی ہو اپنی بہن کے لیے۔۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا، کچھ دیر پہلے والی مُردنی اب اُس کی ذات میں کہیں بھی نہیں تھی

"تمہاری بہن تو سات سال کی عمر سے ہی میرے دل پر قبضہ کرکے بیٹھی ہوئی ہے"۔۔ وہ مُسلسل مُسکرا رہا تھا۔۔ آرڈر سرو ہوا تھا۔۔

"کچھ کچھ تو یاد ہے مجھے، تب وہ مجھے آپ کے قریب پھٹکنے بھی نہیں دیتی تھی۔۔ سارے کے سارے اباریم پر قبضہ کیا ہوا تھا"۔۔ وہ پزا پلیٹ میں ڈالتے منہ بنا کر بولا۔۔ اُس کا قہقہہ اِس بار آس پاس کے لوگوں کو مُتوجہ کر گیا تھا۔۔

"لیکن اب کرنا کیا ہے۔۔؟؟۔۔بیوٹی کو بیسٹ کی قید سے کیسے نکالنا ہے۔۔؟؟۔۔ یہ بیسٹ بیسٹ ہی رہنا ہے"۔۔ اُس نے پیپسی کا سِپ لے کر مُنہ بنا کر کہا تھا۔۔۔

"پرنس آگیا ہے، یہ اب پرنس کا کام ہے کہ اپنی پرنسس کو بیسیٹ سے کیسے بچانا ہے"۔۔ وہ سگریٹ اور لائٹر اٹھاتا دلفریب انداز سے بولتا کھڑا ہوا تھا۔۔

"تم آرام سے کھانا کھاؤ، میں باہر ہوں"۔۔ وہ اپنا والٹ ٹیبل پر رکھ کر باہر چلا گیا۔۔

..............

"آئی ایم سوری مم، میں نے اُسے دکھ سے بچانا چاہا تھا، انجانے میں، میں ہی اُسے جہنم میں دھکیل گیا"۔۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ کو قدرے پیچھے کیے نیم دراز تھا۔۔ سگریٹ کے گہرے گہرے کش لیتا وہ اپنے اندر کے ہیجان پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"جو تماشا لگاتے ہیں مزہ بھی اُنہی کو آتا ہے، تو ابراہیم ہاشمی مزہ آرہا ہے ناں آپ کو میری حالت دیکھ کر۔۔؟؟"۔۔ اُس کی کہی گئی ہر بات، ہر جملہ اپنے درد سمیت اُس کے سامنے واضح ہوتا چلا گیا تھا۔۔

"نہیں حیا، کوئی میرے دل سے پوچھے، تمہارا ہر درد تیرہ سال پہلے بھی میرے دل کو ہلا گیا تھا، اور اب تو تمہارے درد، تمہارے ہر آنسو کی وجہ ہی میری ذات بن بیٹھی ہے"۔۔ سگریٹ کو لبوں سے لگائے بایاں ہاتھ اُس نے اپنے سر پر پھیرا تھا۔۔

"تمہیں بکھیرا میری محبت نے ہے، تمہیں سمیٹے گی بھی میری محبت ہی، یہ میرا تم سے وعدہ ہے"۔۔ سنی نے اُس کی طرف کی کھڑکی بجائی تھی۔۔ وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔

..............

"بھائی یار یہ گٹار کو پڑے پڑے زنگ لگ جانا ہے، کچھ اچھا سا سنا دیں پلیز"۔۔ سنی ہاتھ میں اُس کا گِٹار لیے سیڑھیوں سے بولتا ہوا آیا تھا،

رات کے دس بج رہے تھے سب ہی لاؤنج میں بیٹھے تھے اِس وقت اور تو اور عصمت جہاں بھی۔۔

"ہاں یار کچھ سُنا دو"۔۔ ارمان نے مُسکرا کر کہا۔۔ وہ سنی کے ہاتھ سے گٹار لیتا رضامندی سے مُسکرایا تھا۔۔

وہ عصمت جہاں کے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھی۔۔ اُس کا ارادہ یہاں سے اُٹھنے کا تھا۔۔ جب ارمان نے اُسے پکڑا۔۔

"گڑیا میرے سر میں بھی لگا دو پلیز"۔۔ وہ نیچے زمین پر صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔۔ اُسے بادل ناخواستہ اُٹھ کر ارمان کے پاس صوفے پر بیٹھنا پڑا۔۔ وہ اُس کے بلکل سامنے گٹار ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔۔

"چلیں بھائی اپنا حالِ دل بیان کریں"۔۔ سنی شرارت سے مُسکرایا تھا۔۔ اُس نے ایک نظر اُس پر ڈال کر گٹار کو مخصوص انداز سے پکڑا تھا۔۔

تیرے لیے ہے میرا دل، میری جان۔۔

ہوتے ہیں تو ہوں فاصلے درمیان۔۔

اُس کی آواز سُن کر سب ہی حیران تھے، وہ اتنا اچھا گا رہا تھا عصمت جہاں نے بھی حیران ہو کر دل میں نواسے کی بلائیں لے ڈالیں۔۔ اُس کی اُنگلیاں ارمان کے بالوں میں رکی تھیں۔۔

اپنے آغاز سے آج تک زندگی۔۔

تیری ہی سوچ میں گم رہی۔۔

پھر بھی جانے مجھے کیوں یہ احساس ہے۔۔

جیسے چاہت میری کم رہی ہو۔۔

ہووو۔۔

تیرے لیے ہے میرا دل، میری جان۔۔

اُس کے ہر لفظ نے حیا کے دل میں ایک طلاطم برپا کیا تھا۔۔ اُس کی آواز کے سحر میں ہر کوئی قید ہوا تھا۔۔

آئے گی ایک بار، کھو گئی جو بہار۔۔

میں اِسی آس میں جیوں گا۔۔

خود سے وعدہ ہے یہ، ہاں ارادہ ہے یہ۔۔

تو سُنے نہ سُنے میں کہوں گا۔۔

ہووو۔۔

حیا نے کرب سے آنکھیں موندی تھیں۔۔ ابراہیم نے اِس لمحے اُس کے کرب کو اپنے دل پر بھی محسوس کیا تھا۔۔

تیرے لیے ہے میرا دل، میری جان۔۔

یہ آخری مصرہ اُس نے اُس کو دیکھ کر پورا کیا تھا۔۔ تب ہی حیا نے شکوہ کناں نگاہ اُس کی جانب اُٹھائی تھی۔۔ آنکھوں میں آئی نمی کو اُس نے غیر محسوس طریقے سے ہاتھ کی پشت سے صاف کی تھی۔۔

"واؤ بھئی چھا گئے تم تو یار"۔۔ ارمان کو پتا تھا وہ گاتا ہے پر براہ راست سُننے کا موقع آج ملا تھا۔۔

"تم نے تو کمال کردیا"۔۔ یہ فرح تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"چاچو آپ موویز میں بھی گائیں ناں"۔۔ احمد کی معصومانہ فرمائش پر اُس کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

"اور بھائی آپ نے ہیرو بھی خود ہی آنا ہے"۔۔ ایمن لاڈ سے اُس کے کندھے سے لگی۔۔ اِس بات پر اُس کے ساتھ ارمان کا قہقہہ بھی گونجا تھا۔۔

"چاچو کی ہیروئین کون ہوں گی۔۔؟"۔۔ احمد کو اپنے ہینڈسم چاچو کی فکر ہوئی تھی۔۔ پورا ہال قہقہوں سے گونج رہا تھا۔۔ عصمت جہاں اپنے بچّوں کی دائمی خوشیوں کی دعائیں کرتیں اور دل ہی دل میں نظریں اُتارتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔۔

"آنی، آنی بلکل ہیروئین جیسی ہیں"۔۔ سات سالہ نبیہا کو اپنی آنی پریوں جیسی خوبصورت لگتی تھی۔۔ اُس کے برجستہ بولنے پر ایک لمحے کو ہال میں خاموشی چھائی تھی پر سب سے پہلے گونجنے والا قہقہہ ارمان کا تھا۔۔ پھر سب نے اُس کا ساتھ دیا تھا۔۔

خود کو سب کی نظروں کی گرفت میں دیکھ کر وہ ایک دم سُرخ چہرے کیساتھ لب بھینچ گئی تھی۔۔ ارمان کو کندھے سے ہٹا کر وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"ارے پاگل آنی کیساتھ تو رمیز چاچو ہیرو آئیں گے ناں"۔۔ احمد نے بہن کی عقل پر ماتم کیا تھا۔۔ ماحول اب بدلنے لگا تھا۔۔ حیا کے دل پر ہاتھ پڑا تھا جیسے اُس نے لب بھینچے تیل کی بوتل کو سختی سے بند کیا تھا۔۔

"چلو بس کردو اب تم دونوں، اٹھو چینج کرو لیٹ ہوگیا ہے"۔۔ فرح نے دونوں کو سختی سے کہا۔۔

"نہیں جی، آنی کے ساتھ ہیرو ابراہیم چاچو آئیں گے، رمیز چاچو ہیرو نہیں ولن ہوں گے"۔۔ اُس کی بات پر اِس بار سنی کا قہقہہ چھت پھاڑ تھا، ارمان اور فرح اور تو اور وہ بھی اپنی ہنسی نہ روک پایا تھا۔۔ اِس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کرپائی تھی۔۔ وہ بگڑے تیوروں کے ساتھ اپنے اور دادو کے مُشترکہ کمرے میں گئی تھی۔۔

"چلو اِدھر"۔۔ فرح ہنستے ہوئے دونوں کو قابو کر کے اُن کے کمرے میں لے گئی تھی

..............

اُس دن آدھی رات کو ہی کراچی میں بادل گھر آئے تھے۔۔ صبح سے کن من جاری تھی۔۔ وہ اِس موسم میں گھر سے ہرگز باہر نہیں جاتی تھی سو آج کالج سے چھٹی کر لی تھی۔۔ بارہ بجے کا وقت تھا۔۔ سب ہی اپنے کام دھندوں پر گئے تھے۔۔ ابراہیم ابھی بھی گھر آیا تھا وہ اپنا بزنس سیٹ کرنے میں لگا ہوا تھا۔۔

"تاتو بال"۔۔ تبھی بھیگا ہوا ڈیڑھ سالہ ارحم ہاتھ میں فٹ بال لیے بھاگتا ہوا اُس کے پاس آیا تھا۔۔

وہ مُسکرایا تھا

اس نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولے تھے، پھر شرٹ اُتار کر تخت پر رکھی تھی۔۔ ارحم چُپ چاپ اُسے دیکھے گیا وہ اب وائیٹ ہاف سلیوز ٹی شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس تھا۔۔

"چلو پارٹنر"۔۔ اُس کو گود میں اٹھاتا کچن کے دروازے سے باہر گیا تھا۔۔

"لو اب بچّے کے ساتھ بچّہ بن گیا"۔۔ عصمت جہاں نواسے کو محبت سے دیکھ کر بولیں۔۔

وہ تخت پر بیٹھی تھی۔۔ اُس نے چور نظروں نے اُس کی ساری کاروائی دیکھی تھی۔۔

عروج یہیں تھی صبح سے۔۔ اب صبا کے ساتھ چھت پر بھیگنے کا شغل ہورہا تھا۔۔

ایمن کتنی بار اِسے بلانے آئی تھی۔۔

"تمہیں پتا تو ہے ایمی، مجھے اتنا کوئی شوق نہیں ہے"۔۔

"آپا دور سے کھڑے دیکھ لینا ناں، چلیں تو"۔۔ وہ اُسے ہاتھ سے کھینچتی چھت کی سیڑھیوں تک لائی تھی۔۔ وہ وہیں کھڑی سب کو دیکھتی رہی تھی۔۔ ہلکی ہلکی بارش ابھی بھی ہورہی تھی۔۔

جب عروج نے صبا کو اشارہ کیا تھا۔۔

صبا نے آہستہ سے اُس کے پاس آ کر اُسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر باہر بارش میں کھینچا تھا، وہ اِس افتاد کے لیے ہرگز تیار نہیں تھی۔۔

"صب۔۔صبا چھوڑو مجھے۔۔ نہیں کرو پلیز"۔۔ وہ اُس سے اپنا آپ چُھڑانے کو مچلی تھی۔۔

"بارش چھت کے نیچے انجوائے کرنے والی چیز تو ہرگز نہیں ہے"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ مضبوطی سے تھامتے بولی۔۔ کچھ سیکنڈ میں وہ اچھا خاصا بھیگ چکی تھی۔۔

"صبا پلیز!!"۔۔ وہ اُس سے ہاتھ چھڑاتے واپس سیڑھیوں کی طرف بھاگی تھی۔۔ پر اُس کا پیر پھسلا تھا اور وہ دو دو تین تین سیڑھیاں پھسلتی سب سے نیچے والی سیڑھی پر رُکی تھی۔۔

"آپا!!"۔۔ ایمن کی چیخ اُس کے ساتھ ہی بُلند ہوئی تھی۔۔

"ح۔۔ حیا! تم ٹھیک ہو۔۔!!"۔۔ صبا حواس باختہ سے سیڑھیاں اُترتی آئی تھی، عروج اُس کے پیچھے تھی۔۔

"اُف میں نے تمہیں منع کیا تھا۔۔ میرا پاؤں"۔۔ وہ اپنا پاؤں پکڑے رو دی تھی۔۔

"آپ۔۔ آپا آپ کے تو کُہنی سے بھی خون نکل رہا ہے"۔۔ ایمن نے روہانسے لہجے میں اُس کا بازو دیکھ کر کہا جہاں اسکائی بلیو سلیوز سے ہلکا ہلکا خون نمایاں تھا۔۔

"حیا اُٹھنے کی کوشش کرو"۔۔ صبا اپنی دادی سے مُتوقع ڈانٹ پڑنے پر ڈری ہوئی تھی۔۔

"لو اب ڈرامے شروع"۔۔ عروج اُوپر کھڑی ناگواری سے بڑبڑائی تھی۔۔ اُس نے ریلنگ کو تھام کر اُٹھنا چاہا۔۔ درد کی ایک تیز لہر نے اُس کے پاؤں کو جکڑ کر اُس کا پورا جسم ہلایا تھا۔۔

"آہ!!! اُف۔۔۔ میرا پاؤں۔۔"۔۔ اُس کے منہ سے بےساختہ چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔ وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

...............

"بس اب کل کھلیں گے"۔۔ ابراہیم ارحم کو گود میں لیے اندر آیا تھا۔۔

"حال دیکھو دونوں کا"۔۔ عصمت جہاں اپنے پڑ نواسے اور نواسے کی حالت دیکھ کر ہنسی تھیں۔۔

دونوں ہی بھیگے ہوئے تھے۔۔

"چلو اب اندر چڑیا کے بچّے"۔۔ فرح ارحم کو اُس کی گود سے لیتے بولی وہ کھل کر ہنستا اپنے گیلے بالوں کو جھٹک کر آگے بڑھا تھا۔۔

"حالت دیکھو اپنی"۔۔۔ عصمت جہاں نے اُسے سر سے پاؤں تک گھورا تھا۔۔ وہ پھر ہنسا تھا۔۔

تبھی اُس کی تکلیف دہ چیخ پر وہ دونوں چونکے تھے۔۔

"اللہ خیر!! میری بچّی!! ابراہیم دیکھ۔۔ دیکھو"۔۔ وہ گھبرا کر تخت سے اُٹھی تھیں۔۔

"گرینی۔۔ آ۔۔ آپ بیٹھیں میں دیکھتا ہوں پلیز آپ بیٹھیں۔۔ فرح!! فری!!"۔۔ وہ ساتھ ساتھ فرح کو آوازیں دیتا اُوپر بھاگا تھا جہاں سے اُس کے بلند آواز میں رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔

"ماں کو بُلاؤ، ایمی میرا پاؤں"۔۔ وہ اپنا پاؤں پکڑے روئے جارہی تھی۔۔ عروج منہ بنائے اوپر کھڑی تھی اُس کو آتا دیکھ کر اُس کے منہ کے زاویے مزید بگڑے تھے۔۔

"ہٹو ایمن۔۔"۔۔ وہ ایمن کو ہٹاتے بولا

"شکر ہے بھائی آپ آگئے"۔۔ ایمن اُس کو جگہ دیتے بولی۔۔ وہ نچلی سیڑھی پر اُس کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔

"ایمی ماں کو بُلاؤ"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر اپنا پاؤں پیچھے کرتی چیخی تھی۔۔

"حیا مجھے دیکھنے تو دو، ارمان کو دیر لگ جائے گی"۔۔ اُس نے نرمی سے کہتے اُس کے پاؤں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ مان کو بُلائیں"۔۔ وہ اپنا پاؤں مزید پیچھے کرتی بولی۔۔ آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے۔۔ اُس نے اپنے بازو کو موڑ کا دیکھا جہاں سے خون سے سلیوز سُرخ ہورہی تھی۔۔

ابراہیم نے بے بسی سے اُس کے چہرے کو دیکھا جو اُس کو ہاتھ ہی نہیں لگانے دے رہی تھی۔۔

"تمہیں کیا کہا ہے، مان کو بُلاؤ"۔۔ وہ زور سے چلائی تھی۔۔ عروج نے ناگواری سے لب بھینچے تھے۔۔

تبھی فرح گھبرائی ہوئی آئی تھی۔۔

"ابراہیم سب خیر تو ہے ناں۔۔؟؟ دادو رو رہی ہیں"۔۔ فرح کی بات پر وہ اُٹھا تھا، پھر اُس کے چیخنے کی پرواہ کیے بغیر وہ اُسے گود میں بھر چکا تھا۔۔ وہ ایک دم بھونچکی رہ گئی تھی۔۔ اُس سے زیادہ عروج کی جان تڑپی تھی۔۔

"اُتاریں مجھے"۔۔ وہ اُس کی بانہوں میں مچلی تھی۔۔ پر وہ کان لپیٹے اُس کو لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھا تھا۔۔ پیچھے پیچھے فکر مند سی ایمن تھی۔۔ وہ خفت سے مر جانے کو تھی۔۔ سب کے سامنے وہ اُسے ایسے گود میں اُٹھا گیا تھا۔۔ اُس کی بے باکی پر حیا کا دل چاہا اُس کے بال نوچ لے۔۔ قدرتی طور پر گرنے کے ڈر سے وہ اُس کی گردن میں اپنا بازو حمائل کرتی ٹھٹکی تھی۔۔ پرفیوم اور سگریٹ کی ملی جُلی خوشبو اُسے اپنے حصار میں لے کر اُس کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔

اُس کے اتنا قریب ہونے پر اور سب کے سامنے اُس کی اِس گستاخی پر وہ شرم کے مارے مر جانے کو تھی۔۔

"تم سے اتنا نہیں ہوا کہ اُس چڑیل کے بجائے مجھے ہی دھکا دے دیا ہوتا"۔۔ عروج کو کچھ زیادہ ہی افسوس ہوا تھا۔۔ اُس کی بات پر صبا نے قہقہہ لگایا۔۔

"ہائے یہ دل کے ارماں"۔۔ وہ گنگناتی ہوئی اُن کے پیچھے گئی تھی۔۔

" اللہ خیر کیا ہوگیا"۔۔ عصمت جہاں اُسے ابراہیم کے بازوؤں میں دیکھ کر کلیجہ تھام گئیں۔۔ تبھی سنی نے لاؤنج میں قدم رکھا تھا۔۔ ایک لمحے کو وہ بھی حیران ہوا تھا۔۔

"گرینی پاؤں میں موچ آئی ہے، ٹھیک ہے یہ، سنی گاڑی کا دروازہ کھولو، جلدی"۔۔ پہلی بات عصمت جہاں سے کہتا وہ سنی سے بولا وہ جلدی اُلٹے قدم واپس دوڑا تھا۔

"ماں کو فون کردو"۔۔ وہ اُس کی بانہوں میں سسکی تھی۔۔

"لیکن ہوا کیا ہے، ایسے کیسے آگئی موچ۔۔؟"۔۔ فرح اُس کے پیچھے پیچھے آئی تھی۔۔

"آپا سیڑھیوں سے پھسلی تھیں"۔۔ ایمن نے روتے ہوئے کہا۔۔

"یہ ٹھیک ہے فری، تم دونوں پلیز گرینی کو سنبھالو، میں اور سنی لے کر جارہے ہیں اِسے ہاسپٹل"۔۔ وہ اُسے گاڑی کے کھلے دروازے سے نرمی سے بٹھاتا بولا۔۔ حیا نے آنسو بھری آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا۔۔ ابراہیم کو یہ آنسو بھری آنکھیں ہمیشہ بے چینی میں مُبتلا کردتی تھیں۔۔ اُس کی سُرخ آنکھوں سے بمُشکل آنکھیں چُراتا وہ پیچھے ہٹا تھا۔۔

"بجو پلیز ماں کو فون کردیں"۔۔ وہ روتے ہوئے مُلتجیانہ انداز سے بولی۔۔

"اُس کو پریشان نہیں کرنا فری میں دیکھ لوں گا"۔۔ وہ فرح کو منع کرتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔۔ حیا نے غصّے سے اُسے گھورا تھا۔۔ پھر ایک دم چونکی تھی۔۔ اُس کی وائیٹ ٹی شرٹ پر پیچھے

گردن اور کندھے کے پاس اُس کے خون کے دھبے ثبت ہو گئے تھے، سنی گھر کا گیٹ کھول کے اُس کے برابر بیٹھا تھا۔۔

"آپا تم ٹھیک ہو۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کو بازو کے حلقے میں لے کر نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"ہٹو پیچھے بھائی نہیں ہو تم میرے"۔۔ وہ اُس کو دھکا دے کے بولی۔۔ وہ سنی کی موجودگی میں اُس کے گود میں اُٹھانے پر تپی ہوئی تھی۔۔ ابراہیم نے دانتوں میں لب دبا کر بے اختیار آئی ہنسی روکی تھی۔۔

"آپا یار ایسا نہیں کہو"۔۔ وہ پیار سے اُسے خود سے قریب کرتے بولا تھا۔۔ وہ بیک ویو مرر سے دیکھتا بے ساختہ مُسکرایا تھا، جو سنی کی کندھے سے لگی اپنے ہتھیلی کی پشت سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔۔

............

"کیسے گری تھی وہ۔۔؟؟"۔۔ عصمت جہاں نے تینوں سے کڑے تیوروں سے پوچھا تھا۔۔

"خود ہی گری تھی نانو، اُس کو بھی تو شوق ہے ناں جمپیں لگانے کا"۔۔ عروج ناگواری اور بے زاری سے بولی تھی۔۔

"کوئی نہیں صبا آپی نے اُن کو کھینچا تھا"۔۔ ایمن نے بھانڈا پھوڑا تھا۔۔

"صبا تم کب سدھرو گی۔۔؟؟"۔۔ رحمت جہاں نے پوتی کے لتے لیے۔۔

"مجھے تو عروج نے اشارہ کیا تھا"۔۔ اُس نے بھی اُدھار نہ رکھا۔۔

"کوئی نہیں، میں تو اشارے سے بتا رہی تھی کہ موسم اچھا ہورہا ہے، وہ خود ہی پاگلوں کی طرح سیڑھیوں پر بھاگی تھی"۔۔ عروج نے ڈھٹائی سے جھوٹ بولا۔۔ ویسے بھی حیا کو ابراہیم کے بازوؤں میں دیکھ کر اُس کے سینے پر سانپ لوٹ گئے تھے۔۔

"عروج آپی جھوٹ۔۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کے ایمن جملہ پورا کرتی وہ چیخی تھی۔۔

"اوقات میں رہو اپنی"۔۔ وہ اُس کی طرف بڑھی تھی جب فرح نے ایمن کو اپنے پیچھے کیا تھا وہ فرح سے لپٹ گئی تھی۔۔

"بس کردو تم لوگ، میری بچی وہاں تکلیف میں ہے اور تم لوگ۔۔"۔۔ عصمت جہاں حیا کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھیں۔۔ فرح آگے آئی تھی۔۔ عروج پیر پٹختی اپنے کمرے کی طرف گئی تھی۔۔

"دادو ابراہیم ہے ناں اُس کے ساتھ، اللہ خیر کرے گا، آپ پریشان نہ ہوں"۔۔ وہ اُن کو تخت پر بٹھاتی بولی۔۔

"کپڑے بدلو جا کر، تم سے تو میں بعد میں نبٹتی ہوں"۔۔ رحمت جہاں نے پوتی کو گھورا تھا۔۔

فرح نے روتی ہوئی ایمن کو گلے لگایا۔۔

"تم ماں کی بہن ہو، اِس سے زیادہ اور کچھ چاہیئے۔۔؟؟"۔۔ وہ جُھک کر اُس کے آنسو پوچھتے پوچھ رہی تھی۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی مسکرائی تھی۔۔

..............

ہاسپٹل آنے تک وہ سو بار 'ماں کو فون کرو، ماں کو بُلا دو' بول چُکی تھی۔۔ ابراہیم نے بیک ویو مرر سے ہی سنی کو اشارے سے منع کر دیا تھا۔۔۔

ہاسپٹل کے آگے گاڑی روک کر وہ اُتر کر پیچھے آیا تھا۔۔

"میری بات سُنو، کہاں جارہے ہو۔۔؟؟"۔۔ سنی کو گاڑی سے اُترتے دیکھ کر اُس کے دوبارہ گود میں اُٹھانے کے خوف سے وہ پیچھے سے اُس کا کالر تھام گئی تھی۔۔

"آپا ہاسپٹل آگیا ہے"۔۔ وہ کہہ کر اترنے لگا۔۔

"مجھے کون اُٹھائے گا"۔۔ وہ دوبارہ اُس کو پیچھے جھٹکا دیتے بولی۔۔ اُس کی بات پر باہر کھڑا وہ مُسکرایا تھا

"اللہ کا خوف کرو آپا میری صحت دیکھو اور بھائی کی صحت دیکھو، اُن کو تم پھولوں کی ٹوکری فیل (محسوس) ہوئی ہوگی پر تمہیں اُٹھا کر میری کمر میں ضرور۔۔"۔۔ وہ زور سے بولتا اُترا تھا۔۔ لیکن اُس سے پہلے اُس کے نازک ہاتھ کا تھپڑ اپنی پیٹھ پر ضرور کھا گیا تھا۔۔ اُس کی بات پر وہ کھل کر ہنسا تھا

"میں نے کہا تھا ناں مان کو بُلاؤ، کسی نے میری بات نہیں مانی۔۔ بیٹھی رہوں گی میں بھی یہاں"۔۔ وہ اب کے رودی تھی۔۔ اُس کے رونے پر وہ اپنی ہنسی روک کر سنجیدہ ہوا تھا۔۔

اُس نے اشارے سے وارڈ بائے سے وہیل چیئر منگوائی تھی۔۔

"میں اِس پر نہیں بیٹھوں گی"۔۔ وہ چیخی تھی۔۔ سنی نے بے بسی سے پیچھے مُڑ کر اُس کو دیکھا تھا۔۔

"آپا کیوں دیر کررہی ہو، اللہ نہ کرے فریکچر۔۔ اور اُف کتنا خون ضائع ہوا ہے"۔۔ وہ اُس کے بازو کو دیکھ کر بولا۔۔

"تم سے کہا تھا مان۔۔۔"۔۔ اُس کی بات ادھوری رہ گئی تھی سنی کو پیچھے ہٹا کر وہ اُس کو گود میں اُٹھا چکا تھا۔۔ وہ پھر اُسی دلفریب خوشبو کے حصار میں تھی۔۔ سنی نے ہنستے ہوئے رُخ پھیرا تھا۔۔ اُس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر پایا تھا۔۔ اُس کی ضد میں وہ اپنا ہی نقصان کر بیٹھتی۔۔

"میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی"۔۔ وہ اُس کی طرف شکوہ کناں نظروں سے دیکھتی بے بسی سے بولی تھی۔۔ اِس بات سے بے خبر کے اُس کے آنسو ابراہیم کے دل کو تڑپا گئے تھے۔۔ اور انہی آنسوؤں نے اُس سے دوبارہ یہ گستاخی کروائی تھی۔۔ اُس کی معصومیت پر وہ مُسکرایا تھا۔۔ حیا کی نظریں اُس کی مُسکراہٹ سے ہوتی اُن دو ستاروں پر اٹکی تھیں۔۔ اُن کو اتنے قریب سے دیکھتی وہ سب درد بھولنے لگی تھی۔۔

"اِٹس این ایمرجنسی پلیز"۔۔ اُس کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں آئی تھی۔۔ اُسے اُس کی گود میں دیکھ کر اور اُس کے بہتے آنسوؤں کی وجہ سے اُن کو ڈاکٹر نے پہلے بُلوا لیا تھا۔۔

شکر تھا فریکچر نہیں تھا، ہلکی سی موچ تھی دو تین دن میں ٹھیک ہو جانی تھی۔۔ بازو کے زخم کیلئے آئینمنٹ دے کر ڈریسنگ کر دی گئی تھی۔۔

واپسی پر وہ خود ہی سنی کی مدد سے جلدی سے وہیل چئیر پر بیٹھ گئی تھی۔۔ اُس کی اِس حرکت پر سنی نے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی، جبکہ وہ مُسکرایا تھا۔۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اُس نے ارمان کا نمبر ملایا تھا۔۔ اُسے جلد گھر پہنچنے کا کہہ کر وہ گاڑی اسٹارٹ کر گیا تھا۔۔

..............

اُس نے گاڑی پورچ میں روکی۔۔ ارمان باہر ہی کھڑا بے چینی اور پریشانی سے اُن کا انتظار کر رہا تھا۔۔ سنی کے نیچے اُترتے ہی ارمان گاڑی میں بیٹھا تھا وہ اُس کے کندھے سے لگی سسکی تھی۔۔

"گڑیا"۔۔ وہ اُس کے رونے پر پریشان ہوا تھا۔۔

"شکر ہے فریکچر نہیں ہوا، بس ہلکی سی موچ ہے ان شاءاللہ کچھ دنوں میں ٹھیک ہوجائے گی"۔۔ وہ اُترا نہیں تھا۔۔ ڈرائیونگ سیٹ سے ہی بولا

"بجو، سنی۔۔ کسی نے بھی آپ کو نہیں بُلایا۔۔میں نے اتنا کہا۔۔ مان۔۔"۔۔ وہ اُس کے کندھے پر سر رکھے اشک بہاتے سب کی شکایتیں کر رہی تھی۔۔ اُس نے مُسکراتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا، اُس کو پتا تھا وہ درِپردہ اُسی کی شکایت کر رہی تھی۔۔

"آگیا ہوں ناں اپنی گڑیا کے پاس، شاباش اب رونا بند کرو"۔۔ وہ اُس کے آنسو صاف کرتا بولا۔۔ وہ پین کلر انجیکشن کے زیرِ اثر غنودگی میں جارہی تھی۔۔

"سنی میرا بھائی نہیں ہے، مان اُس نے مجھ۔۔ مجھے گود میں نہیں اُٹھ۔۔ٹھایا"۔۔ وہ آہستہ آہستہ نیند میں جارہی تھی۔۔وہ اب کھل کر مُسکراتا باہر نکلا تھا۔۔

"میں اپنی گڑیا کو اُٹھاؤں گا ناں"۔۔ ارمان نے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔ وہ اب مکمل طور پر سو گئی تھی۔۔ وہ اُسے احتیاط سے اُٹھاتا اندر لے آیا تھا۔۔

عصمت جہاں، جہاں حیا کو دیکھ کر پریشان ہوئی تھیں وہاں اُس کی شرٹ کے پچھلے حصّے پر خون کے دھبے دیکھ کر اُن کے اُوسان خطا ہوے تھے۔۔

"گرینی، مجھے کچھ نہیں ہوا، حیا کو بازو پر ہلکی سی چوٹ لگی، اب ٹھیک ہے وہ، آپ پریشان نہ ہوں پلیز"۔۔ اُس نے اُنہیں تسلی دی تھی۔۔

..............

تین دن لگے تھے اُس کے طبیعت اب بہتر تھی۔۔

چوتھے دن رمیز آفاق آیا تھا، وہ میٹنگ کے سلسلے میں لاہور گیا ہوا تھا۔۔

وہ ارمان کے کپڑے رکھتی اُس کے کمرے سے نکلی تھی، جب وہ اچانک اُس کے سامنے آیا تھا۔۔

"بڑا شوق ہے تمہیں اُس کی بانہوں میں آنے کا۔۔؟؟"۔۔ وہ اُسے شعلہ بار نگاہوں سے گھورتا پوچھ رہا تھا۔۔ ذلت و اہانت کے احساس سے اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

"کبھی کبھی مجھے آپ کی ذہنی سوچ پر افسوس ہوتا ہے"۔۔ اور اُسی احساس کے تحت وہ آج چُپ نہ رہ سکی تھی۔۔ وہ رمیز کو شعلوں کی بھٹی میں اُتار گئی تھی جیسے۔۔

"مجھے جواب دیتی ہو۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس پر چڑھ آیا تھا، وہ خوف سے دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔

"آنی آپ دونوں میں فائیٹ ہورہی ہے۔۔؟؟"۔۔ احمد آنکھوں میں حیرت لیے پوچھ رہا تھا۔۔ وہ حیا کو بُلانے آیا تھا۔۔ وہ اُسے اُسی شعلہ بار نظروں سے دیکھتا دو قدم پیچھے ہوا تھا، پر احمد کی موجودگی کے باعث دانت پر دانت جمائے خود پر ضبط کرتا پلٹ گیا تھا۔۔

"آنی۔۔ مجھے رمیز چاچو بلکل اچھے نہیں لگتے، وہ آپ سے فائیٹ کرتے ہیں"۔۔ احمد نے اُس کی نم آنکھوں میں دیکھتے تاسُف سے کہا تھا۔۔ آج کل کے بچّے واقعی ہر چیز کا مُشاہدہ اپنی عُمر سے بڑھ کر کرتے تھے، اُس نے سوچا، پھر خود پر ضبط کرتے وہ جُھکی تھی۔۔

"نہیں جانو ہر کسی کی اپنی اپنی نیچر ہوتی ہے ناں"۔۔ وہ آنکھوں کی نمی پر قابو پاتے مُسکرا کر اُس کے بالوں کو سنوارتے بولی۔۔

"چلیں آپ کو مما بُلا رہی ہیں"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھامے اُسے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔

"آنی ابراہیم چاچو بیسٹ ہیں، میں بڑا ہوکر اُن کے جیسا بنوں گا"۔۔ آٹھ سالہ احمد کی آنکھوں میں اُمید کے روشن دیئے دیکھ کر اُس کے دل نے چُپکے سے آمین کہا تھا۔۔ پر اگلے ہی پل وہ اپنے دل سے ہی ناراض ہوئی تھی۔۔

............

جویریہ کی شادی کی ڈیٹ فکس کی تقریب تھی، جس میں شہریار نے خاص طور پر اُن سب کو فیملی سمیت بُلایا تھا۔۔

نبیہا اور ارحم کی طبیعت کی خرابی کے باعث فرح جانے سے قاصر تھی، ایمن کا کل ٹیسٹ تھا اور عصمت جہاں نے اپنے سر درد کا بہانہ بنایا تھا، نائلہ اور عروج اپنے گھر جا چکی تھیں۔۔

رہی وہ اُس کا بھی بلکل دل نہیں تھا۔۔

"ہمارے گھر سے کوئی فیمیل (عورت) نہیں جائے گی بہت بُرا لگے گا حیا، تم رات آٹھ بجے تک ریڈی ہوجانا"۔۔ ارمان صبح ناشتے کی ٹیبل پر اُس سے کہتا آفس کے لیے نکلا تھا۔۔

"یار بجو، میرا بلکل بھی دل نہیں کر رہا، اُن کا سڑا ہوا موڈ برداشت کرنے کا"۔۔ اُس نے منہ بنایا تھا تبھی ابراہیم نے لاؤنج میں قدم رکھا تھا۔۔ وہ جوگنگ کر کے لوٹا تھا۔۔ اُس کی بات سُن کر وہ مُسکرایا تھا۔۔ اُسے پتا تھا وہ رمیز کی بات کر رہی ہے، وہ کالج جانے کے لیے تیار تھی۔۔ سفیر اُس کو چھوڑ دیتا تھا۔۔ پرائیوٹ کالج ہونے کے باعث یونیفارم اور وقت کی کوئی قید نہیں تھی۔۔

"ابراہیم ناشتہ کرو گے۔۔؟؟"۔۔ فرح نے اُسے دیکھ کر پوچھا۔۔ جو پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔۔

"نہیں میں چینج کروں گا پہلے"۔۔ وہ تخت پر بیٹھ گیا تھا۔۔ تبھی عصمت جہاں کمرے سے آئی تھیں۔۔

"اُٹھو میرا بچّہ، پہلے نہا کر آؤ"۔۔ اُنہوں نے اُس کی حالت دیکھ کر کہا۔۔ حیا نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کن اکھیوں سے اُسے دیکھا جو سیل سامنے کیے مُسکرا رہا تھا۔۔ وہ اِس وقت بلیک ٹریک سوٹ اور

جوگرز میں ملبوس تھا۔۔ کچھ بال پسینے کے باعث پیشانی پر پڑے تھے۔۔ حیا کا دل دھڑکا گیا تھا، اُس نے اپنے دل کو سرزنش کر کے اپنی نگاہ پھیری تھی۔۔

وہ اُسے اپنا جائزہ لیتا دیکھ چکا تھا اُس پر اُس کا اچانک رُخ پھیرنا وہ کھل کر مُسکراتا اُس پر ایک نظر ڈال کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"جا میرا بچّہ نہا لو"۔۔ وہ اُسے دیکھ کر بولیں تو وہ ہنس دیا۔۔

"ابراہیم دادو کا بس چلے تو تمہیں خود نہلا دیں"۔۔ فرح کے اچانک بولنے پر وہ قہقہہ لگا کر اُن کو اپنے مضبوط بازو میں لے گیا تھا۔۔

"ہٹو یہاں سے، نہا کر آؤ پہلے، پھر میرے پاس آنا"۔۔ اُن کا اشارہ اُس کے پسینے سے بھرے وجود پر تھا۔۔

"اچھا جارہا ہوں"۔۔ وہ ہنستا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔ اُس کے ہر قہقہے پر حیا کا دل مُنتشر ہوا تھا۔۔

...........

"بجو کیسی لگ رہی ہوں۔۔؟؟"۔۔ وہ کنفیوز کھڑی پوچھ رہی تھی۔۔ فرح کے ساتھ ساتھ کسی اور نے بھی اُس کا جائزہ لیا تھا۔۔ جس بات سے وہ بے خبر تھی۔۔

بلیک شیفون شرٹ جس پر ہلکی سی ریڈ اور سلور کڑھائی تھی۔۔ اُس پر اسٹریٹ بلیک ہی ٹراؤزر، بلیک ہی ڈوپٹہ جس کے چاروں اطراف ریڈ پائپن تھی، پیروں میں سلور درمیانی سائز بلاک ہیل کی سینڈل۔۔ کانوں میں ریڈ چھوٹے سے ائیر رنگ، بالوں کو سائیڈ کی مانگ نکال کر دائیں بائیں پن سے بند کیا تھا باقی کے بال کھلے ہوئے تھے۔۔

"میری گڑیا ہر روپ میں اچھی لگتی ہے"۔۔ وہ مُسکرا کر اُس کے گال کو چُوم کر بولی۔۔

"بلکل"۔۔ وہ زیرِلب بولا تھا۔۔

تبھی ارمان سیڑھیاں اُترتا آیا تھا، گرے ڈریس پینٹ پر وائیٹ ڈریس شرٹ، اُسے اپنے ہینڈسم بھائی پر پیار آیا تھا۔۔ وہ محبت سے مُسکرائی تھی۔۔

"چلیں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔

"ماشاءاللہ"۔۔ ارمان نے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔ اُس نے مُسکرا کر نگاہ اُٹھائی تو نظریں سامنے اُس کی نظروں سے ملی تھیں جو آنکھوں میں محبت لیے اُسی کو دیکھ رہا تھا۔۔ اُس کے دیکھنے پر وہ مُسکرایا تھا، حیا نے بےساختہ نظریں چُرائی تھیں۔۔

"اللہ کے امان"۔۔ عصمت جہاں نے حسبِ عادت اپنے بچّوں کو دعاؤں کے حصار میں بھیجا تھا۔۔

"مجھے اپنے دونوں دیوروں کو دیکھ کر لگ رہا ہے کہ اپنی دیورانیاں ڈھونڈنے کے لیے جوتیاں گھسنی نہیں پڑیں گی، ماشاءاللہ تم دونوں کو دیکھ کر تم دونوں کی ساسیں خود ہی رشتہ طے کردیں گی"۔۔

فرح اُن دونوں کو دیکھ کر شرارت سے بولی دونوں نے ہی قہقہہ لگایا تھا۔۔ حیا نے ایک نظر اُس کو دیکھا تھا جو ارمان کی طرف مُتوجہ تھا۔۔ خاکی پینٹ، اُس پر لائیٹ بلیو شرٹ، بائیں ہاتھ میں سُنہری ڈائل کی گھڑی۔۔ وہ حیا ہاشمی کی آنکھیں نم کر گیا تھا۔۔ اُس نے نگاہ ہٹائی تھی۔۔

"یار تمہاری گاڑی پہلے کھڑی ہے"۔۔ ارمان نے اُس کو دیکھ کر کہا۔۔

"کوئی بات نہیں اِس میں چلے چلتے ہیں"۔۔ وہ بے پروائی سے بولا تھا۔۔

"جاؤ گڑیا ابراہیم کی گاڑی کی چابی لے آؤ فٹا فٹ"۔۔ وہ پلٹی تھی۔۔ چار پانچ سیکنڈ میں جب واپس آئی تو رمیز آچکا تھا۔۔

رمیز نے ایک گہری نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔ اُس کی نظریں خود پر محسوس کر کے وہ اپنے آپ میں سمٹی تھی۔۔ اُس نے ارمان کی طرف چابی بڑھائی تھی جو کہ ابراہیم نے اُچکی تھی۔۔ وہ غیر محسوس طریقے سے دو قدم آگے بڑھا تھا۔۔ اب حیا اُس کے لمبے چوڑے وجود کے پیچھے جیسے چھپ سی گئی تھی۔۔ رمیز نے بے ساختہ لب بھینچے تھے۔۔ اُس نے حیرت سے ابراہیم کی پشت کو دیکھا تھا۔۔ جو اُس کے اور رمیز کے بیچ ایک حفاظتی دیوار کی طرح کھڑا تھا۔۔

"تم چل رہے ہو ہمارے ساتھ"۔۔ ارمان نے ابراہیم کی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا تھا۔۔

"نہیں میں اپنی گاڑی میں جاؤں گا"۔۔ وہ اُس کی گاڑی پر زہر خند نظر ڈالتا پلٹا تھا۔۔ حیا گہرا سانس لیتی دروازہ کھول کر ارمان کے پیچھے بیٹھی تھی۔۔

.............

شہریار ولا میں رنگ و بو سیلاب آیا تھا جیسے۔۔ اتنے سارے لوگوں میں وہ جھجکتی ارمان کا بازو پکڑ گئی تھی۔۔

"مُنو دیکھو کون آیا ہے"۔۔ جویریہ نے اُس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔ اُس نے گردن گھما کر دیکھا نظروں نے پلٹنیں سے انکار کیا تھا۔۔

وہ شہریار سے گلے مل رہا تھا، اُس کی مُسکراہٹ نے آمنہ کو منجمد کیا تھا۔۔

وہ بے اختیار اُٹھی تھی۔۔ لیکن اُس کے پاس جانے کی ہمت نہ کر سکی۔۔

"آمنہ یہاں جم کر نہیں بیٹھو، جاؤ مہمانوں سے پوچھو، ملو سب سے"۔۔ مما کے کہنے پر وہ اُٹھی تھی۔۔

وہ کسی رشتہ دار خاتون سے ملتی جویریہ کو دیکھ رہی تھی۔۔ جب آواز پر پلٹی تھی۔۔

"السلام وعلیکم"۔۔ وہ اُس کے پیچھے کھڑا اپنے مخصوص انداز میں مُسکرا رہا تھا۔۔

"وعلیکم السلام"۔۔ اُس نے ایک نظر اُسے دیکھ کر نگاہ جھکائی تھی۔۔

"کیسی ہیں آپ۔۔؟؟"۔۔ وہ خیریت پوچھ رہا تھا۔۔ اُس نے مُسکرا کر سر ہلانے پر اکتفاء کیا تھا اُس کے انداز پر وہ مُسکرایا تھا جو آج نظر ہی نہیں اُٹھا رہی تھی۔۔ تبھی ارمان کو شرارت سوجھی تھی۔۔

"پیچ کلر آپ پر سوٹ کر رہا ہے"۔۔ وہ دھیمے سے بولا تھا۔۔

"جی!!"۔۔ وہ حیران ہوتی سر اُٹھا گئی تھی۔۔ پر مُقابل کی آنکھوں میں اپنے لیے خاص رنگ دیکھ کر وہ بلش ہوتی نظریں کیا سر ہی جُھکا گئی تھی۔۔ وہ کھل کر ہنسا تھا۔۔

یہ سارا منظر دور بیٹھی حیا نے پہلے تو حیرت سے دیکھا تھا پر پھر بھائی کے ہونٹوں پر پھیلی خوبصورت مُسکراہٹ اور آمنہ کی جُھکی نگاہیں اُسے بہت کچھ سمجھا گئی تھیں۔۔

"یہ تو گیا کام سے، اب مانے گا تو بلکل بھی نہیں"۔۔ ذرا دور کھڑا ابراہیم زیرِ لب مُسکرایا تھا

"ایکسکیوزمی مجھے شاید جویریہ بُلا رہی ہے"۔۔ وہ جویریہ کو دیکھ کر بولی پر اُس سے پہلے شہریار نے اُسے پکڑا تھا۔۔

"آمنہ تم حیا کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہ اکیلی بور ہو رہی ہے"۔۔ اُن کی نظریں حیا کی طرف اُٹھی تھیں، جو سب کو اپنی طرف مُتوجہ پا کر گڑبڑا گئی تھی۔۔

ارمان نے ہنس کر اُس کی طرف قدم بڑھائے، آمنہ اور شہریار بھی اُن کے ساتھ تھے۔۔ وہ حیا کو اپنے ساتھ لیے جویریہ کے پاس آئی تھی۔۔

.............

"یہ میری بہن ہے، جویریہ اور جوئی یہ۔۔"۔۔ آمنہ کا تعارف ابھی مُکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ جویریہ بول پڑی

"اور یہ حیا ہے، ارمان بھائی کی بہن، بھائی تمہارا بہت ذکر کرتے ہیں"۔۔ وہ بے تکلفی سے بولی تو وہ جھینپی تھی۔۔ اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا جہاں ارمان، رمیز اور شہریار باتوں میں مصروف تھے۔۔

"تم بہت پیاری ہو حیا"۔۔ آمنہ اُسے دیکھ کر پیار سے بولی۔۔ وہ بلش ہوئی تھی۔۔

"حیا کو پیارا تو ہونا ہے کیونکہ یہ ار۔۔"۔۔ جویریہ حیا کو ایک نظر دیکھ کر شرارت سے بولتی آمنہ کو دیکھ کر اِس سے پہلے بات مُکمل کرتی اُس نے گھبرا کر بہن کو ٹھوکا دیا تھا۔۔

"کیا بدتمیزی ہے چُپ کر کے بیٹھو تم ہونے والی دلہن ہو"۔۔ ساتھ ہی اُس نے بہن کو گھور کر تنبیہ کی تھی۔۔

"ویسے حیا بھائی نے بتایا تھا تم انگیجیڈ (منگنی شُدہ) ہو، یار اتنی چھوٹی سی تو ہو تم"۔۔ آمنہ نے مُسکرا کر کہا۔۔ وہ بمشکل مُسکرائی تھی۔۔

"ارے ہاں تمہارے تو فیانسے (منگیتر) بھی بھائی کے دوست ہیں، وہ بھی آئے ہوں گے ناں، دکھاؤ ناں، کون سے والے ہیں۔۔؟"۔۔ جویریہ نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا جیسے اُس کے ماتھے پر لکھا ہو گا کہ وہ حیا نُور کا منگیتر ہے۔۔

"ہمیں بھی تو پتا چلے کہ تم جو اتنی پیاری سی ہو، وہ تمہارے ساتھ جچتے بھی ہیں یا نہیں"۔۔ اب کے آمنہ نے بھی شوخی سے کہا۔۔

"وہ ماں کے ساتھ جو کھڑے ہیں"۔۔ اُس نے مُڑے بغیر اپنے کندھے سے پیچھے اشارہ کیا جہاں ارمان، رمیز اور شہریار کھڑے تھے۔۔

"اوہ مائی گاڈ، ہی اِز سو کول اینڈ ہینڈسم"

(یا اللہ، وہ بہت خوبصورت ہیں)

یہ پُرجوش آواز جویریہ کی تھی

"ماشاءاللہ حیا اللہ تم دونوں کو بہت خوش اور ہمیشہ ساتھ رکھے، آمین"۔۔ آمنہ نے خوش دلی سے دعا دی تھی۔۔

"ثم آمین، تم دونوں کی جوڑی اتنی زبردست ہے کہ دل سے دعا نکل رہی ہے"۔۔ جویریہ ہنستے ہوئی بولی تھی۔۔ اُس کے دل کی عجیب سی کیفیت ہوئی تھی۔۔ اِس سے دل نے کسی اور کی تمنا کی تھی ساتھ ہی اُس کی شبیہہ نظروں کے سامنے لہرائی تھی۔۔ اُس نے زور سے آنکھیں میچی تھیں۔۔

"کہتے ہیں دلہن کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے"۔۔ آمنہ شرارت سے بولی تھی، اُس نے گھبرا کر آنکھیں کھولی تھی۔۔

"پھر تو میں اپنی بہن کے لیے بھی دعا کرتی ہوں بلکہ ابھی کچھ دیر پہلے کرچکی ہوں شدّت سے"۔۔ جویریہ اُسے دیکھ کر معنی خیزی سے بولی تھی۔۔

"چُپ کر کے بیٹھ جاؤ تم"۔۔ آمنہ اُسے ڈپٹ کر بولی۔۔ اُن دونوں کی نوک جھوک پر وہ مُسکرائی تھی۔۔

"کھانا لگ گیا ہے۔۔ آؤ، کھانا کھاتے ہیں"۔۔ جویریہ حیا کا ہاتھ تھام کر اُٹھی تھی

"تم کہا جارہی ہو بیٹھو یہیں، میں لے آتی ہوں"۔۔ وہ جویریہ کو دوبارہ جگہ پر بٹھاتی گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔

"جس کی وجہ سے تم کہہ رہی ہو ناں وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سب کے سامنے میرے پاس بیٹھا باتیں بگھار چُکا ہے"۔۔ وہ اپنے شوہر کے بارے میں بتاتے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ آمنہ نے بے اختیار سر پیٹا تھا۔۔ جویریہ کو ایک جگہ ٹک کر بٹھانا ناممکن تھا۔۔

...............

تینوں کھانا چکی تھیں۔۔ جب اچانک جویریہ کو پتا نہیں کیا سوجھی تھی۔۔

"ادھر آنا ذرا"۔۔ اچانک حیا کا ہاتھ تھام کے اُسے تقریباً کھینچ کر بولی۔۔ آمنہ نے حیرت سے بہن کو دیکھ کر قدم بڑھائے تھے۔۔

"السلام وعلیکم"۔۔۔ وہ اُس کے قریب آکر بولی، حیا نے حیرت سے جویریہ کو دیکھا تھا۔۔

"وعلیکم السلام"۔۔ وہ جو موبائل پر مصروف تھا، اُن تینوں کو دیکھ کر ایک دم چونک کر مُسکرا کر بولا۔۔ اُس کی مُسکراہٹ اور آنکھوں کا سحر زدہ ہونے کا اعتراف دونوں بہنوں نے دل ہی دل میں کیا تھا۔۔

"ہم شہریار بھائی کی بہنیں ہیں، میں جویریہ یہ آمنہ"۔۔ جویریہ کو بولنے سے کوئی روک کر تو دکھائے۔۔ اُس نے ایک نظر آمنہ پر ڈالی تھی جو چُپ چاپ چہرے پر ہلکی سے مُسکراہٹ سجائے کھڑی تھی

"یقین کریں مجھے اتنی خوشی ہورہی ہے"۔۔ وہ جذباتی انداز میں خوشی سے بولی تھی۔۔ حیا کو جویریہ کا انداز دیکھ کر حیرت ہوئی تھی۔۔ اُس نے بھی حیرت اور سوالیہ نظروں سے جویریہ کی خوشی کی وجہ جاننا چاہی تھی۔۔

"ماشاءاللہ حیا خود اتنی پیاری ہے، اُس کے لائف پارٹنر (زندگی کے ساتھی) کو بھی اتنا ہی ہینڈسم ہونا چاہیئے تھا"۔۔ حیا نے جی جان سے سٹپٹا کر اُس کو دیکھا تھا۔۔

"اور آپ دونوں کی جوڑی کیا کہوں پرفیکٹ کپل ماشاءاللہ"۔۔ ایک لمحے کو اُس کی آنکھوں میں حیرت در آئی تھی پھر وہ حیا کو دیکھ کر قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ اُس نے سُرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائی تھیں۔۔

"یہ کیا سمجھیں میں نے تو رمیز کی طرف اشارہ کیا تھا"۔۔ اُس نے خفت سے سُرخ جھکے چہرے کے ساتھ سوچا تھا۔۔ اُس کی نظریں خود پر محسوس کر کے اُس کی نظروں نے اُٹھنے سے انکار کیا تھا۔۔

"اور آپ کو پتا ہے، جب میں نے اِس سے پوچھا کہ تمہارے فیانسے کہاں ہے تو اتنی معصومیت سے کہا تھا، وہ جو ماں کے پاس کھڑے ہیں، قسم سے آپ بہت لکی ہیں حیا بہت ہی معصوم اور پیاری ہے"۔۔ وہ بولنے پر آئی تو بولتی گئی، اِس کی بات پر مارے شرمندگی کے حیا کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے یا سامنے کھڑے ابراہیم ہاشمی کو غائب کردے، جو ایک دم ساری بات سمجھ کر پھر خوشگواری سے قہقہہ لگا گیا تھا، حیا کو اُس کے ہنسنے پر چڑ ہوئی تھی۔۔ اُس نے اُسے غصّے سے گھورنا چاہا تھا پر اُس کو آنکھوں میں چاہت کا جہان بسائے اپنی طرف دیکھتا پا کر دھڑکتے دل کے ساتھ نگاہ جھکا گئی تھی پر اُس پر غصّہ ہنوز قائم تھا۔۔

"پاگل ہوگئی ہو کیا۔۔؟؟۔۔ کیوں حلق پھاڑ پھاڑ کر بول رہی ہو، کچھ تو خیال کرو دلہن ہو تم۔۔ ایکسکیوزمی"۔۔ آمنہ بہن کو بازو سے دبوچتی ان دونوں سے معذرت کرتی اُسے لے کر آگے بڑھ گئی تھی۔۔

"آ۔۔ آپ ایسی۔۔۔" اُس کی طرف دیکھتی اُس نے خود کو 'چیپ حرکت' کہنے سے بمشکل روکا تھا۔۔

یہ بات تو طے تھی وہ اُس پر غصّہ تو کرسکتی تھی، پر ابھی بھی اُس کا دل سے احترام کرتی تھی۔۔

"اوکے، اوکے جسٹ لِسن ٹو می"

(اچھا، اچھا میری بات سنو)

وہ اُس کے غصّے پر پھر سے ہنستے ہوئے ہاتھ اُٹھاتا اُس کو رام کرتے مفاہمتی انداز میں بولا تھا۔۔

"جب تم نے بغیر دیکھ کر اپنے فیانسے کی طرف اشارہ کیا تھا اُس وقت مان کے ساتھ خوش قسمتی سے میں کھڑا ہوا تھا، رمیز تین چار سیکنڈ پہلے ہی وہاں سے جا چُکا تھا"۔۔ وہ دلکشی سے مُسکرا کر اُس کو دیکھ کر بولا تھا، ساری غلطی اُس کی اپنی نکلی تھی، چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

"ویسے بھی میں تو اِن دونوں سے ابھی پہلی بار ہی مل رہا تھا"۔۔ اِس سے زیادہ وہ اپنی بیوقوفی کی تصدیق نہیں چاہتی تھی وہ جلدی سے ارمان کی طرف بڑھی تھی۔۔ اِبراہیم ہاشمی کے قہقہے نے اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔

"مان چلیں ناں"۔۔ وہ اُس کے پاس آ کر منمنائی تھی۔۔ وہ جو شہریار سے بات کررہا تھا۔۔ اُس کی طرف دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔

"میرے خیال میں اب چلنا چاہیئے سوا گیارہ تو بج ہی گئے ہیں"۔۔ وہ اپنی کلائی میں بندھی گھڑی دیکھتا بولا۔۔

..............

وہ تینوں پارکنگ میں کھڑے تھے۔۔ اُس نے گاڑی کی چابی ارمان کی طرف پھینکی تھی۔۔

"ڈو دا آنر پلیز"

(براہ کرم اعزاز بخشیئے)

ڈرائیونگ سیٹ کے پاس کھڑا ارمان چابی کیچ کرچکا تھا جبکہ ابراہیم فرنٹ سیٹ کے پاس اور وہ عین اُس کے پیچھے والے سیٹ پر بیٹھنے کو تیار تھی۔۔

جبھی ایک بائیک تیزی سے آکر ابراہیم کے پاس آکر رُکی،دو نوجوان تھے سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اُن میں سے پیچھے والا نوجوان اُتر کر اُن پر پسٹل تان چکا تھا۔۔ حیا کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔

"خبردار جو کسی نے شور مچانے کی کوشش کی"۔۔ وہ تینوں کو نشانے پر رکھ کر بولا۔۔ وہ بے اختیار خوف سے ابراہیم کا بازو تھام گئی تھی۔۔ اپنے بازو پر اُس کے ہاتھ کے لمس سے سمجھ گیا تھا کہ وہ دھیرے دھیرے کانپ رہی تھی۔۔ اُس کے خوف کو محسوس کر کے وہ اُس کو اپنے بازو کے حلقے میں لے چکا تھا۔۔

"جو بھی ہے سب کچھ نکالو، جلدی"۔۔ وہ ابراہیم اور ارمان کو دیکھ کر ہلکے سے چیخا تھا۔۔ پارکنگ میں اس وقت کوئی نہیں تھا گاڑی شہریار کے گھر سے تھوڑے سے فاصلے پر تھی۔۔

"موبائل، والٹ جلدی"۔۔ اب کہ وہ دھاڑا تھا۔۔

"دیکھو جو چاہیئے لے لو یہ گن نیچے کرو"۔۔ ارمان موبائل گاڑی کی بونٹ پر رکھتا بول کر اُس کو گن نیچے رکھنے کا کہہ گیا جس کا رُخ ابراہیم اور حیا کی طرف تھا۔۔ اور وہ حیا کو بازو کے گھیرے میں لیے یہی سوچ رہا تھا کہ ابھی وہ یہاں نہ ہوتی تو وہ کب کا اِن دونوں کا منہ تُوڑ چکا ہوتا۔۔

"جو چاہے لے لوں، تو پھر یہ لڑکی لے۔۔۔ آہ"۔۔ وہ حیا کو دیکھ کر خباثت سے مُسکرا کر ایک قدم آگے بڑھا پر اُس کی بدقسمتی کے ابراہیم اُس کے پاس تھا، اُس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ پورا کرتا اُس

کے بھاری ہاتھ کا مُکا شاید اُس کے ناک کی ہڈی توڑ گیا تھا۔۔ اُس کے ہاتھ سے پسٹل دور جاگری تھی۔۔ ابراہیم اُس پر پل پڑا تھا، مکّے، گھونسے اپنے ساتھی کو پٹتے دیکھ کر وہ بائیک کو آگے لے گیا ابراہیم سرعت سے پاس پڑی پِسٹل اُٹھا چکا تھا، جب ارمان نے ابراہیم کو پیچھے سے آکر سنبھالا۔۔

"کیا کررہے ہو یار اُن کے پاس گن ہے"۔۔

اور اسی لمحے وہ اُس کی گِرفت سے نکلا تھا۔۔ وہ بدحواس ہوکر اپنے ساتھی کے پاس بھاگا تھا۔۔ بمشکل بائیک پر بیٹھا ہی تھی ابراہیم نے پاس پڑی گن اُٹھائی اور اُن کی طرف پر اُن سے ذرا ہٹ کر فائر کیا تھا۔۔ وہ دونوں شاید اناڑی تھے، ایک ہی گن سے واردات کرنے نکلے تھے۔۔

"سنبھالو خود کو"۔۔ وہ اُس کو پیچھے سے اپنے دونوں بازوؤں میں پکڑ کر چیخا تھا۔۔ فائر کی آواز سُن کر شہریار اور اُس کے کزنز باہر آئے تھے۔۔

"باسٹرڈ"۔۔ وہ اُس کے بازوؤں کا حصار توڑ کر چیخا تھا۔۔گہرے گہرے سانس لے کر اُس نے خود پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔۔ جب ارمان کی نظر اُس پر پڑی جو گاڑی سے لگی دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھے نیچے بیٹھی تھی۔۔

"حیا، میرا بچّہ"۔۔ جیسے ہی ارمان نے اُسے بازو سے تھام کر اٹھایا، وہ اُس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔

"مان مان"۔۔ وہ خوفزدگی کے عالم میں اُس کی شرٹ تھامے بس یہی بولے جارہی تھی۔۔

"کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نا!"۔۔ شہریار قریب آچکا تھا۔۔ حیا کو روتے اور ابراہیم کی ایسی بکھری حالت دیکھ کر سب ہی پریشان ہوئے تھے۔۔ اپنے آپ کو حواسوں میں لاکر اُس نے سب کو مختصراً صورتِحال بتائی۔۔ جبھی نظر اُس پر پڑی جو ارمان کی بانہوں میں بکھر رہی تھی۔۔ اُس نے بمشکل اپنے

لب بھینچ کر سختی سے دانت پر دانت جمائے تھے۔۔ شہریار نے اُن لوگوں کے ساتھ پولیس وین بھیجی تھی۔۔ وہ گاڑی میں ہی ارمان کے بازوؤں میں بے ہوش ہوچکی تھی۔۔

........

رات تک وہ بخار میں تھی۔۔ ڈاکٹر کے مُطابق اچانک ہونے والے واقعے نے دماغ پر اثر کیا ہے۔۔ وہ نشے آوار دواؤں کے زیرِ اثر سورہی تھی۔۔
صبح تک عصمت جہاں مُختلف دعائیں پڑھ پڑھ کر اُس پر پھونکتی رہی تھیں۔۔ انہوں نے تینوں کا صدقہ دیا تھا۔۔
ارمان ساری رات وقفے وقفے سے اُس کو دیکھتا رہا تھا۔۔ اُسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا، ڈاکٹر کے مُطابق وہ ساری رات آرام سے سوئے گی صبح کو ہوش آئے گا۔۔ بخار کم تھا۔۔ ارمان فجر کی نماز پڑھنے اپنے کمرے میں گیا تھا، عصمت جہاں نے اُسے آرام کرنے کا کہہ دیا تھا۔۔
اِبراہیم نماز پڑھ کر کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ سامنے وہ بیڈ پر بے خود سورہی تھی۔۔ وہ ابھی تک کل رات والے کپڑوں میں تھی ابراہیم نے بغور اُس کے چہرے کو دیکھا تھا، وہ کل رات بہت ڈر گئی تھی۔۔ اُس نے بڑی مُشکلوں سے خود پر قابو پایا تھا ورنہ وہ اُس لڑکے کو جان سے تو مار ہی دیتا۔۔
وہ بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھا تھا پھر اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا، بخار کم تھا۔۔
"پتا نہیں کس کی نظر لگ گئی میری بچّی کو"۔۔ وہ نم لہجے میں بولی تھیں۔۔
"گرینی یہ اب ٹھیک ہے، آپ پریشان نہ ہوں، آپ نے کچھ کھایا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُن کو دیکھ کر پیار سے پوچھ رہا تھا۔۔

"کہاں بیٹا ایک تو ساری رات جاگی ہیں، اوپر سے کچھ کھایا بھی نہیں ہے"۔۔ رحمت جہاں کمرے میں داخل ہوئیں۔۔

"گرینی اِس طرح تو آپ خود بیمار پڑ جائیں گی"۔۔ وہ اُٹھ کر اُن کے پاس آیا تھا۔۔

"اب دیکھو ناں بیٹا تیسری بار چائے بنائی ہے اور تیسری بار لینے آئی ہوں باجی کو"۔۔ رحمت جہاں معصومیت سے بولیں وہ اُن کے انداز پر ہنس دیا تھا

"گرینی چلیں اُٹھیں، میں ہوں اِس کے پاس، آپ جا کر ناشتہ کر آئیں"۔۔۔ وہ انہیں اُٹھاتا بولا۔۔ وہ کھڑے ہوتے اُس کو دیکھنے لگی۔۔

"تھوڑا سا تو بھروسہ ہے ناں اپنے نواسے پر۔۔؟؟ میں ہوں اِس کے پاس"۔۔ وہ اُن کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔

"تم بچّے ہی تو ہو میرے جینے کی وجہ"۔۔ انھوں نے محبت سے اُس کی پیشانی چومی۔۔

"پھر ناشتہ کریں، تا کہ آپ کے بچّے آپ کو صحتمند دیکھ کر ہمیشہ خوش رہیں"۔۔ وہ خوشدلی سے بولا تو وہ آگے بڑھ گئیں۔۔ وہ گھوم کر اس کے پاس کرسی پر آ بیٹھا تھا۔۔

......

"نن۔۔نہیں"۔۔ وہ بڑبڑائی تھی۔۔ وہ جو کرسی کی پُشت سے سر ٹکائے بیٹھا تھا، ایک دم سیدھا ہوتا اُس کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"حیا"۔۔ وہ وہیں بیٹھے بیٹھے اُس پر جُھکا تھا۔۔

"نن۔۔ مجھے ہاتھ مت لگانا"۔۔ اُس نے سر کو دائیں بائیں ہلایا تھا۔۔

"حیا کوئی نہیں ہے، میں ہوں ابراہیم ریلیکس"۔۔ وہ ایک ہاتھ اُس کے گال پر رکھتا بولا۔۔ اُس نے آنکھیں کھولی تھیں وہ اُٹھ کر اُس کے پاس بیڈ پر آ بیٹھا

"اِب۔۔ اِبراہیم"۔۔ انکھیں پانی سے بھری تھیں۔۔

"ہاں میری جان"۔۔ وہ اُس کے سہارے سے اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"وہ وہ، مجھے۔۔"۔۔ وہ اچانک اُس کے سینے سے لگی شدت سے رو دی تھی۔۔

"حیا! میری جان میں ہوں ناں سویٹ ہارٹ۔۔ وہ گیا کوئی بھی نہیں ہے یہاں بس"۔۔ وہ اُس کے بالوں کو سہلاتا بولا رہا تھا، وہ اُس کے ساتھ لگی اُس کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھامے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

"آپ کیوں چلے گئے تھے، میں۔۔ میں نے آپ کو کت۔۔ کتنا رو۔۔ روکا۔۔ کیوں"۔۔ وہ درد سے بولتی اُسے اذیتوں میں دھکیل گئی تھی۔۔

"اب آگیا ہوں ناں میری جان کہیں نہیں جاؤں گا پرومس"۔۔ وہ جذبات سے بھرپور لہجے میں بولا تھا۔۔

"میں نے آ۔۔ آپ کو بہت یاد کیا"۔۔ وہ عجیب دُکھ سے کہتی ابراہیم کا دل چیر رہی تھی۔۔ وہ اب اُس سے الگ ہوئی تھی۔۔ وہ اپنے آپ میں نہیں لگ رہی تھی۔۔

"پھپھ۔۔ پھپھو نے کہا تھا، آ۔۔ آپ میرا بہت خیال رکھیں گے۔۔ اُن۔۔ اُنہوں نے کہا تھا آپ بہت اچھ۔ اچھے ہیں"۔۔ وہ اب اُس کی شرٹ کو آگے سے تھامے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہی تھی۔۔ آنسو تسبیح کے دانوں کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر بہے رہے تھے۔۔ اِبراہیم کو جھٹکا لگا تھا، وہ تو اب

تک یہی سمجھتا آرہا تھا کہ حیا اُن کے رشتے کی بات سے بے خبر تھی۔۔ وہ اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ حیا کے روکنے پر بھی نہیں رکا تھا اِسی لیے حیا اُس سے ناراض ہے۔۔ پر یہ تو۔۔

"حیا مجھے ایک موقع دو، میں تمہیں سب بتاتا ہوں"۔۔ وہ اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیتے بولا۔۔

"نہیں، اب نہیں"۔۔ وہ اپنے آپ کو اِس کی گرفت سے چھڑاتی وحشت زدہ چلائی تھی۔۔

"اب آپ میری زندگی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، آپ نے میری زندگی برباد کردی"۔۔ حیا نے دونوں ہاتھوں سے اُسے خود سے دور کیا تھا

"نہیں میری جان، تم تو میری روح میں بستی ہو، میں تمہیں تکلیف پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا"۔۔ وہ ازحد بےچین ہوا تھا۔۔

"اِس کے باوجود آپ نے مجھے تکلیف دی، مم۔۔میرا دل ہی توڑ دیا"۔۔ وہ اب اپنی ہتھیلی سے اپنے آنسو صاف کرتی دکھ درد سے بولتی ابراہیم کے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر گئی تھی۔۔

"اُٹھ گیا میرا بچّہ"۔۔ تبھی ارمان اندر کمرے میں آیا تھا۔۔ وہ اُس کے کندھے سے لگی پھر سسکی تھی۔۔ اپنی ٹوٹی بکھری حالت کو ارمان سے چھپانے کو وہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"بس اب رونا نہیں ہے، میں اور ابراہیم وہیں تھے، تمہیں کچھ ہونے سے پہلے اپنی جان اپنی گڑیا پر وار دیتے"۔۔ وہ اُسے خود سے ہٹاتا، اُس کے چہرے سے بال ہٹاتا بولا۔۔ اِس بات پر حیا کی نظریں اُس پر اُٹھی تھیں جو کمرے سے نکل رہا تھا، اُس کی نظروں میں رات کا منظر گھوم گیا، کس طرح ابراہیم نے خوف میں اُسے اپنے تحفظ میں لیا تھا۔۔ اُس کی عزت کی حفاظت کی خاطر اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے اُس سے لڑ گیا تھا

"فرح ناشتہ لاتی ہے، کچھ کھا لو پھر دوا بھی لینی ہے"۔۔ ارمان نے اُس کی پیشانی چُومی وہ اُس کے کندھے سے لگی آنکھیں موند گئی۔۔

وہ انجانے میں اُسے سب کہہ گئی تھی۔۔ اُسے خود سے شکایت ہوئی تھی۔۔ لیکن پھر ابھی اُس کا انداز، اُس کے الفاظ حیا کے دل پر مرہم رکھ گئے تھے جیسے۔۔

............

چار دن گزرے تھے اِس واقعے کو، وہ اب بہتر تھی، آج کتنے دنوں بعد احمد اور نبیہا کو کرکٹ کھیلتے دیکھ کر وہ احمد کے ہاتھ سے بیٹ لے گئی تھی۔۔

"آنی اب آپ نے سِکس نہیں مارنا پلیز، یہ بال گُم ہوئی نا تو بابا نہیں دلائیں گے اب"۔۔ احمد اُس کو بال کروانے سے پہلے تنبیہ کرتا بولا۔۔

"ہاں ناں یار تم بال تو کرواؤ"۔۔ وہ ایک ماہر بیٹس مین کی طرح شارٹ کھیلنے کو تیار کھڑی بیٹ کو ہلکے ہلکے زمین پر مار رہی تھی۔۔

"آنی یہ سیونتھ بال ہوگی اگر غائب ہوئی تو"۔۔ اب کے نبیہا نے بھی اپنا بولنا ضروری سمجھا۔۔ احمد نے بھاگتے ہوئے بال کروائی اُس نے بیٹ گھمائی تھی بال اُڑتی ہوئی جِم سے نکلتے ابراہیم کے سینے پر زور سے لگی تھی۔۔ یہ جِم ارمان اور سفیر نے گھر میں ہی سیٹ کی تھی۔۔

"اُفف"۔۔ وہ جو اِس حملے کے لیے بلکل تیار نہیں تھا اِس اچانک اُفتاد پر کراہ کر رہ گیا۔۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے فق چہرہ لیے وہیں کھڑی رہی۔۔

"آنی اب آپ کی خیر نہیں ہے، چاچو کو بہت زور سے لگی ہے"۔۔ احمد ابراہیم کو دیکھ کر بولا جو اپنا سینہ سہلا رہا تھا احمد کی آواز پر ابراہیم نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا جو شرمندہ بیٹ پکڑے نظریں جُھکائے کھڑی تھی۔۔

"چلو احمد فیلڈنگ کرو میں بھی تو دیکھوں تمہاری آنی کتنے پانی میں ہیں"۔۔ وہ بال اُٹھا کر اُس کو چیلنجنگ نظروں سے دیکھتا بولا۔۔

"چاچو آنی مان چاچو اور سنی چاچو کو بھی سِکس لگا دیتی ہیں"۔۔ وہ اپنی آنی کی تعریف کرتے بولا تھا۔۔

"تو چلو اپنی آنی کو بولو میری بال پر سِکس لگا کر دکھائے"۔۔ وہ بلیو جینز اور بنیان میں ملبوس تھا قریب پڑی شرٹ پہنی، شرٹ کے بٹن کھلے ہی رہنے دیئے، بال کو اُچھال کر اُس کو دیکھتا بولا تھا۔۔

"کم آن آنی یو ہیو ٹو ہٹ آ سِکس"

(چلیں آنی آپ کو سِکس مارنا ہے)

احمد اُس کی ہمت بڑھانے کو بولا تھا۔۔ وہ بے اختیار بیٹنگ پوزیشن سنبھال گئی تھی، وہ اپنے بھائیوں کی طرح لیفٹ ہینڈڈ بیٹس مین تھی اِبراہیم کو حیرت ہوئی تھی، اُس کے بیٹ پکڑنے سے کھڑے ہونے کے اسٹائل سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اُسے کرکٹ کی سمجھ تھی۔۔

"چاچو یو ہیو ٹو کلین بولڈ ہر"

(چاچو آپ نے ان کو کلین بولڈ کرنا ہے)

نبیہا نے اپنے چاچو کی سائیڈ لی تھی۔۔

"آپا پلیز سِکس"۔۔ ایمن دور سے زور سے بولی تھی۔۔ اِبراہیم نے وہیں کھڑے کھڑے بالنگ کے انداز سے بازو گُھما کر اُسے نسبتاً آسان اور ہلکی بال کروائی تھی، اور حیا نے پوری قوت سے بیٹ گھمایا

تھا، بال اُن کا گھر پار کر کے دوسرے گھر میں جاکر گُم ہوئی تھی۔۔ ابراہیم اور احمد نے بے ساختہ اپنے اوپر اڑتے بال کو مُڑ کر دیکھا تھا۔۔ پھر اُس کی چیخ پر واپس پلٹے تھے

"یے سِکس"۔۔ وہ بیٹ پکڑے اُچھل رہی تھی، ایمن خوشی سے اُس کے گلے لگی تھی۔۔ اُس کی آنکھوں میں جیت جانے سے زیادہ خاص طور پر اُس کو ہرانے کی خوشی دیکھ کر وہ کھل کر ہنسا تھا۔۔ اُس کی جیت کے لیے وہ سو بار، ہر بار ہارنے کو تیار تھا۔۔

"آنی میری بال"۔۔ احمد پہلے تو اُس کے سِکس لگانے پر خوش ہوا تھا پھر اپنی بال یاد آنے پر رونے کو ہوا تھا۔۔

"اوئے پارٹنر! تمہاری آنی نے آج تک جتنے بھی بال گُم کیے ہیں ہم لے آتے ہیں ابھی"۔۔ وہ احمد کو بازو کے گھیرے میں لے کر اُس کو دیکھ کر بولا تھا۔۔ جو کہ اب بندھا ڈوپٹہ کھول رہی تھی۔۔

"چاچو یہ سیونتھ تھی"۔۔ نبیہا نے حساب رکھا تھا

"ہم دس لے آتے ہیں ایمن ذرا گاڑی کی چابی لے آؤ"۔۔ وہ شرٹ کے بٹن بند کر کے ایمن سے بولا تھا۔۔

"ارے اِبراہیم ضرورت نہیں ہے"۔۔ فرح نے بچّوں کو گھور کر دیکھا جو جانے کی خوشی میں تھے

"یہ میرا اور میرے پارٹنرز کا میٹر ہے، اور ویسے بھی میں اپنی ہار سیلیبریٹ کررہا ہوں"۔۔ وہ پہلی بات فرح سے کہتا پھر آخری بات اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر مُکمل کر کے ایمن کے ہاتھ سے چابی لیتا گاڑی کی جانب بڑھا تھا، اُس کی آنکھوں میں اُس سے ہارنے کی عجیب سی خوشی تھی جسے حیا نے بڑی شِدت سے محسوس کیا تھا۔۔

............

"دادو مان بڑے ہوگئے ہیں ناں!"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر اچانک شرارت سے بولی تھی، اُس کی بات پر چینل چینج کرتے ارمان کے ہاتھ رُکے تھے، وہ جو سیڑھیاں اُترتا آرہا تھا، اُس کی بات سمجھ کر ہلکی سی مُسکراہٹ نے اُس کے لبوں کو چھوا تھا۔۔

"ماشاءاللہ بولتے ہیں بچّے"۔۔ عصمت جہاں نے اُس کی بات سمجھے بغیر اُسے ہمیشہ والی تنبیہ کی تھی۔۔ ارمان نے اُس کو ایک نظر دیکھ کر اچانک آئی مُسکراہٹ روکی تھی پھر دوبارہ ٹی وی دیکھنے میں مُصروف ہوگیا تھا

"دادو میری بات تو سمجھیں ناں"۔۔ وہ شرارتی نظروں سے ارمان کو دیکھ کر بولی۔۔ جب وہ چہرے پر مُسکراہٹ سجائے اُس کے پاس سے ہوتا ارمان کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

"دادو مان کے سر پر سہرا سجانے کی بات کررہی ہے ہماری حیا"۔۔ فرح نے کچن سے آ کے مُسکراہٹ دباتے گفتگو میں حصّہ لیا۔۔ جس کے بارے میں بات ہورہی تھی، وہ کان لپیٹے ٹی وی شو دیکھے گیا پر ہاں چھم سے کسی کا دلکش وجود اُس کے ہونٹوں پر سرسری مُسکراہٹ لا گیا تھا۔۔

"تم تو گئے بیٹا"۔۔ اِبراہیم نے اُس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔

"رُکو میں تمہیں بھی ساتھ لے کر چلتا ہوں"۔۔ وہ جواباً مُسکرا کر کہتا اُسے بات سمجھنے کا موقع دیئے بغیر عصمت جہاں کی طرف مُڑا تھا، جن کا چہرہ حیا اور فرح کی بات سُن کر چمک رہا تھا۔۔

"اللہ وہ دن لائے"۔۔ اُن کی بات ختم ہوتے ہی وہ بےساختہ بولا تھا۔۔

"دادو اِبراہیم کہہ رہا ہے پہلے وہ کرے گا"۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا تھا پر اِس کی بات پر ایک لمحے کو ساکت ہوئے اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ حیا کا دل رُکا تھا اِس لمحے۔۔

"ہاں تو میں نے کب رُوکا ہے، ساتھ کر لیتے ہیں"۔۔ وہ مزے سے بولا تھا۔۔ حیا کا تنفس تیز ہوا تھا۔۔ اپنا ہی مذاق اُسے بھاری پڑا تھا۔۔

"آپ دونوں ایک ہی دن کر لیجیئے گا سمپل"۔۔ سنی سیڑھیاں اُترتے آرام سے بولا۔۔ وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"ارے بھئی معاف کردو مجھے"۔۔ ارمان ہنستے ہوئے جان چھڑاتے اُٹھا تھا۔۔

"ریڈی ہوجانا شیری کے پاس جانا ہے"۔۔ وہ اُس سے کہتا سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔ اب سب کی توجہ کا رخ اپنی طرف دیکھ کر وہ ہنسا تھا۔۔

"ارمان مان گیا تو میں بھی کر لوں گا"۔۔ وہ بھی ہنستے ہوئے کہہ کر اُس پر ایک نظر ڈالتا ارمان کے پیچھے چلا گیا۔۔ وہ آج پھر ٹوٹی تھی۔۔

............

"اے اللہ!! مم۔۔"۔۔ آنسو تواتر سے گالوں کو بھگو رہے تھے۔۔ اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اُس سے کیا کہے جو پہلے سے سب کچھ جانتا تھا، پر پھر بھی اُس کے ہونٹوں سے سُننے کو تیار تھا، وہ ہم وقت ہر وقت تیار ہوتا ہے۔۔

"اللہ تُو تو سب جانتا ہے ناں، اللہ وہ۔۔ وہ تب سے میرے دل میں رہتے ہیں جب میں سات سال کی تھی۔۔ تب تو مجھے پتا بھی نہیں تھا۔۔"۔۔ حلق میں پھنسے آنسوؤں کے باعث وہ رُکی تھی۔۔

"اللہ اب۔۔ابھی بھی۔۔ اُنہیں دیکھ کر آئی ایم سوری اللہ"۔۔ وہ روتے روتے سجدے میں چلی گئی تھی۔۔

"مم۔۔ میں آ۔۔آپ سے چُھپا نن۔۔ نہیں سک۔۔سکتی وہ میرے دل میں ابھی بھی۔۔ میں کیا کروں میرے اللہ!! میں کیا۔۔کروں"۔۔ وہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد سسک رہی تھی، اپنے دل کا حال اُس کو سُنا رہی تھی جو پہلے سے جانتا تھا۔۔

"تو بتا اللہ! کیا اُن کو میری محبت محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔؟؟۔۔ کیا اُنہیں مجھ سے محبت نہیں تھی۔۔؟؟۔۔ میرا دل کیوں کہتا ہے کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔ مم۔۔میرا دل کیوں کہتا ہے کہ میں اُن کے لیے آج بھی اُتنی ہی اہم ہوں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس سے پوچھ رہی تھی، جو حکمت اور مصلحت کے باوجود جلد یا بدیر اپنے بندے کو جواب ضرور دیتا ہے۔۔

"اِن پانچ سالوں میں وہ۔۔وہ مجھے کبھی نہیں بھو۔۔بھولے۔۔ مجھ۔۔مجھے معاف کردیں اللہ مم اب کک۔۔کسی اور سے منسوب ہوں، لیکن اللہ میرا دد۔۔دل نہیں مانتا، میرا دل پھٹ جائے گا میں مر جاؤں گی۔۔ مجھے بچا لے اُس شخص سے اللہ، اُس شخص کا دیکھ۔۔دیکھنا مجھ سے برداشت نہیں ہوت۔۔ہوتا۔۔ مم۔۔میں کیسے رہوں گی اُس کے ساتھ"۔۔ بے بسی سے زمین سے اپنا سر ٹکرا کر اُس نے اپنی سسکیاں روکی تھیں۔۔

"اللہ اُن کو اپنے پا۔۔پاس دیکھ۔۔ دیکھ کر مجھ۔۔مجھے تکلیف ہوتی ہے، کیوں اُن کو مجھ۔۔مجھے دے کر وا۔۔واپس لے لیا"۔۔ وہ اب نڈھال ہورہی تھی۔۔

"میری حا۔۔حالت پر رحم فرم۔۔فرما میرے اللہ"۔۔ اُس نے سجدے سے سر اُٹھایا تھا

"آئی ایم سوری!"۔۔ سامنے آیۃالکرسی کی خوبصورت خطاطی کی تصویر کو دیکھتی آخری جملہ شرمندگی سے کہہ کر اُس نے آنکھیں جھپکی تھیں کتنے ہی آنسوؤں نے دکھ و محبت سے اُس کے رُخساروں کو بوسہ دیا تھا۔۔

رونے کے باعث اُسے اپنے سر میں بھاری پن محسوس ہوا تھا۔۔ وہ اُٹھی تھی اور سنی کے بیڈ پر ڈھیر ہوگئی تھی۔۔

رات کے دس بج رہے تھے۔۔ ارمان اور اِبراہیم کا شہریار کے ساتھ لیٹ نائیٹ مووی کا پلین تھا۔۔ فرح بچّوں کو سُلانے میں مصروف تھی۔۔ سنی اپنے دوست کے ساتھ کمبائین اسٹڈیس کے لیے گیا تھا واپس ارمان کے ساتھ آنا تھا اُسے، ایمن عصمت جہاں کے سونے سے پہلے چھوٹے چھوٹے کاموں میں لگی ہوئی تھی۔۔ نائلہ آئی ہوئی تھیں۔۔ جب نائلہ آتیں تو حیا کو کمرہ بدر ہوکر سنی کے کمرے میں آنا پڑتا تھا حلانکہ اُن کا شادی سے پہلے والا کمرہ ابھی بھی اُن ہی کا تھا پر اب وہ عروج کے استعمال میں رہتا تھا۔۔

...........

اُس کی آنکھ کھلی تو بارہ بج رہے تھے۔۔ وہ کبھی اکیلے کمرے میں نہیں سُوتی تھی اور اِس وقت تو اوپر کوئی بھی نہیں تھا۔۔

وہ جلدی سے بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔ گھر میں سناٹا تھا باقی کے لوگ یقیناً سو گئے تھے۔۔ اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔ وہ جلدی سے سیڑھیاں اُترتی نیچے آئی تھی۔۔ دادو کے کمرے میں جانا فضول تھا وہاں نائلہ اُس کی جگہ پر محو استراحت تھیں، عروج کے کمرے میں جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، وہ کچھ سوچ کر فرح کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔ سفیر دو دنوں کے لیے پنجاب گئے تھے، انہوں نے ابھی ایک گھنٹے میں آنا تھا۔۔ اُس نے آہستہ سے دروازہ کھولا تھا۔۔ کمرے میں زیرو بلب روشن تھا، سفیر کے جانے کے بعد فرح نے بچّوں کو اپنے پاس سُلا لیا تھا۔۔

"کون ہے۔۔؟؟۔۔ حیا کیا ہوا گڑیا۔۔؟؟"۔۔ فرح جاگ رہی تھی۔۔

"بجو! جب تک سب آجائیں میں یہاں سو جاؤں۔۔؟؟"۔۔ وہ پوچھ کر اندر آئی تھی۔۔

"ارے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔۔؟۔۔ سو جاؤ یہاں احمد کے پاس، سنی آجائے گا تو میں تمہیں اُٹھا دوں گی"۔۔ وہ احمد کے پاس لیٹی فوراً سے سو گئی تھی۔۔

دوبارہ اُس کی آنکھ فرح کی آواز پر کھلی تھی۔۔ ڈھائی بج رہے تھے

"ارمان لوگ آگئے ہیں۔۔؟"۔۔ حیا نے آنکھ کھول کر دیکھا وہ سفیر سے مُخاطب تھی۔۔

"ہاں اُن کو تو ٹائم ہوگیا آئے ہوئے"۔۔ سفیر کے بتانے پر وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"السلام و علیکُم بھیا!"۔۔ اُس نے سوئی جاگی کیفیت میں کہا۔۔

"وعلیکُم السلام، میری گڑیا کیسی ہے۔۔؟؟"۔۔ سفیر کے لہجے میں ازخود محبت در آئی۔۔۔

"ٹھیک ہوں بھیا، بجو میں جارہی ہوں سنی آگیا ہے"۔۔ وہ کھڑے ہوتے کہتی کمرے سے نکلی تھی۔۔

حال کی لائیٹ آف تھی۔۔

"اُف!! اتنا اندھیرا ہورہا ہے"۔۔ اندھیرے سے تو اُس کی جان جاتی تھی۔۔ اُس نے مُڑ کر فرح کے دروازے کو دیکھ کر سفیر کو بُلانے کا سوچا تھا۔۔ اب تک تو سنی بھی سو گیا ہوگا۔۔

"نہیں اب اُن کو کیا ڈسٹرب کروں جلدی سے بھاگ کر سیڑھیاں چڑھ جاؤں گی"۔۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی سانس رُوک کر آگے بڑھی تھی۔۔ جب اچانک وہ کسی وجود سے ٹکرائی تھی۔۔ اُس کا دل حلق میں آگیا تھا۔۔

"مم۔۔ما"۔۔ اُسی وجود نے اپنا مضبوط ہاتھ سرعت سے اُس کے سر اور دوسرا ہاتھ اُس کے ہونٹوں پر رکھ کر اُس کی چیخ کا گلہ گھونٹا تھا۔۔ اِس وقت رات کے ڈھائی بجے اندھیرے میں کسی سے ٹکرانا حیا کو لگا وہ بس ابھی فوت ہونے کو تھی۔۔

"شش! حیا میں ہوں اِبراہیم"۔۔ اِبراہیم نے اپنا چہرہ اُس کے چہرے کے قریب لا کر سرگوشی کی تھی۔۔ اُس کے اعصاب قدرتی طور پر ڈھیلے ہوئے تھے۔۔ پر پتا نہیں کیوں حیا کا غصّہ پھر عود آیا تھا۔۔ اُس نے جھٹکے سے اپنے سر کو دائیں بائیں ہلا کر خود کو اُس کی گرفت چھڑانا چاہا تھا۔۔

اُس کی مزاحمت پر اِبراہیم نے نرمی سے اپنے دونوں ہاتھ ہٹائے تھے۔۔

"یہ کوئی طریقہ ہوتا ہے کیا۔۔؟؟"۔۔ وہ وہیں اُس کے بے حد قریب کھڑے اُس پر بگڑی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا حلانکہ دل نے اُس کے آنے پر شُکر کیا تھا۔۔اب تو وہ اپنے دل کے اپنے خلاف ہو جانے پر از حد ناراض ہونے لگی تھی۔۔ وہ ایک دم پلٹی تھی۔۔ جب اچانک عصمت جہاں کے کمرے سے آواز آئی تھی۔۔

"اماں دیکھنے تو دیں، میں بتا رہی ہوں باہر کھٹکا ہوا ہے"۔۔ نائلہ کی آواز تھا۔۔ ابراہیم نے سرعت سے اُس کے گرد اپنا بازو حمائل کر کے اُسے اپنے پاس کھینچ کر خود سے لگایا تھا اور دوسرا ہاتھ پھر سے اُس کے منہ پر رکھا تھا۔۔ اب کی بار حیا کی پشت اُس کے سینے سے لگی تھی۔۔

"شش! چُپ"۔۔ اب کے حیا کو اپنے بہت قریب سے آواز آئی تھی۔۔ اِس بار حیا کا خون بھی خُشک ہوا تھا وہ بغیر احتجاج کے اُس کی گرفت میں سانس رُوکے کھڑی رہی تھی۔۔

"نائلہ بلی ہوگی، کل سارے بچّوں کی خبر لوں گی۔۔ سو جاؤ اب، اس وقت شور کر کے سب کو اُٹھاؤ گی کیا"۔۔ وہ بیٹی پر پتی تھیں جنہوں نے آدھی رات کو اُن کی نیند خراب کی تھی۔۔ نائلہ نے کچھ کہے بغیر دروازہ بند کیا تھا۔۔

"شکر بچ گئے"۔۔ ابراہیم نے اُس کے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر گہرا سانس لے کر سرگوشی کی تھی۔۔

اُس نے ایک جھٹکے سے اُس کا بازو خود پر سے ہٹایا تھا اور اگلے ہی سیکنڈ پیچھے مڑے بغیر اُوپر بھاگی تھی۔۔ ابراہیم کے چہرے پر در آنے والی مُسکراہٹ بےساختہ تھی۔۔

"اُف اچھے خاصے بولڈ ہیں یہ"۔۔ وہ کمرے میں داخل ہو کر اپنا تنفس بحال کرتی بڑبڑائی تھی۔۔

...........

دوسری صبح اتوار ہونے کے باعث سب ہی گھر پر موجود تھے جب اچانک نائلہ کو رات کی بات یاد آئی۔۔

"فری تم لوگ کچن کا دروازہ بند نہیں کرتے کیا۔۔؟؟"۔۔ اُنھوں نے ایک نظر فرح اور حیا دونوں کو دیکھ کر پوچھا تھا۔۔

"نہیں پھپھو میں نے خود بند کیا تھا، کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ فرح ارحم کے منہ میں انڈہ ڈالتے بولی۔۔ حیا نے اِبراہیم کے آگے چیز سینڈوچز رکھے۔۔ اِبراہیم کو چیز سینڈوچز بہت پسند تھے۔۔ اُس کے کہے بغیر وہ بنا لائی تھی وہ بے ساختہ مُسکرایا تھا۔۔

"آنی میں بھی چیز سینڈوچ کھاؤں گی"۔۔ نبیہا نے کہا تو وہ وہیں کھڑی پلیٹ سے سینڈوچ اُٹھا کر نبیہا کی پلیٹ میں ڈالنے لگی تھی جب نائلہ کی اگلی بات پر وہ چونکی تھی۔۔

"رات کو ڈھائی تین بجے لاؤنج سے کھٹکے کی آواز آئی تھی"۔۔ اُس نے بےساختہ ابراہیم کو دیکھا تھا۔۔ جس نے اُس کو دیکھ کر بےساختہ درآنے والی مُسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔

"جی خالہ رات کیوٹ سی چھوٹی سی بلّی مجھ سے ٹکرائی تھی"۔۔ وہ اب اُس کو ایک نظر دیکھ کر ہنس کر بول رہا تھا۔۔ حیا نے اُسے گھورا تھا۔۔ جس کے چھوڑے ہوئے شوشے پر بچّے خوش ہو کر اُس کیوٹ سی بلّی کے دیدار کے شوق میں ناشتہ چھوڑ بیٹھے تھے۔۔

"چاچو کہاں گئی وہ۔۔؟؟۔۔ مجھے بھی دیکھنی ہے کیوٹ لٹل کیٹ"۔۔ نبیہا سینڈوچ چھوڑ کر اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔

"وہ وائیٹ کلر کی تھی چاچو"۔۔ احمد نے تصور میں اُس کو دیکھا ہو جیسے۔۔

"ہاں کچھ کچھ وائیٹ، کچھ کچھ پنک"۔۔ وہ مزہ لیتے بولا تھا، حیا کا دل کیا رات کی طرح اب وہ اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ دے۔۔

"ناشتہ کرو تم دونوں"۔۔ اُس نے دونوں کو گھورا تھا۔۔

"تم نے اُسے نکال باہر کرنا تھا اِبراہیم"۔۔ نائلہ نے نخوت سے کہا، اُنہیں انسانوں کی طرح بلیوں سے بھی پرخاش تھی۔۔

"ارے ایسے کیسے نکال دیتا خالہ، وہ تو پہلی ہی نظر میں میرے دل میں گُھس کر بیٹھ گئی ہے"۔۔ وہ اب کرسی سے ٹیک لگا کر اطمینان سے بولا تھا سنی نے چونک کر اُسے دیکھا تھا اور پھر حیا کے تپے تپے چہرے پر نظر ڈالتے ہی اُسے جیسے ساری بات سمجھ آئی تھی۔۔

"بھائی اب آپ نے اُس چھوٹی شی بلّی کا بہت خیال رکھنا ہے"۔۔ وہ شرارت سے بولا تھا اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ حیا کو وہاں سے واک آوٹ کر کے کچن میں جانا ہی بہتر لگا تھا۔۔۔

............

"جوئی، اُنہوں نے تو کبھی کچھ کہا ہی نہیں تھا، پھر میں کیوں دل پہ لے بیٹھی"۔۔ آمنہ ٹوٹی بکھری سی اُس کے سامنے رو پڑی تھی۔۔ وہ ٹھٹکتے ہوئے دروازے پر اپنے قدموں کو روک گیا تھا۔۔

"مُنو! میں نے خود اُن کی آنکھوں میں تمہارے لیے کچھ خاص محسوس کیا تھا"۔۔ جویریہ کا دل بہن کے دُکھ پر رویا تھا جیسے اور باہر کھڑے شہریار نے بےساختہ دیوار کو تھاما تھا۔۔

"میں اُن کے لیے صرف اُن کے دوست کی بہن تھی بس، اِسی لیے وہ مجھ سے ہنس بول لیے اور میں بیوقوف پتا نہیں کیا سمجھی تھی"۔۔ وہ دُکھ سے بھرائے ہوئے لہجے میں بولتی خود پر ہنسی تھی۔۔ شہریار نے کرب سے آنکھیں بند کر کے سانس کو اندر کھینچا تھا۔۔

"مجھ۔۔مجھے ابھی شادی نہیں کرنی پلیز تم بھائی سے بات کرو مجھے تھوڑا ٹائم دیں۔۔ بس تھ۔۔ تھوڑا ٹائم۔۔ ابھی تو دل کو سنبھلنے میں وقت لگے گا ناں صرف تھوڑا"۔۔ وہ پھر سے بکھری تھی۔۔

"مُنو! میں اُن سے بات کروں گی۔۔ میں اُن سے بو۔۔"۔۔ وہ آمنہ کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے ایک آس سے بول رہی تھی جب آمنہ نے اُسے ٹوک دیا۔۔

"ہرگز نہیں! مجھے محبت کی بھیک نہیں چاہیئے جوئی، اگر اُنہیں میری محبت نظر نہیں آئی تو میں سمجھ لوں گی میری غلط فہمی تھی، میری نظروں کا دھوکا تھا"۔۔ وہ قطعیت سے بولی تھی۔۔ شہریار ساکت سا کھڑا تھا۔۔

"تم بس ایک کام کردو، میں تمہارے سامنے ہاتھ جُوڑتی ہوں بھائی سے۔۔"۔۔ اُسے جُملہ پورا کرنا مُشکل ہوا تھا۔۔

"بھائی سے بولو۔۔ پاپا سے بات کریں ابھی نہیں پلیز"۔۔ وہ اُس کی گود میں سر رکھے درد سے رودی تھی۔۔

دو تین دن پہلے آمنہ کا رشتہ آیا تھا لڑکا ملٹی نیشنل کمپنی پر اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔۔ بظاہر تو اِس رشتے میں کوئی بُرائی نظر نہیں آرہی تھی۔۔ شہریار نے اپنے تحت بھی چھان بین کروائی تھی اور ابھی وہ آمنہ سے اُس کی رضامندی لینے آیا تھا پر اُس کے سر پر جیسے دھماکا ہوا تھا۔۔

"ارمان ہاشمی یا اِبراہیم ہاشمی۔۔ کون۔۔؟؟"۔۔ اُس نے دھڑکتے دل سے سوچا تھا۔۔ اور دل خوش گمانی اور انوکھے احساس سے دھڑکا تھا۔۔ اِن دونوں میں سے کوئی اُس کی بہن کا نصیب بنے، آمنہ کے لیے اِس سے زیادہ خوش نصیبی کی بات کیا ہوگی۔۔

"تم دونوں میں سے جو کوئی بھی ہے۔۔ ایس پی شہریار علی سے بچ جائے اب"۔۔ وہ مُسکرا کر زیرِلب بولتا واپس پلٹا تھا۔۔

"لیکن واقعی اگر صرف آمنہ کی غلط فہمی ہوئی تو۔۔؟؟"۔۔ اُس نے یہ بات اپنے دماغ سے جھٹکی تھی، وہ یہ بات سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔

............

رات آٹھ بجے وہ سب ہی لاؤنج میں بیٹھے تھے، آج اتفاق سے سب ہی گھر پر موجود تھے۔۔

ارمان اور ابراہیم ٹاک شو دیکھنے میں مصروف تھے۔۔ سنی بھی اُن کے پاس ہی بیٹھا تھا۔۔

حیا اور فرح کسی ڈرامے پر تبصرہ کر رہی تھیں، پاس ہی احمد اور نبیہا ہوم ورک کر رہے تھے، ننھا ارحم حیا کی گود میں سو رہا تھا، ایمن عصمت جہاں کے پیروں کی مالش کر رہی تھی اور عصمت جہاں نائلہ اور رحمت جہاں سے باتوں میں مصروف تھیں۔۔ سفیر تھوڑا دور صوفے پر بیٹھے آفیس کا کام سنبھالے بیٹھے تھے۔۔

"بجو ایسا کیوں ہوتا ہے، ہمیشہ ہم لڑکیوں کو ہی اپنا گھر کیوں چھوڑنا پڑتا ہے"۔۔ وہ آرزدگی سے بولی تھی۔۔

"ہر لڑکی کو جانا پڑتا ہے، میں بھی تو آئی ہوں ناں"۔۔ فرح ہنس کر بولی تھی۔۔

"مجھے نہیں جانا آپ لوگوں کو چھوڑ کر"۔۔ وہ بچّوں کی سی ضد سے بولی تھی۔۔ فرح نے اُس کے لہجے میں چُھپا درد اپنے دل پر محسوس کیا تھا۔۔

"پاپا میں تو اپنا گھر چھوڑ کر نہیں جاؤں گی"۔۔ غور سے سُنتی نبیہا ہوم ورک سے ہاتھ روکے سفیر سے زور سے بولی تھی۔۔

"کون کہاں بھیج رہا ہے میری گڑیا کو۔۔؟؟"۔۔ اُنہوں نے بھی کام سے ہاتھ رُوک کر بیٹی کو دیکھ کر مُسکرا کر پوچھا۔۔

"پاپا جانا پڑتا ہے، ہر گرل کو جانا پڑتا ہے، یہ گھر صرف بائز کا ہوتا ہے، جیسے آپ کا، میرا، مان چاچو، ابراہیم چاچو، سنی چاچو کا"۔۔ احمد گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنے عقل اور سوچ سے بڑی بات کر کے سب کو حیران کر گیا تھا وہ ویسے بھی اپنی عُمر کے حساب سے بڑی باتیں کرجاتا تھا۔۔

"لیکن آنی کو اپنے گھر سے نہیں جانا"۔۔ نبیہا کو اپنا دکھ بھول کر اپنی پیاری آنی کا دکھ محسوس ہوا تھا۔۔ ارمان نے بغور حیا کو دیکھا تھا۔۔ ابراہیم نے بھی اُسے دیکھا تھا۔۔ وہ چور سی بن گئی تھی۔۔

"تو آنی اِبراہیم چاچو سے شادی کر لیں، پھر اُن کو یہ گھر چھوڑنا نہیں پڑے گا"۔۔ احمد کے اچانک بولنے پر سب ہی مُتوجہ ہوئے تھے۔۔ حیا کا سر جُھکا تھا۔۔

ایمن کے دل نے بےساختہ آمین کہا تھا

کچھ کی نظریں حیا پر کچھ کی نظریں ابراہیم پر۔۔اِس عجیب سی صورتِ حال پر سب ہی چُپ ہوئے تھے۔۔

"احمد"۔۔ فرح کے لہجے میں سختی تھی۔۔

"یہ بڑوں والی باتیں کس نے سکھائی ہیں تمہیں۔۔؟؟"۔۔ نائلہ کے لہجے میں ناگواری تھی۔۔ ابراہیم فون کان سے لگا کر باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔

"کوئی بات نہیں پھپھو بچّہ ہے، میں سمجھا دوں گا"۔۔ ارمان نے آگے بڑھ کر احمد کو بازو کے حلقے میں لیا جو سب کی نظروں سے روہانسا ہورہا تھا۔۔ وہ اُسے لیے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ فرح اور حیا کچن میں چلی گئی تھیں۔۔ یوں یہ محفل برخواست ہوئی تھی۔۔

...........

"احمد بیٹا ایسے بڑوں کی باتوں میں نہیں بولتے ناں"۔۔ ارمان اُسے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے آیا تھا، اب اپنے سامنے بیڈ پر بٹھائے اُس کو پیار سے سمجھانے لگا۔۔

"چاچو مجھے رمیز چاچو اچھے نہیں لگتے"۔۔ اُس کی بات پر ارمان سُن سا ہوگیا تھا۔۔ اتنا تو سب کو اندازہ تھا کہ احمد اپنی عمر سے زیادہ سنجیدہ تھا کچھ وہ اپنے سارے چچاؤں سے مُتاثر رہا تھا۔۔ اور اِبراہیم ہاشمی سے وہ بچپن سے کالز اور ویڈیو کالز سے رابطے میں رہا تھا ہمیشہ۔۔ وہ اِبراہیم سے شروع سے کچھ زیادہ ہی مُتاثر تھا۔۔

"ایسے نہیں کہتے"۔۔ وہ بمُشکل کہہ پایا۔۔

"چاچو وہ آنی کو ڈانٹتے ہیں، اُن سے بدتمیزی سے بات کرتے ہیں، جب وہ آنی کو ڈانٹتے ہیں تو میرا دل کرتا ہے میں اُن سے فائیٹ کروں"۔۔ وہ جُوش سے بول کر چُپ ہوا تھا۔۔ ارمان نے بےساختہ نچلا لب دانتوں میں دبایا تھا۔۔

"میری بات سُنو!"۔۔ احمد بنا پلک جھپکائے اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

"ہماری زندگی کے فیصلے ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتے، وہ بس اللہ طے کرتا ہے اور میری بات ہمیشہ یاد رکھنا ہمارے لیے جو اللہ چوز (مُنتخب) کرتا ہے ناں، وہ ہمارے لیے بیسٹ ہوتا ہے"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا جو بڑے غور سے سُن رہا تھا۔۔

"مطلب اللہ ہمارے لیے ہمیشہ بیسٹ چوز کرتا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ آنکھوں میں ایک خاص چمک لیے تصدیقی انداز سے پوچھ رہا تھا۔۔

"آلویز (ہمیشہ)"۔۔ ارمان نے اُس کی آنکھوں میں چمکتے روشن ستارے دیکھ کر مُسکرا کر اُس کے بال بگاڑے تھے۔۔

آٹھ سالہ احمد کے دل کو رب کی ذات نے اپنا یقین بخشا تھا، یہ یقین کے اب اُس کی آنی کے ساتھ کوئی چاہے بھی تو بُرا نہیں کرسکتا ہے۔۔ اور اِسی لمحے اِس ننھے بچّے کی آنکھوں سے چھلکتے یقین نے ارمان ہاشمی کے دل کو بھی چُھوا تھا

یہ ساری گُفتگو دروازے سے ٹیک لگائے کسی اور نے بھی سُنی تھی اور اب وہ بھی اُسی یقین کو اپنے دل میں محسوس کرتا مُسکرا رہا تھا۔۔

"اور دوسری بات۔۔ آپ نے کیا کہا تھا نبیہا سے یہ اُس کا گھر نہیں ہے۔۔؟؟ جیسے یہ آپ کے بابا کا اور آپ کا گھر ہے، ویسے ہی یہ ہمیشہ نبیہا، حیا اور پھپھو کا گھر رہے گا سمجھے"۔۔ اُس نے پیار سے اُس کے بال بگاڑے تھے۔۔۔ پر احمد کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائی تھی۔۔

"اِٹس مین اُن لوگوں کے دو دو گھر ہوں گے۔۔؟؟"۔۔ وہ سُوچ کر بولا تھا۔ اُس کی بات پر ارمان اور اِبراہیم دونوں کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ آئی تھی۔۔

"بلکل! بیچارے تو بائز ہوئے ناں"۔۔ وہ بیچارگی سے بولا تو احمد زور سے ہنسا تھا۔۔

"یو نو چاچو، یو آر دی بیسٹ"

(آپ کو پتا ہے چاچو، آپ بہت اچھے ہیں)

وہ کھڑے ہوتا اُس کا گال چُوم کر بولا ارمان اُس کی محبت پر مُسکرایا تھا۔ جب جانے کیلئے پلٹا تو دروازے میں کھڑے اِبراہیم کو دیکھ کر اُس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرائی تھی

"بٹ اِبراہیم چاچو اِز دی بیسٹ آف دی بیسٹ"

(لیکن اِبراہیم چاچو بہترین ہیں)

وہ بھاگ کر اِبراہیم کو گلے لگاتا بولا پھر اُسی تیزی سے باہر بھاگ گیا تھا۔ دونوں کا قہقہہ مُشترکہ تھا۔۔

"چلو ارمان ہاشمی کے اتنے دیوانوں میں کوئی تو اِبراہیم ہاشمی کا دیوانہ نکلا"۔۔ وہ بول کر اندر آیا تھا، ارمان اُس کی بات پر پھر سے زور سے ہنسا تھا۔۔

"شہری کا میسج آیا ہے، کیفے بُلا رہا ہے، کھانا کھا کر چلتے ہیں"۔۔ ابراہیم کے کہنے پر اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

.............

رات کے دس بجے وہ دونوں شہریار کے ساتھ کیفے میں بیٹھے تھے۔۔

"آج کل ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے سر پر"۔۔ شہریار نے اِبراہیم کے آگے پڑے پیکٹ سے سگریٹ نکال کر کُرسی سے ٹیک لگائے دونوں کو بغور دیکھ کر کہا۔۔

"واٹس دا میٹر؟؟"

(معاملہ کیا ہے۔۔؟؟)

اِبراہیم نے بھی سگریٹ لبوں میں دبائی تھی شہریار نے سگریٹ سلگا کر لائٹر اُس کی طرف اُچھالا جسے وہ کیچ کر چکا تھا۔۔

"خیریت۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے بھی اُسے دیکھ کر پوچھا۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ جواب دیتا اُس کا فون بجا تھا۔۔

"میں نے تمہیں ایک بندے کی تصویر اور ڈیٹیلز (تفصیلات) واٹس ایپ کی ہیں، کل تک مجھے اِس بندے کی پوری کی پوری رپورٹ چاہیئے، کیا کرتا ہے، کن لوگوں میں اُٹھتا بیٹھتا ہے، کوئی گرل فرینڈ وغیرہ، سب کچھ کل مجھے چاہیئے"۔۔ وہ ایک پولیس والے کے انداز میں کسی کو ہدایت دیتا فون رکھ چُکا تھا۔۔

"پکے پولیس والے لگ رہے ہو"۔۔ اِبراہیم اُس کو دیکھ کر ہنسا تھا۔۔

"کس کی شامت آئی ہے ایس پی۔۔؟؟"۔۔ ارمان بھی ہنسا تھا۔۔

"تم دونوں میں سے کسی ایک کی"۔۔ وہ ایک دم سنجیدگی سے بولا تھا۔۔ دونوں کا مُشترکہ قہقہہ گونجا تھا۔۔ شہریار بھی مُسکرایا تھا۔۔

اُس نے کچھ سیکنڈ موبائل میں مصروف رہ کر موبائل ٹیبل پر رکھتے دونوں کو پولیس والے کی آنکھ سے دیکھتا بولا۔۔

"یہ لڑکا دیکھو"۔۔ اِبراہیم ذرا سا آگے ہوتا موبائل اُٹھا گیا تھا۔۔

"شکل سے کرمنل لگتا تو نہیں ہے"۔۔ اُس نے ایک نظر تصویر کو دیکھ کر موبائل ارمان کی طرف بڑھایا۔۔

"اچھا خاصا ہے، کیا کیا ہے اِس نے۔؟؟"۔۔ ارمان اُس کی ڈیٹیلز پڑھتا بولا۔۔

"جُرم تو کچھ بھی نہیں ہے اِس کا، بس مجھے اپنا سالا بننے کی درخواست دی ہے اِس کے ماں باپ نے"۔۔ بولتے ہوئے اُس کی نظر دونوں پر تھی۔۔ بات کو سمجھتے دونوں ہی کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔ شہریار الجھا تھا پر اسی لمحے اِبراہیم کا اچانک چہرہ موڑ کر ارمان کو دیکھنا۔۔ ایک لمحے کو ارمان کا رنگ اُڑا تھا پر لمحے کہ ہزارویں حصّے میں خود کو سنبھالتے ہوئے وہ موبائل کو ٹیبل پر رکھنے لگا تھا پر موبائل ٹیبل پر رکھے کافی سے بھرے کپ سے ٹکرایا تھا اور پوری کی پوری کافی ٹیبل پر نقش و نگار بنا گئی تھی۔۔

اور اِسی لمحے شہریار علی کو اپنی بہن کے نازک سے دل کو چُرانے والے مُجرم کا پتا چل گیا تھا۔۔

"یہ لو بچ گیا ہے یہ"۔۔ ارمان نے سنجیدگی کے ساتھ موبائل شہریار کی طرف بڑھایا تھا۔۔ اُس کے چہرے پر کچھ دیر پہلے والی شوخی غائب تھی۔۔ اُس کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی اور اضطراب شہریار علی کو عجیب سا سکون بخش گئے تھے۔۔

............

اُس سے مزید نہیں بیٹھا گیا تھا اُس کا دل ہر چیز سے اُچاٹ ہوا تھا جیسے۔۔

دس منٹ بعد وہ سر درد کا بہانہ بنا گیا تھا۔۔

اِبراہیم اُس کی حالت سمجھتے ہوئے شہریار سے معذرت کرتے اُٹھا تھا۔۔ دونوں ہی اِس بات سے بے خبر تھے کہ اُس کے اچانک ہونے والے سر درد سے شہریار علی بھی واقف تھا۔۔ ارمان کی حالت دیکھ کر وہ مُستقل مُسکرا رہا تھا۔۔۔

"اب کیسے مجنوں بنے ہوئے ہو، اُس دن جب حیا نے بن کہے تمہارا کیس ہائی کورٹ میں پیش کرنا چاہا تھا تب کیسے بھاگے تھے وہاں سے"۔۔ اِبراہیم گاڑی اسٹارٹ کر کے روڈ پر ڈالتے بولا۔۔ ارمان نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"ایسے حیرت سے مت دیکھو مجھے، آپ کی چھوٹی سی بہن اور آپ کا یہ بھائی دونوں آپ کے دل کا حال جان گئے تھے"۔۔ اُس کے کہنے پر ارمان کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

"پتا نہیں یار شادی کا کبھی سوچا ہی نہیں ہے اور وہ بھی اتنی جلدی"۔۔ وہ اب کے اطمینان سے سیٹ کی پُشت سے سر لگا کر بولا۔۔

"تو اُس پولیس والے کی بہن کی شادی اٹینڈ کرنی ہے تم نے۔۔؟؟"۔۔ اِبراہیم موڑ کاٹتے بولا انداز تپانے والا تھا۔۔

"نہیں! تم اپنے بھائی کی برات لے جاؤ گے اُس پولیس والے کے گھر"۔۔ وہ جس سُکون سے بولا تھا اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔۔

"اہاں! "۔۔ اُس نے اپنے مخصوص انداز میں دلکشی سے داد دی تھی۔۔

.............

عصمت جہاں کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔۔ حیا کے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔ آمنہ تو اُس کو بھی دل و جان سے پسند آئی تھی۔۔

ارمان نے اُن لوگوں کو اگلے دن ہی رشتے کے لیے بھیجا تھا، اِبراہیم اُس کی بے تابی پر ہنسا تھا۔۔

"کوئی رسک نہیں لینا، کیا پتا اُس پولیس والے کی کھوپڑی کو وہ بیبا بچّہ پسند آجائے اپنی بہن کے لیے"۔۔ ارمان کے سنجیدگی سے کہنے پر اِبراہیم کی حالت ہنس ہنس کر غیر ہوئی تھی۔۔

ہارون علی نے شہریار کے چہرے پر اندرونی خوشی دیکھ کر مُثبت ماحول میں اُن کو ایک دو دن میں جواب دینے کا کہا تھا۔۔ عصمت جہاں، فرح، حیا، اِبراہیم کے ساتھ آئے تھے۔۔

"اب بیٹا میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے، میں تو اپنے بچّوں کی خوشیاں دیکھنے کے لیے زندہ ہوں"۔۔ وہ پھر آبدیدہ ہوئی تھیں، پاس بیٹھے ابراہیم نے محبت سے اُن کو اپنے مضبوط بازو میں لیا تھا۔۔

"ارے اماں جی اللہ کرم کرے گا، اللہ ہمیں اپنے سارے بچّوں کی بے حساب خوشیاں دیکھائے گا آمین"۔۔ ہارون علی نے خوشدلی سے کہا۔۔

"میں آمنہ سے مِل لوں۔۔؟؟"۔۔ تبھی وہ جھجکتے ہوئے اُٹھی تھی۔۔

"ہاں ضرور، وہ روم ہے"۔۔ شہریار کے بتانے پر وہ آگے بڑھی تھی۔۔

"بیٹا اب کیسے لڈو پھوٹ رہے ہیں، کل سے تو رو رو کر دماغ خراب کر لیا تھا مُحترمہ نے، بھیک نہیں مانگوں گی اُن سے اپنی محبت کی، بھائی سے بولو ابھی شادی نہیں کروں گی"۔۔ جویریہ نے چہکتی ہوئی آواز میں اُس کی نقل اُتاری تھی اُس کے انداز پر آمنہ کی قل قل کرتی ہنسی سُنائی دی تھی، باہر کھڑی حیا نے بےساختہ اپنے بھائی کی دائمی خوشیوں کی دعائیں مانگی تھیں

"اور اب مُحترمہ کل رخصت ہونے کو تیار ہیں"۔۔ اُس کی بات پر آمنہ کا دل دھڑکا تھا

"کوئی نہیں اتنی جلدی بھی نہیں ہے مجھے"۔۔ اُس کی بات پر وہ مُسکرا کر دروازے پر آئی تھی۔۔ اپنے بھائی کے لیے کسی کا اتنا پیار محسوس کر کے اُس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں، اُن دونوں کی باتیں اتنی اچھی لگ رہی تھیں کہ وہ وہیں کھڑی رہی تھی۔۔

"رہنے دو کل رو رو کر مر رہی تھی اُن کے لیے"۔۔ جویریہ نے آمنہ کو تکیہ مارا۔۔

"یقین کرو ابھی بھی مرتی ہوں"۔۔ وہ وہی تکیہ چہرے کے آگے رکھتی شرمیلے لہجے میں بولی تھی۔۔ حیا بے ساختہ ہنسی تھی۔۔

"اوہووو!!"۔۔ جویریہ نے اُس سے تکیہ چھیننا چاہا تھا۔۔ تبھی اُس نے دستک دی تھی۔۔۔ آمنہ نے تکیہ ہٹا کر دیکھا جیسے ہی حیا پر نظر پڑی اپنی آخری بات پر وہ لال گلابی ہوئی تھی۔۔ حیا اُس کی حالت دیکھ کر زور سے ہنسی تھی۔۔

"چلیں اب میں اپنے بھائی سے بھی پوچھ لیتی ہوں وہ بھی آپ پر مرتے ہیں کہ نہیں۔۔؟"۔۔ وہ شرارت سے بولی تھی، اُس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ بولتیں حیا نے اچانک موبائل کا اسپیکر آن کر کے موبائل سامنے کیا تھا۔۔

"جی مان کیا فرمائیں گے آپ۔۔؟؟"۔۔ سکرین پر چمکتے نام کو دیکھ کر آمنہ کی سیٹی گُم ہوئی تھی۔۔ مطلب وہ اُس کا اظہارِ محبت سُن چُکا تھا۔۔ ارمان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ وہ کب سے ضبط کیے بیٹھا تھا۔۔ آمنہ کے دل کی دھڑکن ایک لمحے کو رُکی تھی۔۔

"کبوتروں کی ضرورت نہیں ہے مجھے، جس سے جو کہنا ہوگا وہ میں ڈائیریکٹ کہہ دوں گا"۔۔ وہ ہنستے لہجے میں کہتا فون کاٹ گیا تھا۔۔ اُس کی آواز سُن کر آمنہ کا دل بُری طرح دھڑکا تھا۔۔

"اووو"۔۔ جویریہ نے آمنہ کے ہاتھ سے تکیہ چھینا تھا جو وہ دوبارہ چہرے پر رکھ گئی تھی۔۔

"اُف سب سُن لیا اُنہوں نے"۔۔ وہ سجدہ ریز ہوئی تھی۔۔ اُس کی حرکت پر حیا اور جویریہ زور سے ہنسی تھیں۔۔۔ وہ جانتی تھی اب تو جویریہ نے اُس کا ریکارڈ ہی لگانا تھا۔۔

عصمت جہاں نے ہارون علی کو کل اپنے گھر چائے پر بُلایا تھا تا کہ وہ ارمان سے مل لیں اور گھر بھی دیکھ لیں، اُنہوں نے ہامی بھری تھی۔۔

............

ارمان نے لاؤنج میں قدم رکھا سنی کو اچانک کھانسی ہوئی تھی۔۔ اِبراہیم مُسکرایا تھا۔۔ وہ سب کو نظرانداز کرتا عصمت جہاں کے پاس آیا تھا۔۔

"جا میرا بچّہ حیا نے تمہارے کپڑے استری کردیے ہیں بدل لو وہ لوگ آنے والے ہوں گے"۔۔ وہ محبت سے اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے اُس کی پیشانی چُوم کر بولیں۔۔ اُن کی بات پر وہ مُسکرایا تھا، جب وہ اُس کے لیے پانی لے آئی تھی۔۔ اِبراہیم کی گود میں چڑھا ارحم اُسے دیکھ کر مچلا تھا۔۔

"آنی"۔۔ وہ جھکی نظروں سے قدم اُٹھاتی اُس کو لینے اِبراہیم کے پاس گئی تھی

"ابراہیم پھر تم کب کر رہے ہو۔۔؟؟"۔۔ فرح نے اُس کو شرارت سے دیکھا تھا۔۔

"ان شاء اللہ بہت جلد"۔۔ وہ بول کر ارحم کے گال پر جُھکا تھا حیا نے بےساختہ اُس کی طرف دیکھا تھا پر وہ ہنوز اُس کے گال چُومنے میں مصروف تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ آئے تھے شہریار تو پہلے ہی اِس رشتے پر دل و جان سے راضی تھا۔۔ ہارون صاحب نے ارمان کو دیکھتے فوراً سے ہاں کہی تھی۔۔

"اللہ مُبارک کرے اب مجھے تاریخ دو بیٹا اِس گھر نے برسوں سے کوئی خوشی نہیں دیکھی"۔۔ عصمت جہاں کا بس چلتا ابھی آمنہ کو رُخصت کروا کر لے آتیں۔۔ ارمان نے بے ساختہ ساتھ بیٹھے اِبراہیم کو دیکھا تھا۔۔

"کانگریٹس، گرینی اِز ناٹ کمنگ سلو برو"

(مبارک ہو گرینی کو ہلکا مت لینا بھائی)

"تو پھر ایسا کرتے ہیں جویریہ کے ساتھ ساتھ آمنہ اور ارمان کے بھی فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں"۔۔ ہارون صاحب نے عصمت جہاں سے بھی زیادہ جُوش دکھایا تھا۔

"ارمان بیٹے تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔۔؟؟"۔۔ ہارون صاحب نے اچانک اپنا رُخ اُس کی طرف موڑا تھا۔۔ وہ ہڑبڑایا تھا۔۔

"جی نہیں انکل جیسے آپ لوگوں کی مرضی"۔۔ وہ فرمانبرداری سے بول کر اِبراہیم کو حیران کر گیا تھا۔۔ جب کہ کب سے خاموش بیٹھا شہریار اُس کی تابعداری پر کھل کر مُسکرایا تھا۔۔

"تو بس پھر اگلے ماہ کی بیس تاریخ کو جویریہ کے ساتھ اِن دونوں کا بھی نکاح اور برات طے کرتے ہیں اور جبکہ ولیمہ ایک دن کے فرق سے کریں گے اِن شاءاللہ"۔۔ ہارون صاحب کے بولنے پر عصمت جہاں نے دونوں بازو ارمان کی طرف پھیلائے تھے۔۔ وہ اُٹھ کر اُن کی طرف آیا تھا

"میرا بچّہ! اللہ نظرِ بد سے بچائے ہمارے بچّوں کو"۔۔ نم لہجے میں کہہ کر اُنہوں نے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔

"آمین"۔۔ سب کے دلوں سے نکلا تھا۔۔

"ارے حیا!، فرح!، ایمن! مٹھائی لاؤ، میرے گھر میں اللہ نے خوشیاں بھیجی ہیں"۔۔ اُن کی خوشی کا ٹھکانا ہی نہیں مل رہا تھا، وہ صرف اُن کی خوشی کے لیے اتنی جلدی شادی پر راضی ہوا تھا۔۔

"ہائے اللہ اتنے شارٹ نوٹس پر بھیجی ہیں کہ کوئی ٹیلر سُوٹ ہی نہیں لے گا"۔۔ وہ فرح کو دیکھ کر بڑبڑائی تھی۔۔ فرح اور ایمن کی بے ساختہ ہنسی چھوٹی تھی۔۔

............

"تو آپ سے اتنا نہ ہوا کہ مجھے بھی لے چلتے آپ لوگوں نے بالا ہی بالا رشتہ طے کردیا، تاریخ بھی طے کردی، ہمیشہ کی طرح مجھ سے سوتیلوں کی طرح سلوک کیا گیا"۔۔ نائلہ نے باقاعدہ واویلہ مچایا تھا۔۔

"سب کچھ ہی اچانک ہوا ہے بی بی"۔۔ وہ بیزاری سے بولیں۔۔

"اماں آپ کو عروج نظر نہیں آئی تھی۔۔ ظلم کیا ہے آپ نے مجھ پر"۔۔ عروج نے بے ساختہ پہلو بدلہ تھا۔۔ اُس نے کبھی ارمان کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تھا۔۔

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"نائلہ جو بچّوں کی خوشی، تم اب اِس طرح رو رو کر بد شگونی نہیں کرو"۔۔ اُنہوں نے ناگواری سے اُنہیں ٹوکا۔۔

"مجھے شادی پر بھی مت بُلایئے گا اماں، کیا ضرورت ہے"۔۔ وہ طنزاً بولی تھیں۔۔

"اے بی بی جیسے میرے نہ بُلانے سے تم نے واقعی نہیں آنا ہے"۔۔ وہ بے پروائی سے بول کر نائلہ کو مزید تپا گئی تھیں۔۔ حیا اور فرح نے بمُشکل اپنی ہنسی چھپائی تھی۔۔

.............

"تم نے اپنا مائینڈ میک اپ (ذہنی طور پر تیار) کر لیا ہے اتنی جلدی شادی پر۔۔؟؟"۔۔ وہ بیڈ پر تکیے سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ پر مصروف تھا جب پاس ہی نیم دراز اِبراہیم نے اچانک پوچھا۔۔

ارمان نے گہرا سانس بھر کر لیپ ٹاپ بند کیا تھا۔۔

"یار پتا نہیں! بس اتنا پتا ہے کہ دادو خوش ہیں اور اگر وہ خوش ہیں تو میں بھی خوش ہوں"۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم مُسکرایا تھا۔۔

"مان ہم اندر آجائیں۔۔؟؟"۔۔ حیا دروازے پر دستک لیے شوخی سے پوچھ رہی تھی، ساتھ میں ایمن بھی تھی۔۔ وہ کھل کر ہنسا تھا۔۔ وہ بھی اُٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔۔ اُس نے حیا کے چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لیا تھا جو کہ اندرونی خوشی کا پتا دے رہا تھا۔۔

"میں منع کروں گا تو کیا نہیں آؤں گی۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر شرارت سے ہنس کر بولا تھا۔۔

"کوئی نہیں اتنی آسانی سے تو آپ کو بلکل نہیں چھوڑیں گے ہم، کیوں ایمی۔۔؟"۔۔ وہ گھوم کر ارمان کے سامنے بیٹھتے بولی۔۔ اتنے عرصے میں آج پہلی بار وہ اُس کی پرواہ کیے بغیر خوش دلی سے بولی رہی تھی۔۔ ورنہ تو اُسے سامنے دیکھ کر یا تو وہ چُپ ہوجاتی یا جگہ ہی چھوڑ دیتی تھی۔۔

"کیوں بھئی کیا خطا ہوگئی مجھ سے۔۔؟؟"۔۔ وہ انجان بنا تھا۔۔

"مان آپ کی شادی ہے اور آپا اور میں زبردست شاپنگ کریں گے پہلے سے بتا رہے ہیں"۔۔ ایمن نے اُسے باور کروایا تھا۔۔ دونوں ہی ہنسے تھے۔۔

"بلکل! ایک تو اتنے شارٹ نوٹس پر شادی کر رہے ہیں، پتا نہیں ہمارے کپڑے تیار ہوں گے بھی یا نہیں"۔۔ اُس کو اپنی فکر ستانے لگی تھی۔۔

"دیکھو ذرا دُلہے کی تو کسی کو فکر ہی نہیں ہے"۔۔ وہ بیچارگی سے بولا تھا۔۔ ابراہیم زور سے ہنسا تھا۔۔

"آپ لوگوں کا کیا ہے ہر چیز مل جاتی ہے، مسئلہ تو ہم لڑکیوں کا ہوتا ہے ناں"۔۔ ایمن نے اپنی جنس کے لیے ہمدردی جتائی۔۔ حیا نے غمگین منہ بنا کر اُس کا ساتھ دیا۔۔

"چلو میں دعا مانگو گا تمہاری قوم کے لیے"۔۔ وہ مُسکراہٹ دباتا لیپ ٹاپ اٹھاتے بولا۔۔

"صرف دعا سے کام نہیں چلے گا"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے لیپ ٹاپ لے کر بولی۔۔

"پھر کیا کرنا ہو گا مجھ بیچارے کو۔۔؟؟"۔۔ انداز میں معصومیت تھی۔۔

"اپنے سارے کریڈٹ کارڈز سب اِدھر رکھیں"۔۔ اُس نے اُس کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی تھی۔۔

اِس لمحے اِبراہیم ہاشمی کا دل کیا اُس کی ہتھیلی پر ہفتِ کلیم کی دولت رکھ دے، زمانے بھر کی خوشیاں رکھ دے۔۔

"لڑکی کیا بلکل ہی غریب کرنا ہے اپنے مان کو۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے آنکھیں پھیلائی تھیں۔۔

"میرے مان دل کے امیر ہیں مجھے پتا ہے"۔۔ وہ مان سے بولی تھی۔۔ تب ارمان کے ساتھ ابراہیم کے چہرے پر بھی مُسکراہٹ دوڑی تھی۔۔

"یہ لو، کچھ بھی میری گڑیا سے بڑھ کر نہیں ہے"۔۔ ارمان نے اٹھ کر وارڈروب سے کارڈز نکال کر اُس کے ہاتھ پر رکھتے اُس کی پیشانی چُومی اور ایمن کے سر پر ہاتھ رکھا تھا

"تھینک یو مان"۔۔ وہ بے اختیار اُس کے گلے لگی۔۔

"آئی لو یو"۔۔ وہ اُس سے الگ ہو کر اُس کا گال چُومتی مزے سے باہر بھاگی تھی۔۔ ارمان ہنستے ہوئے اُس کی طرف مُڑا تھا، وہ جو اب تک یک ٹک حیا کو دیکھ رہا تھا، دھیمے سے مُسکرایا تھا۔۔

...........

رات کے سوا بارہ بج رہے تھے۔۔ وہ سُونے کی تیاری میں تھا جب اچانک اُس کا موبائل بجا تھا۔۔ انجانا نمبر تھا۔۔ اُس نے کچھ سُوچ کر فون اُٹھایا تھا۔۔

"السلام و علیکم"۔۔ اُس نے اپنے مخصوص دلکش آواز میں سلامتی بھیجی تھی۔۔ چند لمحے خاموشی رہی۔۔

"وعلیکم السلام! آپ ارمان ہاشمی بول رہے ہیں"۔۔ کچھ مانوس شُوخ سی آواز اُبھری تھی۔۔ اُس نے آنکھیں اور لب سُکیڑ کر آواز پہچاننے کی کوشش کی تھی۔۔

"جی فرمائیں"۔۔ وہ مسکرایا تھا پر بظاہر سنجیدگی سے بولا تھا۔۔

"ارے اب تو ہم نے فرماتے ہی رہنا ہے اور آپ نے سُنتے ہی رہنا۔۔ آوچ"۔۔ وہ شوخی اور مستی سے مزید بولتی جب اچانک ہلکی آواز میں چیخی تھی۔۔

"کیا ہے!"۔۔ جھنجلاہٹ بھری آواز پر وہ بے آواز ہنسا تھا۔۔

"شش چُپ"۔۔ اب کے کسی کو چُپ کروایا گیا تھا۔۔ وہ محظوظ ہوتا لائیٹ آف کر کے بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔۔فون کان سے لگا ہوا تھا۔۔

"انسان مبارک باد ہی دے دیتا ہے"۔۔ اب کے مُسکراہٹ دباتے کہا گیا تھا۔۔ آواز میں خوشی کی شُوخ کھنک نُمایاں تھی۔۔۔

"جو مُبارکباد کی حق دار ہے مبارکباد بھی تو اُسے ہی دینی چاہیئے ناں مِس۔۔"۔۔ وہ خوبصورت لہجے میں بولتا ایک پل کو رُکا تھا۔۔

"جویریہ"۔۔ مُسکراہٹ دبا کر بولا، اُس کے جُملہ پورا کرنے پر اگلی جانب خاموشی چھائی تھی۔۔

"ارمان بھائی"۔۔ وہ ایک دم چیخی تھی۔۔ جب وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ آمنہ مُسکرائی تھی۔۔ فون اسپیکر پر ہونے کے باعث وہ سب سُن رہی تھی۔۔

"آپ نے کیسے پہچانا۔۔؟؟" ۔۔ وہ ہنستے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔

"سیکرٹ ہے"۔۔ وہ مُسکراہٹ دبا کر مزے سے بولا۔۔ اور وہ سیکرٹ وہ جھٹ سے جان گیا تھا۔۔آواز میں قدرے مُشابہت کے باوجود جویریہ کا لہجہ اور آواز شوخ کھنکتی ہوئی تھی جبکہ اُس کا لہجہ دھیما تھا جو مُقابل کو اپنی طرف کھینچتا تھا اور اُس سے بات کرتے وقت آمنہ کے لہجے میں ایک شرمیلی جھجک ہوتی تھی جس نے ارمان ہاشمی کے دل کو موہ لیا تھا۔۔

"اووو"۔۔ وہ زور سے 'اووو' کو قدرے کھینچ گئی تھی۔۔ جب وہ اُس کے بازو پر تھپڑ مار گئی تھی۔۔

"کیا کر رہی ہو۔۔ سب جاگ جائیں گے"۔۔ تنبیہی آواز پر اُس کے ہونٹوں پر خوبصورت مُسکراہٹ در آئی تھی۔۔

"اوہو تمہیں بڑا ڈر لگ رہا ہے کسی کے جاگنے کا"۔۔ اُس نے اب اُسے چھیڑا تھا۔۔ وہ مسلسل مُسکرا رہا تھا۔۔

"ارمان بھائی مُحترمہ کب سے میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے آپ سے بات کروانے کے لی۔۔۔ آہ"۔۔ اُس نے جویریہ کو کھینچ کر تکیہ مارا تھا۔۔ وہ زور سے ہنسا تھا۔۔

"لیں بھئی اپنی ہونے والی پیاری سے بیوی سے بات کر لیں میں تو چلی سُونے"۔۔ اُس کی بات پر آمنہ کا دھڑکا تھا۔۔ ہتھیلیاں بھیگی تھیں، اُس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا تھا، اُس کی بات پر ارمان ہاشمی کا دل بھی خوبصورت احساس سے دھڑکا تھا۔۔

"جاؤ ناں"۔۔ اب کے ہلکی سی گھبرائی ہوئی آواز آئی تھی۔۔ اُس نے اسپیکر آف کیا۔۔

"اس۔۔السلام و علیکم!!"۔۔ کچھ لمحے بعد اُس کی جھجکتی ہوئی آواز اُبھری۔۔

"وعلیکم السلام! جیتی رہیں"۔۔ اُس کے شرارت سے کہنے پر آمنہ جھینپی تھی۔۔۔

"کیسی ہیں آپ۔۔؟؟"۔۔ اُس کے ہونٹ مسلسل مُسکرا رہے تھے۔۔

"جی، میں ٹھیک ہوں۔۔ مجھے آپ سے ایک ریکوسٹ کرنی تھی"۔۔ اب وہ سیدھا بات پر آئی تھی۔۔ اُس کے سنجیدگی سے کہنے پر ارمان تھوڑا تھا اُٹھ کر بیٹھا تھا۔۔

"آپ بے جھجک اپنی بات کہیں آمنہ!! یہ رشتہ عُمر بھر کے لیے جوڑا جاتا ہے اِس رشتے کی بُنیاد ہی ایک دوسرے پر بھروسہ اور اعتماد ہوتا ہے اور میں چاہوں گا آپ اپنے دل کی ہر بات ہمیشہ مجھ سے شئیر کریں، ان شاءاللہ ہر قدم پر مجھے اپنے ساتھ پائیں گی"۔۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اُس کے خوبصورت دھیمے لہجے میں کھوئی ہوئی تھی۔۔ دوسری طرف خاموشی محسوس کر کے وہ ہنسا تھا

"آمنہ!!"۔۔ دھیما آنچ دیتا لہجہ۔۔

"جج۔۔جی!!"۔۔۔ وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"آپ کچھ کہہ رہی تھیں۔۔؟؟"۔۔ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"میرا فائینل ائیر ہے، کچھ منتھس میں میرے پیپرز ہیں"۔۔ وہ کہہ چُپ ہوئی تھی۔۔

"جی بولیں میں سُن رہا ہوں آمنہ"۔۔ وہ نرمی سے بولا تھا۔۔

"اِس طرح اچانک شادی، میرا مطلب ہے کہ۔۔ میں صحیح سے پڑھ نہیں پاؤں گی۔۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا میرے پیپرز کے بعد۔۔"۔۔ وہ جھجک کر بولتے رُکی تھی۔۔

"یعنی کہ محترمہ میرے کندھے پر بندوق رکھ کر چلانا چاہتی ہیں"۔۔ وہ دل ہی دل میں بول کر مُسکرایا تھا۔۔

"دیکھیں پلیز آپ ناراض نہ ہوں پلیز، میں اِس طرح پڑھ نہیں پاؤں گی"۔۔ اُس کی خاموشی پر اُس کے ناراضگی کا خدشہ دل میں لاتی وہ گھبرا کر نم لہجے میں بولتی گئی تھی۔۔

"مطلب آپ کو لگتا ہے کہ شادی کے بعد میری موجودگی آپ کو ڈسٹرب کرے گی۔۔؟؟ یا میں آپ کو پڑھنے نہیں دوں گا۔۔؟؟"۔۔ وہ بظاہر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا پر اُس کے لہجے میں معنی خیزی محسوس کر کے وہ سٹپٹائی تھی۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ میرا مطلب تھا کہ۔۔"۔۔ وہ ہچکچائی تھی۔۔ اُس کی حالت پر وہ بے آواز ہنسا تھا۔۔

"آمنہ جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہوگا، آپ آرام سے اپنے پیپرز دیں، میں سب سنبھال لوں گا اینڈ ٹرسٹ می آپ کا نام نہیں آئے گا"۔۔ ارمان کے الفاظ، اُس کے لہجے میں اپنے لیے مان محسوس کر کے آمنہ کے دل نے بے ساختہ اُس پاک ذات کا شُکر ادا کیا تھا۔۔

"جزاک اللہُ خیر"۔۔ وہ نم پر مُسکراتے لہجے میں بولی تھی۔۔

"ارے پہلے میری پوری بات تو سُن لیں"۔۔ وہ سنجیدگی سے بول کر اُس کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔

"شادی فکسڈ ڈیٹ پر نہیں ہوگی میری بات پر یقین رکھیں لیکن"۔۔۔ وہ رُکا تھا۔۔

"اُسی ڈیٹ کو ہمارا نکاح ہوگا، اینڈ ڈیٹس فائنل"۔۔ وہ حتمی لہجے میں بولا تھا۔۔

"جی مجھے منظور ہے"۔۔ اُس کی بات ختم ہوتے ہی وہ جلدی میں بول کر فون کاٹ گئی تھی۔۔ ارمان اُس کے انداز پر خوشگواری سے قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ اب مسئلہ عصمت جہاں کو منانے کا تھا۔۔ وہ سُوچتے سُوچتے نیند کی وادی میں کھویا تھا۔۔

............

اگلی صبح اُس نے ہاسپٹل جانے سے پہلے عصمت جہاں کے سامنے اپنی بات رکھی۔

"دادو یہ سب کچھ بہت جلدی ہے، میں سمجھ رہا ہوں آپ بہت خوش ہیں، میں آپ کی خوشی میں خوش ہوں، لیکن میں چاہتا ہوں، مقررہ وقت پر ابھی صرف نکاح ہوجائے، پھر تین چار مہینوں بعد جب آپ کہیں گی رُخصتی رکھ لیجیئے گا منع نہیں کروں گا"۔۔ وہ سر جھکائے اتنی فرمانبرداری اور ادب سے بول رہا تھا کہ عصمت جہاں کو مانتے ہی بنی۔۔

پھر عصمت جہاں نے ہی ہارون صاحب سے تین چار مہینوں کا وقت مانگا جو اُنھوں نے بخوشی دے دیا تھا۔۔

"ہائے شُکر اب آرام سے کپڑے بنے گے ہمارے، پر نکاح کا سُوٹ تو پھر بھی بنوانا ہے بجو صرف بیس دن ہیں بازار کب چلیں گی"۔۔ حیا نے بےساختہ شُکر کیا تھا پر فِکر ہنوز اپنی جگہ قائم تھی۔۔

اور رہی وہ تو ارمان ہاشمی نے جس طرح اُس کا نام لیے بغیر اُس کی بات کا مان رکھا تھا وہ آمنہ علی کے دل میں اپنا مُقام اور بڑھا گیا تھا۔۔

"تھینک یو ویری مچ"۔۔ اُس نے جذبات کی شدت سے مغلوب ہو کر اُس کے نمبر پر میسج سینڈ کیا تھا۔۔

"مائی پلیژر"۔۔ ❤ □

جھٹ سے جواب آیا تھا ساتھ دل کا ایموجی اُس کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔

.......

"حیا آج سنی آئے گا تمہیں لینے میں نے اُسے کہہ دیا ہے"۔۔ سفیر نے اُسے گیٹ پر اُتارتے ہوئے کہا۔۔

"جی بھیا"۔۔ وہ کہہ کر اندر چلی گئی تھی۔۔

سنی کو دو بجے آنا تھا اور اب ڈھائی بج رہے تھے وہ غائب تھا۔ اُس کے پاس فون بھی نہیں تھا۔۔ نہ ہی کسی کا نمبر یاد تھا۔۔ ایک اِس بات پر وہ ارمان سے ہمیشہ ہی ڈانٹ کھاتی تھی۔۔اُس کی ساری دوستیں ایک ایک کر کے جانے لگی تھی۔ اُس کا رُوٹ بلکل الگ تھا۔۔ وہ کچھ دیر تو بیٹھی رہی لیکن پھر اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ خود سے یونیورسٹی سے گھر دو تین بار آچکی تھی لیکن ہر بار عائشہ اُس کے ساتھ ہوتی تھی جو قریب ہی رہتی تھی پھر پانچ منٹ میں اُس کا گھر آجاتا تھا۔۔ آج عائشہ نہیں آئی تھی۔۔

وہ باہر کھڑے ایک رکشے کی طرف بڑھی تھی۔۔

پتہ سمجھا کر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔ اچانک اُسے لگا راستہ بدلہ ہے۔۔ اُس نے آگے ہو کر رکشے کی گِرل کو تھاما تھا۔۔

"بھائی یہ کہاں سے جارہے ہیں آپ۔۔؟؟"۔۔ اپنے خوف پر حتی الامکان قابو پاتے وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر بولی۔۔

"باجی جی یہ شارٹ کٹ ہے، یہاں سے جلدی آجائے گی آپ کی بتائی ہوئی جگہ"۔۔ وہ رکشہ دوراتے ہوئے اطمینان سے بولتا اُس کا اطمینان غارت کر گیا تھا۔۔

نہیں بھائی آپ اِس گلی سے نکلیں مین روڈ سے چلیں"۔۔ وہ لہجے کو مضبوط کرتے بولی پر گھبراہٹ نمایاں تھی۔ ڈرائیور نے سامنے شیشے سے حیا کے گھبرائے ہوئے چہرے کو بغور دیکھا، جس کے چہرے پر صاف لکھا تھا کہ وہ کبھی اکیلی نہیں نکلی۔۔

"باجی جی لگتا ہے پہلی بار گھر سے اکیلی نکلی ہو"۔۔ وہ محظوظ ہوکر بولتے اُس کی جان نکال گیا تھا۔۔ عمر کوئی پچیس چھبیس تھی۔۔

"مان"۔۔ اُس کے منہ سے زیرِلب نکلا تھا۔۔ آنکھوں میں آئی نمی چھپاتی وہ پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی تھی۔

"رُکو یہیں رُکو"۔۔ اب کے وہ چلائی تھی۔۔ اُس کے چِلانے پر وہ گھبراہٹ سے رکشے کو بریک لگا گیا تھا۔۔ وہ جلدی سے نیچے اُتری تھی۔۔

"ارے باجی گھر نہیں آیا ابھی تمہارا"۔۔ وہ حیران پریشان اُسے دیکھ کر بولا تھا۔۔

"یہ لو۔۔ مجھے بس یہیں اُترنا تھا"۔۔ وہ اُس کی گود میں پورا کرایا پھینکتی گلی کے مُوڑ کی طرف بھاگی تھی۔۔ سامنے مین رُوڈ تھا اُسے نہیں پتا تھا کہ وہ کون سا رُوڈ تھا۔۔ وہ کہاں کھڑی ہے۔۔ آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں

"مان آجائیں پلیز"۔۔ آنکھوں کے آگے دُھند لہرائی تھی۔۔ ٹریفک کا اژدھام ویسے ہی اُس کے ہوش اُڑانے کو کافی تھا

"آجاؤ، میں ڈراپ کر دیتا ہوں، رو کیوں رہی ہو"۔۔ آواز پر اُس نے سر اُٹھایا تھا وہ دھک سے رہ گئی تھی۔۔ سامنے بائیک پر وہ اُسی سے مُخاطب تھا۔۔

....

"میں ابھی آفیس سے نکلا ہوں، آج تم مجھے لنچ کروا رہے ہو، تیار ہو جاؤ میں پندرہ منٹ میں آ رہا ہوں"۔۔ وہ آفیس کے لیے بلڈنگ خرید چُکا تھا۔۔ اُسے وہاں کا بزنس یہاں مُنتقل کرنا تھا اُسے پتا تھا صبر آزما کام تھا۔۔ اُس کی بات پر ارمان نے گھڑی دیکھی تھی دو پینتیس ہو رہے تھے۔۔ ارمان کی رات نائیٹ شفٹ تھی اِس لیے وہ اِس وقت گھر پر تھا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے آجاؤ آئی ایم ریڈی"۔۔۔ اُس کے کہنے پر ابراہیم نے فون رکھا تھا۔۔ پھر گاڑی میں گونجتے گانے کے ساتھ آواز ملائی تھی۔۔ گانا اُس کا شوق تھا۔۔ سُوچوں کا رُخ اُس دُشمنِ جاں کی طرف گیا تھا۔۔ اُس کے ہونٹوں پر خوبصورت سے مُسکراہٹ پھیلی تھی۔۔

تُو کیا جانے تیرے بن جی نہ سکیں گے

تُو کیا جانے تیرے بن جی نہ پائیں گے

تُو کیا جانے تیرے بن مر جائیں گے

تُو کیا جانے تیرے بن مر جائیں گے

نہ جا نہ جا رے نہ جا رے

میرے دل کے سہارے

مجھے چھوڑ کے، مُکھ موڑ کے

تُجھ کو یہ پتا رے

نہیں توڑتے،

دل جوڑ کر

نہ جانہ جا سے گاتے ہوئے اُسے لگا اب وہ اُس سے التجا کر رہی ہے۔۔ ایک بے بس مُسکراہٹ نے اِبراہیم کے لبوں کو چُھوا تھا۔۔

اچانک اُس کی نظریں دوسری طرف روڈ پر پڑی تھی۔۔ اُسے اُس پر اُس کا گُمان ہوا تھا۔۔ وہ بائیک والا اُس لڑکی سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔ وہ پلٹی تھی۔۔ اِبراہیم کے خون نے جُوش مارا تھا۔۔ سرعت سے دروازہ کھولتا وہ گاڑی کُھلی چُھوڑ کر وہ بغیر احتیاط کے رُوڈ کراس کر گیا تھا۔۔

......

"بے بی آؤ ناں میرے ساتھ چلو"۔۔ وہ ٹانگوں سے بائیک چلاتے گھٹیا فقرے بولتے اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔۔ جب اچانک اُسے اپنے کندھے پر کسی کی سخت گرفت محسوس ہوئی تھی۔۔ اُس نے مُڑ کر دیکھا تھا۔۔

"باسٹرڈ"۔۔ اِبراہیم کے بھاری ہاتھ کا مُکا اُس کی مزاج پُرسی کر گیا تھا۔۔

"آہ"۔۔ وہ کراہ کر بائیک اسٹارٹ کر گیا تھا۔۔ اُس کی کراہنے پر حیا نے ایک نظر پیچھے دیکھا تھا اُس کے منہ سے نکلتے خون کو دیکھ کر وہ وحشت زدہ سی آگے کو بھاگی تھی۔۔

"حیا۔۔!!"۔۔ اُسے بھاگتے دیکھ کر وہ زور سے بول کر اُس کے پیچھے لپکا تھا۔۔

"حیا۔۔ رُکو میری بات سُنو"۔۔ اُس نے ایک ہی جست میں اُس تک پہنچ کر اُس کا بازو تھام کر اُس کا رُخ اپنی طرف مُوڑا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں پلیز۔۔"۔۔ وہ اُس کی گرفت میں تڑپی تھی۔۔

"حیا میں ہوں اِبراہیم، اِدھر دیکھو"۔۔ وہ اُس کا بازو نرمی سے ہلا کر بولا۔۔ اُس کی بات پر اُس نے آنکھوں میں بے یقینی بھر کر اُوپر نگاہ کی تھی۔۔ آنکھوں سے تواتر سے بہتے آنسو۔۔ چہرے پر خوف و وحشت سموئی تھی۔۔ تیز تنفس۔۔ وہ اُس کو دیکھ رہی تھی پر باعثِ خوف اُس کی آنکھوں بے تاثر تھیں جیسے وہ سامنے کھڑے شخص کو پہچان نہیں پا رہی تھی۔۔

"حیا سوئیٹ ہارٹ۔۔ میں اِبراہیم۔۔ یو آر سیو ناؤ"۔۔ اُس کی حالت کو سمجھتے ہوئے اِبراہیم نے مخصوص انداز میں پیار سے اُس کے گال پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔

"اِب۔۔اِبراہیم"۔۔ وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔ اُسے اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر اُس کے دل نے کہا جیسے اُس کو آنا ہی تھا۔۔ وہ بے اختیار اپنی پیشانی اُس کے بازو پر ٹکا کر رو دی تھی۔۔

"ریلیکس، آؤ گھر چلیں"۔۔ وہ اُس کا سر تھپتھپائے اُس کا ہاتھ تھامے روڈ کراس کرنے لگا۔۔ بیگ وہ اُس سے لے کر اپنے کندھے پر لٹکا چکا تھا۔۔

اُسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چُکا تھا۔۔ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رودی تھی۔۔

"سنی آیا نہیں تھا، میں ماں سے اُس کی شکایت کروں گی۔۔ وہ اتنی گندی باتیں کر رہا تھا مجھ سے"۔۔ وہ روتے روتے بولی تھی۔۔ اِبراہیم نے لب بھینچے تھے۔۔

"اُس کا حشر دیکھا تھا ناں تم نے۔۔؟؟ اور وہ مجھے نہیں تمہیں کرنا چاہیئے تھا"۔۔ وہ ٹِشو بڑھائے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔ وہ رونا دھونا بھول کر آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے اُسے دیکھنے لگی پھر اُس کا بڑھایا ہوا ٹشو تھاما تھا۔۔ حیا نے اِبراہیم کے چہرے پر اُس پارکنگ والے واقعے جیسی سنجیدگی دیکھی

تھی۔۔ اُس نے گاڑی اسٹارٹ کی تھی وہ اب چُپ ہی رہی تھی۔۔ پھر راستے میں رُک کر اُس کے لیے پانی کی بوتل لے آیا تھا۔۔

.....

"امی یہ حیا نہیں آئی ابھی تک اب تو دو بچپاس ہو رہے ہیں"۔۔ فرح نے ارحم کو سُلاتے گھڑی کو دیکھ کر کہا تھا۔۔

"کیا مطلب ہے وہ ابھی تک آئی نہیں سوا دو بجے تک تو آجاتی ہے ناں وہ۔۔؟؟"۔۔ ارمان جو سیڑھیاں اُتر رہا تھا اُس کی بات پر جیب سے مُوبائل نکال کر حیا کا نمبر ملایا تھا۔۔

"مان آپا کا سیل یہ رہا"۔۔ تبھی ایمن حیا کا بجتا موبائل کمرے سے لائی تھی۔۔ وہ غصّے سے اپنے لب بھینچ گیا تھا۔۔

اُس نے پھر سفیر کا نمبر ملایا تھا۔۔ حیا کے معاملے میں وہ ایسے ہی بے چین ہوجاتا تھا۔۔ سفیر نے اُسے بتایا کہ وہ سنی کے ساتھ آئے گی، اُسے اور پریشانی ہوئی۔۔۔ تبھی سنی منہ لٹکائے اندر داخل ہوا تھا۔۔

"ٹائم دیکھ رہے ہو تم۔۔؟؟ کہاں تھے تم دونوں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے پیچھے دیکھتا بولا لیکن اُس کے پیچھے وہ اُسے کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی۔۔

"حیا کہاں ہے سنی۔۔؟؟"۔۔ حالانکہ وہ باہر صحن میں بھی ہوسکتی تھی پر سنی کے چہرے پر کچھ غیر معمولی پن دیکھ کر وہ ٹھٹھکا تھا۔۔

"مان میں۔۔"۔۔ وہ ابھی کچھ کہنے ہی والا تھا جب پیچھے سے آتی آواز اُسے زندگی بخش گئی تھی۔۔ اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا جہاں حیا سر جُھکائے کھڑی تھی۔۔

"یہ رہی۔۔ اور تم ہو گیا تمہارا پرینک کا شوق پورا، چلو جاؤ اب فریش ہونے"۔۔ اِبراہیم نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ سنی نے تشکرانہ انداز میں اُس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

"یہ تمہارے ساتھ۔۔؟؟"۔۔ ارمان اُلجھن بھرے انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔ اُس نے بغور حیا کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا۔۔

"ہاں بھئی میں اور سنی لینے گئے تھے حیا کو"۔۔ وہ ہلکے پُھلکے انداز میں بولا تھا۔۔

"سنی اِدھر آؤ"۔۔ حیا کے چہرے پر ناقابلِ فہم تاثرات دیکھتے اُس نے مُڑ کر سختی سے سنی کو پُکارا تھا۔۔ سنی اور حیا دونوں کا دل دھڑکا تھا۔۔ حیا نے التجائی نظروں سے اِبراہیم کو دیکھا تھا۔۔ سنی جو سیڑھیاں چڑھ رہا تھا مر جانے کو ہوا، وہ دونوں ہی اپنے بڑے بھائی کی اِس لہجے کو بخوبی جانتے تھے۔۔

"یار مجھے بہت بھوک لگی ہے"۔۔ وہ ارمان کو مزید کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر اُسے بازو سے تھامے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔ دونوں نے سُکون کا سانس لیا تھا۔۔

•••••

"ابھی پندرہ سولہ منٹ پہلے تم نے مجھے ریڈی ہونے کو کہا تھا تو پھر یہ حیا تمہارے ساتھ کیسے آگئی"۔۔ وہ خشمگین نگاہوں سے اُسے گھور کر بولا۔۔

"ارے یار ابھی بہت بھوک۔۔"۔۔ اِبراہیم احتیاط سے مُوڑ کاٹ کر اُسے ٹالنے کو تھا کہ ارمان اُس کی بات کاٹ گیا۔۔

"سنی تمہارے ساتھ نہیں تھا، تمہیں حیا کہاں ملی تھی اِبراہیم"۔۔ وہ سنجیدگی سے اپنی بات کو وہیں سے جُوڑ کر بولا۔۔ اُس نے گہرا سانس لے کر گاڑی ریسٹورینٹ کے آگے رُوکی تھی۔۔

"لِسن سیریسلی، آئی ایم فیلنگ ہنگری! اسٹاپ اسٹیرنگ، لیٹس گو ان، آئی وِل ٹیل یو ایوریتھنگ"

(سنو مجھے بہت بھوک لگی ہے، گھورو نہیں، اندر چلو سب بتاتا ہوں)

وہ گئیر لگا کر اپنا موبائل، سگریٹ کا پیکٹ لائٹر اُٹھا کر گاڑی سے اُتر چُکا تھا۔۔

ارمان نے دو تین لمحے خود پر ضبط کیا تھا پھر اُس کے پیچھے اُتر گیا تھا۔۔

.....

""آئی انڈراسٹینڈ، اُس نے بہت ہی غیر ذمہ داری دکھائی ہے لیکن ارمان اِس ایج کے بچّوں کو ذرا پیار سے ہینڈل کرتے ہیں"۔۔ وہ اُس کو ساری بات بتا کر اُس کے چہرے پر سنی کے لیے غصّہ دیکھ کر اُسے سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔۔

"تمہیں اندازہ ہے اُس کی غیر ذمہ داری حیا کو نقصان پہنچا سکتی تھی، اگر تمہیں وہ نہ ملتی تو۔۔!! میرا تو سوچ سوچ کر دماغ خراب ہورہا ہے"۔۔ وہ حیا کو لے کر کتنا حساس تھا اِس بات کا اندازہ اُسے تیرہ سالوں سے ہوتا آیا تھا۔۔

"ریلیکس۔۔!!"۔۔ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا وہ اُسے ٹھنڈا کرنے لگا۔۔

"تم سنی سے بات نہیں کرو گے اِس بارے میں۔۔ میں سنی سے خود بات کروں گا آخر کو بڑا بھائی ہوں اُس کا"۔۔ وہ صوفے سے ٹیک لگاتا حق سے بولا۔۔

"اور سنی کا یہ بڑا بھائی، سنی کے اِس بڑے بھائی سے پندرہ دن چھوٹا ہے"۔۔ اُس نے 'یہ' کہتے سامنے اُس کی طرف اور 'اِس' پر اپنی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ اِس کی بات پر وہ لاجواب ہوکر کُھل کر ہنسا تھا، پھر آرڈر لکھوا کر اُس نے سگریٹ اُٹھایا ہی تھا کہ ویٹر اُس کی جانب مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"آئی ایم سوری سر بٹ اسموکنگ از ناٹ الاوڈ"

(معاف کیجیئے گا سر، سگریٹ پینا منع ہے)

وہ اُسے شائستگی سے منع کر گیا تھا۔۔

"بھائی آپ اِنہیں معاف کردیں اِن کا بس چلے تو یہ سُوتے میں بھی اپنا شُوق پُورا کریں"۔۔ ارمان نے اُس کے چین اسموکر ہونے پر آج اچھے سے اُس کے لتے لیے تھے۔۔ اُس کی بات پر بیچارے نو عُمر ویٹر کا کچھ نا سمجھی اور حیرت سے ہلکا سا منہ کُھلا تھا۔۔

"اوکے"۔۔ اِبراہیم نے ہلکا سا مُسکراتے ہوئے اُسے جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔ پھر اُس کی طرف مُتوجہ ہوا جو موبائل چیک کررہا تھا۔۔

"یہ بتاؤ یہ سب اسٹارٹ کیسے ہوا۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے موبائل لیتے بولا۔۔

"کیا کیسے اسٹارٹ ہوا۔۔؟؟"۔۔ اُس کی بات سمجھتے ہوئے مُسکراہٹ دبا کر پوچھا گیا۔۔

"کہاں مُلاقات ہوئی تھی۔۔؟؟"۔۔ اب سیدھی طرح سے پوچھا گیا۔۔

## خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر ( افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری ) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز ( ویب سائٹس )اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"کہیں بھی نہیں"۔۔ وہ خوبصورتی سے مُسکرا کر اپنی اور اُس کی ہونے والی سرسری مُلاقاتوں کے بارے میں اُسے بتا گیا تھا۔۔

"میں تو سمجھا تھا، مجھ سے پندرہ دن بڑے بھائی نے فل سین آن والا عشق فرمایا ہوگا۔۔ ڈنر ڈیٹ نہ سہی چار پانچ لنچ ڈیٹس پر تو لے ہی گیا ہوگا مُحترمہ کو"۔۔ اُس کی بات پر ارمان کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

"فلحال تو اپنی قسمت ایسی ہے کہ مجھ سے پندرہ دن چھوٹا بھائی مجھے لنچ کی آفر کررہا ہے اُس پر ستم ظریفی کے جا بھی اُسی کے ساتھ رہا ہوں"۔۔ اب کے اِبراہیم بھی کُھل کر ہنسا تھا۔۔

"اور یہ اچانک والا یو ٹرن کیوں۔۔؟ کل پرسوں تک تم شادی کے لیے راضی تھی اور آج صبح۔۔؟؟"۔۔ ارمان کی یہ حرکت اُسے واقعی میں حیران کر گئی تھی۔۔ وہ رات والی بات یاد کر کے اچانک ہنسا تھا پھر اُسے اُس کی ریکویسٹ کے بارے میں بتا گیا۔۔

"شی تِھنکس، مائے پریزنس وُڈ ڈسٹرب ہر"

(اُسے لگتا ہے میری موجودگی اُسے ڈسٹرب کرے گی)

آمنہ کی بات کو ارمان ہاشمی نے انجوائے کیا تھا۔۔ ابھی بھی مزے سے بولا۔۔

اینڈ واٹ ڈُو یو تِھینک۔۔؟"

(اور تمھیں کیا لگتا ہے۔۔؟؟)

اِبراہیم نے اُس کی آنکھوں میں بغور دیکھ کر پوچھا جہاں اُسے شرارتی مُسکراہٹ واضح نظر آئی تھی۔۔

"آئی ہیو آلریڈی ڈسٹربڈ ہر آلاٹ الحمداللہ"

(میں آل ریڈی اُس کو اچھا خاصا ڈسٹرب کرچُکا ہوں الحمدللہ)

اِبراہیم کے قہقہے کے ساتھ اُس کا اپنا قہقہہ بھی جاندار تھا۔

......

وہ کل شام سے ہلکا ہلکا بخار محسوس کر رہا تھا۔۔ جس کے باعث رات کا کھانا کھائے بغیر ہی وہ سو گیا تھا، اُس کی سُرخ آنکھیں دیکھ کر وہ بے چین ہوئی تھی۔۔

صبح وہ حسبِ معمول نماز کے بعد جاگنگ کے لیے نیچے نہیں آیا تھا اُس کی نظریں بار بار اُوپر اُٹھ رہی تھیں۔۔

دل کے ہاتھوں مجبور ہوتی اپنے قدموں کو روک نہیں پائی تھی۔۔ اُس کے دروازے پر ہلکے سے دستک دے کر وہ اپنے ہاتھ آپس میں مسل رہی تھی۔۔ لیکن اُس کے دروازہ نہ کھولنے پر وہ پریشان ہوئی تھی۔۔

دھڑکتے دل کے ساتھ دروازے کی ناب گُھماتے وہ اندر آئی تھی۔۔ کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا۔۔ وہ بے سُدھ پڑا ہوا تھا۔۔ کچھ لمحے اُس کو دیکھتے رہنے کے بعد اُس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اُس کی پیشانی پر رکھا تھا، گرماہٹ محسوس کر کے وہ کسی کو بُلانے کے لیے پلٹی تھی۔۔ جب اُس کا ہاتھ گرم پُرحدت ہاتھ میں آیا تھا وہ اچانک رُک کر واپس پلٹی تھی۔۔

وہ نیم وا آنکھیں کھولے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ کو بُخار ہو رہا ہے"۔۔ وہ دھیمے سے بولی تھی پر لہجے میں محسوس کی جانے والی فکر تھی۔۔

وہ ہلکا سا مُسکرایا تھا۔۔

اُس نے جلتی ہوئی پیشانی پر جب ہاتھ رکھا،

روح تک آگئی تاثیر مسیحائی کی۔۔!!

وہ بخار میں ہونے کے باوجود دلکش لہجے میں پروین شاکر کا شعر پڑھتا اُس کے دل کی سر زمین کو تہہ و بالا کر گیا تھا، پھر اُس کا ہاتھ چھوڑتے اپنے دونوں ہاتھوں کے سہارے اُٹھ کر بیٹھنے کو تھا جب وہ بے اختیار آگے بڑھ کر اُس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھتے اُس پر جُھکی تھی۔۔

"لیٹے رہیں پلیز"۔۔ اُس کی بے اختیاری پر وہ مُسکرا کر دوبارہ لیٹ گیا تھا۔۔ وہ اپنی حرکت پر شرمندہ ہوتی دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔

"میں آپ کے لیے ناشتہ لاتی ہوں، آپ آرام کریں"۔۔ وہ جُھکی نظروں سے کہتی کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔۔

اُس کو اپنے لیے پریشان دیکھ کر وہ کھل کر مُسکرایا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ سیڑھیاں اُتر رہا تھا جب اُس کے کان میں عصمت جہاں کا جملہ پڑا تھا۔۔

"کوئی اِبراہیم کو دیکھو، نیچے کیوں نہیں آیا اب تک"۔۔ اُن کے لہجے میں بھی اپنے لیے پریشانی محسوس کر کے وہ مُسکرایا تھا۔۔

"دادو اُن کو بُخار ہے"۔۔ وہ ہاتھ میں ٹرے لیے کچن سے نکلی تھی۔۔ اُس سے پہلے عصمت جہاں پریشان ہوتیں وہ تیزی سے اُن کی طرف بڑھا تھا۔۔

"السلام و علیکم گرینی"۔۔ وہ اُن کے قریب آ کر بولا

"وعلیکم السلام! حیا نے بتایا تمہیں بخار ہے، اُٹھ کر کیوں آگئے ہو۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی سُرخ چہرے اور آنکھوں کو دیکھ کر پریشان ہوئی تھیں۔۔

"گرینی میں ٹھیک ہوں، آپ لوگ پریشان نہ ہوں"۔۔ وہ اُن کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔

"اتنے گرم ہورہے ہو بیٹا"۔۔ اُنھوں نے بے اختیار اُس کے سر، چہرے اور گردن کو چُھوا تھا۔۔

"یہ ناشتہ"۔۔ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر بولی۔۔

"اُٹھو میرا بچّہ کچھ کھا لو"۔۔ وہ اُٹھ بیٹھا تھا چائے کے ساتھ بریڈ اور ساتھ بسکٹ تھے۔۔ چائے اُسے کبھی بھی پسند نہیں رہی تھی۔۔

"گرینی میں چائے نہیں پیتا"۔۔ وہ چائے کو دیکھ کر بولا۔۔

"کافی کو دو تین دن تک رہنے دو، اور اگر چائے نہیں پینی تو حیا اِبراہیم کے لیے دودھ لے آؤ"۔۔

دودھ کا سُن کا اُس کے منہ کے زاویے مزید بگڑے تھے۔۔

"یہ اچھا نشہ جان کو چمٹ گیا ہے تمہیں"۔۔ وہ اُس کے بہت زیادہ کافی پینے سے چڑتی تھیں

"دادو یہ تو کچھ بھی نہیں ہے، اِس سے زیادہ جان لیوا نشہ ہونٹوں سے لگا آئے ہیں۔۔ پتا تو چلے ناں آپ کو بھی آپ کے نواسے اتنے بھی معصوم نہیں ہے"۔۔ وہ اُس کے بخار سے تپتے بیزار چہرے پر نظریں جمائے دل ہی دل میں گویا ہوئی تھی۔۔

"رہنے دیں گرینی، یہی ٹھیک ہے"۔۔ وہ بیزاری سے بولتا ٹرے اپنے آگے کر گیا تھا۔۔ حیا نے بےساختہ آئی مُسکراہٹ دبائی تھی۔۔

.....

وہ آج کالج نہیں گئی تھی۔۔ فرح کے چچا کی فیملی جو کہ یہیں رہتی تھی سے خبر آئی تھی کہ اُس کی چچّی باتھ روم میں گر گئی تھیں، ٹانگ میں چوٹ آئی تھی۔۔

سفیر آیا تھا اُنہیں لینے۔۔ عصمت جہاں اُس کی وجہ سے جانا نہیں چاہ رہی تھیں

وہ جو اُن کی وجہ سے کب سے تخت پر لیٹا خود کو ہشاش بشاش ظاہر کر رہا تھا ایک دم اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

"گرینی میں ٹھیک ہوں، آپ لوگ جائیں، شام میں ارمان آئے گا میں اُس کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلا جاؤں گا پرامس"۔۔ وہ اُنہیں اپنی فکر سے آزاد کرانے کو بولا تھا۔۔

وہ بڑی مُشکل سے راضی ہوئی تھیں۔۔ لیکن اُنہوں نے اُس کے لیے حیا کو لاتعداد ہدایتیں دی تھیں۔۔ وہ سر ہلائے جارہی تھی جس پر وہ مُسکرائے جارہا تھا

احمد اور نبیہا وہاں جانے کو ہمیشہ تیار رہتے تھے وجہ اُن کے ہم عُمر کزنز کا ہونا تھا۔۔ اِبراہیم کی سفارش پر اُن کو جانے کی اجازت ملی تھی۔۔ ارحم کو حیا کے پاس چھوڑ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تھے۔۔ اِس وقت گھر میں حیا، ارحم اور اِبراہیم ہی تھے۔۔

........

ایک بج رہا تھا وہ ارحم کو وہی کھچڑی کھلا رہی تھی جو کہ اُس نے اِبراہیم کے لیے بنائی تھی۔۔ وہ تخت پر سویا ہوا تھا۔۔ وہ گاہے بگاہے اُس پر نظر ڈال رہی تھی۔۔

ارحم نے مزید نہیں کھانا تھا وہ اُس کو کھلونوں میں مصروف کر کے اُس کے پاس آئی تھی وہ بے سُدھ لیٹا ہوا تھا سانس کا تنفس تیز تھا۔۔ چہرہ مزید سُرخ تھا۔۔ اُس کا دل ڈوبا تھا۔۔

"اِبراہیم"۔۔ وہ اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتی بے اختیار اُسے پُکار بیٹھی تھی۔۔ پُرحدت پیشانی گرم توے کی مانند تپ رہی تھی۔۔

"اِبراہیم آنکھیں کھولیں"۔۔ اُس نے بے تابی سے اُس کے گرم گال چھوئے۔۔ اُس کے دل نے زور زور سے دھڑکنا شروع کیا تھا۔۔ لاتعداد آنسو پلکوں پر اٹکے تھے۔

"اُٹھیں ناں کیا ہوا ہے آپ کو۔۔؟؟"۔۔ وہ اب اُس کے پاس تخت پر بیٹھی بے اختیار اُسے کندھوں سے جھنجھوڑ گئی تھی۔۔ اُس کے وجود کی گرماہٹ کو محسوس کر کے اُس نے بے چینی سے اپنے دونوں

ہاتھوں سے اُس کے گالوں، پیشانی اور اُس کی گردن کو چھُوا تھا۔۔ اُس کا چہرہ فق ہوا تھا بے شمار آنسو گالوں پر بکھرے تھے۔۔

"نہیں اللہ نہیں میں مر جاؤں گی، اِنہیں کچھ نہ ہو پلیز اللہ!!"۔۔ اُس کے دماغ نے کام کرنا چھوڑا تھا اُس کے تیز تنفس کے باوجود دل میں جاگتی ایک آخری اُمید کے ساتھ اُس نے اپنا چہرہ اس کے سینے پر رکھا تھا۔۔ دل کی جگہ پر کان رکھتے اُس کے اپنے دل کی دھڑکن رُک رہی تھی۔۔ وہ شخص جو رگ و جاں میں بستا تھا اِس وقت اُس کی جان نکال رہا تھا۔۔

اِبراہیم کے دل کی دھڑکن بے ربط تھی۔۔ اُس کے سینے پر سر رکھے وہ اپنے دونوں ہاتھ اُس کے گرد پھیلاتی شدتوں سے رودی تھی۔۔

"میں زندگی میں بہت کچھ کھو چکی ہوں میں آپ کو نہیں کھو سکتی۔۔ ایسا مت کریں پلیز آنکھیں کھولیں"۔۔ جب اُس کے وجود میں حرکت ہوئی تھی۔۔ وہ بڑبڑایا تھا۔۔ اُس نے ایک دم اپنا سر اُٹھایا تھا

"مم آئی ایم سوری مم"۔۔ اُس کی واضح بڑبڑاہٹ حیا کے کان میں پڑی تھی۔۔ وہ اُس پر جُھکی تھی

"اِب۔۔ابراہیم"۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اُس کا چہرہ تھام کر بے قراری سے اُسے پُکار رہی تھی۔۔

جب پاس پڑا ابراہیم کا فون بجا تھا اسکرین پر چمکتے نام کو دیکھ کر اُسے لگا وہ شخص کہیں سے آجائے بس۔۔

"کیسی طبیعت۔۔۔"۔۔ وہ بول رہا تھا جب سسکیوں پر وہ چونکا تھا۔۔

"مم۔۔مان۔۔۔"۔۔ وہ چیخی تھی۔۔ اُس کی آواز سُن کر وہ سیدھا ہوا تھا۔۔

"کیا ہوا گڑیا، ابراہیم ٹھیک ہے ناں۔۔؟؟"۔۔ اُس کی سسکیاں ارمان کے اوسان خطا کر گئے تھے۔۔

"ماں یہ آنکھیں نہیں کھول رہے، ماں آ۔۔ آپ آجائیں بخار بڑھ گیا ہے۔۔ گھر پر کوئی۔۔ کوئی نہیں۔۔"۔۔ وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

"میری بات سُنو حیا۔۔!!"۔۔ وہ خود پر قابو پاتے بولا تھا۔۔

"ماں اِن کو کچھ ہو جا۔۔۔"۔۔ وہ اچانک اُس کی بات کاٹ گیا۔۔

"شش! جسٹ لسن ٹو می حیا۔۔!"۔۔ اب کے وہ سخت لہجے میں بولا تھا اصل میں وہ اُس کی جان بھی نکال رہی تھی۔۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھا تھا۔۔ ارادہ گھر آنے کا تھا۔۔ اُس سے بات کرتے کرتے اُس نے اپنے کولیگ کو گھر جانے کا بتایا تھا۔۔

"میری بات سُنو حیا، اِس وقت تمہیں خود کو سنبھالنا ہے، جلدی سے کچن میں جا کر ٹھنڈا پانی لاؤ اِس کی پیشانی، گردن، ہتھیلیوں پاؤں پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھو"۔۔ وہ لفٹ کے بٹن دبا کر بولا۔۔

"آر یو لسنگ می حیا!!"

(تم مجھے سُن رہی ہو حیا)

"جج۔۔جی"۔۔ وہ ایک دم کچن میں بھاگی تھی۔۔

"میں ہاسپٹل سے نکل گیا ہوں پندرہ منٹ میں آیا، شاباش رونا نہیں ہے"۔۔ وہ فون رکھ کر پانی لینے لگی۔۔

"اِبراہیم آنکھیں کھولیں۔۔ مجھ سے بات کریں پلیز"۔۔ وہ اُس کے ماتھے پر پٹی رکھتی بولی۔۔ دوسری پٹی اُس کی گردن پر رکھنی چاہی تھی پر اُس کی شرٹ کے بٹن بند تھے۔۔ اُس نے کانپتے ہاتھوں سے اُس کی گریبان کے پہلے دو بٹن کھولے تھے۔۔ ایک پل کو اُس کی آنکھیں جُھکی تھیں لیکن پھر اُس کی حالت کے پیشِ نظر وہ سب پسِ پُشت ڈالتی اُس کے سینے پر پٹی رکھ گئی تھی۔۔ پانچ منٹ اُس کے

جسم کے مختلف حصّوں پر پٹیاں رکھتی وہ اُسے بے تابی سے پُکارے جارہی تھی۔۔ وہ ہوش میں آرہا تھا۔۔

"مم"۔۔ اُس کے ہونٹ ہلے تھے۔۔

"ابراہیم!!!"۔۔ وہ بے تابی سے اُس پر جُھکی تھی۔۔ کتنے ہی لاتعداد آنسو ابراہیم کے چہرے پر گرے تھے۔۔اُس نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر اپنے اُوپر جھکے وجود کو دیکھا تھا۔۔

"ح۔۔حیا۔۔"۔۔ وہ بڑبڑایا تھا۔۔

"کتنی تکلیف دیں گے مجھے۔۔ اور کتنی تکلیف۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامے درد سے رورہی تھی۔۔

"مجھے میری محبت کی اتنی بڑی سزا نہ دیں ابراہیم۔۔"۔۔ وہ اُس کی پیشانی پر پیشانی رکھے سسکی تھی۔۔ اِبراہیم کے دل کو تکلیف ہوئی تھی۔۔

"مم۔۔مت رو"۔۔ وہ کمزوری اور تکلیف کے باعث آنکھیں بند کر گیا تھا۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اُس سے الگ ہوئی تھی۔۔

"آنکھ۔۔کھیں۔۔ آنکھیں کھولیں"۔۔ وہ اُس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیتے بے تابی سے بولی تھی۔ تبھی زور زور سے بیل بجی تھی۔۔

"مم۔۔ماں"۔۔ وہ اُسے چُھوڑ کر باہر بھاگی تھی۔۔

دروازہ کھولتے کر وہ اُس کے سینے سے لگی زور زور سے رو دی تھی۔۔

"اِنہیں بچالیں ماں۔۔ اِن کو کچھ ہوا تو مم۔۔میں مر جاؤگی"۔۔ اُس نے اُسے خود سے الگ کر کے اندر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

.......

اُسے ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا۔۔ ارمان نے اُس کے پیچھے جانا چاہا تھا جب وہ اُس کا ہاتھ تھام گئی تھی۔۔

اُس نے بے اختیار پیچھے مُڑ کر دیکھا تھا۔۔ارمان کو آنسو بھری آنکھوں میں التجا نظر آئی تھی۔۔

"مان"۔۔ وہ بول کر رو دی تھی۔۔

"وہ ٹھیک ہے گڑیا بس میرا بچّہ"۔۔ وہ اُس کو خود سے لگاتا بولا تھا۔۔ وہ اور شدت سے رو دی تھی۔۔

"مان اگر اُنہیں کچھ ہوا تو مجھے کچھ ہو جائے گا۔۔ اُنہوں نے میرے دل کو بہت تکلیف دی ہے لیکن میرا دل ابھی بھی اُن کے لیے دھڑکتا ہے، مم۔میری۔۔"۔۔ اُسے خود بھی پتا نہیں تھا کہ وہ اپنے دل کا راز اپنے بھائی پر آشکار کر رہی تھی۔۔ اور وہ مُتحیر سا رہ گیا تھا۔۔

"میری ہر سانس اُن کے لیے دعا کرتی ہے مان، وہ ٹھیک ہو جائیں گے ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ اب چہرہ اُٹھا کر اُس سے ایک آس و اُمید سے پوچھ رہی تھی۔۔ اُس کی چھوٹی سی بہن نے اِس چھوٹی سی عُمر میں کیا کیا ناں جھیلا تھا اُس پر یہ محبت کا دُکھ۔۔ اُس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں، محبت کے دکھ جان لیوا ہوتے ہیں اُس کا دل کانپا تھا۔۔ وہ بے اختیار نم آنکھوں سے اُس کی پیشانی چُوم گیا تھا۔۔

"میری بہن دعا کرتی ہے ناں تو اللہ نے چاہا تو اُسے کچھ نہیں ہو گا"۔۔ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر یقین سے بولتا اُسے خود سے لگا گیا تھا۔۔ پر حیا نُور کا ہر لفظ، ہر آنسو ارمان ہاشمی کے دل پر بوجھ بن کر گرے تھے اِس بات سے بے خبر کے اگلا جھٹکا اُسے وہ دینے والا تھا جو اِس وقت ایمرجنسی میں زیرِعلاج تھا

......

"یہ حیا کون ہیں۔۔؟؟"۔۔ نرس نے اُس سے سوال کر کے اُسے اچھا خاصا حیران کیا تھا۔۔ سامنے وہ لیٹا ہوا تھا ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔

"اصل میں پیشنٹ بے ہوشی میں بار بار بس اُنھی کا نام لیے جارہے ہیں "۔۔ نرس مُسکرا کر کہتی باہر نکل گئی تھی۔۔ وہ دھیرے سے چلتا اُس تک آیا تھا۔۔

"آئی ایم سوری مم۔۔"۔۔ وہ بڑبڑایا تھا، ارمان بے اختیار اُس پر جُھکا تھا۔۔

"حیا۔۔ مم حیا مجھ سے ناراض ہے"۔۔ ارمان کا دل دھڑکا تھا۔۔

"حیا"۔۔ ارمان کو اُس کے چہرے پر بخار کی تکلیف سے زیادہ اندرونی تکلیف محسوس ہوئی تھی۔۔ آج مزید نجانے کیا انکشاف ہونے جانا تھا اُس پر۔۔

"اِبراہیم!!"۔۔ اُس کو تکلیف میں دیکھ کر وہ اُس کے ہاتھ کو تھام کر بے اختیار اُسے پُکار بیٹھا تھا۔۔

"کک۔۔کیسے سمجھاؤں اُس۔۔اُسے میں واپس اُسی کے لیے۔۔رمیز کو نن چھوڑوں گا۔۔ اُس کی ہمت کیسے حیا کو تنگی۔۔ف۔۔ آئی وِل کِل۔۔ ہم"۔۔ اُس کے ہاتھ پر اپنی گرفت سخت کرتا وہ بے ربط جملے بول کر ارمان ہاشمی کو ساکت کر گیا تھا۔۔

"مم۔۔آپ نے کہا تھا ماں۔۔۔سے اُس کو مانگ لیں گے۔۔کک کہاں ہیں آ۔۔آپ مم"۔۔ وہ رو دیا تھا، اُس کے رونے پر ارمان ہاشمی کی نم آنکھیں بھی چھلکی تھیں۔۔

اُن دونوں نے ہی آج اُس کے دل پر وار کیا تھا۔۔ وہ دونوں جو ارمان ہاشمی کو اپنی جان سے بھی بڑھ کر تھے۔۔

ٹھٹکا تو وہ اُس دن بھی تھا جب حیا کے بخار والے دن دونوں کے کچھ مُکالمے اُس کے کان میں پڑے تھے۔۔ حیا کا روتا چہرہ اور اِبراہیم کا ٹوٹا بکھرا انداز اُس کی نظروں سے مخفی نہیں رہے تھے۔۔

"ڈاکٹر یہ۔۔"۔۔ اُس نے جلدی سے ڈاکٹر کو پُکارا تھا۔۔

"پریشان نہ ہوں یہ میڈیسن کے زیرِ اثر ہیں، تھوڑی دیر تک یہ مُکمل ہوش میں آجائیں گے"۔۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ اُسے تسلی دیتے بولے لیکن اُس کی پریشان شکل دیکھ کر وہ مزید بولے تھے۔۔

"اکثر لوگ بے ہوشی میں ایسے جُملے دہراتے ہیں جن کی وجہ سے اُنہوں نے اسٹریس لیا ہوتا ہے اور وہ نام بار بار لیتے ہیں جو اُن کے دل کے بہت قریب ہوتے ہیں جن کی تکلیف اُنہیں بے ہوشی میں بھی بے چین کیے ہوئے ہوتی ہے"۔۔ ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتے اُس کا کندھا تھپتھپائے آگے بڑھے گئے تھے پر ارمان ہاشمی کے لیے سوچ کے در وا کر گئے تھے۔۔

....

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ہوش میں آچکا تھا اور قدرے بہتر تھا۔۔ ارمان اُس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔۔

"شُکر ہے آپ کو ہوش تو آیا، آپ کی مِسز بہت پریشان ہیں آپ کے لیے، جب سے آئی ہیں بس روئے جارہی ہیں"۔۔ نرس اُس کا بی پی چیک کرتے مُسکراتے ہوئے بولے جارہی تھی۔۔ اُس نے حیرت سے ارمان کی طرف دیکھا تھا۔۔

ارمان بے اختیار کھڑا ہوا تھا

"اور آپ کے بے بی نے تو اُن کو بہت ہی تنگ کیا ہوا ہے، منّے کے پاپا کیا کم تھے جو منّے نے بھی بیچاری کا حال پورا کیا ہوا ہے"۔۔ نرس کو اُس کی بیوی بچّے کی فکر ہوئی تھی، جنہیں وہ جانتا ہے نہیں تھا۔۔ اُس کے چہرے پر اُلجھن دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی ارمان کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ رینگ گئی تھی۔۔

"حیا اور ارحم ہیں میں دیکھتا ہوں"۔۔ وہ ہنس کر کہتا باہر نکل گیا تھا۔۔ اب کے وہ کھل کر ہنسا تھا۔۔

"بیوی اور بچّہ"۔۔ وہ زیرِ لب بول کر پھر سے ہنسا تھا۔۔

ارمان اِبراہیم کی پریشانی میں اُس کو بلکل ہی بھول گیا تھا۔۔ وہ اِدھر اُدھر ٹہل کر ارحم کو تھپک رہی تھی۔۔

"مان، کیسے ہیں وہ۔۔؟؟"۔۔ وہ بے تابی سے پوچھ رہی تھی۔۔ ارمان نے اُس کی آنکھوں میں بغور دیکھا تھا۔۔ جو کہ بے تحاشہ رونے کے باعث سُرخ ہورہی تھیں جن میں اُس کی فکر ہلکورے لے رہی تھی۔۔ ابھی تھوڑی پہلے وہ جو اپنے دل کا حال اُس پر آشکار کر چکی تھی اُس بات سے اِبراہیم کی طرح وہ بھی بے خبر تھی۔۔

ارمان نے شُکر کیا تھا، ورنہ شاید وہ دونوں سے نظر نہ مِلا پاتا۔۔

"ٹھیک ہے اب وہ۔۔ ہوش میں ہے، آؤ مل لو"۔ وہ اُس کے ہاتھ سے ارحم کو لیتے بولا جو سو چُکا تھا۔

"آپ کے ہسبینڈ کو ہوش آچکا ہے، جا کر مل لیں، جلدی سے جائیں مجھے تو ڈر ہے کہیں آپ کو نہ ڈرپ لگانی پڑ جائے"۔۔ وہی نرس اُس کے چہرے کو شرارت سے دیکھ کر کہتی آگے بڑھی تھی۔۔

ارمان کے سامنے وہ حد درجہ سٹپٹائی تھی۔۔ چہرہ خفت سے مزید سرخ ہوا تھا

"آپ اِس کو سنبھالیں، میں نماز پڑھ لوں"۔۔ وہ نظریں چُرا کر بولی تھی پتا نہیں کیوں وہ مُسکرایا تھا۔

"اچھا جاؤ، بھیا آرہے ہیں تم اُن کے ساتھ گھر چلی جانا، دادو آگئی ہیں"۔۔ ارمان کے بولنے پر وہ سر ہلاتی آگے بڑھی تھی۔۔

اُسے ظہر کی نماز کے ساتھ دو رکعت شُکرانے کے نفل بھی پڑھنے تھے۔۔

....

وہ اُسی دن گھر آگیا تھا۔۔ عصمت جہاں کا بس چلتا اُسے اپنے کمرے میں سُلا دیتیں۔۔

"گرینی میں ٹھیک ہوں"۔۔ بے چارگی سے کہہ کر اُس نے ارمان کو مدد طلب نظروں سے دیکھا تھا۔۔

"دادو آپ پریشان نہ ہوں، آپ کے بچّے کے ساتھ آج میں سو جاؤں گا"۔۔ ارمان کے بولنے پر ایمن اور فرح زور سے ہنسی تھیں۔۔ اُس کے لیے سُوپ لاتی وہ بھی اپنی مُسکراہٹ نہ رُوک پائی تھی۔۔ اِبراہیم نے اُس کے ہنستے مُسکراتے چہرے کو دھیان سے دیکھا تھا۔۔

آج وہ اُس کے سینے پر سر رکھے روتے ہوئے جو اقرار کر گئی تھی غنودگی میں ہونے کے باوجود وہ اُس کے یہ جُملے سُن چکا تھا۔۔ جو کہ اُسے اندر تک شاد کر چکے تھے۔۔ وہ سُوچ چُکا تھا اُسے ارمان سے دوٹوک بات کرنی تھی۔۔

"چلو یہ سُوپ پیو"۔۔ عصمت جہاں کے کہنے پر اُس نے منہ بناتے پھر سے ارمان کو دیکھا تھا۔۔

"سوری اِس میں، میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا"۔۔ اب کی بار وہ مزے سے ہری جھنڈی دکھا گیا تھا۔۔ اِبراہیم نے مزید بُرا منہ بنایا تھا۔۔

......

اگلی صبح اُس کی آنکھ کُھلی تو اپنے پہلو میں نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔۔ وہ اُس کے برابر میں دوسری طرف کروٹ لیے سورہا تھا۔۔ وہ دونوں بہن بھائی کی اپنے لیے محبت دیکھ کر مُسکرا دیا تھا۔۔

وہ رات بھر اتنا بے خبر سویا کہ وہ کب اُس کے کمرے میں آکر سویا اُسے پتا ہی نہیں چلا۔۔

بخار ابھی بھی تھا اور ساتھ میں کمزوری بھی۔۔ وہ آرام سے اُٹھ کر واش روم گیا تھا، دو تین منٹ بعد وہ فریش ہو کر اُس کی نیند خراب ہونے کے خیال سے آرام سے بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔۔ اُس کی اتنی احتیاط کے باوجود ارمان نے کروٹ لے کر اُس کی طرف دیکھا تھا۔۔

"جاگ گئے۔۔ کیسی طبیعت ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس نے بھی اُٹھ کر ذرا سا نیم دراز ہو کر پوچھا۔۔ دس بج رہے تھے۔۔ آج اُس کی ایوننگ تھی۔۔

"بہتر ہوں، تم کب آئے تھے۔۔؟؟"۔۔ جواب کے ساتھ پوچھا گیا۔۔

"دو بجے۔۔ دادو بہت پریشان ہورہی تھیں، اِس لیے مجھے اُن کے بے بی نواسے کے ساتھ سُونا پڑا"۔۔ وہ بائیں ہاتھ سے جمائی روک کر بولا

"ایک بات بتاؤ۔۔؟؟"۔۔ وہ ویسے ہی نیم دراز سینے پر دونوں بازو لپیٹے سنجیدگی سے اُسے گھورتا بولا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ ارمان اُٹھ کر بیٹھا اور رُخ اُس کی طرف مُوڑا تھا۔۔

"رات بھر میری عزّت محفوظ رہی یا۔۔۔"۔۔ وہ جُملہ ادھورا چھوڑ گیا۔۔ پہلے تو ارمان کچھ نا سمجھا لیکن جب اُس کی بات سمجھ میں آئی تو پاس پڑا تکیہ اُٹھا لیا تھا اُس نے۔۔

"نہیں تو لُٹ گیا، برباد ہوگیا ہے"۔۔ وہ اُس پر تکیوں کی بارش کرتا ہوا بولا تھا۔۔ اِبراہیم دونوں ہاتھ سر پر رکھے ہنستا چلا گیا۔۔ جب اُس کی آواز پر دونوں ہی ٹھٹکے تھے۔۔

"مان۔۔!!"۔۔ وہ دروازے پر کھڑی آنکھوں میں حیرانی اور پریشانی کے تاثرات لیے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ لیکن زیادہ حیرت ارمان پر تھی۔۔

"کچھ نہیں گڑیا تمہارے اباریم کا بخار دماغ پر چڑھ گیا تھا وہ اُتار رہا تھا"۔۔ وہ بیڈ سے اُترتا ایک نظر اُس کو گھور کر اُس کے قریب آیا تھا۔۔ اُس کی بات پر وہ کُھل کر ہنسا تھا۔۔

"ناشتہ لگاؤ میں آرہا ہوں"۔۔ اُس نے اُس کے سر کو تھپتھایا

"جی مان"۔۔ اُس کو جواب دے کر وہ اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی

"دادو آپ کا کب سے پوچھ رہی ہیں، میں ناشتہ لے آوٗں آپ کے لیے۔۔؟؟"۔۔ وہ سر جُھکائے اِبراہیم سے مُخاطب تھی۔۔ ارمان نے گہری سانس بھر کر اپنے دل کے ٹکڑے کو دیکھا تھا اور دل سے اُس کے لیے دعا کرتا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔

"نہیں یار نیچے آرہا ہوں"۔۔ وہ اُس کو ایک نظر دیکھ کر بولا۔۔ اُس کا اپنے لیے پریشان ہونا اِبراہیم کے دل کو سکون بخش رہا تھا۔۔

"آپ ٹھیک ہیں ناں اب۔۔؟؟"۔۔ وہ اب نظر اُٹھا کر پوچھ رہی تھی۔۔

"جِس کے سینے پر سر رکھ کر کوئی رو رو کر اللہ سے اُس کی زندگی مانگے اُسے کچھ ہو سکتا ہے کیا بھلا۔۔؟؟"۔۔ وہ اُٹھ کر دھیرے دھیرے چلتا اُس کے پاس آکھڑا ہوا تھا نظریں اُس کے جُھکے سر پر تھیں جو اُس کی بات پر بے اختیار جُھکنے کے ساتھ گلابی ہوا تھا۔۔

"آپ آجائیں میں ناشتہ لگا رہی ہوں"۔۔ وہ کہہ کر رُکی نہیں تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

اُس نے نامحسوس طریقے سے اُس کا بہت خیال رکھا تھا۔۔ تینوں وقت کا پرہیزی کھانا، ارمان اور سنی کے ساتھ اُس کی ساری شرٹس بھی پریس کر دی تھیں۔۔

جب وہ نیچے ہوتا اُس کا کمرا بھی ٹھیک کرنا اُس نے اپنی ذمہ داری میں شامل کرلیا تھا۔۔

تین چار دنوں میں وہ بلکل ٹھیک ہوگیا تھا۔۔ حیا کی یہ ساری کاروائی اِبراہیم اور ارمان کے ساتھ ساتھ کسی اور کی نظروں کی گرفت میں بھی آئی تھی اور وہ وجود حسبِ عادت شعلوں میں گھرا تھا۔۔

.......

"ارمان مجھے تم سے یہ اُمید نہیں تھی، تم ابھی تک اپنی ضد پر بیٹھے ہو اور اب کی بار تم نے بہت ہی نامناسب بات کہی ہے"۔۔ عصمت جہاں گرجی تھیں۔۔ وہ صبح صبح ہاسپٹل جانے سے پہلے اُن کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

اور ایسا تو پہلے کبھی ہوا ہی نہیں تھا کہ عصمت جہاں اپنے پیارے پوتے پر اِس طرح خفا ہوتیں۔۔ حیا جو کالج جانے کو تیار کچن میں ارمان کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی، اُن کی غُصیلی آواز پر سب کچھ چھوڑ کر باہر آئی تھی۔۔

وہ تخت پر براجمان تھیں جب کہ وہ چہرے پر سرد تاثرات لیے اُن کے پیروں کے پاس بیٹھا تھا۔۔

جاگنگ سے واپس آیا اِبراہیم دروازے پر رُکا تھا۔۔

"دادو میں مرتے دم تک اپنی بات پر قائم رہوں گا"۔۔ اُس نے کبھی بدتمیزی نہیں کی تھی کسی سے بھی کجا کہ عصمت جہاں۔۔ حیا کا دل دھڑکا تھا۔۔ اِبراہیم نے حیرت سے ارمان کے چہرے کو دیکھا تھا جہاں اُسے واضح ضد نظر آئی تھی۔۔

"مجھے اِس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی، جو فیصلہ ہوگیا ہے اُسے بدلا نہیں جاسکتا"۔۔ اُن کا جواب ہمیشہ کی طرح کا تھا، چند لمحے وہ اپنے لب بھینچے اُنہیں دیکھتا رہا تھا لیکن پھر خود پر ضبط کر کے وہ جھٹکے سے اُٹھا تھا، کسی کی طرف دیکھے بغیر وہ دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

"سُنو، رُکو"۔۔ اِبراہیم نے اُسے بے ساختہ پُکارا تھا۔۔

"پلیز یار"۔۔ وہ اُس کو کندھے سے ہٹاتے دروازہ پار کر گیا تھا۔۔ حیا حق دق وہیں کھڑی رہی تھی۔۔

وہ آہستہ سے چلتا عصت جہاں کے پاس آیا تھا۔۔

"گرینی اِسے کیا ہوا۔۔؟؟۔۔ اُس ذرا سا پیچھے دیکھ کر پوچھا جہاں سے وہ گیا تھا۔۔

"دماغ خراب ہوگیا ہے اِس کا، فری کو بولو میں سُونے لگی ہوں مجھے نہ اُٹھائے"۔۔ اُنہوں نے حتمی انداز میں کہہ کر اُسے باور کروادیا کہ وہ اِس بارے میں مزید کوئی بات نہیں کریں گی۔۔ وہ دو تین سیکنڈ وہیں کھڑے رہنے کے بعد اوپر جانے کے لیے مُڑا تھا جب نظر اُس پر پڑی جو اپنے آنسو ضبط کیے ہوئے تھی۔۔

"ہے! پریشان نہیں ہو سویٹ ہارٹ، میں بات کروں گا ارمان سے"۔۔ وہ مُسکرا کر اُس کا گال تھپتھپا کر بولا تھا۔۔ حیا کو لگا وقت پانچ سال پیچھے چلا گیا ہو وہ جا چُکا تھا پر وہ ابھی تک اُسی جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں وہ غائب ہوا تھا، اُس نے انکھیں جھپکی دو آنسو چُپکے سے گالوں پر لڑھکے تھے۔۔

......

"ناراض ہے میرا بچّہ اپنی دادو سے۔۔؟؟"۔۔ وہ حسبِ عادت سلام کرتا لاؤنج میں داخل ہوا تھا جب عصمت جہاں نے اُسے دیکھ کر محبت سے اپنی بوڑھی بانہیں پھیلائی تھیں۔۔

اِس وقت لاؤنج میں فرح بچّوں کو ہوم ورک کروا رہی تھی۔۔ ابراہیم ارحم کے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔ وہ عصمت جہاں کے کپڑے استری کر رہی تھی سب ہی اُن دونوں کی طرف مُتوجہ ہوئے تھے۔۔

"دادو آپ سے ناراض ہو کر کہاں جاؤں گا بھلا"۔۔ وہ اُن کے بازوؤں میں سما کر اُن کی پیشانی چُوم کر بولا۔۔

وہ سکون کا سانس لیتی عادت کے مُطابق اُس کے لیے پانے لینے کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔

..........

"تمہیں میری بات ایک بار میں سمجھ نہیں آتی شاید"۔۔ وہ ارمان کا کمرہ ٹھیک کر رہی ہے جب وہ آندھی طوفان کی طرح اندر داخل ہوتا اُس کے ہاتھ سے تکیہ لے کر زور سے پھینک گیا تھا۔۔

شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔ ارمان اور ابراہیم دونوں ہی نہیں لوٹے تھے۔۔

"مم۔۔میں نے کیا کیا ہے۔۔؟؟"۔۔ اُسے اپنے سر پر کھڑے دیکھ کر وہ ہمیشہ کی طرح خوف زدہ ہوئی تھی۔۔

"بڑی خدمتیں ہورہی ہیں اُس کی، تمہارے تو پر میں کاٹتا ہوں اچھی طرح"۔۔ وہ اُس کا بازو اپنی گرفت میں لیتا بولا۔۔

"چھچھ۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔"۔۔ وہ دہشت زدہ سی چلائی تھی۔۔

" تمہیں چھوڑ دوں تاکہ تو اپنے عاشق کی تیمارداریاں کرو۔۔؟؟"۔۔ وہ بےدردی سے اُس کو جھٹکا دیتے بولا تھا۔۔

"آہ"۔۔ لاتعداد آنسو اُس کا چہرہ بھگو گئے تھے۔۔

"بہت برداشت کرلیا میں نے کرتا ہوں نانو سے بات، میرے نکاح میں آؤ ایک بار، پھر اپنا حشر دیکھنا حیا نُور، ہر لمحہ میری بیوی ہونے کی سزا بھگتو گی"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں اپنی خون آشام نظریں گاڑھتا بولا۔۔ وہ جو ارمان کے پاس آرہا تھا اُس کی آواز پر دروازے پر ٹھٹکا تھا لیکن اندر کا منظر دیکھ کر اُس کا خون کھولا تھا۔۔

"اسٹے ان یور لمٹس۔۔!!"

(اپنی حد میں رہو)

اُس نے آگے بڑھ کر رمیز کے بے رحم شکنجے سے اُس کا بازو چُھڑایا تھا وہ جھٹکے سے بیڈ پر گری تھی۔۔

"یہ میری منگیتر ہے میں جو چاہے اِس کے ساتھ کروں!!! تم کون ہوتے ہو بیچ میں بولنے والے۔۔؟؟"۔۔ اِبراہیم کی حرکت نے آگ پر پیٹرول ڈالنے کا کام کیا تھا۔۔ وہ بے ساختہ اپنے ہونٹوں پر دونوں ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔

"اِس بات کا جواب میں بہت جلد تمہیں دوں گا رمیز آفاق"۔۔ انداز تپانے والا تھا۔۔

"دیکھتے رہ جانا اِبراہیم ہاشمی تمہاری آنکھوں کے سامنے اِس کو اپنی بیوی بناؤں گا، تمہاری آنکھوں کے سامنے اِس کے ساتھ جو چاہے۔۔۔"۔۔ وہ کانپی تھی۔۔

"جسٹ ہولڈ یور ٹنگ"

(اپنی زبان سنبھالو)

اِس سے پہلے کہ وہ گھٹیا انداز میں اپنی بات پُوری کرتا اِبراہیم نے ایک جھٹکے سے اُس کا گریبان تھاما تھا۔۔

"اپنی اوقات میں رہو!!۔۔"۔۔ اُس کے ہاتھوں میں اپنا گریبان دیکھ کر رمیز طیش میں آیا تھا۔۔ اُس نے اپنا گریبان چُھڑانا چاہا تھا۔۔

"سنبھال کر رکھو اپنا یہ غصّہ، آگے کام آنے والا ہے"۔۔ اب کے وہ اُس کے کالر سے نادیدہ گرد جھاڑ کر اُسے مزید تپا گیا تھا۔۔ وہ اب بے آواز رو رہی تھی۔۔

"آئی ایم وارنگ یو، اسٹے اوے فرام ہر"

(میں تمہیں کہہ رہا ہوں، دور رہو اِس سے)

رمیز نے جھٹکے سے اُس کے ہاتھ سے اپنا گریبان چھڑا کر اُسے دھمکایا تھا۔۔ ارمان دہلیز پر رُکا تھا۔۔

"ڈانٹ جسٹ وارن می، اسٹاپ می اِف یو کین"

(مجھے صرف دھمکی نہیں دو، مجھے روک کر دکھاؤ، اگر روک سکتے ہو تو)

وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔۔

"کیا کر رہے ہو تم دونوں۔۔؟؟"۔۔ اُس کے ساکت وجود میں حرکت ہوئی تھی۔۔ ارمان کو وہاں دیکھ کر حیا نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔ اُس وقت اُس کا دل شرم سے مر جانے کو چاہا تھا۔۔

"اِس کو اپنی زبان میں سمجھا دینا"۔۔ وہ آگ برساتی نظروں سے اِبراہیم کو دیکھ کر بولا تھا۔۔ پر مُخاطب ارمان تھا۔۔ پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرا چھوڑ گیا تھا۔۔

"کیا تھا یہ سب یار۔۔؟؟"۔۔ وہ چہرے پر حد درجہ حیرانی کے تاثرات لیے پوچھ رہا تھا۔۔ اِبراہیم نے دانت پر دانت جما کر خود پر ضبط کیا تھا پھر درشت انداز میں اُس کے کندھے کو دھکا دے کر وہاں سے نکلا تھا۔۔ ارمان اُس کے پیچھے لپکا تھا۔۔

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ تھامے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

............

"کیا مسلہ ہے یار تم مجھے کچھ بتاؤ گے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے پیچھے اُس کے کمرے میں آیا تھا۔۔

"گو اوے! آئی ڈانٹ وانٹ ٹو ٹاک ٹو یو ایٹ دی مومنٹ"

"(چلے جاؤ یہاں سے اس وقت مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی)

وہ اُسے دیکھے بغیر خود پہ ضبط کرکے بولا تھا۔

"آئی ایم ناٹ گوئنگ ٹو لیو، ان لیس یو ٹیل می آل واٹ ہیز ہیپینڈ۔۔؟"

(کہیں نہیں جا رہا میں جب تک تم مجھے ساری بات نہیں بتاؤ گے)

ارمان اس کے پیچھے کھڑا اُسی کے انداز میں بولا تھا۔۔

"یو آر اسکنگ می، واٹ ہیز ہیپنیڈ۔۔؟؟"

(تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کیا ہوا ہے۔۔؟)

وہ ایک دم غصّے سے پلٹتا پھٹ پڑا تھا۔۔

"اپنے دل کا ٹکڑا کہتے ہو ناں تم اِسے۔۔؟"۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا ارمان نے بھی اپنی آنکھیں نہیں جھپکی تھیں۔۔

"کوئی اپنے دل کے ٹکڑے کو تکلیف کیسے دے سکتا ہے۔۔؟؟"۔۔ ارمان کو اُس کی آنکھوں میں ہلکی سی تکلیف دکھائی دی تھی۔۔

"یہاں بیٹھو اور میری بات سن۔۔"۔۔ ارمان نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا تھا لیکن وہ مزید بپھر گیا تھا۔۔

"ٹو ہیل وِد ایوری تھنگ!!"۔۔ وہ سائیڈ پر پڑے کرسٹل کے پیس پر ہاتھ مار کر غصّے سے چلایا تھا۔۔

چھناکے سے وہ نفیس سا پیس ٹوٹا تھا۔۔ آواز سُن کر وہ بھاگ کر ارمان کے کمرے سے نکلی تھی۔۔

جہاں سے وہ چہرے پر مرنے مارنے کے تاثرات لیے آندھی طوفان کی طرح نکلا تھا۔۔ وہ فق چہرے کے ساتھ اُس کو جاتا دیکھتی رہی تھی۔۔ جب دروازے پر ارمان کا خطرناک حد تک سنجیدہ چہرہ نمودار ہوا تھا۔۔

وہ بے اختیار اُس کے شانے سے لگی سسکی تھی۔۔

"آئی ایم سوری مان۔۔ میری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔ یہ لوگ خود ہی لڑنے لگے تھے۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا"۔۔ وہ شرم و خجالت سے بول رہی تھی۔۔

"گڑیا، کچھ نہیں سوچو اِس بارے میں بھول جاؤ بس"۔۔ وہ اُس کی پیشانی چُومتے اُسے بہلانے لگا۔۔

............

وہ اُسے لاتعداد کالز کر چکا تھا پہلے تو اس نے دو تین بار کالز کاٹی تھیں لیکن اب وہ کوئی رسپونس ہی نہیں دے رہا تھا، ارمان نے اب شہریار کا نمبر ملایا تھا اسے ساری بات سمجھا کر وہ مطمئن ہوا تھا۔۔

"یار کہاں ہو تم۔۔؟ نہ تم میری کالز اٹھا رہے ہو نہ ہی ارمان۔۔ جب مجھے تم دونوں کی ضرورت ہے تم دونوں ہی غائب ہوجاتے ہو"۔۔ پہلے تو اس نے شہریار کی کال کو اگنور کیا تھا لیکن وہ بھی ڈھیٹ پن کے ساتھ کال کرتا رہا تھا مجبوراً اُسے اٹھانی پڑی تھی شہریار اپنا ہی کوئی رونا رونے کیلئے اسے کیفے میں بلا رہا تھا، وہ اُس کی مشکل دیکھ کر نہ چاہتے ہوئے بھی مان گیا تھا اور اب پندرہ منٹ میں وہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔۔ شہریار اسے سمندر پر لے آیا تھا۔۔

"ہاں بولو کیا مسئلہ ہے۔۔؟"۔۔ وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا جب سامنے سے ارمان آتا دکھائی دیا ابراہیم نے اسے دیکھ کر بے ساختہ لب بھینچے تھے۔۔

لیکن اسے بالکل ہی نظرانداز کر کے اُس نے گاڑی سے ٹیک لگا کے سگریٹ منہ میں دبائی تھی۔۔

ارمان اس کے بالکل سامنے شہریار کے ساتھ کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا

"مجھے تم سے بات کرنی ہے"۔۔ ارمان نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر دو ٹوک لہجے میں کہا۔۔

"بٹ آئی ڈونٹ وانٹ ٹو۔۔ (لیکن میں نہیں کرنا چاہتا) مجھے ابھی اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی پلیز"۔۔ وہ چہرہ دوسری طرف کرکے سگریٹ کا کش لگا کر بولا۔۔

"کیوں۔۔؟.. تم مجھ سے اِس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتے ہو۔۔؟؟ جب تم رمیز سے بات کر سکتے ہو اس بارے میں تو مجھ سے بات کرنے میں کیا پرابلم ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اب کی بار دو قدم آگے

بڑھ کر اس کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر چلایا تھا ابراہیم نے سگریٹ منہ سے نکال کر اس کی طرف دیکھا تھا جہاں اسے سختی نظر آئی تھی، شہریار چُپ چاپ کھڑا رہا تھا۔۔

"میں چار سالوں سے بے عزت ہوتا آ رہا ہوں، اس رشتے کا سب سے بڑا مخالف میں ہوں، تمہیں پتا ہے پرسوں صبح دادو مجھ پر کیوں چلائی تھیں۔۔؟۔۔ کیوں غصّہ ہوئی تھیں وہ۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بول رہا تھا۔۔ جب کے وہ اپنی جگہ بلکل ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔۔

"اِس لئے کہ اُس دن بھی میں نے یہی بات کہی تھی کہ رمیز اور حیا کا رشتہ توڑ دیا جائے اور پچھلے چار سالوں کی طرح اس بار بھی انہوں نے مجھے خاموش کروا دیا تھا لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں یہ رشتہ ہونے دوں گا"۔۔ اب کی بار ابراہیم کے ساتھ ساتھ شہریار نے بھی چونک کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"میں نے پالا ہے اُسے ماں بن کر باپ بن کر۔۔ میں کیسے اپنی معصوم سی بہن کو اُس رمیز کے حوالے کر سکتا ہوں کیسے۔۔!! اُس کے آنسو میرے دل پر گرتے ہیں اور میں اُس کے معصوم سے وجود کو رمیز کو سونپ کر ساری زندگی اُسے آنسوؤں کا تحفہ دے دوں۔۔؟؟"۔۔ وہ رُکا تھا جیسے خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔

"سات سال کی عمر میں ابراہیم۔۔ سات سال کی عمر میں جب تم اُسے اپنا عادی بنا کر چلے گئے تھے تب وہ تمہارے لئے روتی تھی میں آدھی آدھی رات کو اُسے اُٹھائے اُٹھائے گھومتا تھا"۔۔ ارمان کے لہجے میں اب نمی تھی وہ سانس روکے اُسے دیکھے گیا تھا

"اور تم مجھ سے سوال کر رہے ہو۔۔؟ پانچ سال پہلے تم نے میری بہن کے ساتھ کیا کیا تھا۔۔؟"۔۔
ابراہیم ہاشمی نے حیرت سے ارمان ہاشمی کو دیکھا تھا کیا وہ جان چکا تھا لیکن وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا، کیا بولتا وہ۔۔

"میری بہن کے رُوکنے پر بھی تم نہیں رُکے تھے، توڑ دیا تھا تم نے اُسے، تمہارے جانے کے بعد وہ میرے سینے پہ سر رکھ کے روئی تھی ٹوٹ گئی تھی وہ"۔۔ ارمان نے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو ہتھیلی سے صاف کیے تھے لیکن وہ خود پر ضبط نہیں کر پایا تھا۔۔

"کیسے سنبھالتا میں اُس کو۔۔؟؟۔۔ میں خود ٹوٹا ہوا تھا کیسے۔۔؟؟"۔۔ وہ آج ایک بار پھر اُسی طرح ٹوٹا تھا جیسے پانچ سال پہلے وہ تکلیف دہ فیصلہ کرتے وقت ٹوٹا تھا۔۔

"میرے ماں باپ ایک ساتھ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے، میں تو خو ٹوٹ گیا تھا میں اُسے کیا سنبھالتا"۔۔ پانچ سال سے وہ جو بوجھ اکیلا اُٹھائے ہوئے تھا آج ارمان کے سامنے وہ اُتار رہا تھا۔۔

"ایک بار مجھ پر بھروسہ تو کر کے دیکھتے یار"۔۔ ارمان نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"تمہارے اِس طرح بزدلوں کی طرح بھاگنے سے اُس کو کیا کیا نہیں سہنا پڑا"۔۔ اُس کے بُزدل کہنے پر اُس نے تڑپ کر سر اُٹھایا تھا۔۔

"اپنے معصوم سے دل میں تمہیں بسا بیٹھی تھی اور اس کی پاداش میں اسے رمیز آفاق کو جھیلنا پڑا ہے چار سال"۔۔ ارمان نم آنکھوں سے دُکھ سے مسکرایا تھا۔۔

"آسان تو میرے لیے بھی نہیں تھے یہ پانچ سال، آج تمہارے سامنے بولتا ہوں بہت محبت کی ہے میں نے اُس سے، اُس کی ذرا سی تکلیف میرے دل پر وار کرتی ہے، مم نے مجھے بولا تھا کہ وہ میری

ہے، وہ ماں کو اُسے میرے لیے مانگ لیں گی"۔۔ وہ بہتی آنکھوں سے اُن لمحوں کو یاد کر کے مُسکرایا تھا، ارمان نے کرب سے آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔۔

"لیکن مم کو زندگی نے موقع ہی نہیں دیا تھا"۔۔ وہ اُس کی تکلیف کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کو بھی یاد کر کے رو دیا تھا اونچے لمبے مرد کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ارمان نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

"میں نے کبھی بھی اُسے تکلیف دینا نہیں چاہی تھی، میں نے کبھی بھی اس کا دل توڑنا نہیں چاہا لیکن میں ہی اُس کا دل توڑ گیا مجھے معاف کر دو پلیز، میں بُزدل نہیں تھا، میں نے تو اُسے تکلیف سے بچانا چاہا تھا"۔۔ وہ اس کے گلے سے لگا روتے ہوئے بول رہا تھا اِبراہیم ہاشمی پانچ سالوں سے جس درد کو چُھپائے ہوئے تھا جس دُکھ کے بوجھ سے اُس کے کندھے جُھکے ہوئے تھے وہ آج ارمان ہاشمی کے سینے پر بہا گیا تھا۔۔ شہریار نے آگے بڑھ کر دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ حقیقتاً وہ اپنے آنسو بھی رُوک نہ پایا تھا۔۔

"میرے آگے تو زندگی نے وہ امتحان رکھا ہے، جس کا سلیبس میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا، میں تو فیل ہونے چلا تھا یار، لیکن مجھے فیل نہیں ہونا فیل ہوا تو اُسے ہار دوں گا، مجھے زندگی کے اِس امتحان میں اُس کے لیے جیتنا ہے۔۔ چاہے راستے میں کتنے ہی hurdles (رُکاوٹیں) میرے مُنتظر ہوں۔۔ مجھے سب پار کر کے اپنی پرِنسس تک پہنچنا ہے۔۔ اور مجھے یقین ہے میری پرِنسس میری راہ تک رہی ہے۔۔ تھوڑی ناراض ہے، اُس کا حق ہے۔۔ منا لوں گا"۔۔ وہ اپنی آنکھیں صاف کر کے بولتا آخر میں مُسکرایا پر ارمان ہاشمی اُس کے لہجے میں اپنی بہن کے لیے مُحبت محسوس کر کے دل سے مُسکرایا تھا۔۔

"تو بہنوئی صاحب اپنی بہن کے لیے آپ کو یہ لڑکا کیسا لگتا ہے۔۔؟"۔۔ وہ ارمان کے کان میں بولا تھا آواز اتنی تھی کہ اِبراہیم نے بخوبی سُن لیا۔۔ اُس کی بات پر وہ دونوں ہی مُسکرائے تھے۔۔

"لڑکا تو ٹھیک ہے، پر ایسے ہی تو ہاں نہیں کروں گا ناں، بہن کا معاملہ ہے، اچھے سے چھان پھٹک تو کرلوں ذرا"۔۔ کہنے کے ساتھ ہی اُس نے اِبراہیم کا سر اپنے بازو میں لے کر اُس کے کندھے پیٹ پر بے شُمار مکے برسائے تھے۔۔ اُس کے ساتھ کھڑا شہریار اور اُس کے شکنجے میں اِبراہیم دونوں ہنستے رہے تھے۔۔

اپنے نکاح کے بعد ارمان ہاشمی کا اردہ عصمت جہاں سے دو ٹوک بات کرنے کا تھا۔۔

...........

وہ شام سے منہ سر لپیٹے پڑی ہوئی تھی، فرح اور ایمن کتنی بار آچکی تھیں اٹھانے وہ اُٹھ کر نہ دی۔۔

نو بجے وہ دونوں گھر آئے۔۔ آتے ہی دونوں کی نظروں نے اُسے ڈھونڈا تھا۔۔

"حیا کہاں ہے۔۔؟؟"۔۔ ایمن کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے کر ارمان نے پوچھا تھا۔۔

"پتا نہیں کیا ہوا ہے آپا کو، شام سے ہی لیٹی ہوئی ہیں، نہ کسی سے بات کر رہی ہیں، نہ کھانا کھا رہی ہیں"۔۔ ایمن نے تفصیلاً جواب دیا تھا وہ چونکا تھا ارمان نے اُس کے کمرے کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔ وہ خود کو رُوک نہیں پایا تھا اُس کے پیچھے چلتا ہوا دروازے پر آ رکا تھا، جہاں وہ تکیے میں منہ چھپائے دنیا جہاں سے ناراض چادر اُوڑھے لیٹی ہوئی تھی۔۔

"اُٹھ جا میری بچّی، سنی سے لڑائی ہوئی ہے کیا کچھ تو بتاؤ۔۔ کان کھینچتی ہوں اُس کے"۔۔ عصمت جہاں اُسے پچکارتے بولیں۔۔

"کچھ نہیں ہوا دادو، مجھے سُونے دیں"۔۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔

ارمان کو دیکھ کر عصمت جہاں شکر ادا کرتے کچھ بولے بغیر کمرے سے نکلی تھیں۔۔ پتا تھا وہ اُسے سنبھال لے گا۔۔

"حیا۔۔!!"۔۔ اُس کے پاس بیٹھ کر ارمان نے پیار سے اُسے پکارا۔۔ وہ تکیہ ہٹاتی فوراً سے اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"مان"۔۔ وہ اُس سے لپٹ کر رودی تھی۔۔ اِبراہیم نے نچلا لب دانتوں میں دبایا تھا۔۔

"تمہیں پتا ہے ناں میں اپنی گڑیا کو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا"۔۔ وہ اُسے خود سے الگ کرتا اُس کے آنسو صاف کرتے بولا۔۔

"لیک۔۔لیکن مان رمی۔۔ز"۔۔ وہ کچھ ہچکچاہٹ کچھ خوف سے بولی تھی۔۔ اُس کا خوف محسوس کر کے اِبراہیم نے لب بھینچے تھے۔۔

"کچھ نہیں کہے گا اب وہ، میں بات کروں گا اُس سے"۔۔ محبت سے اُس کا سر چُوما۔۔

"چلو اُٹھو اب کھانا کھاؤ"۔۔ ارمان نے نرمی سے اُس کے بکھرے بال سمیٹے تھے۔۔

"مجھے پزا کھانا ہے"۔۔ وہ ٹھنکی تھی۔۔ارمان اور ابراہیم دونوں کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ رینگی تھی۔۔

وہ دو قدم پیچھے چلتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

"میں آرڈر کر دیتا ہوں، جب تک تم اُٹھو منہ دُھو کر آؤ شاباش"

"نہیں آپ کو پتا ہے ناں مجھے پزا وہیں کھانے میں مزا آتا ہے"۔۔ وہ ضد سے بولی تھی، اُسے پتا تھا وہ اِس وقت ارمان سے کچھ بھی منوا سکتی تھی۔۔

"اچھا بابا چلتے ہیں اب جاؤ فیس واش کر کے آؤ، ایسے میلی سی لڑکی کو بلکل بھی نہیں لے جاؤں گا میں"۔۔ وہ منہ بنا کر بولا تھا۔۔

"میں دو منٹ میں آئی"۔۔ وہ جمپ مار کر اُٹھتی واش روم کی طرف بھاگی تھی۔۔ وہ اُس کے انداز پر مُسکرایا تھا۔۔

"لیکن مان"۔۔ وہ جاتے جاتے پلٹی تھی۔۔

"صرف ہم دونوں جائیں گے اور بھابھی کی باتیں کریں گے"۔۔ وہ بول کر واش روم میں گھسی تھی۔۔

اُس کی بات پر ارمان کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

..........

اگلے دن فرح، ایمن، حیا، سنی شاپنگ پر جانے کو تیار تھے۔۔ سفیر اُنہیں چھوڑ آیا تھا۔۔ آمنہ کے نکاح کا جُوڑا اُسی کی پسند پر پستائی رنگ کا لیا گیا تھا۔۔

ارمان کے دیئے گئے کارڈز سے اُس نے اپنے اور ایمن کے لیے ڈھیر ساری شاپنگ کی تھی۔۔

"جی ہم اوپر ہیں آجائیں"۔۔ سنی نے کسی کو فون پر بتایا اُس نے دھیان نہیں دیا تھا پر ایک دو منٹ بعد سامنے سے اُس کو آتے دیکھ کر اُس نے خفگی سے منہ پھیرا تھا۔۔

دل میں جو تھوڑی بہت ہمدردی جاگی تھی اُس کی کل کی حرکت پر وہ پھر سے اُسی خول میں بند ہوئی تھی اُس کے نظر پھیرنے پر وہ مُسکرا دیا تھا۔۔

"چاچو آگئے، چاچو ہم کے ایف سی جائیں گے"۔۔ نبیہا نعرا لگاتی دوڑتی ہوئی اُس سے لپٹی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔ اُس نے چُور نظروں سے اُس کی سکون بخشتی مُسکراہٹ کو دیکھا جو نبیہا کی معصومانہ باتوں کے جواب دے رہا تھا۔۔

کریم کلر کی ٹی شرٹ، براؤن جینز، گرے کانورس شوز، ہلکے روؤں والے مضبوط بازو، بائیں ہاتھ میں براؤن اسٹریپ والی اسٹائلش گھڑی۔۔ اُسے نظر بھر کر دیکھنے سے وہ اپنے سارے غم بھولتی تھی۔۔

"تاتو"۔۔ حیا کی گود میں چڑھا ارحم اُس کی طرف لپکا تھا اُس نے ارحم کو اُتارا وہ بھاگ کر اِبراہیم کی طرف بڑھا تھا۔۔ وہ بےاختیار اپنی دونوں بانہیں پھیلا کر نیچے بیٹھا تھا جیسے ہی ارحم اُس کے پاس آیا اُس نے محبت سے دونوں ہاتھوں میں اُسے تھام کر کھڑے ہوتے ہوا میں اُچھالا تھا وہ کھکھلا کر ہنسا تھا۔۔

اِس پیارے سے منظر نے جہاں ایمن، فرح، سنی کی توجہ کھینچی تھی وہاں آس پاس کے لوگ بھی مُسکرا کر مُتوجہ ہوئے تھے۔۔

حیا نے غیر محسوس طریقے سے وہ منظر اپنے موبائل میں قید کیا تھا۔۔

"ہائے میرا بچّہ! اِبراہیم"۔۔ ارحم کو ہوا میں اچھلتا دیکھ کر فرح کی ممتا دہل گئی تھی۔۔ وہ قہقہہ لگاتے اُس کے دونوں گال چُوم کر اُسے اپنی گود میں اُٹھا گیا تھا۔۔

"ہوگئے ہیں سارے کام تو چلو"۔۔ وہ ایک نظر اُسے دیکھ کر فرح سے پوچھنے لگا۔۔ وہ جو اُسے ہی دیکھ رہی تھی فوراً سے رُخ پھیر گئی تھی۔۔ وہ ہلکا سا مُسکرایا تھا۔۔

"ہاں بس نکاح کا ڈوپٹہ لینا ہے، دادو نے خاص ہدایت کی تھی"۔۔ فرح نے بچّوں کے ہاتھ تھامتے کہا تھا۔۔ وہ لوگ ایک شاپ میں داخل ہوئے تھے جہاں پیارے سے گوٹے والے، کڑھائی والے لال ڈوپٹے آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے۔۔

اُس نے حسرت سے ایک ڈوپٹے پر ہاتھ پھیرے تھے۔۔ پھر آنکھوں میں آئی نمی چُھپاتی فرح کی طرف مُڑی تھی۔۔

"یہ دیکھو حیا یہ کیسا ہے۔۔؟؟"۔۔ فرح نے اُس کے سامنے سُرخ خوبصورت زرتار آنچل پھیلایا۔۔ جو کہ واقعی میں بہت پیارا تھا

"ماشاءاللہ بجو بہت پیارا ہے"۔۔ وہ چمکتی آنکھوں سے دل سے بولی تھی۔۔ فرح نے فوراً سے پیک کروایا تھا۔۔

"پلیز پیک دس ون ٹو"

(یہ بھی پیک کردیں)

اُس کی آواز پر فرح اور حیا دونوں مُڑی تھیں جس کے ہاتھ میں وہی دوپٹہ تھا جو حیا دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ کس کے لئے ابراہیم۔۔؟"۔۔ فرح نے اُس کے ہاتھ میں سُرخ خوبصورت سا ڈوپٹہ دیکھ کر تعجب سے پوچھا۔۔ حیا کا دل حیرتوں میں ڈوبا تھا۔۔

"یہ میری ہونے والی دلہن کے لیے"۔۔ وہ دلکشی سے ہنسا تھا۔۔

"بیٹا تم گھر چلو میں کرتی ہوں دادو سے بات"۔۔ فرح نے اُس کو آنکھیں دکھائی تھیں جس پر اُس نے قہقہہ لگایا تھا، نظر اس پر تھی جو بالکل ساکت سی کھڑی ہوئی تھی، ابراہیم اُس کے دل کا حال سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا محسوس کر رہی تھی اِس وقت۔۔

اُس کے بعد وہ بچّوں کے کہنے پر انہیں کے ایف سی لے آیا تھا لیکن وہ سارا وقت زبان کو تالا لگائے بیٹھی رہی تھی اور سارے وقت میں براہیم نے اسے نوٹ کیا تھا۔۔ اِدھر اُدھر گھومنے کے بعد ایک اچھا سا دن گزار کر وہ لوگ گھر واپس آ گئے تھے۔۔

"حیا پلیز ایک کپ کافی بنا دو"۔۔ وہ آتے ہی اُس کو آرڈر دے کر اوپر چلا گیا تھا نائلہ نے اس بات پر ناگواری سے اُسے گھورا تھا۔۔ اسے ویسے بھی سب کے لیے چائے تو بنانی تھی اس لئے وہ سر ہلا کر کچن میں چلی گئی تھی۔۔

"اماں اب رمیز کا بھی کچھ سوچیں مان اور رمیز ایک ہی جچتے ہیں"۔۔ وہ عصمت جہاں کی طرف مُڑیں۔۔

"میں نے کتنی بار کہا ہے کہ حیا کے امتحان ہونے دو، بچّی کا آخری سال ہے"۔۔ وہ اُن کے آئے دن اِسی بات سے بیزار تھیں۔۔

"پتا نہیں آپ کی بچّی کا آخری سال کب تک ختم ہو گا"۔۔ انہوں نے چڑ کر کہا تھا لیکن اب کے ان کی چڑ میں ایک خوف بھی تھا اِبراہیم کے زبان کھولنے کا خوف۔۔ ابراہیم کے تیور ماں بیٹا دونوں کو صحیح نہیں لگ رہے تھے جلد از جلد وہ حیا کو رمیز کے نکاح میں لانا چاہتی تھیں۔۔

...........

"رمیز میں تم سے حیا کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں"۔۔ وہ رمیز کے سامنے بیٹھا تھا۔۔ رمیز چونکا تھا۔۔ اتنا تو رمیز کو بھی اندازہ تھا کہ ارمان اُسے خاص پسند نہیں کرتا تھا۔۔ رمیز آفاق کو ویسے بھی صرف حیا سے غرض تھی۔۔

"اچھا ہوا تم نے یہ بات کردی میں خود تم سے اس بارے میں بات کرنے والا تھا"۔۔ رمیز نے سنجیدگی سے کہا

"دیکھو رمیز میری بہن مجھے بہت پیاری ہے اور میں اسے تکلیف میں نہ کبھی دیکھ سکتا ہوں نہ ہی کبھی آگے دیکھنا چاہوں گا"۔۔ ارمان نے سرد تاثرات کے ساتھ کہا۔۔

"لگی پٹی تو میں بھی نہیں رکھوں گا میں تم سے دو ٹوک بات کروں گا ابراہیم سے کہو حیا سے دور رہے"۔۔ اُس کی بات پر ارمان کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔۔

"تمہیں پتا ہے وہ ہمیشہ سے ابراہیم سے اٹیچڈ رہی ہے"۔۔ اُس کی بات پر رمیز کے چہرے پر ناگواری کے رنگ لہرائے تھے

"وہ بچپن کی بات تھی اب حیا بچّی نہیں رہی"۔۔ وہ اُنہی ناگوار تاثرات سے بولا تھا۔۔

"ابھی میری بہن میرے پاس ہے میں اس پر کسی قسم کی الٹی سیدھی رسٹرکشنز (پابندیاں) نہیں لگاسکتا اور امید ہے کہ آئندہ تم بھی ایسی کوئی حرکت نہیں کروگے"۔۔ اُس نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔۔

"ٹھیک ہے پھر تم لوگ جلدازجلد ماما کو ڈیٹ دو، میں جلدی شادی کرنا چاہتا ہوں"۔۔ وہ اب اطمینان سے کرسی پر ٹیک لگاتے بولا۔۔

"جب تک حیا کے پیپرز نہیں ہوجاتے ایسا کچھ نہیں ہونے والا"۔۔ وہ حتمی انداز میں بولا تھا پھر ارمان زیادہ وقت بیٹھا نہیں تھا، لیکن رمیز کیلئے سوچنے کے لئے بہت کچھ چھوڑ گیا تھا

...........

نکاح میں دو دن رہ گئے تھے پنجاب سے مہمان آچکے تھے۔۔ گھر میں افراتفری مچی ہوئی تھی۔۔

اِس وقت رات کے بارہ بجے سب ینگ جنریشن باہر صحن میں بیٹھی ہوئی تھی اور اُس کی شامت آئی ہوئی تھی۔۔

"بھائی کچھ اچھا سا سُنائیں"۔۔ سنی نے اُس کے ہاتھ میں گٹار تھمایا تھا۔۔

"بلکل ابراہیم بھائی پنجاب تک خبر آگئی ہے آپ مست گاتے ہیں"۔۔ سعد نے جوش سے کہا۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"بھائی انگلش سونگ سُنائیں"۔۔ کہیں سے آواز آئی۔۔

"جی نہیں ہم اردو سنیں گے"۔۔ عجیب شُور سا مچا ہوا تھا۔۔ تبھی اُس کی سحر انگیز آواز فضا میں گونجی تھی۔۔ سب ایک دم چُپ ہوئے تھے۔۔

متاعِ جاں، میری جاں ہے تو،

جان لے میری جاں

میری جاں ہے تو

لگ جائے نہ نظر میرے پیار کو میری

تجھ سے یہ میں نے کی تھی گُفتگو

دنیا کو بھول جاؤں

نینوں میں کھو جاؤں

آئے مجھے تو نظر چار سُو

جان لے میری جاں

میری جاں ہے تو

متاعِ جاں، میری جاں ہے تو

وہ نم آنکھوں سے یک ٹک اُسی کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ ہونٹوں پر اپنی مُخصوص قاتل مُسکراہٹ سجائے گاہے بگاہے اُس پر نظر ڈال رہا تھا، آج دل کو پتا نہیں کیا ضد چڑھی تھی کہ اُس کے دیکھنے پر بھی وہ نظر ہٹانے پر آمادہ نہیں ہوئی تھی۔۔

"قسم سے اگر میری منگنی نہ ہوئی ہوتی ناں تو اڑ جاتی شادی کروں گی تو انہی سے کروں گی ورنہ۔۔"۔۔ لائبہ فلمی انداز میں صبا کے کان میں سرگوشی کر رہی تھی جب فضا اُسے ٹھوکا دیتی جل کر بولی تھی۔۔

"ورنہ فہد سے کروں گی اور شُکر ہے فہد سے ہی کر رہی ہو"۔۔ حیا کے کان میں اُن کی ساری گُفتگو پڑ رہی تھی پر اُس کی نظریں اب اُس کے گٹار بجاتے ہاتھوں پر تھی۔۔ اُس کے آنسو گالوں پر بکھرے تھے۔۔ اِبراہیم نے کرب سے آنکھیں موند کر کھولی تھیں۔۔ ارمان کی نظریں دونوں پر تھیں۔۔ حیا کے آنسوؤں نے اُسے بھی بے چین کیا تھا

درد ہے نہ سُکون

تم سے کیسے کہوں

تیری پلکوں سے چُن لوں گا آنسو

جہاں بھی تو جائے میرا سایا ساتھ ہے

ہمیشہ میں رہوں تیرے رُوبرو

جان لے میری جاں

میری جاں ہے تو

متاعِ جاں، میری جاں ہے تو

"یہ پکا اپنی کسی امریکن گرل فرینڈ کے لیے گا رہے ہیں"۔۔ صبا نے لائبہ اور فضا کے جذباتوں پر پانی پھیرنا چاہا تھا۔۔

اُس کی نظروں میں وہ گولڈن بالوں والی چُڑیل آئی تھی۔۔ اُس نے لب بھینچے تھے۔۔

"کوئی نہیں! اگر اِن کی کوئی انگریز گرل فرینڈ ہوتی تو یہ انگلش سونگ گاتے"۔۔ فضا جُوش میں کچھ زیادہ ہی زور سے بول گئی تھی۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم سمیت تمام لڑکوں کا قہقہہ بُلند ہوا تھا۔۔ بے چاری خفت سے صبا کے پیچھے چُھپی تھی۔۔

"اِس سے زیادہ اپنی بیستی نہ سہہ سکو گی، اب اپنا منہ بند رکھو"۔۔ لائبہ نے اُس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔ اب وہ ارمان کو دیکھ کر گارہا تھا۔۔ اُس کے انداز پر وہ زور سے ہنسا تھا

نینوں کی مستیاں

تیری مُسکراہٹیں

میرا دل ہورہا ہے بے قابو

کہتا ہے وہ مجھ سے

تم کو میں چُرا لوں

اِس پیار میں کیسا ہے جادو

سب ہی کورس میں اووو بجا لائے تھے۔۔ گانے کو اختتامی انداز میں گاتے وہ غیر محسوس انداز میں پھر اُس کو نگاہوں میں فوکس کر کے اُس کا دل دھڑکا گیا تھا۔۔ گانے کے اِس مصرعے پر اُس کی نظریں جُھکی تھیں، اُس کی اِس حرکت پر اِبراہیم کی مُسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

جان لے میری جاں

میری جاں ہے تو

متاعِ جاں، میری جاں ہے تو


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

"واہ بھئی تم نے تو کمال کر دیا"۔۔ صحن تالیوں سے گونج اُٹھا تھا۔۔ وہ مُسکرا کر سب سے داد وصول کر رہا تھا۔۔

"یار یہ سچ میں باہر سے آئے ہیں ناں"۔۔ لائبہ صبا کے اُوپر گری تھی۔۔

"فضا صحیح کہہ رہی ہے اِبراہیم کوئی دیسی بچّی کا چکر لگ رہا ہے"۔۔ اسد نے اُسے آڑے ہاتھوں لیا۔۔ وہ اُس کی بات کو انجوائے کرتے زورے ہنسا تھا۔۔ ارمان اور سنی مُسکراتے ہوئے اُسی کو دیکھ رہے تھے، جس کے چہرے پر اُن کی بہن کی محبت کا عکس نمایاں تھا۔۔

"اسد بھائی ان کی پرسنیلٹی بھی تو دیکھیں ناں کوئی ایک تھوڑی ہوگی"۔۔ اب کے سعد بولا۔۔

زبردست قہقہہ پڑا تھا۔۔

"کیوں مجھے بدنام کر رہے ہو تم لوگ"۔۔ وہ ہنستے ہوئے اپنی جان چھُڑانے لگا تھا۔۔ تبھی رحمت جہاں آئی تھیں۔۔

"کچھ تو خیال کرلو تم سب، سب بڑے چھوٹے یہیں لاؤنج میں سو رہے ہیں، اُٹھ جاو تم لوگ بھی اب چلو"۔۔ وہ سب کو ڈانٹ کر جیسے آئی تھیں ویسے ہی چلی گئی تھیں۔۔ سب ہی اُٹھے تھے۔۔

دو کمرے یہاں صحن کے پچھلی طرف بھی تھے جو کہ پُرانے وقت میں سُلطان صاحب نے پنجاب کے مہمانوں کے لیے ہی بنوائے تھے۔۔ اُن کا مُشترکہ خاندان ہونے کے باعث آنا جانا پھر مہینہ مہینہ رہنا لگا رہتا تھا۔۔

وہاں سے آئے سارے لڑکے اُنہی میں سے ایک کمرے میں رُکے تھے۔۔ جبکہ دوسرے کمرے میں رحمت جہاں کے شوہر جو کہ سب کے چھوٹے دادو تھے۔۔ لڑکیاں عروج کے کمرے میں تھیں اور وہ سنی کے کمرے میں۔۔

باقی رشتے کی پھپھیاں خالاؤں کے لیے لاؤنج میں ہی بستر بچھائے گئے تھے۔۔ برسوں بعد خاندان کی پہلی خوشی تھی سب ہی جمع تھے۔۔

...........

کل نکاح تھا۔۔ عصمت جہاں نے لڑکیوں کو ڈھولک منگوا دی تھی۔۔ سنی نے بڑا سا ڈیک لاؤنج میں رکھ دیا تھا۔۔ اِس وقت سب ہی بڑے چھوٹے لاؤنج میں موجود تھے۔۔۔ سب لڑکیاں چائے بنانے میں مصروف تھیں جب کہ وہ حسبِ عادت اُس کے لیے کافی بنانے لگی تھی۔۔

"یہ کافی کس کے لیے۔۔؟؟"۔۔ فضا نے حیرت سے پوچھا تھا

"فضا آپی اِبراہیم بھائی کافی پیتے ہیں"۔۔ ایمن نے سب کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔۔ اندر آتی عروج نے ناگواری سے اُسے گھورا تھا۔۔

"کچھ کوششیں بیکار ہی جاتی ہیں"۔۔ عروج اُس پر ایک ڈالتی استہزائیہ انداز میں بولی۔۔ فضا نے نا سمجھی سے لائبہ اور صبا کو دیکھا تھا۔۔

"میری بہن جس کو مل رہی ہے وہ نصیب والا ہے"۔۔ فرح نے اُس کا ماتھا چُوما تھا۔۔ وہ مُسکرا بھی نہیں سکی تھی۔۔

"یہ تو ہے، سب کا خیال رکھتی ہے حیا"۔۔ لائبہ نے اُسے پیچھے سے آکر محبت سے تھام کر کہا۔۔ عروج سے زیادہ برداشت نہیں ہوا تو واک آؤٹ کر گئی تھی۔۔

"کیسی ہے یہ۔۔؟؟"۔۔ لائبہ نے اُس کو جاتا دیکھ کر ناپسندیدگی سے کہا۔۔

"اپنے بھائی کی بہن ہے تم زیادہ دھیان مت دو"۔۔ صبا نے اُسے چائے کی ٹرے پکڑائی تھی۔۔

"قسم سے بجو! ظلم کر رہے ہیں آپ لوگ حیا پر"۔۔ فضا نے اُسے دیکھ کر کہا جو مگ میں کافی ڈالنے کو تھی۔۔ اُس کے ہاتھ ذرا سے کانپے تھے

"حیا کے ساتھ تو اِبراہیم بھائی ہی اچھے لگے گے"۔۔ لائبہ نے بغیر سوچ سمجھے کہا تھا لیکن کافی ڈالتے اُس کا ہاتھ لرزا تھا نتیجاً کافی کپ کے بجائے سلیب پر گری تھی اُس کی محنت برباد گئی تھی۔۔

"آئی ایم سوری حیا۔۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا"۔۔ لائبہ کے لہجے میں شرمندگی محسوس کر کے وہ بدوقت مُسکرائی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں ہے"۔۔ اُس نے مُسکرا کر اُس کا گال تھپتھپایا پھر دوبارہ سے کافی بنانے لگی تھی۔۔

..........

"میں بتاتا ہوں تم لوگوں کو ڈانس کیسے کرتے ہیں"۔۔ سنی کے دل میں نجانے کیا سمائی ڈیک پر ایک گانا لگا کر وہ اُٹھا تھا۔۔ رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے۔۔

حیا نے بستر زمین پر ابھی رکھے ہی تھے جب سنی اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

پیار ہوا اقرار ہوا ہے

پیار سے پھر کیوں ڈرتا ہے دل

سنی نے اچانک اُس کے ہاتھ تھام کر اُس کے ساتھ کپل ڈانس شروع کیا تھا۔۔ وہ اِس اچانک حملے پر تیار نہیں تھی، اُسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ ہو کیا رہا ہے۔۔ وہ اُسے ماہرانہ طریقے سے دائیں بائیں کر رہا تھا۔۔

"سن۔۔ سنی چھوڑو مجھے"۔۔ وہ حواس باختہ ہوئی تھی۔۔

سب ہی ہنس رہے تھے اور تو اور عصمت جہاں بھی ہنس رہی تھیں۔۔

کہتا ہے دل رستہ مشکل

معلوم نہیں ہے کہا منزل

اب کے سنی نے اُس کی انگلی پکڑ کر جس طرح اُسے گھول گھول گھمایا تھا ایک لمحے کو عصمت جہاں لرزی تھیں۔۔

"سنی گر جائے گی وہ، انسان بن جاؤ"۔۔ وہ کسی ربڑ کی گڑیا کی طرح آگے پیچھے دائیں بائیں ہو رہی تھی۔۔ اور اب گول گول گھوم رہی تھی۔۔ ارمان رمیز کے ساتھ صوفے پر بیٹھا مُسکرا رہا تھا۔۔ رمیز کی نظریں بھی دونوں پر تھیں

کہتا ہے دل رستہ مشکل

معلوم نہیں ہے کہا منزل

اُس نے اب کے حیا کو زور سے گُھمایا لیکن اب کی بار حیا کی اُنگلی اُس کے ہاتھ سے چُھوٹی تھی۔۔ وہ گول گول گھومتی خود کو روک نہیں پائی تھی۔۔ عصت جہاں کا دل دہلا تھا۔۔ ارمان بےساختہ کھڑا ہوا تھا۔۔

وہ پانی پی کر کچن سے نکلا تھا جب اچانک سے وہ اُس کے سینے سے لگی تھی وہ بےاختیار دایاں بازو اُس کے گرد لپیٹ کر اُسے سہارا دے گیا تھا۔۔

سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ دونوں کو ہی سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے۔۔

"اِبراہیم بھائی آپ نے ہماری لڑکی بچا لی"۔۔ فضا جوش سے بولی تھی۔۔

"بھائی تو ہیرو نکلے"۔۔ ایمن خوشی سے بولی تھی

"شُکر ہے بیٹا ورنہ اللہ نہ کرے کیا ہو جاتا"۔۔ عصمت جہاں کی سانس میں سانس آئی تھی۔۔

رمیز ناگواری سے کھڑا ہوا تھا۔۔ وہ جو اب تک اُس کے سینے سے لگی کانپ رہی تھی مختلف آوازوں پر اُس نے سر اُٹھایا تھا نظر اُس کے خود سے دو تین انچ کے فاصلے پر موجود چہرے پر پڑی وہ تڑپ کر اُس کے حصار سے نکلی تھی۔۔ ناک پر الگ چوٹ لگی تھی۔۔

"سنی تمہاری حرکتیں بڑھتی جارہی ہیں، اللہ نہ کرے ابراہیم نہ آتا تو"۔۔ عصمت جہاں نے سنی کو لتاڑا تھا۔۔

وہ خفت زدہ چہرہ لیے مڑی تھی۔۔ ینگ جنریشن کی پُرشوخ نظریں خود پر محسوس کر کے اُس کی آنکھیں یکلخت پانیوں سے بھری تھیں۔۔ وہ مُسکراتا ہوا آگے بڑھا تھا۔۔ رمیز اور نائلہ کی خون آشام نظریں خود پر محسوس کرتی وہ ایک دم مڑ کر اُوپر بھاگی تھی۔۔

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گا"۔۔ ارمان سنی کے پاس لہذا بھر کر رُکتا اُسے خشمگین نگاہوں سے گھور کر اَس کے پیچھے گیا تھا۔۔ سنی کو اپنی شامت نظر آئی تھی۔۔

..........

"ماں سب تھے وہاں، سب ہنس رہے تھے۔۔ سنی کے بچّے کو میں چھوڑوں گی نہیں"۔۔ وہ روتے ہوئے بولے جارہی تھی۔۔

"گڑیا وہ مذاق کر رہا تھا"۔۔ وہ ہلکی سے مُسکراہٹ سے بولا تھا

"میری ناک میں اتنی زور سے چُوٹ لگی ہے میں اُس کے سر پر ایک بال نہیں چھوڑوں گی"۔۔ وہ سُوں سُوں کرتی جس طرح سے بولی تھی ارمان کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

"میں کیسے سب کا سامنا کروں گی"۔۔ اب کے وہ شرمندگی سے ہتھیلی سے آنکھیں صاف کرتی بھرائی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔ ارمان کو اُس پر پیار آیا تھا۔۔

"میرا بچّہ!! کچھ نہیں ہوا"۔۔ وہ اُسے اپنے بازوؤں میں لیتا بولا وہ سسکی تھی۔۔

"وہ رمیز اور پھپھو بہت غصّے میں تھے ماں"۔۔ وہ اُس کے شانے پر سر رکھے رودی تھی۔۔ ارمان نے بے ساختہ لب بھینچے تھے، کتنا ذہنی ٹورچر کیا تھا نائلہ، رمیز عروج نے اُس کی بہن کو۔۔

"اچھا چلو، دیکھو میں سنی کے ساتھ کیا کرتا ہوں"۔۔ وہ اُسے خود سے ہٹاتے بولا پھر پیار سے اُس کے آنسو صاف کیے کر کے اُس کا ہاتھ تھام کر اُٹھایا تھا اُسے۔۔

سب نے ہی اُسے ارمان کے ساتھ سیڑھیاں اُترتے دیکھا تھا۔

"سنی اِدھر آؤ"۔۔ وہ سختی سے بولا تھا۔۔ ابراہیم کے چہرے پر مُسکراہٹ رینگی تھی۔۔

"ماں سچی میں میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا"۔۔ وہ سامنے آکر منمنایا تھا۔۔

"اپنی سزا خود بتاؤ"۔۔ ارمان کوئی رعایت دینے کو راضی نہیں تھا۔۔ سب کے چہرے پر دلچسپی چھائی تھی۔۔

"آپا تمہیں میرے وہ ہینڈ فری چاہیئے تھے ناں وہ لے لو"۔۔ وہ جلدی سے بولا تھا۔۔

"وہ تو ہیں ہی میرے، ماں میرے لیے لائے تھے، تم نے قبضہ کیا ہوا ہے اُن پر"۔۔ حیا نے اُسے گھورا تھا۔۔ اُس کے چہرے پر اِبراہیم کی نظریں رُک سے گئیں تھیں روئی روئی سی آنکھیں، اِن آنکھوں میں ہلکی سے بھی نمی نے اُسے ہمیشہ بے چین کیا تھا، اور اِس وقت اِس لمحے پتا نہیں کیوں اُس کا دل چاہا وہ اُن آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چُن لے۔۔ اُس کے سارے غم اپنے اندر لے لے۔۔

"آپا میں گول گپے لے آؤں گا تمہارے لیے پکا"۔۔ وہ مفاہمتی انداز میں بولا تھا پر وہ اُسے اتنے سستے میں تو بلکل بھی چھوڑنے والی نہیں تھی۔۔

"گول گپے اور دو ڈیئری ملک تو تم لاؤ گے ہی پر۔۔"۔۔ وہ مزے سے بولی تھی۔۔ سنی کی آنکھیں پھیلی تھیں

"آپا دو۔۔؟؟"۔۔ وہ چیخا تھا۔۔

"ماں دیکھیں اِس کو"۔۔ اُس نے ارمان کا بازو تھاما تھا۔۔

"سنی چُپ چاپ کھڑے رہو تم سزا میں ہو"۔۔ ارمان نے اُسے گُھرکا تھا۔۔

"ماں اِس طرح تو یہ مجھ سے میری ساری جائداد لکھوا لے گی"۔۔ وہ احتجاجاً بولا تھا۔۔ سب ہی ہنسے تھے اُس کے انداز پر۔۔

"تمہاری جائداد میں وہ کھٹارا سی بائیک ہے، اپنے پاس ہی رکھو"۔۔ حیا نے سب کے سامنے اُس کی پیاری سی بائیک کی شان میں گُستاخی کی تھی سنی تڑپا تھا۔۔ سب کا قہقہہ گونجا تھا۔۔ارمان مُسکرایا تھا

"ارے نہیں آپا! تمہیں نہیں پتا، میں نے بھائی کی جائداد میں سے اپنے حصّے میں وہ گاڑی لکھوالی ہے"۔۔ وہ جِس طرح بولا تھا اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ حیا کے نظریں اُس کی طرف اُٹھی تھیں وہ اُن ہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

"ابھی لے لو یار تم، تم سے بڑھ کر تھوڑی ہے"۔۔ وہ محبت سے بولا تھا۔۔

"بھائی ایک آپ ہی ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں، ورنہ یہ آپا تھانیدارنی بن کر ماں کو اپنی طرف کر لیتی ہے ہمیشہ"۔۔ وہ اُس کی طرف بڑھتا اُس کے کندھے پر سر رکھ کر معّصومیت سے بولا تھا۔۔

ابراہیم زور سے ہنسا تھا اُس کے انداز پر۔۔ ارمان نے بےساختہ ہنستے ہوئے حیا کو بازو کے حلقے میں لیا تھا۔۔

"سچ کہہ رہے ہو، اِبراہیم ہاشمی کے دل کو بھی مُٹھی میں لیا ہوا ہے تمہاری بہن نے"۔۔ اُس نے اُس کا رویا رویا گُلابی چہرہ اپنی نظروں کی گرفت میں لیا تھا۔۔ اُس کی پُر تپش نگاہیں خود پر محسوس کر کے اُس کا چہرہ اور گُلابی ہوا تھا۔۔

..........

آج وہ مُبارک دن آ ہی پہنچا تھا، سب لڑکوں کے کپڑے ڈرائے کلینز سے آچکے تھے، تہے ہونے کے باعث سب کے کُرتوں پر جو نشانات تھے عصمت جہاں کے حُکم کی بنا پر وہ اُن پر استری پھیر رہی تھی۔۔

احمد اور ننھے ارحم کے کُرتے فرح کے کمرے میں رکھنے کے بعد وہ اوپر آئی تھی سنی کا کُرتا بیڈ پر پھیلا کر وہ اُس کے کمرے کے باہر کھڑی جائے نہ جائے کی اُلجھن میں کھڑی تھی۔۔

کچھ سوچ کر اُس نے ہلکی سی دستک دی تھی جواب ندارت اُس نے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اندر جھانکا تھا کمرہ خالی تھا وہ شُکر کا کلمہ پڑھتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔

کمرے میں اُس کی پرفیوم اور سگریٹ کی مخصوص خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔ اُس نے گہرا سانس لے کر اُس خوشبو کو اپنے اندر لیا تھا جو اُس کی سانسوں میں کہیں بس چکی تھی۔۔

"توبہ ہے! کمرے میں بھی اپنا شوق پورا کرتے ہیں"۔۔ وہ بڑبڑا کر آگے بڑی تھی۔۔ کُرتے کو احتیاط سے صوفے پر پھیلا کر اُس نے بیڈ شیٹ کی شکنیں درست کر کے تکیوں کو اپنی جگہ پر رکھا تھا۔۔

جب نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی چیز پر پڑی۔۔ اُس نے بے اختیار اِدھر اُدھر دیکھا تھا۔۔ پھر آگے بڑھ کر اُس چیز کو اپنے ڈوپٹے میں چھپایا تھا، جب واش روم کے دروازے پر ہلکا سا کھٹکا ہوا تھا اُس کا دل اُچھل کو حلق میں آیا تھا۔۔

اُس نے کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر دروازے کی جانب دوڑ لگائی تھی۔۔ لیکن یہ کیا!!

"اُفففف"۔۔ جلد بازی میں وہ اندر آتے وجود سے زور دار طریقے سے ٹکرائی تھی۔۔ اُسے دن میں اچھی طرح تارے دِکھے تھے۔۔ وہ چیز ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تھی، وہ بے اختیار اپنی ناک تھام گئی تھی

"حیا کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ ارمان کی آواز پر اُس نے ایک جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا۔۔ لیکن سامنے کھڑا وجود ارمان کا ہرگز نہیں تھا۔۔

اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تھا۔۔ واش روم سے نکلنے والا ارمان تھا اور سامنے کھڑا وجود اب مُسکراتے ہوئے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"اپنی ناک تُڑوانے آئی تھی۔۔ یہ شاید واپس آتے ہی میری ناک توڑنے ہیں"۔۔ وہ جلے تپے انداز میں کہہ کر اپنی ناک پکڑتی باہر کو نکلی تھی۔۔ اُس پر دونوں کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

"اچھا تو واردات کرنے آئی تھیں محترمہ"۔۔ وہ نیچے جُھک کر سگریٹ کا پیکٹ اُٹھاتا بولا۔۔

"سنبھل جاؤ ابھی تو میری بہن نے اپنی ناپسندیدگی کا واضح اشارہ دیا ہے"۔۔ ارمان نے اُسے ڈرانا چاہا تھا۔۔ وہ قہقہہ لگاتا اپنے کُرتے کو دیکھنے لگا تھا، جو بغیر شکن کے استری ہوا پڑا تھا۔۔

..........

"اُفففف، بجو کو بھی ناں پتا نہیں کون سے اپنے ارمان پورے کرنے تھے لے کر اتنا بھاری ڈریس بنوا دیا، جیسے آج میرا نکاح ہے"۔۔ بمُشکل دو تین سیڑھیاں اُترتے ہی وہ اپنے غرارے میں الجھتی رکی تھی، ایک سیڑھی بھی اور اُترتی تو وہ زمین بوس ہو جاتی۔۔ بھاری ڈوپٹہ ڈھلک کر بازو پر آگرا تھا،

دونوں ہاتھوں میں وہ آمنہ کو دیئے جانے والے گفٹ کے بڑے بڑے ڈبے تھامے ہوئے تھی۔۔ اور اُوپر سے ستم یہ کہ ہال پورا خالی تھا، ہر کوئی اپنی تیاریوں میں مصروف تھا۔۔

آج بلا آخر وہ دن آ ہی گیا تھا۔۔

"امی، سنی، نبیہا"۔۔ وہ کوفت سے چلائی تھی۔۔

"مبارک ہو تم کو یہ شادی تمہاری"۔۔ فُل والیوم میں گانا بجا تھا جس کی وجہ سے اُس کی آواز دب گئی تھی۔۔ گانا بند ہوا تھا۔۔ ڈیک باہر رکھوایا جا چکا تھا۔۔

"اُففف ضرور یہ سنی سعد کے بچّے ڈیک کے ساتھ لگے ہوں گے"۔۔ وہ غصے سے آنکھیں بند کر کے زور سے چلائی تھی۔۔

"کوئی ہےےےےے۔۔؟؟"۔۔ آنکھ کھولنے پر جس انسان کی شکل نظر آئی، اُس کا دل چاہا وہ وہاں

سے غائب ہوجائے، وہ اُس کو دیکھ چکا تھا۔۔ دو دو سیڑھیاں چڑھتے اُس کے قریب آرکا۔۔ بلیک اسٹائلش کرتا شلوار، فولڈڈ سلیوز، بائیں ہاتھ میں گھڑی، پیروں میں پشاوری چپل، وہ آج معمول سے ہٹ کر تیار ہوا شاندار لگ رہا تھا، اِس بات کی گواہی حیا کے اپنے دل نے بھی دی تھی۔۔ اُس کو دیکھ کر حیا کے چہرے پر ان گنت رنگ بکھرے تھے،اور اُس کو اِس روپ میں دیکھ کر بڑی مُشکل سے اِبراہیم نے اپنے دل کو سنبھالا تھا اور اب اُس کے چہرے پر حیا کے رنگوں کو دیکھ کر وہ مبہوت ہی تو ہوا تھا تبھی ڈیک پھر سے بجا تھا۔۔

"لینے تجھے او گوری آئیں گے تیرے سجنا،

مہندی لگا کے رکھنا"۔۔ ڈیک کا گلا گھوٹا گیا تھا، وہ مہندی لگے خوبصورت ہاتھوں سے ڈبوں کو تھامے اسے دیکھ کر نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

وہ اِس وقت مُکمل کریم کلر کے خوبصورت اور اسٹائلش سے گرارہ اور گھٹنوں تک آتی شرٹ میں ملبوس تھی، پوری شرٹ پر گولڈن کڑھائی ہوئی تھی۔۔ گرارے کے پائنچوں میں بھی گولڈن کڑھائی تھی، اُس پر بھاری ڈوپٹہ وہ ہلکان ہورہی تھی۔۔ کھلے بال جن کو ابھی صرف سائیڈ کی مانگ نکال کر آگے کی لٹ کو پن سے پیچھے کیا گیا تھا لیکن پِن اُس کے غصّے کو نہ سہتے ہوئے احتجاجاً اب لٹک رہی تھی سو بال چہرے پر آنے کو بے تاب تھے ۔۔ وہ بے خود ہوا تھا

"دل عبادت کررہا ہے، دھڑکنیں میری سُن"۔۔ دوسرا گانا بجا تھا، اُس نے ہاتھ بڑھایا تھا، حیا نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔۔ دل نے ٹرین کی رفتار پکڑی تھی۔۔

"تجھ کو میں کرلوں حاصل لگی ہے یہی دُھن"۔۔اُس نے نرمی سے اُس کے بالوں سے پِن نکالی تھی۔۔ اب کے بالوں کی گُستاخ لٹوں نے اُس کے رخسار اور ہونٹوں کو چوما تھا۔۔ ابراہیم نے بالوں کی اِس شرارت کو دل سے محسوس کیا تھا، حیا نے خود کو اُس کی مخصوص خوشبو کے حصار میں پایا، اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

"زندگی کی شاخ سے لوں،

کچھ حسین پل میں چُن"۔۔

اُس نے اُس کو چھوئے بغیر اُس کے بھاری ڈوپٹے کو نرمی سے تھام کر اُس کے شانے پر ڈالا تھا۔۔

"تجھ کو میں کرلوں حاصل لگی ہے یہی دُھن"

ڈیک بند ہوچکا تھا، وہ دونوں ہی جیسے گانے کے ٹرانس میں تھے، وہ اُس کے ہاتھ میں تھامے ڈبوں کو غیر محسوس طریقے سے اُس سے لے چکا تھا۔۔ وہ ساکت کھڑی اُسے دیکھتی رہی۔۔ چونکی تو تب جب وہ اپنے موبائل میں اُس کی تصویر لے چُکا تھا۔۔

"یہ، یہ کیا حرکت ہے، ڈیلیٹ کریں"۔۔ وہ ناگواری سے اُس سے موبائل جھپٹنے کو ہاتھ بڑھا کر بولی تھی، مہندی لگے ہاتھوں میں پہنی کریم اور گولڈن چوڑیاں بھی احتجاجاً بج اُٹھی تھیں۔۔ وہ دلکشی سے ہنستا ہاتھ اُونچا کر گیا تھا۔۔ پھر اُسی دلکش مُسکراہٹ کے ساتھ اُس کی طرف جُھکا تھا

"زندگی کے کچھ حسین پل چُرانے کی کوشش ہے"۔۔ تبھی ارحم وہاں آیا تھا۔۔ سارے چچا بھتیجوں نے ایک جیسے کپڑے زیب تن کیئے تھے۔۔ دو سالا ارحم بھی اِس وقت اُسی کے جیسے بلیک کُرتا شلوار میں ننھا سا گُڈا لگ رہا تھا۔۔

"آنی مما بلائی"۔۔ وہ اُس کو بجو کا پیغام دیتا باہر غائب ہوا تھا۔۔

"ہٹیں سامنے سے"۔۔ وہ تنک کر بولی تھی۔۔ اُس نے دلکشی سے مُسکراتے ریلنگ سے ٹیک لگا کر اُس کو راستہ دیا تھا۔۔ ایک ہاتھ سے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے وہ مہندی لگے ہاتھوں سے گرارہ پکڑتی سیڑھیاں اُترتی چلی گئی۔۔ وہ بدستور مُسکراتا اُسے جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔ پھر سامنے سے آتی ایمن کو ڈبے پکڑاتے وہ باہر چلا گیا۔۔

....................

"بجو کون سا بدلہ لیا ہے مجھ سے"۔۔ وہ جھنجھلائی جھنجھلائی بولتی فرح کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

"ماشاءاللہ، میری بہن تو بہت ہی پیاری لگ رہی ہے"۔۔ فرح نے اُسے سر تا پیر دیکھ کر محبت سے اُس کا گال چُوما تھا۔۔

"بجو آج میری شادی نہیں ہے جو اتنا بھاری ڈریس بنوا دیا ہے"۔۔ وہ چوڑیوں میں اٹکے ڈوپٹے کو نکالتے جھنجھلا کر بولی تھی۔۔ کچھ اُس سے سامنا ہونے کا غصہ تھا۔۔

"دیکھیں ذرا یہاں قیامت آنے کو ہے اور آپا کو اپنی شادی کی پڑی ہے"۔۔ تپی تپی آواز پر اُس نے سر گھمایا تھا جہاں وہ صوفے پر بیزار سی شکل بنا کر بیٹھا تھا۔۔

"تم تو اپنا منہ بند ہی رکھو"۔۔ بیڈ پڑا تکیہ اُٹھا کر اُسے دے مارا۔۔

"پلیز، تم دونوں اب پھر سے شروع مت ہوجانا"۔۔ وہ اُن دونوں کے بیچ میں آئی تھی

"بجو میرے بال بنا دیں پلیز"۔۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھ کر بولی، سنی نے فرح کو بے بسی سے اشارہ کیا تھا، فرح نے اُسے آنکھوں سے چُپ رہنے کا کہا۔۔ فرح نے اُس کے آگے کے بالوں کو پیچھے کر کے پنوں کی مدد سے سیٹ کر کے بڑی مہارت سے دو پنوں سے اُس کے ماتھے پر ننھا سا خوبصورت ٹیکا سیٹ کیا تھا۔۔ پیچھے سنی بُرے بُرے منہ بناتا فرح کو اشارے کر رہا تھا جو وہ شیشے سے دیکھ رہی تھی۔۔ اُس کے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کر کے پھر اُس کے کانوں میں گولڈ کے بڑے سے جُھمکے پہنائے تھے۔۔ اور ساتھ ہی ہلکا سا ہار اُس کی گردن میں ڈالا تھا۔۔ یہ سیٹ عصمت جہاں نے اُس کے لیے بنوایا تھا۔۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آرہا مجھے کس خوشی میں دُلہن بنایا جارہا ہے"۔۔ وہ یہ سیٹ پہننے کے بلکل بھی حق میں نہیں سکی۔۔ فرح نے اُس کے ڈوپٹے کو دونوں شانوں پر برابر کر کے اُس کی شرٹ کے اندر سے دونوں کندھوں پر پن لگائی تھیں کہ پنیں نظر نہیں آرہی تھیں۔۔

"ماشاءاللہ!!"۔۔ اُس نے اُس کی پیشانی چُومی تھی سنی جو اب تک بیزار بیٹھا تھا اُسے دیکھ کر چُونکا تھا۔۔ وہ بلاشبہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔

"بجو!!"۔۔ اب کے سنی چلایا تھا۔۔

"اِس کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے؟؟"۔۔ وہ کب سے اُس کے اشارے دیکھ کر اب کے غصّے سے پوچھ رہی تھی

"میں پِٹنا نہیں چاہتا پلیز آپا مجھے بچا لو"۔۔ وہ اُٹھ کر اُس کے پاس آکر بیچارگی سے بولا تھا وہ نا سمجھی سے فرح کی طرف مُڑی تھی

"یہ مُحترم گجرے بھول گئے ہیں"۔۔ وہ بچّوں کے کپڑے سمیٹ کر بولی۔۔

"کیا!!!!، سنی کے بچّے، تمہیں کل سے کہا ہوا ہے"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر چلائی تھی۔۔

"آپا دیکھو ابھی ٹائم ہے ہمارے پاس، تم میرے ساتھ چلو لے آتے ہیں پلیز"۔۔ وہ التجا کر کے بولا۔۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے میں۔۔"

"آپا آپا مان تمہیں کچھ نہیں کہتے پلیز میری اچھی آپا ہو نا"۔۔ وہ اُس کی بات کاٹ کر اُس کے ہاتھ تھامتے منت کرتے بولا۔۔

"حیا چلی جاؤ اِس کے ساتھ، دادو کو پتا چلے گا پھر سب ہی ڈانٹ کھائیں گے"۔۔ فرح نے بھی سنی کی سائیڈ لی تھی۔۔

"بجو میں اس حلیے میں کیسے جاؤں گی بھلا"۔۔۔ وہ جھنجھلائی تھی

"آپا بڑے بھیا کی گاڑی میں چلیں گے، تمہیں اُترنا نہیں پڑے گا"۔۔ وہ اُس کی منت کر رہا تھا۔۔

"لیکن سنی سب ڈانٹیں گے"۔۔ وہ مان کر بھی شش و پنج میں مُبتلا تھی۔۔

"حیا تم چلی جاؤ اِس کے ساتھ، ویسے بھی یہ اُلٹے سیدھے لے آئے گا پھر نئی مصیبت آئے گی"۔۔ فرح کو سنی کی شکل پر ترس آیا تو اُس سے بولی۔۔

"لیکن بجو مان، انہوں نے دیکھ لیا تو۔۔؟؟"۔۔ وہ پریشانی سے بولی تھی۔۔

"اُس کی تم فکر نہیں کرو ارمان کا ابھی میسج آیا ہے، وہ اور ابراہیم مارکیٹ تک گئے ہیں، اُس کے جوتے غلط آگئے ہیں، اب تم دونوں نکلو پلیز"۔۔ اُس نے حیا کے بالوں کو سمیٹ کر کیچر میں مُقید کیئے پھر اپنی چادر اچھی طرح سر پر اُوڑھا کر بولی تھی۔۔

"میں گاڑی میں جاؤں گی، تمھاری اُس سڑی ہوئی بائیک پر نہیں"۔۔ وہ اُنگلی اُٹھا کر بولی تھی۔۔ وہ اُس سے پہلے کمرے سے نکل کر دروازے کے پاس لگے کی اسٹینڈ کے پاس آیا تھا، جہاں صرف ایک ہی چابی لٹکتے دیکھ کر سنی نے گہرا سانس بھر کر چابی اُٹھائی تھی۔۔

......................

"سنی کے بچّے اِس میں جائیں گے ہم۔۔؟؟" وہ نئے ماڈل کی بلیک ٹیوٹا کرولا کی طرف اشارہ کر کے بولی تھی۔۔ اُس کو پتا تھا کہ وہ گاڑی کو دیکھ کر ضرور شور کرے گی

"آپا میری پیاری آپا ابھی اسی میں بیٹھ جاؤ نیکسٹ ٹائم میں وزیرِ اعظم کا ہیلی کاپٹر منگوا لوں گا"۔۔ وہ گاڑی کو ان لاک کر کے منت سے بولا بیپ کے آواز سے گاڑی کے لاک کھلے تھے، پر اُسے وہیں جمے دیکھ کر سنی نے ہاتھ جُوڑ دیئے۔۔

"آپا پلیز یار مان آجائیں گے، واپس آکر جی بھر ناراض ہوجانا ابھی چلو"۔۔ وہ گھوم کر اُس کو گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھاتا بولا۔۔

اندر اُس کے مخصوص پرفیوم کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔ جیسے وہ آس پاس ہو۔۔

"بائیک کہاں ہے تمہاری۔۔؟؟"۔۔ وہ گاڑی میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ اُس نے کڑے تیوروں سے پوچھا، مطلب وہ اِس کی قیمتی گاڑی میں بیٹھنے کے بجائے سنی کی پھٹیچر بائیک پر بیٹھنے کو بھی تیار تھی۔۔

"وہ ماں اور بھائی لے کر گئے ہیں"

"اور تم اپنی اُس بیس پچیس ہزار کی بائیک کے بدلے بیس لاکھ کی گاڑی اُٹھا لائے ہو۔۔؟؟ تمہیں پتا ہے ماں کو پتا چلا تو تمہاری خیر نہیں ہوگی"۔۔ وہ بلکل بھی اُس کی گاڑی میں بیٹھنا نہیں چاہ رہی تھی اور اِس وقت تو بلکل بھی نہیں۔۔

"توبہ ہے آپا تم تو ایسے بول رہی ہو جیسے میں بھائی کی گاڑی چُرا کر لے جارہا ہوں"۔۔ وہ بُرا مان کر بولا تھا۔۔

"اور بھائی بہت اچھے ہیں، وہ مجھے کبھی کچھ نہیں کہیں گے"۔۔ اُس کے لہجے میں ابراہیم کے لیئے پیار محسوس کر کے وہ تپی تھی۔۔

"ہاں بڑے اچھے ہیں"۔۔ وہ اُس کی گاڑی پر طائرانہ نگاہ ڈال کر بولی، گاڑی جیسے باہر سے شاندار تھی اندر سے بھی ویسے ہی صاف سُتھری، مہک رہی تھی۔۔ سنی نے ٹیپ آن کیا۔۔ عاطف اسلم کی آواز گاڑی میں گونجی تھی۔۔

خواب ہے تو، نیند ہوں میں

دونوں ملے، رات بنے

روز یہی مانگو دعا

تیری میری بات بنے، بات بنے

میں رنگ شربتوں کا،

تو میٹھے گھاٹ کا پانی

میں رنگ شربتوں کا،

تو میٹھے گھاٹ کا پانی

وہ ساکت سی بیٹھی رہی، کہاں سے آیا تھا یہ شخص،اب کیوں آیا تھا، اُس کی زندگی پہلے ہی مُشکل تھی اور اب یہ شخص ایک مُستقل آزمائش بن کر آگیا تھا۔۔ اُس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

مجھے خود میں گھول دے تو،

میرے یار بات بن جانی

اُس نے گھبرا کر ایک دم سے ٹیپ بند کیا۔۔

"تمہیں پتا ہے آپا بھائی کی گاڑی میں تمہیں صرف رومینٹک سونگز ملیں گے، اور تمہیں تو پتا ہے وہ گاتے بھی بہت اچھا ہیں"۔۔ سنی احتیاط سے مُوڑ کاٹتا بولا۔۔

"بندے کی تو اردو ہی شک میں ڈال دیتی ہے کہ امریکہ سے آئے بھی ہیں یا نہیں لیکن جب اُن کا امریکن ایکسنٹ (لہجہ) سُنا اُس کے بعد بات حیرت سے بھی اُوپر چلی گئی"۔۔ وہ ہنس کر اپنے بھائی کی تعریف کرتا اُس کو زہر لگ رہا تھا۔۔

"تم اپنا یہ بھائی نامہ بند کرو اور جلدی کرو پلیز"۔۔ وہ قدرے زور سے بولی تو سنی نے بُرا منہ بنا کر اُسے گھورا تھا

"رمیز نامہ شروع کروں۔۔؟؟"۔۔ وہ بے ساختہ بولا تھا۔۔

"میں تمہیں گاڑی سے اُٹھا کر باہر پھینک دوں۔۔؟؟" سوال کے جواب میں سوال آیا تھا۔۔ وہ قہقہہ لگاتے گاڑی پھولوں کی دکان کے پاس روک گیا۔۔

"ہمارے پاس صرف دس گجرے ہیں اِس وقت، آرڈر پر بنوائیں جاتے ہیں یہاں"۔۔ دکاندار کی بات پر حیا کا دل کیا سنی کو دو تھپڑ تو لگا ہی لے۔۔

"کوئی نہیں آپا ایسے مت گھورو یہاں سے دس لے لیتے ہیں آگے سے اور دس۔۔"۔۔ وہ اُس کے گھورے پر بولتے بولتے چُپ ہوا تھا۔۔

"اگر مان نے مجھے کچھ کہا ناں تو اپنا حشر دیکھنا"۔۔ وہ انگلی اُٹھا کر غرائی تھی جیسے۔۔

کسی دُکان پر اُن کو پانچ کسی پر پندرہ۔۔ کرتے کرتے بڑی مُشکلوں سے پچاس پورے ہوئے تھے۔۔ اتنے پیارے گجرے دیکھ کر وہ دو اپنی کلائیوں میں پہن چکی تھی۔۔ لیکن اِس سب میں آدھا گھنٹہ سرف ہو چُکا تھا۔۔

........

"سنی ٹائم دیکھو اب تک تو مان آچکے ہوں گے"۔۔ حیا کو پریشانی نے آگھیرا تھا۔۔ ارمان بھلے ہی اُن دونوں سے پیار کرتا تھا پر یہ بات بھی سچ تھی کہ اُن دونوں کی سریس شرارت پر کبھی کبھی غصّہ بھی کرتا تھا اور دونوں کی ہی ارمان کے غصّے سے جان جاتی تھی۔۔

"آپا ہم بس دس پندرہ منٹ میں گھر پہنچ جائیں گے"۔۔ جیسے ہی سنی کی بات مُکمل ہوئی تھی گاڑی دو تین جھٹکے کھا کر رُکی تھی۔۔

"سن۔۔سنی کیا ہوا"۔۔ خوف سے اُس کی آواز بند ہونے کو تھی۔۔

"آپ۔۔پا"۔۔ سنی کے گلے سے آواز بمُشکل نکلی تھی۔۔ حیا نے اُسے دیکھا تھا۔۔

"پیٹرول ختم"۔۔ سنی کی بات پر وہ چلائی تھی۔۔

"کیا!!!! سنی کے بچّے تم چیک نہیں کرسکتے تھے، اب کیا ہو گا"۔۔ وہ صدمے سے بے ہوش ہونے کو تھی۔۔

"آپا مجھے کیا پتا تھا"۔۔ وہ منمنایا تھا۔۔

"یہ اتنی بڑی آنکھیں کس کام کے لیے دی ہیں اللہ نے تمہیں۔۔ اب مان کیا کریں گے ہمارے ساتھ سنی"۔۔ وہ رودینے کو ہوئی تھی۔۔

............

"فری تمہیں اُن دونوں کو بھیجنا ہی نہیں چاہیئے تھا"۔۔ ارمان نے جیب سے موبائل نکالا تھا۔۔ آدھا گھنٹہ ہوگیا تھا اُن دونوں کو گئے ہوئے جب فرح نے پریشانی میں ارمان کو بتایا تھا۔۔

"میں سمجھی پندرہ منٹ میں آجائیں گے"۔۔ وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔

"یار کیا ہوگیا ہے آجائیں گے، کیوں اتنا پریشان ہورہے ہو"۔۔ اِبراہیم نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

"ایک تو وہ ود آوٹ پرمیشن تمہاری گاڑی لے کر گیا ہے"۔۔ ارمان نے سختی سے کہا۔۔

"میں بڑا بھائی ہوں اُس کا، اُسے مجھ سے پرمیشن لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔۔ اب کے اِبراہیم کے لہجے میں واضح خفگی محسوس کر کے وہ تھوڑا نرم پڑا تھا۔۔

"نہیں یار اصل مسئلہ یہ نہیں ہے، ہی از انڈر ایج ٹو ڈرائیو آ کار (وہ گاڑی چلانے کے لیے نابالغ ہے) اور اُس پر گدھا اپنے ساتھ حیا کو بھی لے کر گیا ہے اور تمہیں پتا ہے ناں گاڑی کا پیٹرول اینڈنگ پر تھا، تبھی تو ہم اُس کی شاندار بائیک پر گئے تھے"۔۔ ارمان ازحد پریشانی اور غصّے سے بولا تھا۔۔

"اچھا فون کرو سنی کو پوچھو کہاں ہیں وہ لوگ"۔۔ اب کے اِبراہیم کو بھی تشویش ہوئی تھی۔۔

..........

وہ پریشانی میں اپنے ہاتھ مسلنے لگی تھی۔۔

تبھی سنی کا موبائل چنگھاڑا تھا حیا کا دل دھڑکا تھا۔۔ اسکرین پر چمکتا نمبر اُن کے بدترین خدشوں کی تصدیق کررہا تھا۔۔۔

"مم۔۔مان"۔۔ حیا کا دل بُری طرح دھڑکا تھا۔۔ سنی کے چہرے کا بھی رنگ اُڑا تھا۔۔

"جج۔۔ جی مان"۔۔ سنی ہکلایا تھا۔۔

"جو تم نے حرکت کی ہے اُس کا جواب تو میں بعد میں لوں گا۔۔ ابھی بتاؤ کہاں ہو تم لوگ۔۔؟؟"۔۔ وہ سختی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"آئی ایم سوری مان۔۔ لیکن پیٹرول ختم۔۔"۔۔ ابھی اُس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب وہ مہمانوں کے خیال سے دھیمی آواز میں چلایا تھا۔۔

"جسٹ شٹ اپ سنی تم رات کے وقت اُس کو بھی اپنے ساتھ لے گئے ہو، اب بیچ سڑک پر کھڑے ہوکر تم مجھے بتا رہے ہو کہ پیٹرول ختم ہوگیا ہے"۔۔ اُس نے غصّے سے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

اِبراہیم نے گہرا سانس لے کر اُس کے ہاتھ سے فون لیا تھا۔۔۔

"قریب میں کوئی ریسٹورینٹ وغیرہ ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس کی آواز سُن کر سنی کی جان میں جان آئی تھی۔۔

"جی بھائی یہ سامنے میکڈونلڈز ہے"۔۔ حیا خاموشی سے بیٹھی ارمان کی مُتوقع ڈانٹ کا سُوچ رہی تھی۔۔ سنی نے پتہ بتایا تھا۔۔

"تم گاڑی لاک کر کے حیا کو لے کر وہاں بیٹھ جاؤ"۔۔ ابراہیم نے نرمی سے کہا تھا۔۔ جب ارمان نے اُس سے فون لیا تھا۔۔

"دس منٹ میں آرہا ہوں میں"۔۔ وہ کہہ کر فون رکھ گیا تھا۔۔ اُس کے آنے کا سُن کر ڈر کے باوجود اُس نے شُکر کا سانس لیا تھا

...........

"بات سُنو میری! میں ایک قدم بھی گاڑی سے نیچے نہیں اُتاروں گی ایسے دُلہن بن کر"۔۔ وہ اُس پر چڑھ دوڑی تھی۔۔ نتیجاً وہ گاڑی میں ہی بیٹھی رہی تھی۔۔

"شُکر بھائی آگئے"۔۔ سنی کے شُکرانے پر اُس نے ایک دم نظر اُٹھائی تھی۔۔ سامنے سے اُسے بائیک پر آتا دیکھ کر اُس نے منہ بنایا تھا۔۔

اُسے دیکھ کر سنی نیچے اُترا تھا مجبوراً اُسے بھی اُترنا پڑا تھا۔۔

اور اِبراہیم ہاشمی سب کچھ بھولا تھا۔۔ وقت جیسے رُک سا گیا تھا۔۔ اُس وقت کے بنسبت مناسب میک اپ، ماتھے پر چمکتا ننھا سا ٹیکا، کانوں میں بڑے سے جُھمکے وہ مبہوت ہوا تھا۔۔

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر ( افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری ) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز ( ویب سائٹس ) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

ہمیشہ خود سے لاپرواہ سادا سی رہنے والی حیا نُور جو اُس حلیے میں بھی اِبراہیم ہاشمی کو کہیں اور دیکھنے نہیں دیتی تھی اِس وقت وہ جیسے چاروں شانے چت ہوا تھا۔۔

اُس کے دیکھنے پر اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا آج اُس کے دیکھنے کا انداز ہی جُدا تھا حیا کے دل نے آج الگ لے پر دھڑک کر ببانگِ دہل سامنے کھڑے بندے کو سراپا عشق تسلیم کیا تھا۔۔

"تم کیا گود میں بیٹھو گے"۔۔ اُس کی غصّے اور جھنجھلاہٹ سے بھرپور آواز اُسے ہوش کی دنیا میں واپس لے آئے تھے۔۔ اُس کے غصّے پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"سنی تم پانچ منٹ رُکو شیری کا ڈرائیور آرہا ہے، وہ گاڑی لے جائے گا تم کیب کروا کر آجانا، میں حیا کو لے جاتا ہوں"۔۔ وہ سنی کو دیکھ کر بولا تھا۔۔

"میں آپ کے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گی"۔۔ وہ بائیک دیکھ کر بُدکی تھی جب ہی اِبراہیم کا موبائل بجا تھا۔۔

"آگیا ہوں یہاں، لو سنی سے بات کرو"۔۔ وہ سنی کی طرف موبائل بڑھا کر بولا کچھ سیکنڈز بات کر کے اُس نے موبائل حیا کی طرف بڑھایا تھا۔۔

"میں اِن کے ساتھ نہیں آؤں گی"۔۔ وہ اُس کے ساتھ جانے پر ارمان کا غصّہ بھی بھولی تھی۔۔ سنی ارمان کو بتا چُکا تھا کہ وہ آنے پر راضی نہیں ہے۔۔ اِبراہیم نے مُسکراہٹ دبائی تھی

"حیا دس منٹ میں تم مجھے گھر پر چاہیئے ہو"۔۔ وہ سختی اور قطعیت سے بولا تھا۔۔

"لیکن میں۔۔".. اُس نے بھرپور احتجاج کرنا چاہا تھا

"حیا آئم ناٹ آسکنگ یو، آئم ٹیلنگ یو"

(حیا میں تم سے پوچھ نہیں رہا، میں تمہیں بتا رہا ہوں)

"جی"۔۔ وہ لب بھینچ کر بولی تھی اُس کے انداز پر دونوں نے اپنی مُسکراہٹ چُھپائی تھی۔۔ ارمان فون رکھ چُکا تھا اُن دونوں کو ہنستا دیکھ کر دانت پیستے اُس نے موبائل والا ہاتھ اُونچا کر کے موبائل زمین پر دے مارنا چاہا تھا۔۔

"آپ۔۔آپا کیا کررہی ہو۔۔ ایک لاکھ سے اُوپر کا سیل ہے، ساری زندگی بھی ہم دونوں کام کرتے رہے ناں تب بھی اِس کے پیسے نہ دے پائیں گے"۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ اُس نے پٹخنے کے انداز میں موبائل سنی کے ہاتھ میں تھمایا تھا غصّے سے اُس کے پاس سے گزرتی بائیک تک گئی تھی۔۔

"پریشان نہیں ہونا شیری کا ڈرائیور آرہا ہے"۔۔ سنی کے ہاتھ سے موبائل لیتا وہ جلدی سے مُڑا تھا جہاں وہ ناراض ناراض سی شانوں پر کالی چادر اُوڑھے بائیک کے پاس کھڑی تھی۔۔

..........

وہ بائیک اسٹارٹ کر چکا تھا، اُسے وہیں جمے دیکھ کر اُس نے بائیک کو ریس دی تھی، لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔۔ کیسے بیٹھے وہ۔۔ اپنے دل میں سامنے بیٹھے شخص کے لیے کتنی ہی ناراضگی کیوں نہ ہو پر یہ بھی سچ تھا یہ شخص جو اُسے سراپا عشق محسوس ہوتا تھا، بہت سالوں سے حیا نُور کے دل میں سب سے اُونچی مسند پر بڑی شان سے براجمان تھا۔۔

اور یہ دل اُس کی قربت میں پگھلتا محسوس ہوتا تھا۔۔ ابھی بھی وہ وہی کھڑی تذبذب کا شکار تھی۔۔ جب اُس کا موبائل بجا تھا۔۔

"پلیز مت اُٹھایئے گا، چلیں جلدی چلیں"۔۔ وہ ارمان کے خوف سے جلدی سے بولتی فوراً سے اُس کے پیچھے بیٹھی تھی۔۔ وہ ہنستے ہوئے بائیک آگے بڑھا گیا تھا۔۔

گرنے کے خوف سے اُس نے بےساختہ اپنا ہاتھ اُس کے کندھے پر رکھا تھا۔۔ اُس کی ہاتھوں سے مہندی اور کلائی سے آتی گجرے کی دلفریب مہک اِبراہیم کے حواس کھوئے تھے۔۔ بائیک اِدھر اُدھر ہوئی تھی۔۔ وہ مارے ڈر کے اُس کے نزدیک ہوتی اُس کے کُرتے کا کالر تھام گئی تھی۔۔ وہ جلدی سے سنبھلا تھا۔۔

"آرام سے چلائیں پلیز"۔۔ وہ اپنا چہرہ اُس کے کان کے پاس لا کر بولی تھی۔۔ اِبراہیم نے بےدھیانی میں ہلکی سی گردن مُوڑی تھی۔۔ اُس سے پہلے کے حیا کے لب اُس کے گال سے مس ہوتے وہ تڑپ کر پیچھے ہوئے تھی۔۔ ایک خوبصورت سی مُسکراہٹ نے اِبراہیم کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔۔ اپنی بےساختہ پیچھے ہونے والی حرکت پر اُس کا توزن بگڑا تھا اُس نے جلدی سے دوسرے ہاتھ سے اُس کی کُرتے کی سائیڈ والی جیب کو مضبوطی سے تھاما تھا۔۔ اب صورتحال یہ تھی کہ ایک ہاتھ سے اُس کا کالر دبوچے اور دوسرے ہاتھ سے اُس کی جیب کو پکڑے وہ اُس سے حت الامکان فاصلہ رکھے بیٹھی ہوئی تھی

"واہ کیا اسٹائل ہے"۔۔ وہ زور سے ہنسا تھا۔۔

............

بائیک گھر کے گیٹ پر جیسے ہی رُکی تھی۔۔ اُس کی حالت کاٹو تو بدن میں لہو نہیں کے مُترادف ہوئی تھی۔۔ وہ وہیں اِبراہیم کے ساتھ کھڑی رہی تھی۔۔

سامنے ہی رمیز آفاق آنکھوں میں خون لیے اُسے گھورنے میں مصروف تھا۔۔ اُس کا دل اُچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔ وہ کانپتے قدموں سے دھیرے دھیرے دروازے کے طرف بڑھی تھی۔۔

"تو یہ ہوتا ہے اِس کے ساتھ"۔۔ جیسے ہی اُس کے پاس سے گزری وہ اُس کے سجے سنورے روپ پر نظر ڈالتا زہر خند لہجے میں بولا تھا۔۔ وہ لرزی تھی

"حیا اندر جاؤ"۔۔ ارمان نے رمیز کے گھٹیا الفاظ سُن کر بمُشکل ضبط کیا تھا۔۔

"مما میں یہ سب آوارہ گردی اب مزید برداشت نہیں کرسکتا"۔۔ وہ ساتھ کھڑی نائلہ کے سامنے زور سے چلایا تھا۔۔ اُس کی بات پر سعد، اسد، سفیر اور بھی کھڑے مرد رشتے دار سب مُتوجہ ہوئے تھے۔۔

"رمیز آرام سے بات کرو"۔۔اِبراہیم آگے بڑھ کر آہستہ سے بولا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا ایک لگائے اُس کے منہ پر۔۔

"واہ! میں آرام سے بات کروں اور تم۔۔ کِس رشتے سے تم اِسے لیے لیے پھرتے ہو بولو۔۔؟؟"۔۔ وہ اب ابراہیم کی طرف مُڑ کر مزید زور سے بولا تھا۔۔

"میری بہن ہے یہ۔۔ میں نے بھیجا تھا اِبراہیم کو اُسے لینے۔۔ تم مجھ سے بات کرو"۔۔ ارمان طیش میں آگے بڑھا تھا جب پاس میں ایک گاڑی رُکی تھی۔۔ سب کی توجہ اُس گاڑی کی طرف ہوئی تھی جس میں سے سنی نکلا تھا۔۔

"شُکر ہے آپا تم آگئی، مان شیری بھائی خود مجھے چھوڑنے آئے ہیں، اور بھائی آپ کی گاڑی شیری بھائی کے گھر پر ہے، آپا یہ گجرے۔۔"۔۔ سنی اِدھر اُدھر دیکھتے بولے جارہا تھا جب حیا کے جُھکے سر اور آنسوؤں کو دیکھتا وہ ٹھٹکا تھا۔۔

"بہت خوب۔۔ دونوں بھائی بہن کو شہہ دے رہے ہیں، مُلاقاتیں کروا رہے ہیں اور بہن صاحبہ۔۔"۔۔ رمیز نے تالی بجائی تھی۔۔ اُس کی بات ابھی مُکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب سنی اُس پر جھپٹا تھا۔۔

"آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری بہن کا۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ اُس کا گریبان پکڑتا اِبراہیم نے سرعت سے پیچھے سے اُسے دونوں بازوؤں میں تھاما تھا۔۔ وہ مارے ذلّت کے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ گئی تھی۔۔

"نائلہ اپنے بیٹے سے کہو یہاں تماشا نہ کرے، جو بھی بولنا ہے اندر آ کر کہے، اپنی عزّت کا خیال نہیں تو اپنے بڑوں کی عزّت ہی رکھ لے"۔۔ عصمت جہاں کی پاٹ دار آواز گونجی تھی، اُنہیں فرح بُلا لائی تھی۔۔

"سب کی عزّتیں میں رکھوں، اور یہ سرے عام میری عزت اُچھالتی رہے"۔۔ وہ اُن کی آنکھوں میں دیکھتا بدلحاظی سے بولتے آخر میں اُسے گھورا تھا۔۔ ارمان نے بےاختیار اُسے اپنے پیچھے کیا تھا۔۔

"نائلہ اِس کی زبان کو لگام دو"۔۔ وہ اب نائلہ کو دیکھتی غیض و غضب سے بولی تھیں۔۔

"پھپھو آپ لوگ اندر چل کر بات کریں پلیز"۔۔ سفیر نے آگے بڑھ کر خود پر قابو پاتے صلح جو انداز سے کہا۔۔

"اماں جوان خون ہے، میں نے آپ کو کتنا کہا تھا سنبھالیں اِس کو، شادی کر دیتے ہیں لیکن آپ"۔۔ نائلہ حیا کو گھور کر بولیں اُن کی بات پر ارمان نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں اور اِبراہیم نے سختی سے اپنے لب بھینچے تھے۔۔

"شادی۔۔؟؟ اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میں اِس گھٹیا لڑکی۔۔"۔۔ رمیز نے ماں کی بات کاٹی تھی۔۔ انداز استہزائیہ اور نفرت آمیز تھا۔۔ وہ لڑکھڑائی تھی فرح نے اُسے تھاما تھا۔۔

"بس۔۔!!"۔۔ ارمان نے آگے بڑھ کر اُس پر مُکا تانا تھا شہریار بیچ میں آیا تھا۔۔ اِبراہیم نے ارمان کو روکنے کی ہرگز کوشش نہیں کی تھی۔۔

"ارمان ہاشمی اپنی حد میں رہو اور سنبھالو اپنی بہن کو۔۔ میرے نام پر چار سال بیٹھی ہے، اب دیکھتا ہوں کون اِس کو اپناتا ہے"۔۔ وہ غرور سے بولا تھا۔۔

"گری پڑی تو میری بہن بھی نہیں ہے"۔۔ ارمان نے شہریار سے اپنا آپ چھُڑایا تھا۔۔ وہ زہر میں ڈوبی نگاہ اِبراہیم پر ڈالتا نائلہ کا ہاتھ تھام کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔

"جاتے جاتے ایک بات سُنتے جاؤ، تم اگر آج یہ تماشا نہ بھی کرتے تب بھی میں اپنی بہن کا ہاتھ تمہیں دینے والا نہیں تھا"۔۔ وہ باآواز بُلند بولا تھا۔۔ وہ جو ایک لمحے رُکا تھا گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی کا دروازہ دھاڑ سے بند کیا تھا۔۔ عروج وہیں جمی کھڑی رہی تھی اُس کا گھر جانے کا موڈ تھا بھی نہیں۔۔ کسی نے بھی اُنہیں رُوکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

"اندر آؤ سب"۔۔ عصمت جہاں زور دار آواز میں کہہ کر پلٹی تھیں۔۔

"میں چلتا ہوں"۔۔ شہریار آہستگی سے کہہ کر جانے کو مُڑا تھا۔۔

"اندر آؤ تم بھی"۔۔ وہ مُڑے بغیر کہتیں اب کے اندر بڑھی تھی۔۔ شہریار ایک لمحے کو حیرت کا شکار ہوا تھا لیکن پھر سب کے ساتھ ہی اُس نے بھی اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔۔ ارمان نے اُسے بازو کے حلقے میں لیا تھا وہ بےاختیار اُس کے کندھے سے لگی سسکی تھی۔۔

"مجھے اپنی گڑیا پر یقین ہے"۔۔ اُس نے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔

...........

ہال میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، سب ہی جمع تھے سب کی نظریں عصمت جہاں پر تھیں جو تخت پر بلکل خاموش چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات لیے بیٹھی تھیں۔۔ ارمان ابھی تک حیا کو بازو کے حلقے میں

لیے ہوئے تھا، جس کے آنسو رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔ اُس کا ہر آنسو اِبراہیم کے دل پر گر رہا تھا۔۔ اِس خاموشی کو عصمت جہاں کی آواز نے توڑا تھا۔۔

"ابھی جو کچھ ہوا، اُس پر میں اپنی بیٹی کی تربیت پر افسوس ہی کر سکتی ہوں"۔۔ عروج نے بے چینی سے پہلو بدلہ تھا۔۔

"بہرحال میں صرف افسوس تو ہرگز نہیں کروں گی بلکہ میں نے ابھی اِسی وقت ایک فیصلہ کیا ہے"۔۔ وہ سب پر طائرانہ نگاہ ڈالتے بولی تھیں۔۔ ہال میں موجود سارے لوگ ہی اُن کا فیصلہ جاننے کے لیے مُتجسس ہوئے تھے۔۔

"اِبراہیم اِدھر آؤ۔۔"۔۔ اُس کا دل دھڑکا تھا وہ جھکے سر کے ساتھ اُن کے پاس آیا تھا۔۔

"یہاں بیٹھو"۔۔ وہ اُن کے پاس بیٹھ گیا تھا انداز میکانکی تھا۔

"میں تمہارے سامنے دو باتیں رکھتی ہوں"۔۔ اُن کے سنجیدگی پر اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔ اُس کے دل کو ہلکا سا دھڑکا لگا تھا۔۔

"نمبر ایک جب تک حیا کی شادی نہیں ہوجاتی تم واپس چلے جاؤ"۔۔ اُس کا دل جیسے کسی نے مُٹھی میں لے لیا ہو، اُس نے دکھ سے اُن کو دیکھا تھا۔۔ سب نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا تھا۔۔ ارمان نے لب بھینچے تھے۔۔ حیا کے دل میں وہی درد جاگا تھا جس درد میں اُس کا دل پچھلے پانچ سالوں سے مُبتلا تھا۔۔ اُس کی جُدائی کا درد۔۔

"میں جانتی ہوں یہ تمہارے باپ کا گھر ہے، میں تمہیں یہاں سے نکال نہیں سکتی نہ ہی نکال رہی ہوں یہ بس میری التجا سمجھو"۔۔ وہ کرب سے آنکھیں موند گیا تھا۔۔

"نمبر دو"۔۔ وہ رُکی تھیں۔۔ وہ ہنوز سر جھکائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔۔

"اگر تم جانا نہیں چاہتے تو تمہیں حیا کو اپنے نکاح میں لینا ہو گا"۔۔ اُس نے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا۔۔ دل نے یاہو کا نعرہ لگایا تھا۔۔ ارمان نے خوشی سے حیا کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔ حیا نے سختی سے ارمان کے بازو کو تھاما تھا، اِبراہیم نے بےساختہ ارمان کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو مُسکراتے ہوئے اُسے ہی دیکھتا نم آنکھوں سے حیا کے سر کو چُوم رہا تھا۔۔

"کوئی ایک فیصلہ کرو مجھے ابھی کے ابھی۔۔"۔۔ اُن کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب وہ بول پڑا تھا۔۔

"مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے"۔۔ سب ہی حیرت کا شکار ہوئے تھے کہ وہ کس فیصلے کی منظوری دے رہا تھا

"میں اِس نکاح کے لیے راضی ہوں"۔۔ اُس نے اُن کے سامنے سر جُھکایا تھا۔۔ پر حیا نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اُٹھایا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں! اِس طرح نہیں"۔۔ اُس نے ڈبڈبائی نظروں سے ارمان کو دیکھا تھا جو خوشی سے دمکتے چہرے سے ابراہیم کو دیکھ رہا تھا۔۔

اُسے لگا اُس کی بدنامی پر مُہر لگائی گئی تھی۔۔

رمیز نے اُس کے کردار پر اُنگلی اُٹھائی اُسے لگا عصمت جہاں نے اپنی عزّت بچانے کے لیے یہ فیصلہ کیا تھا۔۔ فرح نے فرطِ مُسرت سے اُسے گلے لگایا تھا۔۔ ارمان اب دونوں بازو پھیلا کر اِبراہیم کی طرف بڑھا تھا۔۔ ہال میں سب ہی کے چہروں پر خوشی تھی۔۔ بس ایک عروج تھی جس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا تھا۔۔ اُس نے جلدی سے موبائل پر نمبر ملایا تھا۔۔

"نہیں بجو! آپ منع کردیں دادو کو"۔۔ وہ بڑبڑائی تھی۔۔ فرح نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔ اُس سے پہلے کے سب کی نظریں اُس پر پڑتی وہ اُسے اپنی بانہوں کے گھیرے میں کمرے میں لے گئی تھی۔۔

"بجو اِس سے اچھا مان سے بولیں اپنے ہاتھوں سے میرا گلہ گھوٹ دیں، یہ نہ کریں"۔۔ وہ مچل مچل کر رو دی تھی۔۔

"میری جان"۔۔ فرح نے اُسے خود میں سمیٹا تھا۔۔

"مجھ پر ایک الزام لگایا گیا سب اُس الزام کی تصدیق کرتے خوشیاں منا رہے ہیں"۔۔ وہ اُس کے سینے سے لگی شدت سے رودی تھی۔۔

...........

"اسد آج کے طے شُدہ نکاح سے پہلے ایک اور نکاح پڑھاؤ گے۔۔؟؟"۔۔ اُنہوں نے رحمت جہاں کے پوتے اسد کے سامنے سوال رکھا تھا جو کہ حافظِ قرآن تھا، ارمان اور آمنہ کا نکاح بھی اُسی نے پڑھانا تھا۔۔

"کیوں نہیں بڑی نانو، مجھے تو آپ نے عزّت بخشی ہے اِس نیک کام کے لیے"۔۔ وہ مُسکرا کر کہتا اِبراہیم کے گلے لگا تھا۔۔

"اِبراہیم تم تو مجھے گناہ گار کرنے چلے تھے"۔۔ وہ رودی تھیں۔۔ سب ایک دم چُپ ہوئے تھے۔۔ وہ اُن کے پاس بیٹھ کر چُپ چاپ اُنہیں دیکھے گیا۔۔

"میری بیٹی اپنے دل میں اتنا بڑا ارمان لیے چلی گئی، تم نے مجھے بتایا نہیں، کیا منہ دکھاتی میں اُسے قیامت کے دن"۔۔۔ ارمان نے سفیر کو بتایا تھا سفیر نے عصمت جہاں کے سامنے ساری بات گوش

گزار کی تھی۔۔

وہ پہلے تو چونکا تھا پھر بات سمجھنے پر اُن کو بازو کے حلقے میں لے گیا تھا۔۔

"گرینی میں اُس وقت خود کو اتنی بڑی ذمہ داری کے قابل نہیں سمجھا تھا"۔۔ وہ نم لہجے میں بولا تھا۔۔

"آپ کی بیٹی نے مجھ سے وعدہ لیا تھا اُن کی بھتیجی کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں آنے دینا۔۔ گرینی کتنا بڑا ظلم کیا ناں آپ کی بیٹی نے مجھ پر۔۔ مجھے آنسو دے کر کہہ گئیں اُس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دینا"۔۔ اُن کی گود میں سر رکھے وہ اب رو دیا تھا۔۔ سب کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

"میں نے آپ کو نہیں بتایا یہ میری غلطی تھی، میری غلطی اُس کی تکلیف بن گئی، اِس کے لیے شاید خود کو کبھی معاف نہ کر پاؤں، پر یقین کریں گرینی میں نے یہ قدم اُس کو تکلیف سے بچانے کے لیے لیا تھا، آپ کی بیٹی مجھے بہت کمزور کر کے چلی گئی تھیں، مم کا ٹوٹا بکھرا ابّی، مم کی بھتیجی کو کیا خوشیاں دیتا"۔۔ اُنہوں نے اپنے بوڑھے ہاتھوں میں اُس کا سر اپنی گود سے اُٹھایا تھا ایک ہاتھ سے اُس کے آنسو صاف کر کے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔

"پر گرینی آج وعدہ کرتا ہوں خود سے، ماں سے، آپ سے اور اُس سے"۔۔ وہ اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ارمان کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں اُسے آنسوؤں کی واضح چمک نظر آئی تھی۔۔

"اللہ نے چاہا تو اُس تک آنے سے پہلے زندگی کا ہر غم، ہر تکلیف کو خود پر سہہ جاؤں گا"۔۔ ارمان نے آگے بڑھ کر اُسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ سب کے ہونٹوں پر بھیگی ہنسی تھی

ہاشمی ہاؤس کے درو دیوار آج خوشیوں سے مہک اُٹھے تھے۔۔

یہاں تو بازی ہی اُلٹ ہوگئی تھی۔۔ وہ موبائل پر نمبر ملا کر کان سے لگاتی کچن میں آئی تھی

"بھائی فون اُٹھائیں ورنہ ساری زندگی پچھتائیں گے"۔۔ اُسے فون نہ اُٹھاتے دیکھ کر وہ جلی تھی۔۔ اُس کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے

"شہریار بیٹا معاف کرنا وہاں تمہاری بہن انتظار میں بیٹھی ہے"۔۔ وہ معذرت خوانہ انداز میں اُس سے مُخاطب ہوئی تھیں کہ وہ جلدی سے آگے بڑھا تھا۔۔

"ارے دادو میری چھوٹی بہن کا نکاح پہلے ہوجائے کیا فرق پڑتا ہے، میرے لیے تو خوشی کی بات ہے، میں مما پاپا سے بات کر لیتا ہوں، تھوڑی سی دیر ہوجائے گی"۔۔ وہ موبائل جیب سے نکالتا خوشدلی سے بولا تھا۔۔

وہ اُس کے نمبر پر لاتعداد میسجز بھیج چکی تھی۔۔ فون ملا ملا کر تھک گئی تھی۔۔

"بیٹھے رہے اب آپ"۔۔ وہ تلملا کر کہتی باہر آئی تھی۔۔ جہاں ایک جشن کا سماء تھا۔۔

"بھائی میں آج بہت خوش ہوں، اب آپ کی گاڑی میری"۔۔ سنی نے خوشی سے نہال ہوتے اُسے گلے لگایا تھا۔۔

...........

"اب ناک رگڑے گا ارمان ہاشمی میرے در پر اتنی آسانی سے تو میں بھی نہیں مانوں گا"۔۔ وہ تنفر سے ہنسا تھا۔۔

"اور کیا۔۔ اب اماں سے بول کر شادی کرواؤں گی میں۔۔ اوقات یاد دلانا اُس حرام زادی کو، نجانے کس ماں کا خون ہے"۔۔ اُنھوں نے اپنے دانتوں کے درمیان جیسے اُسے پیسا تھا۔۔

"ارمان کے سامنے اُس کی بہن کا وہ حشر کروں گا تڑپے گا"۔۔ وہ زور سے گاڑی پر ہاتھ مار کر بولا

"اور وہ کمینہ ساری زندگی رقابت کی آگ میں جلے گا"۔۔ اِبراہیم کا سوچ کر اُس کے سینے کی آگ

ٹھنڈی ہونے میں نہیں آرہی تھی۔۔

"اِس کو کیا ہوا ہے۔۔ ایک تو آئی نہیں رُکی رہی ہے اپنے سگوں کے پاس اُوپر سے میرا دماغ خراب کررہی ہے"۔۔ اُس نے بار بار فون کاٹنے کے بعد تپ کر موبائل آف کیا تھا۔۔

"ایک بات کان کھول کر سُن لو میں اِس کو لے تو آؤں گی، ساری زندگی اُسے اپنے پاؤں کی جُوتی رہنے دینا، پر مجھے اصل بہو کوئی اور چاہیئے، میرا ایک ہی بیٹا ہے سارے چاؤ پورے کروں گی"۔۔ وہ بیٹے کو دیکھ کر مُسکرائی تھیں۔۔

"جو چاہے کیجئے گا ماما، میں تین اور لا کر ارمان کی بہن کے سر پر بٹھاؤں گا"۔۔ وہ کمینے پن سے ہنسا تھا۔۔

وہ دونوں یہ بھول گئے تھے کہ وہ بھی ایک بیٹی کی ماں اور ایک بہن کا بھائی تھا۔۔ اور قُدرت کی لاٹھی تو ہوتی ہی بے آواز ہے۔۔

آفاق صاحب بلڈ پریشر کے مریض تھے سچ تو یہ تھا کہ اُنہیں بیمار اُن کی بیوی اور بچّوں نے ہی کیا تھا۔۔ اور اِسی باعث وہ آج نہیں آئے تھے۔۔

.........

فرح نے اُس کے سر پر وہی سُرخ زرتار آنچل رکھا تھا جو اِبراہیم ہاشمی نے بڑی چاہت سے اپنی دُلہن کے لیے تھا۔۔

اُس کے آنسو اُس کا گریبان بھگو رہے تھے۔۔ وہ سُرخ آنچل میں گھٹڑی بنی بیٹھی تھی۔۔

"یا اللہ مجھے اِس شخص کو سونپنا تھا تو عزّت سے سونپتے"۔۔ وہ بے اختیار رب سے شکوہ کر گئی تھی۔۔

انسان کتنا کم عقل ہوتا ہے۔۔ اُس کی دیئے گئے انعام کو کبھی کبھی اپنے لیے سزا سمجھ بیٹھتا ہے۔۔

انعام بھی وہ جو اُس کے جسم کے ہر ہر عضو نے اپنے رب سے مانگا ہوتا ہے۔۔

دس منٹ میں وہ اپنے جملہ ٕ حقوق اِبراہیم ہاشمی کے نام کر گئی تھی۔۔

حیا کے موبائل سے سنی نے اُس کی بے حساب تصویریں لے ڈالی تھیں۔۔ کہیں وہ بے تحاشہ ہنستے ہوئے ارمان کے گلے لگ رہا تھا۔۔ کہیں عصمت جہاں کے آنسو پونچھتے اُن کی پیشانی چُوم رہا تھا۔۔ اُس کی خوشی اُس کی گہری سیاہ آنکھوں سے عیاں ہو رہی تھی۔۔

"بھائی ذرا اپنا سیل دیجیئے گا"۔۔ پھر اُس کی جیب سے اُس کا موبائل نکالتا کمرے کی طرف بڑھا تھا جہاں وہ تھی۔۔

وہ ارمان کے گلے لگی بے تحاشہ رونے میں مصروف تھی۔۔

"مان آپ سب نے مجھے سزا دی ہے"۔۔ سنی نے اُس کے روتے مگر پیارے رُوپ کو چُپ چاپ اِبراہیم کے کیمرے میں مُقید کیا تھا۔۔

"نہیں میری جان، ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا مان مر جائے گا پر اپنی بہن کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دے گا"۔۔ وہ اُس کی پیشانی چُوم کر بولا تھا۔۔ پر وہ دل ہی دل میں سب سے خفا ہوئی تھی۔۔

..........

"اِسے دیکھو تم سے بھی پہلے نکاح کر کے بیٹھا ہوا ہے"۔۔ شہریار نے اُس کے شانے پر مُکا مارا تھا۔۔

فضا میں ارمان اور اِبراہیم کا جاندار قہقہہ بُلند ہوا تھا۔۔

"اللہ مہربان بندہ پریشان"۔۔ پیچھے سے اسد نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا اب کے تینوں کا قہقہہ بُلند ہوا تھا۔۔

"ارمان ہاشمی میری بہن انتظار کر رہی ہے"۔۔ شہریار نے اُسے آنکھیں دکھائی تھیں وہ ہنسا تھا۔۔

وہ حیا کو لینے اندر بڑھا تھا وہ تکیے میں منہ دیئے پڑی تھی فرح اور عصمت جہاں اُس کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔۔

"نہیں جاؤں گی میں پلیز، مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں"۔۔ وہ روتے ہوئے چلائی تھی۔۔ ارمان کے دل میں درد اُٹھا تھا، کیسے سمجھاتا وہ اُسے کہ یہ نکاح رمیز کی گھٹیا پن کی وجہ سے نہیں کیا گیا۔۔

"حیا!"۔۔ وہ اُس کے پاس بیٹھا تھا۔۔ وہ اُٹھ بیٹھی تھی بے تحاشہ روتے ہوئے اُس نے بے بسی سے اُس کے آگے اپنے ہاتھ جوڑے تھے

"مان مجھے معاف کریں، میں آپ کی خوشیوں میں شریک نہیں ہوسکوں گی پلیز مان۔۔ مجھ سے ناراض نہ ہوں میں۔۔۔"۔۔ ارمان نے اُس کے بندھے ہاتھوں کو کھول کر اُسے خود سے لگایا تھا۔۔

"نہیں میرا بچّہ میں کبھی اپنی گڑیا سے ناراض نہیں ہوسکتا، تم نے نہیں جانا کوئی بات نہیں"۔۔ وہ اُس کا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر اُس کی پیشانی چُومتے بولا۔۔

"فری اِس کو چینج کروا دو، اب کوئی میری گڑیا سے کچھ نہیں کہے گا"۔۔ وہ اُس کے آنسو صاف کرتا محبت سے بولا تھا۔۔ حیا کے آنسو، اُس کے لہجے کی بے بسی ارمان کو عجیب سی تکلیف سے دوچار کر گئے تھے۔۔۔

آج ارمان نے اُس کے رونے میں وہی شدت محسوس کی تھی جب وہ عائشہ کی یاد میں روتی تھی۔۔ اور پھر امینہ کی جُدائی پر روئی تھی۔۔

"میرے تو ویسے بھی گھٹنوں میں درد ہے اور تمہارے چھوٹے دادو بھی بہتر محسوس نہیں کر رہے، ہم دونوں اپنی بچّی کے پاس رُک رہے ہیں تم لوگ سکون سے جاؤ"۔۔ رحمت جہاں کے کہنے پر سب نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

فرح نے اُس کو چینج کروادیا تھا ارمان نے اُسے نیند کی ٹیبلٹ کھلا دی تھی جب تک وہ سُو نہیں گئی تھی وہ اُس کے پاس بیٹھا رہا تھا۔۔

...........

شہریار ولا میں رنگ و بُو کا سیلاب اُمڈ آیا تھا، آج ارمان اور آمنہ کے نکاح کے ساتھ جویریہ کی رُخصتی تھی پر اُس کی کی شدید ضد کے باعث اُس کی رُخصتی کل پر رکھی گئی تھی۔۔

"بہنوں کو اِس موقعے پر ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے، ہم دونوں ہی دُلہنیں بن کر بیٹھ جائیں یہ تو کوئی بات نہیں ہے"۔۔ اُس کی بات سب کو مانتے ہی بنی تھی۔۔ اب وہ سجی سنوری بڑی بہن بنی سارے ہال میں بڑی خوبی سے مہمان نوازی نبھا رہی تھی۔۔

"مُنو تیرا دُلہا آگیا، افف کیا لگ رہے ہیں ارمان بھائی"۔۔ جویریہ نے سامنے دیکھ کر کہا جہاں وہ اپنوں کے ساتھ مُسکراتا ہوا آرہا تھا۔۔ اُس نے ایک نظر اُٹھائی تھی، دل نے دھڑک کر ماشاءاللہ کہا تھا، نظر نے دوبارہ اُٹھنے سے انکار کیا تھا۔۔

وہ سفید کلر کے کاٹن کے شلوار قمیض اُس پر کوٹ زیب تن کیئے بِلاشبہ وجیہہ لگ رہا تھا۔۔ عصمت جہاں کی ہر نظر نے اور آمنہ کے دل نے اُس کی نظر اُتاری تھی۔۔

حیا کے بارے میں شہریار سب کو مُختصراً بتا چُکا تھا اِس لیے کسی نے بھی اُس کے بارے میں سوال نہیں کیا تھا۔۔

ایجاب قبول اور نکاح نامے پر سائین کرتے وقت ارمان نے شدت سے اُس کی کمی محسوس کی تھی۔۔

اُس کے بعد ارمان کو لا کر آمنہ کے پہلو میں بٹھایا گیا وہ بےاختیار خود میں سمٹی تھی۔۔ بیٹھنے سے پہلے وہ ایک گہری نظر میں اُس کے من موہنے رُوپ کو آنکھوں میں جذب کرچکا تھا۔۔

"کہو تو گرینی سے بات کروں رُخصتی کی۔۔؟؟"۔۔ اُس کی آمنہ پر بار بار اُٹھتی نظروں کو نوٹ کر کے اِبراہیم نے اُس کے کان میں سرگوشی کی تھی، جو کہ پاس بیٹھی آمنہ کے کانوں نے بخوبی سُنی تھی۔۔

وہ جو پہلے ہی اُس کی نظروں سے پھگلی جارہی تھی اِس بات پر اُس کے اُوسان خطا ہوئے تھے۔۔ اُس نے دھڑکتے دل اور گھبراہٹ سے یک دم ارمان کی طرف دیکھا تھا۔ اُس کی حالت پر وہ بےساختہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ وہ بے اختیار سر کو جُھکا گئی تھی۔۔

"کیوں لوگوں کو بےہوش کروانے کے موڈ میں ہو"۔۔ وہ خوشگواری سے بولا تھا۔۔ آمنہ کا سر مزید جُھکا تھا۔۔

"ارمان بھائی ہم آپ کی سالیاں ہیں"۔۔ آمنہ کی دوستوں نے اچانک دھاوا بولا تھا۔۔ وہ خوش اخلاقی سے مُسکرا دیا تھا۔۔

"ویسے ارمان بھائی آپ کا کوئی بھائی ہے۔۔؟؟"۔۔ ایک نے اچانک سے پوچھا تھا، وہ تو وہ پاس بیٹھا اِبراہیم بھی حیران ہوا تھا۔۔ آمنہ نے بےساختہ دانت پیسے تھے۔۔ جویریہ اُن کی چالاکی پر ہنسی تھی۔۔

"ہاں وہ دیکھو بے بی برادر"۔۔ وہ سنی کی طرف اشارہ کرتے بولی تھی جس پر ساری کی ساری پلٹی تھیں اُن کا منہ بنا تھا۔۔ ارمان اور اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا

"ہم تو ارمان بھائی کے اِن بھائی کی بات کر رہے ہیں"۔۔ اُن میں سے ایک بے باکی سے اِبراہیم کی طرف اشارہ کرتی بولی تھی۔۔

"سوری لیڈیز یہ تو بُک ہوچکے ہیں، بلکل ابھی کچھ دیر پہلے"۔۔ سنی نے اچانک اینٹری دی تھی۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم زور سے ہنسا تھا۔۔

"آپ لوگ نو دس سال رُک جائیں، تب تک میں بھی اپنے بھائیوں کے جیسا ہینڈسم ہو جاؤں گا ان شاء اللہ"۔۔ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر جس انداز سے بولا تھا سب کا جاندار قہقہہ فضا میں بُلند ہوا تھا۔۔

"رُک جاؤ تم ذرا، تمہیں تو میں بڑا کرتی ہوں"۔۔ عصمت جہاں کی آواز پر وہ سٹپٹا کر پلٹا تھا۔۔ اُس کی شامت پر سب ہی محظوظ ہوئے تھے

"دادو منہ بھر کر میرے بھائیوں کو ہینڈسم کہہ رہی ہیں میں تو کہہ رہا تھا ماشاءاللہ کہتے ہیں"۔۔ اُس کے پینترا بدلنے پر سب ہی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوئے تھے، آمنہ کے ہونٹوں پر بھی مُستقل مُسکراہٹ تھی۔۔

جویریہ نے اُن دونوں کے لاتعداد پوز کیمرا میں قید کیے تھے۔۔

"ارمان یہ میری بیٹی کو پہنا دو"۔۔ عصمت جہاں نے دونوں کی پیشانی چُومی تھی پھر دعا دیتے اُس کی طرف بھاری سونے کے دو خوبصورت سے کنگن بڑھائے تھے۔۔ سب ہی جمع ہوئے تھے

اُس نے ہاتھ سامنے کیا تھا پر آمنہ نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔۔

"ارمان بھائی اتنی آسانی سے میری بہن آپ کو ہاتھ نہیں دینے والی"۔۔ جویریہ نے شرارت سے کہتے اُمنہ کا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔ اُس کی بات پر وہ مُسکرایا تھا، آمنہ کا نازک سا بھیگا ہاتھ اُس کے مضبوط ہاتھ میں لرزہ تھا۔۔ اُس کی مُسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

"اب تھام لیا ہے تو چھوڑنا مت"۔۔ اِبراہیم نے جیسے بدلہ لیا تھا۔۔ سب کا کورس میں 'اووو' بلند ہوا تھا۔۔

ارمان نے کنگن پہنا کر اُس کے ہاتھ کو ہلکے سے دبا کر چھوڑا تھا اِس لمحے آمنہ کا دل خلق میں آیا ہو


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

جیسے۔۔

...........

عصمت جہاں اسد اور باقی کچھ رشتہ دار خواتین کے ساتھ حیا کی وجہ سے آمنہ کے والدین سے معذرت کرتیں جلدی واپس گھر جا چکی تھیں۔۔

"ارمان بھائی میری بہن سے ملے بغیر تو آپ جائیں گے نہیں"۔۔ جویریہ نے اُسے چھیڑا تھا۔۔

"اگر آپ کی یہی ضد ہے تو میری کیا مجال"۔۔ وہ بھی جواباً شرارت سے بولا تھا۔۔ وہ آمنہ کو اندر کمرے میں چھوڑ آئی تھی۔۔

"تم جاؤ میں یہاں سنبھال لوں گا"۔۔ اِبراہیم اُسے دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔

"ارمان بھائی صرف پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس"۔۔ وہ دروازے پر ہاتھ رکھتی اُس سے بولی تھی۔۔ اُس نے اندر داخل ہوتے دروازہ بند کیا تھا۔۔

..........

کمرے میں مہندی، گجروں اور پرفیوم کی وہی معطر خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔ جو تھوڑی دیر پہلے ارمان ہاشمی کو اُس کے وجود سے آرہی تھی۔۔ اُس نے گہرا سانس لے کر اِس خوشبو کو اپنے اندر اُتارا تھا۔۔ فطری طور پر اُس کے جذبات بیدار ہوئے تھے۔۔

"جوئی میں تھک گئی ہوں اتارو ناں مجھ پر سے یہ سب"۔۔ اُس کی جھنجھلائی ہوئی آواز کمرے کے کونے سے آئی تھی۔۔ وہ بیڈ کے کونے پر بیٹھی دراز سے کچھ نکال رہی تھی۔۔

"ویسے جوئی کاش میں اُن کو ٹھیک سے دیکھ پاتی، سب نے کہا تھا وہ بہت زبردست لگ رہے تھے، وہ تو سارا وقت مجھے گھورتے رہے، بندہ دوسروں کو بھی موقع دے دیتا ہے تھوڑا سا"۔۔

خاموشی پر اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ سامنے ہی سینے پر بازو لپیٹے کھڑا محبت بھری نظروں سے اُس کا من موہنا سُندر روپ آنکھوں کے ذریعے دل میں اُتار رہا تھا اُس کی بات پر شُوخ سی مُسکراہٹ نے ارمان ہاشمی کے ہونٹوں نے چُھوا تھا۔۔ اور وہ اُسے اِس وقت اپنے سامنے اپنے کمرے میں دیکھ کر ہڑبڑا کر اُٹھی تھی۔۔ گود میں رکھے جیولری باکِس اُس کے قدموں میں گرے تھے۔۔

ہلکے پستائی رنگ کے گرارے اور لمبی سی شرٹ اُس پر پستائی اور گولڈن کڑھائی بہار دکھا رہی تھی اور اُس پر ہم رنگ بھاری ڈوپٹہ، ٹیکا، ایک سائیڈ پر جھومر، بھاری سا ہار۔۔ وہ اُس کے نام کا سولہ سنگھار کیے اُس کے دل کی دھڑکن بڑھا گئی تھی۔۔

"آ۔۔آپ۔۔۔!!"۔۔ آمنہ کی کلائی کی چوڑیوں نے بھی خوشگوار حیرت سے جلترنگ بجائی تھی۔۔

"میں سُوچ رہا ہوں آپ کو اپنے ساتھ لے کر چلتا ہوں ساری رات بلکہ ساری زندگی بیٹھ کر دیکھتی رہیئے گا، اُف تک نہیں کروں گا"۔۔ وہ دلکشی سے بولتا دو قدم آگے بڑھا تھا۔۔

"نن۔۔نہیں پلیز"۔۔ اُس کی جان نکلی تھی۔۔ وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ آمنہ کی پلکیں جُھکی تھی۔۔ لیکن دل اُس کو دیکھنے پر بھی آمادہ تھا۔۔ اِس اُٹھتی گرتی پلکوں کے فسوں خیز منظر میں ارمان ہاشمی کو اپنا دل ہاتھ سے نکلتا محسوس ہوا تھا۔۔

"آمنہ"۔۔ دھیما آنچ دیتا لہجہ۔۔

"جج۔۔جی"۔۔ جواباً حیا سے لبریز لہجہ۔۔

"نکاح ہوگیا، قسمت سے منہ دِکھائی بھی نصیب ہوگئی"۔۔ وہ خوبصورت بوجھل لہجے میں بولتا دو قدم مزید آگے بڑھ کر رُکا تھا۔۔ آمنہ کی نظریں اُس کے پیروں پر ٹکی تھیں۔۔

"اب کیا کرنے والے ہیں یہ"۔۔ اُس نے فطری گھبراہٹ میں اپنے ہاتھ مسلے تھے۔۔

"آپ نے سچ کہا تھا میری آنکھوں نے آپ کو صحیح پیغام دیا تھا"۔۔ وہ دھیرے سے بولتا اُس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلا گیا تھا۔۔ آمنہ نے حیرت سے اپنے سامنے پھیلے اُس کے ہاتھ کو دیکھا پھر نظریں بے ساختہ اُس کے چہرے کی طرف گئی تھیں۔۔ وہی مخصوص اُس کے دل کو جکڑ لینے والی مُسکراہٹ۔۔ اور اِس بار ایک ہلکی سی مُسکراہٹ نے اُس کے چہرے کا احاطہ کیا تھا اُس کے سامنے اُس کی محبت سراپا سوال بن کر کھڑی تھی وہ کیسے نہ قبول کرتی۔۔

اُس نے شرمیلی مُسکراہٹ اور گلابی چہرے سمیت اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔

"میں تو سمجھا تھا جویریہ کو بُلانا پڑے گا"۔۔ باہر سب کے سامنے اُس کے ہاتھ نہ تھمانے پر ارمان نے اُس پر لطیف سی چُوٹ کی تھی۔۔ وہ ہنسی تھی، مجوب سی ہنسی نے ارمان کو سب کچھ بھلایا تھا وہ اُسے دیکھے گیا۔۔ اُس کے دیکھنے پر واضح طور پر آمنہ کا ہاتھ اُس کی گرفت میں لرزہ تھا وہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔

اپنی جیب سے خوبصورت ننھا سا باکس نکال کر اُس نے انگوٹھے کی مدد سے کھولا تھا پھر اُس میں سے ہیرے کی جگمگاتی رنگ نکال کر باکس بیڈ پر اُچھالا تھا۔۔

"یہ اِس حسین چہرے کی مُنہ دِکھائی کا ادنیٰ سا تحفہ"۔۔ وہ اُس کی انگلی میں رنگ پہناتا بولا۔۔ آمنہ کی نظریں اُس کے وجیہہ چہرے پر تھیں، نجانے کیوں اُس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔

"جو چہرہ اب میں نے صبح، شام، اُٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے ساری زندگی دیکھنے کا ارادہ کیا ہے ان شاءاللہ"۔۔ کہنے کے ساتھ ہی اُس نے اُس کا ہاتھ نرمی سے اپنے ہونٹوں سے چُھوا تھا۔۔ ارمان ہاشمی کی محبت کا پہلا پہلا لمس آمنہ علی کانپی تھی۔۔ ارمان نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اُسے اپنا عکس نظر آیا تھا۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"وعدے کا پابند ہوں، ورنہ دل تو ضد پر اڑ گیا ہے آپ کو اپنے ساتھ لے جانے پر۔۔ میں نے بھی دل سے کہہ دیا ہے بھائی یہ ارمان ہاشمی کو تم سے زیادہ عزیز ہیں"۔۔ اُس کے لہجے سے اُس کے جذبات عیاں تھے وہ بے اختیار ہنسی تھی۔۔

"آپ کو آپ کے پاس چھوڑ کر جارہا ہوں اِس اُمید پر کے آپ اپنے پاس میری امانت ہیں، اپنا خیال رکھیے گا اور۔۔"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ چھوڑتے دو تین قدم پیچھے ہوا تھا۔۔ وہ اُس کی سحر انگیز باتوں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔

"ہمیشہ ایسے ہی مجھ سے محبت کرتی رہیئے گا میری محبت کا اندازہ تو آپ نے پہلے ہی میری آنکھوں سے لگا لیا تھا"۔۔ وہ اُس کی بات پر بلش ہوتی سر جُھکا گئی تھی۔۔

"اللہ حافظ "۔۔ وہ زیرِلب بولتا پلٹا تھا۔۔

"سُنیں!"۔۔ اُس نے دھیمے حیا آمیز لہجے میں بمُشکل پُکارا، وہ واپس پلٹا تھا۔۔

"حیا کیسی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ آنکھوں میں فکرمندی لیے پوچھ رہی تھی۔۔ اُس کی آنکھوں میں حیا کے لیے فکر دیکھ کر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"وہ ٹھیک ہے، اب آپ مجھ سے جُڑے رشتوں اور میری زندگی کا حصّہ ہیں آپ کو سب کچھ بتاؤں گا۔۔ اللہ حافظ "۔۔ وہ مُسکرا کر کہتا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔ اور آمنہ علی اپنی قسمت پر رشک کرتی بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ کر اپنے حواس ٹھکانے لگی تھی۔۔

..........

وہ کُن کہتا ہے۔۔ اور چیزیں ہوجاتی ہیں،

گُمان سے آگے، بیان سے باہر۔۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔ کون جانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے ہی وہ غرق ہوگا، اِسی طرح کبھی کبھی ہماری عاقبتِ نااندیشی ہمیں اُسی کے ہاتھوں ذلیل کروا دیتی ہے جِسے ہم خود سے کمتر سمجھتے ہیں۔۔

رمیز آفاق کی اپنی ہی جلدبازی حیا نُور کو اِبراہیم ہاشمی کا بنا گئی تھی۔۔

کس طرح رب ہمیں اُسی کے ہاتھوں سُرخرو کرتا ہے جو ہمیں ذلیل کرنے کے درپے ہوتا ہے۔۔ وہ جسے چاہے عزّت دے جسے چاہے ذلت دے۔۔

اُس نے ابھی ابھی شُکرانے کے نفل پڑھے تھے۔۔ بیڈ پر اُوندھا لیٹا وہ اپنی زندگی کے سب سے قیمتی اور خوبصورت لمحات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔ کیسے ذرا سی دیر میں وہ اُس کی بنا دی گئی تھی۔۔ لیکن اُس کے آنسو، اُس کا رونا تڑپنا اُسے بےچین کر گئے تھے۔۔ وہ پل میں سیدھا ہوا تھا۔۔ فرح اُسے بتا چکی تھی۔۔

"اب اِس پاگل لڑکی کو کیسے سمجھاؤں، وہ تو میری بات بھی سُننے کو تیار نہیں ہے"۔۔ وہ نیم دراز ہوا تھا، سائیڈ سے سگریٹ اُٹھا کر منہ میں دبائی تھی۔۔ اب اُس کی حالت میں اضطراب تھا۔۔

وہ اُس واقعے سے پہلے سگریٹ کبھی بھی نہیں پیتا تھا۔۔ لیکن پھر امینہ اور مُرتضیٰ کی اچانک جُدائی، اُس پر اُسے روتے ہوئے پیچھے چھوڑ کر آنا وہ اِس نشے کو ہونٹوں سے لگانے کا جُرم کر بیٹھا تھا۔۔

"کاش اِس وقت تم میرے پاس ہوتی، اپنا دل کھول کر رکھ دیتا تمہارے سامنے"۔۔ اچانک اُس کی آنکھوں میں اُس کا سجا سنورا رُوپ در آیا تھا۔۔ ایک بہت ہی خوبصورت مُسکراہٹ نے اِبراہیم کے ہونٹوں کو چُھوا تھا۔۔ اُس نے موبائل میں اُس کی کھینچی گئی تصویر دیکھنی چاہی تھی۔۔ لیکن یہ کیا وہ چونکا تھا۔۔ سنی کا کارنامہ اُس کے سامنے تھا۔۔ وہ ارمان کے کندھے سے لگی بےتحاشہ رو رہی تھی۔۔

"میں تمہیں منا لوں گا میری جان"۔۔ اُس کی تصویر کو زوم کرتے وہ گہرا کش لگاتا خود سے بولا تھا۔۔

"تمہارے آنے سے پہلے اِس کا بھی بندوبست کرنا پڑے گا"۔۔ وہ سگریٹ کو ایک نظر دیکھتا ایش ٹرے میں بُجھانے لگا تھا۔۔ اُس کی کل کی واردات یاد کرتا رات کے تین بجے وہ ہنستا چلا گیا تھا۔۔

............

"اپنی اِس معصوم شکل سے تم نے میرے بھائی کو اچھا بیوقوف بنا لیا۔۔ ویری گُڈ"۔۔ وہ ہونٹوں پر زہرخند مُسکراہٹ سجاتی بولی تھی۔۔ اُس کی بات پر حیا نے جُھکا سر اُٹھائے بغیر خود پر ضبط کیا تھا۔۔ اگلے دن عروج اُس کے سامنے تھی۔۔

"میں نے تو بھائی کو پہلے ہی وارن کردیا تھا۔۔ جب اُنہوں نے تمہیں بانہوں میں اُٹھایا تھا۔۔ پر میرا بھائی تم دونوں کی ہی چالاکی سمجھ نہیں پایا۔۔"۔۔ اُس کا بس چلتا حیا کا مُنہ نوچ لیتی۔۔ اُس کی بات پر حیا کا دل خون کے آنسو رویا تھا۔۔

"بہت خوش ہو نا تم۔۔؟؟۔۔ ہو لو خوش۔۔ اِس خوشی کی مُدت بھی بس تھوڑا ہی عرصہ ہوگی، کیونکہ جو لوگ دوسروں کی خوشیاں چھینتے ہیں، وقت اُنہیں بھی خوش نہیں رہنے دیتا۔۔"۔۔ وہ جلے دل سے بولتی ایک نفرت بھری نگاہ اُس کے چہرے اور مہندی لگے ہاتھوں پر ڈالتی کمرے سے نکلی تھی۔۔

"میرے ساتھ اچھا نہیں کیا آپ نے۔۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی"۔۔ وہ اُس سے مزید بدگُمان ہوتی تکیے میں سر دیئے رودی تھی۔۔

..........

"میں چھوڑوں گا نہیں اُس کمینے کو"۔۔ اُس نے ابھی اپنا موبائل آن کیا تھا، لاتعداد میسجز جس میں

سب سے زیادہ عروج کے تھے۔۔ کچھ اُس کے کزنز کے تھے۔۔ اُس نے موبائل زور سے دیوار پر دے مارا تھا۔۔ عروج بھی ابھی آئی تھی۔۔ نائلہ سر پکڑ کر بیٹھی تھیں۔۔ اُنہیں کیا پتا تھا اُن کی ماں اُن سے ایسا بدلہ لینے والی تھیں۔۔

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ اتنے سالوں سے وہ سالی میرے نام پر رہی ایک نکاح کے لیے نہیں منا سکیں آپ اپنی ماں کو"۔۔ وہ اب نائلہ کو دیکھ کر دھاڑا تھا۔۔

"تمیز سے بات کرو رمیز"۔۔ آفاق صاحب نے ناگواری سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"تمیز سے بات کروں۔۔؟؟ تمیز سے۔۔ میرا دل کررہا ہے میں اُس کمینے کا خون کردوں"۔۔ وہ اُن کی آنکھوں میں دیکھ کر بدتمیزی سے چلایا تھا۔۔ اُس کی تائی، اُن کا بیٹا یاسر اُس کی بیوی بچّے سب اُس کے چلانے پر لاؤنج پر آئے تھے۔۔

"اور تم۔۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے سب ہوتا رہا۔۔ دل تو کررہا ہے سب سے پہلے تمہاری ہی گردن دبا دوں"۔۔ وہ عروج کی سمت بڑھتا اُس کے سر کے بال اپنی سخت گرفت میں تھام گیا تھا۔۔ وہ بھونچکا کھا گئی تھی ۔۔ جب یاسر اور آفاق صاحب آگے بڑھے تھے۔۔

"چھوڑ۔۔ چھوڑیں۔۔ اتنے تو فون کیے تھے آپ کو"۔۔ وہ خود کو چھڑاتے ہوئے اُسی کی طرح بدتمیزی سے چلائی تھی۔۔

"رمیز۔۔"۔۔ نائلہ دہل کر کھڑی ہوئی تھیں۔۔ یاسر کی بیوی بچّوں کو لے کر وہاں سے تیزی سے نکلی تھی۔۔

"رمیز چھوڑو اُسے۔۔ کیا بلکل ہی ہوش کھو دیئے ہیں۔۔ ماں بہن کا احترام ہی کھو دیا ہے۔۔ چھوڑو۔۔ ناہنجاز۔۔ ہوش کروں"۔۔ آفاق صاحب دھاڑے تھے۔۔ یاسر نے اُس کے شکنجے سے عروج کو نکالا

تھا۔۔ اُسکی آنکھوں میں جیسے سچ میں خون اُترا تھا۔۔ عروج کو اُس کی آنکھوں سے خوف آیا تھا۔۔

"ہوش کروں۔۔؟؟۔۔ وہ کمینہ میری منگیتر کو اپنی بیوی بنا کر بیٹھا ہے اور آپ کہتے ہیں میں ہوش کروں"۔۔ بدلحاظی سے یاسر کو دھکا دیے وہ اُن کے سر پر چڑھ آیا تھا۔۔

"افسوس ہے رمیز تم میرے بیٹے ہو"۔۔ وہ لڑکھڑائے تھے۔۔ جیسے سب کچھ ہارے تھے۔۔ یاسر نے تاسُف سے اُسے دیکھ کر چچا کو سنبھالا تھا۔۔

"آپ تو چُپ ہی رہیں، دیکھ بھی رہے ہیں میرے بیٹے کی حالت۔۔"۔۔ نائلہ نے ہمیشہ کی طرح اُنہیں ٹوکا تھا۔۔

"جس کی تم جیسی عقل سے اندھی بیوی ہو وہ اولاد کے معاملے میں بدنصیب ہی ہو گا۔۔"۔۔ وہ نفی میں سر ہلا کر بولے تھے۔۔

"ہونہہ! یہ تو میرا حوصلہ ہے جو اٹھائیس، اُنتیس سال آپ کے ساتھ برباد کیے ہیں"۔۔ وہ نخوت سے بولی تھیں۔۔ یاسر کو اُنہیں سنبھالنا مُشکل ہوا تھا۔۔ اُن کی اپنی اولاد نے ہمیشہ کی طرح بیزاری سے اُنہیں دیکھا تھا۔۔

"چچا جان۔"۔۔ اُس نے اُنہیں اپنے بازو کے حلقے میں لیا تھا۔۔

"تم میرے بیٹے ہو رمیز پر میں اپنی بیٹی کبھی تیرے جیسے انسان کو نہ دیتا"۔۔ اُن کی بات پر رمیز ایک لمحے کو ساکت ہوا تھا، یک دم ذلالت سے اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔ اُس کا باپ ہی اُسے کسی قابل نہیں سمجھ رہا تھا۔۔ اُس نے سینٹرل ٹیبل اُلٹی تھی۔۔ شیشے کی نازک سی ٹیبل چھناکے سے ٹوٹی تھی۔۔ عروج، نائلہ مُنہ پر ہاتھ رکھتی دہل کر پیچھے ہوئی تھیں۔۔

"وہ میری تھی، ہے اور رہے گی۔۔ اُس کمینے کو میں بتاؤں گا۔۔ منگیتر کے معاملے میں غیرت جاگے

نہ جاگے پر بیوی مرد کا سر ضرور جُھکا سکتی ہے"۔۔ وہ دھاڑ سے کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ اُس کی بات پر ایک لمحے کو نائلہ کا دل بھی لرزہ تھا۔۔ آفاق صاحب اب زمین بوس ہی ہوجاتے اگر یاسر اُنہیں نہ تھامتا۔۔۔

"نائلہ سمجھاؤ اِسے۔۔"۔۔ نائلہ جو اب تک ساکت سی کھڑی تھیں ہوش میں آئی تھیں جیسے۔۔

"میں کیا سمجھاؤں۔۔ میرے بچّے کے ساتھ زیادتی کی ہے اماں نے، میں اماں سے ضرور بات کروں گی"۔۔ وہ اُن کی بات پر دھیان دیے بغیر روتے ہوئے بولیں۔۔

"خیال رکھنا۔۔ مجھے ڈر ہے کل کو پانی تمہارے سر سے اُونچا نہ ہوجائے"۔۔ وہ افسوس سے سر ہلاتے یاسر کے ساتھ وہاں سے چلے گئے تھے

"دیکھ رہی ہو کیسے بدعائیں دے کر گیا ہے تمہارا باپ مجھے"۔۔ وہ قہر برساتی نظروں سے شوہر کی پُشت گھورتی بولیں۔۔ عروج نے بیزاری سے سر جھٹکا تھا

"ایک بار فون اُٹھا لیتے مما آپ لوگ۔۔ اب بھائی کی حالت دیکھیں"

"دماغ خراب تھا ہمارا"۔۔ وہ اب اُس پر چڑھ دوڑی تھیں۔۔

.......

وہ پورا دن اُس کے سامنے نہیں آئی تھی۔۔ اُس نے سارا وقت خود کو کمرے میں قید کیئے رکھا تھا۔۔ کچھ عروج کی باتوں کا اثر تھا اُسکا موڈ اور زیادہ خراب ہوا تھا۔۔ رونا ہی آئے جارہا تھا۔۔

آج جویریہ کی بارات تھی اور اُس کی ضد تھی۔۔

"نہیں جانا ناں مجھے"۔۔ وہ زور سے بولی تھی۔۔

"میں نے اب ایک لفظ مزید نہیں سُننا، فری اِس کو تیار کردو"۔۔ عصمت جہاں غصّے سے بولی

تھیں۔۔ وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔

"ہاں آپ نے میری زندگی کا فیصلہ کرتے وقت کب پوچھا مجھ سے کچھ، گائے بکری کی طرح تھما دیا میرا ہاتھ کسی کو بھی"۔۔ وہ بھرائے لہجے میں ایسے بولی جیسے واقعی اُنہوں نے خدا ناخواستہ کسی راہ چلتے سے اُس کا نکاح پڑھوا دیا ہو۔۔

"اے بی بی اپنے ہیرے جیسے بیٹے کے پلے اپنی کم عقل بیٹی باندھ دی ہے، ابھی بھی تم سے پوچھتی میں"۔۔ اُن کی بات پر فرح زور سے ہنسی تھی۔۔ اُس نے شکوہ کناں نظروں سے فرح کو دیکھا تھا لیکن پھر جواب دینا ضروری سمجھا تھا۔۔

"ایسے ہی کوئی ہیرے جیسے تھے تو کردیتے کسی گولڈن بالوں والی چڑیل سے اُن کا نکاح آپ لوگ"۔۔ اب کے وہ رونا بھول کر جلے تپے انداز میں بولی تھی اندر آتے سنی کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ حیا نے اُسے بُری طرح گھورا تھا۔۔

"فری لے جاؤ اِسے تیار کردو"۔۔ وہ خود پر قابو پا کر بولی تھیں۔۔

"بجو سارا سامان آپ کے کمرے میں رکھ دیا ہے"۔۔ سنی کہہ کر جلدی سے پلٹا تھا مُبادا وہ چڑھائی کردے۔۔

...........

وہ جلدی سے جا کر سفیر کی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔۔ سنی جِس سامان کی بات کر رہا تھا وہ سب اِبراہیم خود جا کر اُس کے لیے لایا تھا اور ابھی وہ سر سے پیر تک اُسی کی لائی ہوئی چیزوں سے جگمگا رہی تھی۔۔

ہاٹ ریڈ سلک کی گھٹنوں تک آتی اے لائین شرٹ جس کے دامن پر چھوٹے چھوٹے گولڈن نگ

تھے جس میں بوٹل گرین مُوتی چمک رہا تھا ہم رنگ ڈوپٹے پر چاروں اطراف ریڈ گولڈن اور بوٹل گرین امتزاج کی خوبصورت کڑھائی اور سارے ڈوپٹے پر شرٹ کے دامن والے گولڈن نگ اور بوٹل گرین مُوتی ہونے کے باعث ڈوپٹہ شرٹ کی بنسبت بھاری تھا۔۔ گولڈن کلر کی گرارا پینٹس۔۔

اُس پر فرح نے عصمت جہاں کے حکم پر اُسے آج صحیح معنوں میں دُلہن بنایا تھا۔۔

گولڈن جیولری اُس میں خوبصورت جگمگاتے ریڈ اور بوٹل گرین نگ آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔

فرح نے آج اُس کے بالوں کی سائیڈ کی مانگ نکال کر جوڑا بنایا تھا۔۔ کل کی بنسبت تھوڑا بڑا درمیانی سائز کا ٹیکا، اُس کی پسند کے مُطابق بڑے بڑے جُھمکے، بھاری سا ہار، خوبصورت نازک سی رِنگ۔۔

کل وہ اُس کے ہاتھ میں کانچ کی چُوڑیاں دیکھ چُکا تھا جِس کی جلترنگ نے اُس کے دل کو چھیڑا تھا۔۔

ریڈ، باٹل گرین حسین چُوڑیوں کا سیٹ جس میں کہیں کہیں گولڈن چوڑیاں جھلک دکھلا رہی تھیں۔۔

یہ تھی حیا اِبراہیم۔۔

اِبراہیم کی حیا۔۔

اِبراہیم ہاشمی نے آج بھرپور استحقاق بھری نظر اُس کے سجے سنورے رُوپ پر ڈالی تھی۔۔ اُس کی نظروں کو خود پر محسوس کرتی وہ سُرخ پڑتی غیر محسوس طریقے سے فرح میں چُھپی تھی۔۔ وہ مُسکرا دیا تھا۔۔ وہ خود اِس وقت نیوی بلیو ٹیکسیڈو اسٹائل سُوٹ میں شاندار لگ رہا تھا۔۔۔

وہ چُوری چُوری اُس کا جائزہ لینے میں مصروف تھی جب آمنہ نے اُسے پکڑا تھا۔۔

"اچھا تو کتنے وظیفے کیے تھے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُسے محبت سے تھام کر پوچھ رہی تھی۔۔ حیا جھینپی تھی۔۔

وہ جویریہ کے پاس تھی اِس لیے وہ دونوں ابھی مل رہی تھیں۔۔

"بہت بہت مُبارک ہو"۔۔ حیا اُس کے گلے لگی تھی۔۔ دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے

محسوس کی جانے والی محبت تھی۔۔

پھر جویریہ نے بھی چھیڑ چھیڑ کر اُسے لال گلابی کر کے چھوڑا تھا۔۔

تبھی سنی اور ایمن آئے تھے۔۔

"آپ دونوں اِدھر آئیں دادو دونوں دُلہنوں کو بُلا رہی ہیں"۔۔ سنی نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا جبکہ ایمن آمنہ کو تھامے اُن دونوں کے پاس لائی تھی۔۔

"یہ لیں بھئی اپنی امانت، دونوں اپنی اپنی کا ہاتھ پکڑ لیں اِس سے پہلے کہ دونوں ہی بھاگ جائیں"۔۔

وہ دونوں اِس افتاد کے لیئے بلکل بھی تیار نہیں تھیں پتا تو اُن دونوں کو بھی نہیں تھا وہ دونوں شہریار کے ساتھ کھڑے تھے۔۔ دونوں دُلہنوں کے سر حیا کے باعث جھکے تھے، آمنہ کے ہونٹوں پر شرمیلی مُسکراہٹ تھی، جبکہ حیا سر جُھکائے ہوئے سُرخ چہرے کیساتھ زبردستی کھڑی تھی۔۔

سنی نے ایک دم سے ارمان اور آمنہ کی تصویر لی تھی۔۔ آمنہ نے چونک کر ارمان کی طرف دیکھا تھا سنی نے موقع ضائع کیئے بغیر ایک اور تصویر لی تھی۔۔ وہ مُسکائی تھی یہ منظر بھی سنی کے کیمرہ میں مُقید ہوا تھا۔۔

"ارے بھائی یہ کیا آپ کی شرٹ کے بٹن اوپر نیچے ہیں"۔۔ اُس کے کہنے کی دیر تھی حیا نے بے ساختہ اُس کی طرف دیکھا تھا اور سنی نے تصویر کھینچ ڈالی تھی۔۔ شہریار، ارمان اِبراہیم کے قہقہے پر وہ بلش ہوئی تھی سنی کو ایسے ہی تو پوز چاہیئے تھے۔۔۔

شہریار معذرت کرتا مہمانوں کی طرف بڑھا تھا۔۔

وہ سنی کو گھورتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

"آئیں بھائی آپ کو پِکس دکھاؤں"۔۔ وہ اِبراہیم کو لیئے آگے بڑھا تھا۔۔ پیچھے وہ دونوں رہ گئے

تھے۔۔

"کیسی ہیں آپ۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کو اپنی نظروں کی گرفت میں لیتا بولا۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔ آپ کیسے ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ دھیمے سے جواب دیتی سوال بھی پوچھ گئی تھی۔۔

"خود ہی دیکھ لیں"۔۔ جواب برجستہ تھا۔۔ آمنہ کی نظریں بے ساختہ اُٹھی تھیں۔۔

اُسے پُر شوق نظروں سے خود کو دیکھتا پا کر سرعت سے جُھکی تھیں۔۔

"چلیں بعد میں دیکھ لیجئیے گا اوپر دیکھیں ذرا"۔۔ آمنہ نے حیرت سے اُوپر چہرہ کیا تھا وہ اُس کے برابر میں آتا ایک سیلفی لے گیا تھا۔۔ وہ ہنسی تھی جس کو وہ ایک اور سیلفی میں قید کر چُکا تھا۔۔ پھر اُس کے سامنے ہی دونوں پکچرز اُسے واٹس ایپ کرنے لگا تھا۔۔ جب تک وہ اچھی طرح اُس کا جائزہ لے چکی تھی۔۔

وہ گِرے رنگ کے فارمل سُوٹ میں آمنہ کو ہمیشہ سے زیادہ وجیہہ لگا تھا۔۔

.........

"یہ لیں دادو لے آئی ہوں دُلہن کو"۔۔ فرح نے اُس کا ہاتھ عصمت جہاں کے ہاتھ میں تھمایا تھا، جو کہ مہمانوں کے لیے رکھے گئے خوبصورت صوفے پر بیٹھی تھیں۔۔

"آؤ۔۔ اِدھر آکر بیٹھو میرے پاس۔۔ میں اپنی بچّی کو دیکھ تو لوں، ماشاء اللہ کتنی پیاری لگ رہی ہے"۔۔ اُسے اپنے پاس بٹھاتے اُنھوں نے مُحبت سے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔ اُس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔ وہاں اِس وقت آمنہ کے ماں باپ، آمنہ، فرح اور سفیر کھڑے تھے۔۔ جویریہ اپنے سُسرالی رشتہ داروں میں گھری ہوئی تھی۔۔ تب ہی ارمان اور اِبراہیم سنی اور ایمن کے ساتھ آئے تھے۔۔ شہریار اور باقی سب بھی تھے۔۔

"جی گرینی آپ نے بُلایا"۔۔ اُس نے گہری نظر اُن کے پہلو پر ڈالی تھی۔۔ وہ بہر بوٹی بنی تھی۔۔ اِبراہیم ہاشمی جو آج تک اُسے نرم تحفظ بھری نظروں سے دیکھتا تھا، آج حیا کو اُس کی نظروں میں خاص چمک دِکھ رہی تھی۔۔ جس میں اُسے پا لینے کی خوشی بھی تھی۔۔ وہ اُس کی پُر تپش نظروں کی تاب نہ لاتی نظریں جُھکاتی عصمت جہاں میں سمٹی تھی۔۔ وہ مُبہم سا مُسکراتا نظروں کا زاویہ بدل گیا تھا۔۔

"ہاں اِدھر آکر بیٹھو ذرا۔۔ آج میرے امینہ اور عُثمان کی روحوں کو سُکون مِلا ہو گا، اپنے سارے ارمان پورے کروں گی"۔۔ وہ خود پر قابو نہیں پا سکی تھیں، نم لہجے میں کہتی اُسے حیا کی پہلو میں بٹھایا تھا۔۔ اُس کے بیٹھتے ہی وہ مزید عصمت جہاں کی طرف سمٹی تھی، پر صوفے پر مزید گُنجائش نہیں تھی۔۔ کچھ وہ بھی شرارتاً پھیل کر بیٹھا تھا۔۔۔ اِبراہیم کے بازو سے اُس کا کندھا مس ہورہا تھا۔۔ حیا کی دِل نے عجیب انداز میں شور مچایا تھا۔۔ سنی نے سارے

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

منظر اپنی کیمرہ میں قید کیے تھے۔۔ اُس نے سر کو جُھکایا تھا۔۔

"اُف میری چھوٹی دیورانی تو شرمانے میں اپنی بڑی دیورانی کو پیچھے چھوڑ گئی ہے"۔۔ فرح کی بات پر زبردست قہقہ پڑا تھا۔۔ اُس کا سر مزید جُھکا تھا۔۔ ارمان نے مُسکراتے ہوئے بےساختہ آمنہ کو دیکھا تھا وہ بلش ہوئی تھی۔۔

"لو بسم اللہ کرو"۔۔ اُنہوں نے اُس کے ہاتھ میں آمنہ جیسے ہی دو کنگن پکڑائے تھے۔۔ اِبراہیم کے ہاتھ بڑھانے پر حیا نے گود میں رکھے ہاتھوں کو سختی سے بھینچا تھا۔۔ ارمان کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

"ہاتھ بڑھاؤ بیٹا"۔۔ عصمت جہاں مُحبت سے بولیں تھیں۔۔ وہ ویسے ہی بیٹھی رہی تھی۔۔ فرح شرارت سے مُسکراتی ہوئی حیا کی طرف جُھکی تھی۔۔

"چلو میں کچھ مدد کردیتی ہوں"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ اُس کا ہاتھ اِبراہیم کے ہاتھ میں دیتی وہ کمالِ جرات سے حیا کا کپکپاتا ہاتھ تھام چُکا تھا۔۔

"آں۔۔ ہاں۔۔ آئی ڈُو مائی ورک، مائی سلیف"

(آں۔۔ ہاں۔۔ میں اپنے کام خود کرتا ہوں)

خوبصورتی سے کہتا وہ اُس کے ہاتھ میں نرمی سے کنگن پہنا چُکا تھا۔۔ ینگ جنریشن کا 'اووو' سے سب ہی اُن کی طرف مُتوجہ ہوئے تھے۔۔ اُس کی بےباکی ہمیشہ کی طرح حیا کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔

عصمت جہاں نے کھڑے ہوتے ہوئے دونوں کی پیشانی چومتے بہت ساری دُعائیں دی تھیں۔۔ ارمان نے مُسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھا تھا۔۔ اُن کے کھڑے ہوتے ہی وہ تھوڑی سی اُس سے دور کھسکی ہی تھی کہ سنی آیا تھا۔۔

"آپا تھوڑا اُدھر ہو۔۔ اور مان ذرا میری بھی پکچر لیں ایک بھی پکچر نہیں ہے میری"۔۔ اُس کے ہڑبڑ

مچا کر بیٹھنے پر وہ ایک دم اُس کے بازو سے لگی تھی۔۔ اِبراہیم نے وہی بازو صوفے کی پُشت پر پھیلایا تھا، وہ ایک دم خود بخود ہی اُس کے حصار میں آگئی تھی۔۔

.......

گھر آتے آتے ایک بج گیا تھا وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی تھی۔۔

وہاں پہلے ہی رشتہ دار خواتین کا ڈیرہ تھا وہ بیزار ہوئی تھی۔۔

"تم جاؤ سنی کے کمرے میں چلی جاؤ"۔۔ عصمت جہاں اُس کا بیزار ہوتا چہرہ دیکھ کر پیار سے بولی تھیں۔۔ خود واش روم کی طرف بڑھی تھیں۔۔ وہ جاتے جاتے منہ بناتے الماری سے اپنا آرام دہ سُوٹ نکالنے کو پلٹی تھی۔۔ کسی نے بھی اُس کو پلٹتے نہیں دیکھا تھا۔۔

"مجھے تو لگتا ہے ضرور دونوں میں پہلے سے ہی کوئی چکر ہوگا"۔۔ ایک آواز پر اُس کے ہاتھ کانپے تھے۔۔

"اور نہیں تو کیا دیکھا نہیں تھا کیسے سجی سنوری اُس کے ساتھ گھوم پھر کر آرہی تھی"۔۔ اُس نے مارے دُکھ کے سختی سے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ جمایا تھا۔۔

"خالہ نے بھی اپنی عزّت رکھنے کے چکر میں دونوں کا نکاح کیا ہے"۔۔ آنسو بےدردی سے گالوں پر پھیلے تھے۔۔

"اے بیٹا ذرا یہ لائیٹ بند کرنا"۔۔ کمرے میں جھٹ سے اندھیرا چھایا تھا۔۔ وہ الماری سے نکالا سُٹ سینے سے لگائے الماری کی اُوٹ سے نکلی تھی۔۔ پھر دبے پاؤں باہر نکل کر اِدھر اُدھر دیکھے بغیر اُوپر کو بھاگی تھی۔۔

"تم رُکو میں کرتا ہوں اندر گاڑی"۔۔ ارمان کی آواز پر وہ جلدی سے سامنے والے کمرے میں گھسی

تھی۔۔ دروازہ لاک کرتی وہ دروازے کے ساتھ پُشت لگائے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔ آنسو تواتر سے گالوں پر بکھرے تھے۔۔

...........

وہ واش روم سے شرٹ کے بٹن کھولتے نکلا تھا ارادہ چینج کرنے کا تھا۔ پر سامنے اُس کے وجود کو دیکھ کر بُری طرح ٹھٹکا تھا وہ اِس وقت اِس کے کمرے میں۔۔ اُسے بُری طرح روتے دیکھ کر وہ بےساختہ اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"حیا! کیا ہوا، سوئیٹ ہارٹ اِس طرح کیوں۔۔"۔۔ اُس کی بات مُکمل ہونے سے پہلے ہی اُس نے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا۔۔ آنسوؤں سے تر چہرہ وہ بُری طرح پریشان ہوا تھا۔۔

"حیا"۔۔ اِس سے پہلے وہ نیچے بیٹھتا وہ ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔۔

"خوش ہوگئے آپ۔۔؟؟ یہی تو چاہتے تھے ناں آپ"۔۔ وہ اُس کا گریبان پکڑتی ہلکے سے چلائی تھی۔۔ آنسو بدستور بہہ رہے تھے۔۔ وہ بھونچکا رہ گیا تھا۔۔

"حیا کیا ہوا ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس کے لہجے میں حیرت در آئی۔۔

"جشن منائیں آپ"۔۔ وہ اُس کی شرٹ کو جھٹکا دیتی بولی۔۔ وہ چُپ چاپ دیکھے گیا اُسے۔۔

"کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟"۔۔ وہ اب بھرائے لہجے میں اُس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھ رہی تھی، لہجے میں دُکھ اور بے بسی اِبراہیم کے دل کو مُٹھی میں لے لیا ہو جیسے کسی نے۔۔

"وہ کہہ رہی ہیں، ہمارا افیئر۔۔ افیئر ہوگا پہلے سے ہی کوئی۔۔۔"۔۔ یہ سب کہتے وہ مرجانے کو ہوئی تھی۔۔ اِبراہیم نے لب بھینچے تھے۔۔

"ہم۔۔ہمارا نکاح دادو نے اپ۔۔اپنی عزّت بچانے"۔۔ روتے روتے بے بسی سے اُس نے اپنی پیشانی اِبراہیم کے سینے پر رکھی تھی۔۔ وہ ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔۔ ابھی وہ اپنی صفائی میں کچھ بھی کہتا اُس نے سُننا نہیں تھا۔۔

"تمہارے آنسو میرے دل پر گرتے ہیں حیا، میری روح ہو تم۔۔ میرے جِسم کے ہر حصّے کو تم سے مُحبت ہے"۔۔ وہ چہرہ نیچا کیے اُس کے سر کو دیکھتے بولا۔۔ بے بس لہجہ مُحبت کی شِدتوں سے لبریز تھا۔۔

"مجھ سے مُحبت ہوتی تو مجھے یوں بدنام نہ کرتے"۔۔ اُس کے سینے پر پیشانی رکھے دونوں ہاتھوں سے اُس کی شرٹ تھامے اب کے دھیمے سے بولی تھی۔۔

"تم سے مُحبت ہے اسی لیے تمہیں اپنے نام کیا ہے"۔۔ جواب بھی محبت سے لبریز دھیمی آواز میں آیا

"جو محبت کرتے ہیں وہ رُسوا نہیں کرتے"۔۔ اُس کی سانسیں اِبراہیم کو اپنے سینے پر محسوس ہوئی تھیں۔۔ آواز اور دھیمی ہوئی تھی وہ بمشکل سُن پایا تھا

"بے شک کیونکہ جو محبت کرتے ہیں وہی تو مُعتبر کرتے ہی"۔۔ وہ اپنا سر مزید جُھکاتا آہستگی سے بولا تھا۔۔ اب کے جواب ندارت۔۔ اِبراہیم کے وجود پر اُس کا وزن بڑھا تھا، شاید نہیں یقیناً وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوئی تھی۔۔ اُس نے نرمی اور محبت سے اُسے تھاما تھا۔۔

............

کھڑکی کھول کر سگریٹ کو ہونٹوں سے لگائے اُس نے بالوں میں اضطرابی انداز سے ہاتھ پھیرا تھا۔۔ رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔۔ چوڑیوں کی جلترنگ پر اُس نے رُخ موڑ کر دیکھا تھا۔۔ کل اُس کے دل نے اُس کے اپنے پاس ہونے کی تمنا کی تھی۔۔ آج وہ اُس کے بیڈ پر دنیا جہاں سے بے خبر سوئی

ہوئی تھی۔۔ اُس نے بے چینی سے اپنے ہاتھ سے ماتھے پر سجے ٹیکے کو چُھوا تھا۔۔ کمرے میں پھر جلترنگ بجی تھی۔۔

وہ گہرہ سانس لیتا سگریٹ کھڑکی سے پھینک کر کھڑکی بند کر کے وارڈروب سے اپنی شرٹ نکال کر پہن کر وہ پلٹا تھا جب اُس کی نظر دروازے کے پاس اُس کے گرے ہوئے کپڑوں پر پڑی تھی۔۔

"یہ چینج کرنے آرہی تھی لیکن میرے کمرے میں کیسے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُلجھا تھا پھر سر جھٹک کر کپڑے صوفے پر رکھ کر اُس کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

اُس کے پاس آکر اُس نے بغور اُس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔

وہ ابھی تک اُسی حلیے میں تھی، سر تا پیر اُسی کے لائے ہوئے ساز و سامان میں سجی سنوری اُس کے دل کے تاروں کو چُھو گئی تھی۔۔

ایک مرد ہونے کے ناطے یہ احساس کے اللہ تعالیٰ ایک عورت کا وجود، اُس کا یقین، وفا محبت، اُس کی ہر ذمہ داری آپ کے حوالے کرتا ہے ایمان والے مرد کو سرشار کر دیتا ہے، اِبراہیم ہاشمی بھی اُس کے من موہنے رُوپ کو آنکھوں میں سماتے اُنہی احساسات میں گِھرا تھا۔۔

اُسے دیکھتے دیکھتے وہ اُس کے پاس بیٹھا تھا۔۔ وہ نیند میں بھی بے چین ہو رہی تھی۔۔ احتیاط سے اُس کے بالوں سے پن نکال کر ٹیکے کو نرمی سے اُس کی پیشانی سے جُدا کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔ اُس کے جُھمکوں پر نظر پڑتے ہی وہ مُسکرا دیا تھا۔۔

"خود سے بھی بڑے ائیر رنگز پہنتی ہے"۔۔ وہ مُسکراتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔۔ اُسے جب بھی تیار دیکھا ایسے ہی بڑے بڑے جُھمکوں میں دیکھا تھا وہ اُس کے لیے بڑے بڑے جُھمکے ہی لایا تھا۔۔

اب وہ باری باری اُس کے جُھمکے اُتار رہا تھا۔۔ جُھمکوں کے بوجھ سے اُس کی کانوں کی لوئیں سُرخ


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

ہوگئی تھیں۔۔ بے اختیار اُس کی کانوں کی لوؤں کو نرمی سے اپنے انگوٹھے اور شہادت والی اُنگلی سے سہلایا تھا۔۔

نظر اُس کے گلے میں پڑی نیکلس پر پڑی تھی، دونوں ہاتھوں کو اُس کی گردن کے پیچھے لاتے وہ اُس پر مزید جُھکا تھا اُس نے اندازے سے اُس کا لاک کھولنا چاہا تھا۔۔ اُس کی وجود سے اُٹھتی دلفریب مہک نے ایک لمحے کو اِبراہیم ہاشمی کے حواس چھینے تھے، تھوڑی تگ و دو کے بعد لاک کُھلا تھا۔۔

اُپنے چہرے کے بلکل قریب اُس من موہنے چہرے سے بُمشکل نظریں چُراتے وہ گہرا سانس لیتا احتیاط سے اُس کے گلے سے نیکلس اُتار کر پیچھے ہوا تھا۔۔

پھر اُس کے جُوڑے میں بندھے بالوں سے پن نکالی تھی جُوڑا ڈھیلا ہوا تھا۔۔

وہ تھوڑا کسمسائی تھی وہ رات کے پُونے تین بجے اُس کا جاگنا ہرگز برداشت نہیں کرسکتا تھا۔۔ اور جِس مُوڈ کے ساتھ وہ سوئی تھی۔۔

وہ اُٹھنے لگا تھا جب نظر اُس کے بھاری ڈوپٹے پر پڑی تھی اب اُٹھ کر اُس نے اُس کی گردن کے گرد اپنا بازو ڈال کر اُسے ذرا سا اُونچا کیا تھا پھر بہت ہی نرمی سے اُس کا ڈوپٹا اُتارنے کی کوشش کی تھی پر ڈوپٹہ شرٹ سے اٹکا تھا۔۔ تھوڑا دھیان دینے پر اُسے پتا لگا کہ ڈوپٹے کو اُس کی شرٹ کے شولڈرز پر پنز لگا کر فکس کیا گیا ہے۔۔ دونوں سائیڈز سے احتیاط سے پنز کو نکال کر اُس نے اُس کا ڈوپٹہ اُتارا تھا۔۔ اب وہ آرام سے سو سکتی تھی۔۔

یہ ساری کاروائی کرنے کے بعد وہ لائٹ آف کرتا گھوم کر دوسری سائیڈ پر آ کر اُس کے برابر میں لیٹا تھا۔۔ اب جو بھی ہوتا دیکھا جائے گا وہ تھک چُکا تھا۔۔

ابھی اُسے سوئے ہوئے دس منٹ ہی ہوئے تھے جب اُس کے سینے پر کچھ گرا تھا، چوڑیوں کی

جلترنگ۔۔ اُس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

حیا کا ہاتھ اُس کے سینے پر تھا۔۔

"دیس ول کیپ ڈسٹربنگ می ہول نائیٹ"

(یہ مجھے ساری رات ڈسٹرب کرتی رہیں گی)

اُس نے لیٹے لیٹے ہی مہندی اور چُوڑیوں بھرا ہاتھ تھاما تھا، ارادہ چُوڑیاں اُتارنے کا تھا لیکن اُسے شاید اپنی نیند میں یہ خلل پسند نہیں آیا تھا اُس نے کسمساتے ہوئے اپنا ہاتھ چھُڑانا چاہا تھا۔۔ وہ جلدی سے اُس کا ہاتھ چھوڑ گیا تھا۔۔

جو اُس نے کمالِ بے نیازی سے دوبارہ اُس کے سینے پر دھرا تھا۔۔ وہ ہلکی سی مُسکان کے ساتھ آنکھیں بند کر گیا تھا۔۔

سنی اُسے بتا چُکا تھا۔۔

"آپا کے سر پر ڈھول بجاؤ آپا کی نیند ڈسٹرب نہیں ہوتی"

.............

کچھ غیر معمولی شور پر اُس کی آنکھ کُھلی تھی۔۔ وہ چوڑیوں کی کھنک تھی۔۔ اِبراہیم نے مُڑ کر دیکھا وہ پوری کی پوری آنکھیں کھولے حیرت سے اُسے اپنے بہت قریب لیٹے دیکھ رہی تھی۔۔ اِبراہیم ایک دم اُٹھنے کو تھا۔۔

جب حیا نے چیخ مارنے کے لیے منہ کھولا تھا پر اُس نے بےساختہ اُس کے ہونٹوں پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھے اُس کی چیخ کا گلا گھوٹا تھا۔۔

وہ وحشت زدہ سی خود پر جُھکے اِبراہیم کو دیکھ رہی تھی۔۔ ایک جھٹکے سے اپنے منہ پر رکھے اُس کے

ہاتھ کو کلائی سے تھام کر ہٹانا چاہا تھا۔۔ ساتھ چُوڑیوں نے بھی شور مچا کر بھرپور احتجاج کیا تھا

"ممم مم"۔۔ وہ مچلی تھی۔۔ پر اُس کی گرفت سخت تھی۔۔

"شش حیا ڈونٹ میک نوائیز"

(شش شور نہیں کرو)

وہ اپنے لبوں پر اُنگلی رکھتا اپنا چہرہ مزید اُس کے چہرے کے پاس لاتا اُسے چُپ رہنے کا کہنے لگا تھا۔۔

"میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں"۔۔ کہنے کے ساتھ ہی اُس نے جیسے ہی گرفت ہلکی کی تھی وہ اُس کی کلائی کو خود پر سے ہٹا کر ایک جھٹکے سے اُٹھ بیٹھی تھی۔۔ جُوڑا ڈھیلا ہوتا بلا آخر شہد رنگ بال کچھ چہرے پر کچھ پُشت پر بکھرے تھے

"آپ اِس وقت۔۔ آپ اِس حد۔۔"۔۔ وہ اُس سے دور کھسکتی بولی تھی۔۔

"حیا یہ میرا کمرہ ہے"۔۔ وہ سنجیدگی سے بولتا اُسے پریشان کر گیا تھا۔۔ ساتھ ہی اُس نے ٹیبل لیمپ آن کیا تھا۔۔ کمرے میں دھیمی پیلی روشنی پھیلی تھی۔۔ اُس نے فوراً سے کمرے پر طائرانہ نگاہ دوڑائی تھی ہاں وہ اُس کے کمرے میں تھی، گھڑی صبح کے ساڑھے چار بجا رہی تھی۔۔ وہ رات روتے ہوئے سنی کا کمرہ سمجھ کر جس کمرے میں آئی تھی وہ سنی کا نہیں اِس کا کمرہ تھا۔۔ وہ اُس کے قریب نیم دراز اُس پر نظر جمائے اُس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ نوٹ کر رہا تھا۔۔

"مطلب میں ساری رات یہاں اِس کمرے میں۔۔"۔۔ وہ بڑبڑائی تھی۔۔ اُس کی بڑبڑاہٹ بخوبی سُنتا وہ مُسکرایا تھا۔۔ اُسے مُسکراتے دیکھ کر اُس کا چہرہ خفت کا شکار ہوا تھا۔۔ پھر ایک دم اُٹھنے کو تھی کہ وہ نرمی سے اُس کی کلائی تھام گیا تھا۔۔ چُوڑیوں نے پھر سے احتجاج کیا تھا۔۔

"حیا میں تم پر کبھی بھی زبردستی نہیں کرنا چاہوں گا، پر اِس وقت میں چاہتا ہوں تم مجھے سُنو"۔۔ اُس

کے لہجے کی سنجیدگی محسوس کر کے اُس نے بے اختیار گردن گُھما کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"کیوں۔۔؟؟۔۔ کیوں سُنوں میں آپ کی بات۔۔؟؟"۔۔ اب کے وہ پوری کی پوری اُس کی طرف گُھومتی بےخوفی سے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔۔

"آپ نے ہمیشہ وہی کیا جو آپ نے چاہا، قسمت سے ہمیشہ ہوا بھی وہی جو آپ چاہتے تھے"۔۔ اُس کی آنکھوں میں اب آنسو تھے۔۔

"آپ مجھے چھُوڑ کر چلے گئے، کیونکہ آپ کی مرضی تھی"۔۔ اب کے لہجہ بھرایا تھا، اُس کی بات پر اِبراہیم نے دل پر درد محسوس کر کے ایک لمحے کو آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔۔

"پھپھو نے کہا تھا، میری شادی آپ سے ہوگی، میرے دل نے آپ کو سب کچھ مان لیا۔۔، اُنہوں نے کہا تھا آپ سے پوچھ کر یہ فیصلہ کیا گیا ہے، میرے دل نے آپ کے تب خواب دیکھنے شروع کیے تھے جب مجھے پتا بھی نہیں تھا کہ یہ رشتہ ہوتا کیا ہے"۔۔ وہ برستی آنکھوں سے اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنے دل کی حکایتیں سُنا رہی تھی۔۔ وہ روتے ہوئے اُس سے اُسی کی شکایتیں کر رہی تھی۔۔

وہ جو کل اُس کے سامنے اپنا دل کھولنے کا ارادہ کررہا تھا اِس وقت حیا کی زبان سے اپنے لیے جذبات سُن کر اُس کی زبان پر قفل لگے تھے جیسے۔۔

"آپ کو پتا ہے اذیت کیا ہوتی ہے۔۔؟؟۔۔"۔۔ وہ اپنی آنکھوں میں اُسی اذیت کے کرب کو سموئے پوچھ رہی تھی۔۔ وہ پتھر ہی تو ہوا تھا۔۔

"وہ جو میں نے سہی ہے۔۔ ایک سال آپ کے چھوڑ جانے کی اذیت میں رہی، اُس پر بھی قسمت کو مجھ پر ترس نہیں آیا، پتا ہے مجھے آپ سے محبت کرنے کی کیا سزا ملی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی

آنکھوں میں دیکھتی سوال پر سوال کر رہی تھی اب۔۔ جس کا جواب اُسے خود کو ہی دینا تھا۔۔ وہ بنا پلک جھپکائے اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

"مجھے اُس شخص سے منسوب کردیا گیا، جس کی آنکھوں سے مجھے وحشت ہوتی تھی، جِسے مجھ سے اِس لیے نکاح کرنا تھا کہ وہ مجھے روز روز بتائے کہ بیوی کو کس طرح جوتے کی نو۔۔۔ نوک"۔۔ اُس سے مزید بولا نہیں گیا تھا اِبراہیم نے دانت پر دانت رکھے ایک پل کو خود پر ضبط کیا تھا۔۔

"آپ نے کبھی سُوچا اِن چار سالوں میں جب جب وہ شخص میرے سامنے آیا ہے میں نے آپ کو کتنا یاد کیا"۔۔ اب کی بار اِبراہیم نے اُسے خود میں بھینچا تھا۔۔

"بس میری جان!!"۔۔ وہ اُس کے سر کو چُومتے بولا تھا۔۔ وہ اُس کے سینے سے لگی شدّتوں سے رودی تھی۔۔

"کیوں کیا آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں۔۔۔؟؟"۔۔ وہ اب بے بسی سے اُس کے سینے پر چہرہ ٹکائے اُس کے سینے پر مکے مارتے ہوئے چیخی تھی۔۔

"مجھے معاف کردو، اپنے ابراہیم کو ایک موقع دے دو حیا۔۔ میں۔۔"۔۔ وہ ایک جُھٹکے سے اُس سے الگ ہوئی تھی۔۔

"نہیں کبھی نہیں! میں آپ کو اتنی آسانی سے بخشنے والی نہیں ہوں"۔۔ وہ اب بیڈ سے کھڑی ہوتی خود کو سنبھال کر بولی تھی۔۔

"یہ نکاح ہوگیا، آپ کی خوش قسمتی ہے۔۔ لیکن کِسی بھول میں مت رہیے گا، کل بھی آپ میرے لیے کچھ نہیں تھے اور اب بھی۔۔"۔۔ وہ اُنگلی اُٹھا کر دُرشتگی سے بولتی جُملہ ادھورا چھوڑ گئی تھی۔۔

وہ مُسکرایا تھا۔۔


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

"کیا واقعی۔۔؟؟"۔۔ زبان بند رکھنے کے باوجود اِس پل اِبراہیم ہاشمی کی آنکھوں کی مُسکراہٹ نے اُس سے پوچھا ہو جیسے۔۔

اُس کی مُسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔۔ وہ لب بھینچے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔

جب وہ اُٹھ کر نرمی سے اُس کی کلائی تھام گیا تھا۔۔

"یہ لو جاؤ۔۔ جا کر چینج کرو"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ میں اُس کے کپڑے تھماتا نرمی سے اُس کی کلائی چھوڑ گیا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے مجھے کیا کرنا ہے، آپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔ وہ کہہ کر اُس کے کمرے سے نکلی تھی۔۔ ایک ہلکی سے دُکھ بھری مُسکراہٹ نے اُس کے لبوں کو چُھوا تھا۔۔

"تمہیں کیسے بتاؤں اِن پانچ سالوں میں ایک ہی کام تو میں نے دل لگا کر کیا ہے تمہیں سُوچنے کا، تم سے محبت کرنے کا"۔۔ اُس نے بے بسی سے خود کو بیڈ پر گرایا تھا۔۔

اتنی سی عُمر میں کیا کیا نہ سہہ چکی تھی وہ۔۔ اُس نے اذیت سے آنکھیں میچیں تھیں۔۔

.........

"آپا کیا آدھی رات کو بال کھولے روح بن کر گھوم رہی ہو، قسم سے ہارٹ اٹیک کروا دیتی ابھی تم میرا"۔۔ دھاڑ سے دروازہ کھلنے کی آواز پر سنی نے مُندی مُندی آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"اور یہ تم تھی کہاں رات میں، چینج بھی نہیں کیا۔۔؟؟"۔۔ رات والے کپڑے، دوسرا سُوٹ ہاتھ میں اور اِس ٹائم اُس کا آنا، سنی اُلجھن کا شکار ہی تو ہوا تھا۔۔

"سنی میرا دماغ خراب نہیں کرو، سو جاؤ، پہلے ہی تمہارے بھائی میرا اچھا خاصا دماغ خراب کر چُکے ہیں۔۔"۔۔ وہ پھٹ پڑنے والے انداز میں کہتی کپڑے اُٹھائے واش روم میں گم ہوچکی تھی۔۔

"ہیں!! پونے پانچ بجے بھائی۔۔ مطلب یہ بھائی کے پاس سے آ رہی ہے"۔۔ وہ موبائل اُٹھا کر ٹائم دیکھتے بڑبڑایا، پھر کچھ سُوچ کر میسج ٹائپ کرنے لگا تھا۔۔

"آپ خیریت سے ہیں ناں۔۔؟؟۔۔ کیوں کہ یہاں جِس طرح آپ کے نام پر گولہ باری ہوئی ہے، مجھے آپ کی خریت مشکوک لگ رہی ہے"۔۔ میسج سینڈ ہونے کے چھ سات سیکنڈ میں جواب آیا تھا۔۔

"ہا ہا ہا"۔۔ سنی نے گہرا سانس بھر کر میسج ٹائپ کیا تھا۔۔

"میں سمجھ گیا آپ بھی بےچاروں کی لائن میں آچکے ہیں، اللہ رحم کرے آپ پر، صبح بات ہوگی"۔۔ سینڈ کر کے وہ دوبارہ سُونے کی پوزیشن میں جا چُکا تھا۔۔ اُسے اِبراہیم سے محبت تھی۔۔ نہ اُس نے حیا سے پوچھا کہ اِس وقت کیا کر رہی تھی اُس کے کمرے میں اور نہ ہی اِبراہیم سے پوچھنا یاد رہا تھا، کیوں کہ صنان ہاشمی کے دل نے اُن دونوں کو کبھی الگ سمجھا ہی نہیں تھا۔۔

اور اندر وہ آئینے کے سامنے حق دق کھڑی تھی۔۔

"اُن۔۔اُنہوں نے میری جیولری۔۔ میرا ڈوپٹہ "۔۔ وہ بے اختیاری میں اپنے کانوں اور گلے کو چُھو کر بڑبڑاتی ایک دم سر تا پیر سُرخ پڑی تھی۔۔

ابھی ابھی وہ اِبراہیم ہاشمی کو باور کروا کر آ رہی تھی کہ وہ خود پر اُس کے کِسی حق کو نہیں مانتی پر اُسے کیا پتا وہ اُس سے پوچھے بغیر اپنا حق اُس پر جتا ہی گیا تھا۔۔

............

آج تیسرا دن تھا، سارے مہمان جا چکے تھے صرف رحمت جہاں صبا کے ساتھ رہ گئی تھیں۔۔

رمیز کی طرف سے اب تک مُکمل خاموشی تھی۔۔

وہ اُس کا مُکمل بائیکاٹ کیئے ہوئے تھی۔۔ بات تو وہ ارمان سے بھی زیادہ نہیں کر رہی تھی پر بہرحال

ناراضگی کے باوجود اُس کے سارے کام سر انجام دے رہی تھی۔۔ ارمان ابھی اُس کو بلکل بھی نہیں چھیڑ رہا تھا۔۔

اِس وقت چھ بج رہے تھے وہ ارمان اور سنی کی شرٹس استری کر کے اُن کے کمروں میں رکھنے جا رہی تھی جب عصمت جہاں نے اُسے رُوکا تھا۔۔

"اِدھر آؤ ذرا، یہ کپڑے کیوں بچائے ہیں"۔۔ وہ سامنے رکھی تین چار شرٹس کی طرف اشارہ کر کے بولیں۔۔ وہ چُپ چاپ کھڑی رہی تھی۔۔

"گرینی میں خود کرلوں گا"۔۔ وہ اُس کے جُھکے سر کو دیکھتا مُسکرا کر بولا تھا۔۔ حیا کی اِبراہیم کی جانب پُشت تھی۔۔ اُس کی آواز پر حیا کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔

"یہ اچھا طریقہ ہے شکایت لگانے کا"۔۔ اُس کی بات پر وہ تلملاتی ہوئی مُنہ ہی مُنہ میں بڑبڑائی تھی۔

"یہ تمہارے کپڑے ہیں۔۔؟؟"۔۔ اُنھوں نے اِبراہیم پر نظریں جمائے قدرے سختی سے استفسار کیا تھا۔۔ پھر اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھیں۔۔

"اُٹھاؤ اِنہیں اور استری کرو فوراً سے۔۔ ورنہ آج سے ارمان اور سنی کے کاموں کو بھی ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔ وہ خاصی ناراضگی سے بولیں تھیں۔۔ اُس نے دانت پیس کر شرٹس اُٹھائیں تھیں، ابراہیم اُس پر ایک نظر ڈالتا باہر چلا گیا تھا۔۔ ابھی وہ کچھ کہتا تو عصمت جہاں مزید اُس پر بگڑ تیں۔۔

وہ شرٹس استری کر کے سب سے پہلے جلدی سے اُس کے کمرے میں آئی تھی۔۔ بار بار پیچھے دیکھتی اُس نے شرٹس وارڈروب میں ہینگ کی تھیں۔۔ پھر پلٹ کر کمرے سے باہر نکلنے کو تھی جب وہ کمرے پر نگاہ ڈال کر رُکی تھی۔۔

"گرینی میں اپنے کام خود کرلوں گا، ایک بیڈ شیٹ تو صحیح کی نہیں جاتی، چلے ہیں اپنے کام کرنے"۔۔ اُس کی بیڈ شیٹ ٹھیک کرتے با آواز بُلند اُس کی نقل اتاری گئی تھی۔۔ تکیے ٹھیک کر کے پلٹتے ہی وہ ٹھٹکی تھی۔۔ وہ سینے پر بازو باندھے دروازے سے ٹیک لگائے پتا نہیں کب سے کھڑا تھا۔۔ نظریں اُس پر تھیں، رشتے کی تبدیلی کے باعث فطری طور پر اُسے سامنے پا کر اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا وہ ایک لمحے کو رُکی تھی پھر لب بھینچے صوفے سے ارمان اور سنی کی شرٹس اُٹھائے اُس کی سائیڈ سے نکلتی چلی گئی تھی

"مم آپ کی بھتیجی آپ کی بہو بن کر بلکل بھی آپ کے جیسی نہیں رہی"۔۔ وہ اُوپر دیکھتے بولا تھا۔۔

............

سنی کی شرٹس رکھ کر وہ اُس کے کمرے میں آئی تھی۔۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔۔ آج اُس کی نائیٹ تھی۔۔ ابھی ٹائم تھا جانے میں۔۔ وہ چُپ چاپ اُس کی شرٹس ہینگ کرنے لگی تھی۔۔

"حیا!"۔۔ وہ جانے لگی تھی جب اُس نے نرمی سے پُکارا تھا، وہ رُکی تھی پر پلٹی نہیں تھیں۔۔ ارمان نے آگے بڑھ کر اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیے اُسے اپنے ساتھ بیڈ پر بٹھایا تھا۔۔

"اور کتنے دن ناراض رہنا ہے اپنے مان سے۔۔؟؟"۔۔ اُس کی آنکھیں پل میں بھیگی تھیں۔۔

"میرا بچّہ"۔۔ ارمان نے بے ساختہ اُسے خود سے لگایا تھا۔۔ اُس کے کندھے سے لگی وہ سسکی تھی۔۔۔

"مجھ سے پوچھا بھی نہیں کسی نے، اُس دن لوگ کہہ رہے تھے میرا اُن کے ساتھ افیئر ہو گا"۔۔ وہ روتے روتے بولی تھی۔۔ ارمان نے نچلا لب دانتوں میں دبایا تھا۔۔

"سب اُن کی وجہ سے ہوا ہے، وہ سب کی نظروں میں ہیرو بن گئے اور میں مان۔۔ میں بُری

لڑکی"۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔ ارمان نے اُسے خود سے ہٹایا تھا

"تم میرے لیے اِس دنیا کی سب سے اچھی لڑکی ہو"۔۔ وہ اُس کے آنسو صاف کرتا بولا۔۔

"تمہیں پتا ہے گڑیا، اِس دنیا میں ہر انسان کو کوئی نہ کوئی دُکھ تکلیف ضرور ہوتی ہے۔۔ سب کو ہی اپنا دُکھ بڑا لگتا ہے۔۔ لیکن یہ ہم پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ ہم اُس دُکھ کو اپنی اِسٹرینتھ (طاقت) بناتے ہیں یا اپنی ویکنس (کمزوری)"۔۔ وہ دھیرے دھیرے اُسے سمجھا رہا تھا۔۔

"حیا یہ جو دُنیا ہوتی ہے ناں وہ چاہتی ہے ہم خوش نہیں ہیں تو باقی کیوں خوش رہیں، دنیا میں تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جو تمہارے ساتھ کچھ اچھا ہونے پر تمہیں ہی گلٹی فیل (گناہ گار محسوس) کروائیں گے "۔۔ وہ خاموش ہی رہی۔۔

"کبھی کبھی ہمیں لگتا ہے زندگی میں ہمارے ساتھ بہت بُرا ہورہا ہے اور جب وہ بُرا ہوجاتا ہے تو آنے والے دنوں میں ہمیں اندازہ ہوتا ہے یہ تو ہمارے لیے بیسٹ تھا، ضرورت ہوتی ہے تو تھوڑے سے صبر کی"۔۔ وہ رُکا تھا۔۔

"اپنے مان پر تھوڑا سا بھی بھروسہ ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اب اُس کی آنکھوں میں دیکھتا اُس کے آنسو صاف کررہا تھا۔۔ اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔ ارمان نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھے اُسے خود سے لگایا تھا

"تو یقین کرلو۔۔ تمہارا مان تمہارے ساتھ کبھی بھی بُرا نہیں ہونے دے گا، مان کبھی اپنی بہن کے لیئے بُرا نہیں سوچے گا، اُس دن اِبراہیم کو میں نے لینے بھیجا تھا تمہیں"۔۔ وہ ساکت ہوئی تھی۔۔ آنکھیں پھر بھیگی تھیں۔۔

"حیا ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا، مجھے جیسے تم پر اور سنی پر بھروسہ ہے ویسے مجھے اِبراہیم پر بھروسہ


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

ہے"۔۔ وہ خاموشی سے سُنتی جارہی تھی۔۔

"میرے لیے جیسے تم اور سنی ہو، ویسے ہی میرے لیے اِبراہیم ہے، جتنی مُحبت میں تم دونوں سے کرتا ہوں اُتنی ہی محبت میں اِبراہیم سے بھی کرتا ہوں"۔۔ وہ اب اُس سے الگ ہو کر ہتھیلی سے اپنے پھر سے بہہ جانے والے آنسو صاف کرنے لگی تھی۔۔

"اب اپنے مان سے ناراضگی ختم کرو پلیز، میری گڑیا نے تین دِنوں سے مجھ سے بات نہیں کی"۔۔ وہ اب ایک ہاتھ اُس کے گال پر رکھے اپنے چہرے پر لجاجت کے تاثرات لاتا بولا تھا۔۔

"نہیں مان میں آپ سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوسکتی"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ چُومتے بولی وہ مُسکرا دیا تھا۔۔

"اور اُس سے۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے جُھک کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ اُس کی آنکھیں جھکی تھیں۔۔ وہ پھر مُسکرایا تھا۔۔

"اُن کی وکالت نہ کریں آپ۔۔ آئیندہ آپ اُن کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہیں کریں گے"۔۔ وہ بگڑے تیوروں کے ساتھ ایک دم پیچھے ہوئی تھی۔۔

"اچھا بھئی نہیں کروں گا"۔۔ وہ ہنس کر اُسے دوبارہ اپنے ساتھ لگا گیا تھا۔۔

"اپنا کیس خود لڑو اِبراہیم ہاشمی۔۔ اینڈ آئی وانٹ یو ٹو وِن"۔۔ وہ اُس کے بالوں پر لب رکھتے دل ہی دل میں اُس سے مُخاطب تھا۔۔

.......

"بھائی میں اندر آجاؤں۔۔؟؟"۔۔ وہ دروازے میں سر ڈالے جُھجکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

"یار تمہیں کب سے پوچھنے کی ضرورت پڑ گئی۔۔؟؟۔۔ کم ان"۔۔ وہ جو اپنے آفیس کی فائلز دیکھ رہا تھا۔۔ سر اُٹھا کر مُسکرا کر بولا تھا۔۔ وہ چلتا ہوا اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔ خاموشی پر اِبراہیم نے سر

اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔ سنی نے تیزی سے اپنے موبائل پر آتی کال ڈسکنیکٹ کی تھی۔۔ پھر اُسی تیزی سے کسی کو میسج بھیجا تھا۔۔

"سنی کچھ کہنا ہے تم نے۔۔؟؟"۔۔ اُس کی بے چینی کو نوٹ کرتے اُس نے پوچھا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں بھائی۔۔ مم۔۔ میرا مطلب ہے جج۔۔جی"۔۔ وہ ازحد گڑبڑایا تھا۔ اُس کے انداز پر وہ اپنے سامنے کُھلی فائل بند کرتا پوری طرح اُس کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"سنی واٹس دی میٹر۔۔؟؟"

(سنی مسئلہ کیا ہے)

وہ اب سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ تبھی ارمان کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا تھا۔۔ رات کے نو بج رہے تھے۔

"اچھا یار چلتا ہوں، انشاءاللہ صبح ملتے ہیں پھر"۔۔ اُس کی آواز پر سنی کا واضح طور پر رنگ اُڑا تھا۔۔ وہ پلٹا نہیں تھا۔۔

"ان شاءاللہ"۔۔ وہ ایک گہری نظر سنی پر ڈالتا ارمان کو دیکھ کر مُسکرا کر بولا تھا۔۔ سنی کی اُنگلیاں پھر سے میسج ٹائپ کررہی تھیں۔۔

"سنی۔۔!"۔۔ اب کے اُس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔ سنی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سر اُٹھایا تھا۔۔

"وہ۔۔ بھائی۔۔ آئی نیڈ سَم منی"

(مجھے کچھ پیسے چاہیئے)

........

"حیا آج تیسرا دِن ہے میں تم سے بول رہی ہوں"۔۔ وہ نیچے اُتر رہا تھا جب اُس کے کان میں

عصمت جہاں کی آواز پڑی تھی۔۔

"دادو صبح پکا"۔۔ حیا کی منمناتی ہوئی آواز۔۔

"تم اتنی غیر ذمہ دار تو کبھی بھی نہیں رہی ہو حیا"۔۔ وہ حیرت اور افسوس سے گویا ہوئی تھیں۔۔

"کیا بات ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ نیچے اُتر کر ایک حیرت بھری نظر دونوں پر ڈالتا پوچھ رہا تھا۔۔ حیا نے دانتوں تلے نچلا لب دباتے ایک لمحے کو آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔۔۔

"دیکھ لو بیٹا اِس کی غیر ذمہ داری کب سے اِس۔۔"۔۔ ارمان کے ہاتھوں اپنی شامت کے ڈر سے اُس نے تیزی سے اُن کی بات کاٹی تھی۔۔

"دادو۔۔ میرے پاس ہی ہے۔۔ میں آپ کو دے دوں گی ناں"۔۔ وہ لجاجت سے بولی تھی۔۔

"حیا۔۔"۔۔ ارمان نے تنبیہی انداز میں اُسے ٹوکا تھا۔۔

"زیور کا بول رہی ہوں، آج تیسرا دِن ہے، مجھے لا کر دے دے پر نہیں۔۔ صبح دے دوں گی۔۔ بعد میں دے دوں گی"۔۔ وہ برہمی سے ارمان سے اُس کی شکایت کر گئی تھیں۔۔ حیا نے پھر آنکھیں میچی تھیں۔۔

"حیا۔۔اُٹھو فوراً۔۔ ابھی کے ابھی جیولری دادو کو لا کر دو"۔۔ وہ سختی سے بولا تھا۔۔

"جی مان"۔۔ وہ جُھکے سر سنجیدگی سے کہتی سڑھیوں کی طرف بڑھی تھی۔۔

"اچھا دادو۔۔ جارہا ہوں میں"۔۔ وہ اُن کے آگے جُھکا تھا۔۔

"خیر سے جاؤ، خیر سے آؤ"۔۔ اُنہوں نے اُس کی پیشانی چومتے حسبِ عادت دُعا دی تھی۔۔

"ایمی دروازہ بند کردو"۔۔ وہ ایمن سے کہتا باہر نکلا تھا۔۔

"اُففف اب کیا کروں۔۔؟؟ پتا نہیں کہاں چُھپا کر رکھی ہے میری جیولری اُنہوں نے۔۔ اتنی بار تو

دیکھ چکی ہوں اُن کی وارڈ روب میں"۔۔ وہ غائبانہ اُس پر غصّہ اُتارتی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔ اب ایک ہی حل تھا اُس کے پاس اُس کے کمرے میں جا کر اُس سے مانگ لیتی۔۔ اور اِسی ایک لمحے کا سامنا نہ کرنے کے لیے وہ اب تک عصمت جہاں کی ڈانٹ کھاتی آ رہی تھی۔۔

.......

"ہاؤ مچ۔۔؟؟"

(کتنے۔۔؟؟)

وہ اُس کے جُھکے سر کو دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔

"بھائی ٹین۔۔ تھاؤزنڈز"۔۔ وہ ہکلا کر بولا تھا۔۔ اِبراہیم نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

"مان پاکٹ منی کے علاوہ اتنے پیسے کبھی بھی نہیں دیں گے۔۔ اِس لیے میں آپ سے۔۔"۔۔ وہ شرمندگی سے بولتے بولتے رُکا تھا۔۔

"اٹس اوکے سنی، اِس میں اتنا گھبرانے کی کیا بات ہے"۔۔ وہ سائیڈ سے اپنا والٹ اُٹھاتا بولا۔۔ سنی کے چہرے پر اطمنان کی لہر دوڑی تھی۔۔

"یو کین آسک می اینی تھنگ اینی ٹائم"

(تم مجھ سے کبھی بھی کچھ بھی کہہ سکتے ہو)

وہ مُسکراتے ہوئے پیسے نکالتا بولا۔۔

" میرے فرینڈ کا برتھ ڈے ہے۔۔ باقی سب فرینڈز کنٹری بیوٹ کر کے اُس کے لیے گفٹ لیں گے"۔۔ وہ اب اطمینان سے بولتا میسج ٹائپ کر رہا تھا۔۔

"اچھی بات ہے"۔۔ اُس نے مُسکراتے ہوئے اُس کے ہاتھ میں پیسے تھمائے تھے۔۔

"تھینک یو بھائی۔۔ لو یو"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے پیسے لیتا خوشی سے کھڑا ہوا تھا۔۔

"بھائی میں کمبائین اسٹڈیس کے لیے حارث کے گھر جارہا ہوں۔۔ جلدی آجاؤں گا"۔۔ وہ جلدی جلدی بولا تھا جب اُس کا موبائل بجا تھا۔۔

"آرہا ہوں۔۔ ہاں مِل گئے ہیں"۔۔ وہ کِسی سے فون پر کہتا باہر بھاگا تھا۔۔ وہ مُسکراتے ہوئے اُسے دیکھتا نیم دراز ہوا تھا۔۔

.........

"آپا مان گئے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُسے آتا دیکھ کر رُکا تھا۔۔

"ہاں گئے اور یہ تم کہاں جارہے ہو۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر کڑے تیوروں سے استفسار کرتی اچانک سے بڑی بہن بنی تھی۔۔

"آپا حارث کے گھر جارہا ہوں۔۔ ٹیسٹس ہیں میرے نکیسٹ ویک سے"۔۔ وہ عُجلت میں کہتا سیڑھیاں اُترنے لگا تھا۔۔

"لیکن سنی، تمہیں پتا ہے ناں مان غصّہ ہوتے ہیں"۔۔ وہ مُڑ کر اُسے دیکھتی بولی تھی۔۔

"آپا سنبھال لینا ناں۔۔ مجھے مُشکل ہوتی ہے اکیلے پڑھنے میں۔۔ جلدی آجاؤں گا"۔۔ وہ کہتا ہوا یہ جا وہ جا۔۔

"یہ مجھے بھی پٹوائے گا مان سے"۔۔ وہ آگے بڑھتی اُس کے کمرے کے باہر رُکی تھی، ساتھ اُس کا دل بھی رُکا تھا ایک لمحے کو۔۔

"اُفففف کہاں پھنس گئی میں"۔۔ وہ تلملائی تھی۔۔ پھر جھجکتے ہوئے اُس نے کمرے کے دروازے پر دستک دینے کے لیے ہاتھ اُٹھایا تھا۔۔

.........

"تم اِس بے بی بوائے سنی کو کچھ زیادہ ہی اہمیت نہیں دے رہے۔۔؟؟"۔۔ سعود نے سگریٹ کا کش لگاتے حارث سے پوچھا۔۔

"کیونکہ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آرہا"۔۔ وہ اِس وسیع و عریض گھر پر نگاہیں جمائے بولا۔۔

"ہونہہ! ابھی بھی کیا لا رہا ہے وہ صرف دس ہزار"۔۔ سعود نے مُنہ بنایا تھا۔۔ سنی نے اُنہیں پیسوں کے مل جانے کا بتایا تھا۔۔

"تم صدا ایڈیٹ ہی رہنا۔۔ میں سنی کو چار پانچ سالوں سے جانتا ہوں، تم نے اُس کے بھائی کو نہیں دیکھا۔۔ شہر کے سب سے بڑے ہاسپٹل میں ہوتا ہے اور سُنا ہے اُس کا ایک اور بھائی آیا ہے امریکہ سے۔۔ وہ کیا کہتے ہیں موٹی اور بیوقوف آسامی ہے باس"۔۔ حارث کے بولنے پر سعود سمیت گاڑی میں بیٹھے دو اور لڑکوں نے بے ہنگم قہقہہ لگایا تھا۔۔ وہ سب سنی کے کلاس فیلوز تھے جن کی عُمریں اٹھارہ اُنیس سال سے زیادہ ہرگز نہیں تھی۔۔

"لیکن اب تک ہم اُسے سگریٹ کے ایک دو کش پر ہی لا سکے ہیں، وہ بھی لیتے ہوئے اُس گدھے کی حالت خراب ہوئی تھی"۔۔ پھر سب کے قہقہے بُلند ہوئے تھے۔۔

"کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ، مُنہ نہ جلاؤ بیوقوفوں۔۔ اپنا سیفی یاد ہے۔۔ شروع میں آیا تھا تو کیسا ماما ئز بوائے تھا اب اپنا مال بھی وہی سپلائے کرتا ہے"۔۔ حارث نے دروازے سے اُسے نکل کر اپنی طرف آتے ہوئے کہا۔۔

"جال بچھایا ہے، گدھا خود اپنی بیوقوفی سے دونوں ٹانگوں سے پھنسے گا"۔۔ اُن کے قہقہے پر سنی بھاگتا

ہوا اُن تک آیا تھا۔۔

"بڑی مُشکلوں سے یہ ٹین تھاؤزنڈز بھائی سے لے پایا ہوں"۔۔ وہ دس ہزار حارث کے ہاتھ پر رکھتا گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔

"یہ بھی بہت ہیں یار۔۔ اگر میرے پاپا کو پتا لگا کے میرا برینڈ نیو موبائل اسنیچ ہوگیا ہے وہ مجھے چھوڑیں گے نہیں۔۔ تم لوگ بہت اچھے ہو۔۔ میں ویسا ہی سیل لے لوں گا اب۔۔ پاپا کو پتا بھی نہیں چلے گا، ورنہ وہ مجھے بیلٹ سے مارتے"۔۔ حارث کے دکھی انداز پر جہاں سنی کا دل دُکھا تھا وہیں اُن تینوں سے اپنے قہقہے روکنے مُشکل ہوئے تھے۔۔

صنان ہاشمی کراچی کے سب سے مشہور اسکول سے او لیولز کررہا تھا، جہاں بظاہر شہر کے شُرفاء کے بچّے پڑھنے آتے تھے۔۔ پر اُن شرفاء کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا تھا کہ اپنے بچّوں پر نظر رکھ لیں جو کہ بڑی تیزی سے چرس، آئس ڈرگز کے نشے میں مُبتلا اپنی زندگی سے کھیل رہے تھے۔۔

ارمان نے ہمیشہ اُس پر سختی کی تھی۔۔ اُسے اُس کا یوں کمبائین اسٹڈیس کے لیے جانا پسند نہیں تھا اور اب کے سنی نے چور دروازہ ڈھونڈا تھا۔۔ اِس بات سے بے خبر کہ آگے وہ خود کو کتنی بڑی مُشکل میں ڈالنے والا ہے۔۔

.......

اُس نے جھجکتے ہوئے دھیرے سے دستک دی تھی۔۔ جواب ندارد۔۔ کچھ لمحے کھڑے رہنے کے بعد اُس نے دوبارہ سے دروازہ ہلکے سے بجایا تھا۔۔

اب کے اُس نے ناب پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ دل کی اسپیڈ تیز سے تیز تر ہوتی جارہی تھی۔۔ دروازہ آہستہ سے کھول کر وہ دھڑکتے دل کیساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔۔ وہ کہیں بھی نہیں تھا۔۔ کمرے میں

بجتا گانا اُس کے قدم وہیں روک گیا تھا۔۔

کیوں کہ تم ہی ہو

اب تم ہی ہو

زندگی اب تم ہی ہو ہو وو

چین بھی، میرا درد بھی

میری عاشقی اب تم ہی ہو

"اُففف ایک تو اِن کے اندر کی بولڈ اور رومینٹک روح کسی دن میری جان لے کر چھوڑے گی"۔۔

وہ بڑبڑائی تھی۔۔ تبھی واشروم سے وہ بنا شرٹ برآمد ہوا تھا۔۔

"اللہ"۔۔ اُس نے فوراً سے زبان دانتوں میں دبا کر آنکھیں میچی تھیں۔۔

"حیا تم"۔۔ اِبراہیم کی زبان سے بےساختہ جُملہ نکلا تھا۔۔ اُس کی حالت دیکھ کر اُس نے مُسکراتے ہوئے فوراً سے شرٹ پہنی تھی۔۔

"حیا بی بی ثابت ہوا کسی مرد کے کمرے میں ایسے ہی مُنہ اُٹھا کر جانے سے بندے کے دل کو ایسے جان لیوا منظر لے ڈوبیں گے"۔۔ وہ دل ہی دل میں سوچتی یہ بھول گئی تھی کہ سامنے کھڑے مرد پر وہ ہر طرح سے حق رکھتی تھی۔۔

تیرا میرا رشتہ ہے کیسا

اِک پل دُور گوارہ نہیں

تیرے لیے ہر روز ہیں جیتے

تجھ کو دیا میرا وقت سبھی

گانے کے بولوں پر اُس کا چہرہ اُس کی شرٹ کے ہمرنگ لال ہوا تھا۔۔ اُس نے مُسکراتے ہوئے موبائل اُٹھا کر گانا بند کیا تھا۔۔ پھر موبائل کو بیڈ پر اُچھالتا وہ اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔ ریڈ اور کریم رنگ کے امتزاج میں آنکھیں میچے کھڑی وہ اُس کے دل کے تاروں کو چھیڑ گئی تھی۔۔ اُس پر ایک گہری استحقاق بھری نظر ڈالتا وہ اُس کے پاس آیا تھا۔۔

"کوئی کام تھا۔۔؟؟"۔۔ اپنے قریب سے آتی آواز پر اُس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ وہ اب نارمل انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔

"مجھے اپنی جیولری چاہیئے"۔۔ اُس کی طرف دیکھے بغیر وہ وارڈروب کو دیکھتی بولی تھی۔۔ اب کے اِبراہیم کے لبوں کی مُسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ صبح کالج جاتے وہ اُس کے سامنے بھی عصمت جہاں کی ڈانٹ کھا چکی تھی۔۔

"بلیو می، ایوری تھِنگ اِن دِس روم اِز یورز حیا اِبراہیم"

(میرا یقین کرو، اِس کمرے کی ہر چیز تمہاری ہے حیا اِبراہیم)

اُس کے مُحبت بھرے لہجے پر حیا نے گردن موڑ کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔ اُن گہری کالی آنکھوں سے چھلکتے اپنے لیے ڈھیروں جذبات میں سے یقین، بے شُمار مُحبت محسوس کرتے اُس کا دل عجیب سکون اور غرور میں مُبتلا ہوا تھا۔۔ اُس کا وجود اُسی پندرہ سالہ بچّی کی طرح ہواؤں میں اُڑا تھا۔۔۔ وہ مُکمل طور پر اُس کے سحر میں گرفتار ہوئی تھی۔۔

"اِنکیوڈنگ می"

(مجھ سمیت)

وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا ہلکا سا جُھکا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں میں دیکھتے دیکھتے حیا نُور کو کیا کیا نہ یاد آیا

تھا، اپنا رد کیا جان، اُس دن کا ذلیل ہونا، لوگوں کی باتیں۔۔ وہ ایک دم جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔

"مجھے اِس وقت صرف اور صرف اپنی جیولری چاہیئے بس"۔۔ وہ اُس کی طرف دیکھتی نروٹھے پن سے بولی تھی اُس کے انداز پر وہ ہنسا تھا۔۔

"ایز آئی سیڈ، ایوری تھنگ اِز یورز گو آہیڈ"

(جیسے کہ میں نے کہا، سب کچھ تمہارا ہے آگے بڑھو)

وہ آنکھوں سے وارڈروب کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا۔۔ اُس نے غصّے سے اُسے گھورا تھا۔۔

"پچاس بار دیکھ چکی ہوں۔۔ نہیں ہے وہاں"۔۔ وہ غصّے سے کہتی آگے بڑھی تھی۔۔

اُس کی بات پر ایک محظوظ مُسکان نے اِبراہیم کے لبوں کو چُھوا تھا۔۔

"اوہ! سو حیا اِبراہیم ہیز آلریڈی چیکڈ مائی کبرڈ"

(اوہ! مطلب حیا ابراہیم پہلے ہی میری الماری دیکھ چکی ہیں)

"وہ میری چیز ہے جسے آپ زبردستی ہتھیا کر بیٹھے ہیں"۔۔ وہ تنک کر کہتی وارڈروب کا پٹ زور سے کھول گئی تھی۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم کا قہقہہ جاندار تھا۔۔ اُس نے سارا غصّہ اُس کی وارڈروب پر اُتارا تھا۔۔ اُس کے سلیقے سے رکھے گئے کپڑوں اور دیگر سامان کو اُلٹا پلٹا تھا۔۔ پھر نیچے جُھک کر اُس نے دراز کو کھینچا تھا جو کہ لاک تھی۔۔ اُسے پتا تھا جیولری اِسی لاک دراز میں ہو گی۔۔

"اوپن اِٹ"

وہ سیدھی ہوتی نخوت سے بولی تھی۔۔ وہ جو سینے پر بازو باندھے ہونٹوں پر مُسکان سجائے بڑے اطمینان سے اُس کے پیچھے کھڑا اُس کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔ ایک دم آگے بڑھا تھا۔۔

"اِس میں نہیں ہے"

"پھر کہاں ہے۔۔؟؟۔۔ کہیں آپ نے بیچ تو نہیں دی۔۔؟؟"۔۔ وہ اب اُچکتے ہوئے اوپر والے پورشن میں دیکھنے کی کوشش کرتی غصّے سے بولی تھی۔۔ وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

"تمہیں لگتا ہے اِبراہیم ہاشمی اپنی ہی بیوی کو شادی کے دن دی ہوئی جیولری سیل آؤٹ کردے گا۔۔؟؟"۔۔ اُس کے بلکل پیچھے کھڑے ہوتے اُس نے ذرا سا جُھکتے ہوئے اُس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔ اُس کی قُربت پر جہاں حیا نُور کا دل دھڑکا تھا وہیں اُس کے انکشاف پر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

"وہ جیولری آ۔۔ آپ لا۔۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ بات پوری کرتی کوئی دستک دے کر اندر آیا تھا۔۔ وہ ساکت ہوئی تھی۔۔ وہ غیر محسوس طریقے سے اُس کے قریب ہوتا اُسے خود میں چُھپا گیا تھا

"شش حیا ڈونٹ موو"

(شش حیا ہلنا نہیں)

"اِبراہیم اپنی گاڑی کی چابی دو۔۔ مجھے اپنی گاڑی نکالنی ہے۔۔ کی ہولڈر میں نہیں ہے"۔۔ سفیر اُس کی پُشت کو دیکھ کر بولے۔۔۔ وہ ہلا نہیں تھا اپنی جگہ سے۔۔ بلکہ خود کو مصروف ظاہر کرنے کے لیے دونوں ہاتھ اُوپر کیے اپنی چیزوں کو اُوپر نیچے کرنے لگا تھا۔۔ وہ اُسے اپنے چوڑے سینے میں ایسے چُھپا گیا تھا کہ پیچھے سے وہ سفیر کو بلکل بھی نہیں دِکھی تھی۔۔

"بھیا یہ سائیڈ ٹیبل پر پڑی ہے"

"ہاں مِل گئی"۔۔ سفیر کہتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر حیا نے کب کا رُکا سانس بحال کیا تھا۔۔

"اُس دِن حیا اِبراہیم نے سر سے پاؤں تک اِبراہیم ہاشمی کی لائی ہوئی چیزوں سے سج کر اِبراہیم ہاشمی کو

شرفِ قبولیت بخشتا تھا"۔۔ وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اُوپر کے پورشن سے اُس کی جیولری، اُس کا ڈوپٹہ نکالتے دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔۔ حیا کا دل انوکھی لے پر دھڑکا تھا۔۔ اُس بندے کی ہر بات، اُس کا ہر عمل پہلے بھی حیا نُور کو اپنے لیے شدت سے مُحبت کو ظاہر کرتا تھا پر آج تو اُسے لگ رہا تھا سب کچھ نیا ہے۔۔ ایک خوبصورت احساس اُسے اپنے گھیرے میں لینا چاہ رہا تھا جیسے۔۔ وہ دھیرے سے پلٹی تھی۔۔ وہ اُس کی امانت اُس کے سامنے تھامے کھڑا تھا۔۔ جُھکے سر سے اُس کے ہاتھ سے سب کچھ لیتی وہ تیزی سے کمرے سے نکلی تھی۔۔ کچھ لمحہ اور کھڑی ہوتی تو شاید وہ دل کو سنبھال نہ پاتی۔۔ پر وہی دِل جب اُس دِن ہوئی بے عزتی کو یاد کرتا، عروج اور اُن رشتہ دار خواتین کے جُملوں کو یاد کرتا تو اُس کے لیے مزید بد گُمانی میں گِھرتا چلا جاتا تھا۔۔ فِلحال تو وہ اپنی کیفیت خود بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

..........

باہر سے فارماسِسٹ کی ٹیم آئی ہوئی تھی۔۔ ارمان اُن کے ساتھ آفیشل لنچ کرنے پی سی آیا تھا۔۔ ہنستے ہنستے اُس کی نظر سامنے پڑی تھی۔۔

وہ کسی برگر لڑکے کے ساتھ بے تکلفی کے ساتھ ہنستے ہوئے قہقہہ لگا رہی تھی۔۔ وہ مغربی لباس گھر میں بھی پہنتی تھی۔۔ بچپن سے پہنتے آنے کے باعث کبھی کسی نے اعراض نہیں کیا تھا۔۔ پر ابھی اُسے جینز کے ساتھ شارٹ شرٹ پہنے کسی غیر مرد کے ساتھ قہقہے لگاتے دیکھ کر ارمان کا خون کُھولا تھا۔۔

وہ بمُشکل خود پر قابو پائے بیٹھا رہا تھا۔۔ پھر وہ ایک دم اُٹھ کر اُسی لڑکے کے ساتھ باہر چلی گئی تھی۔۔ جس کے گلے میں لٹکتی چین، ہاتھ میں پہنا زنجیر نماں بریسلٹ اور جگہ جگہ سے پھٹی جینز اُس

کی تربیت کی عکاسی کر رہی تھی۔۔

وہ ازحد بے چین اور پریشان ہوا تھا۔۔ اور رہی بات غصّے کی تو، وہ اپنے لب بھینچے خود پر قابو پائے بیٹھا رہا باقی وقت۔۔

.......

"السلام و علیکم آنٹی"۔۔ وہ ادب سے جُھکا تھا۔۔ اُس کی برداشت کی حد تھی کہ شام کو سیدھا وہ اُس کے گھر آیا تھا۔۔

"وعلیکم السلام ارے ارمان، کیسے ہو بیٹا۔۔؟؟"۔۔ وہ عروج کی تائی تھیں۔۔

"الحمد اللہ آنٹی۔۔ مجھے عروج سے کام تھا بُلا دیں پلیز"۔۔ اُس کا بس چلتا اُس کے کمرے میں جا کر دو چار تھپڑ رسید کردیتا۔۔ ارمان ہاشمی اِس وقت رمیز آفاق کے گھر کھڑا تھا کیونکہ اُسے خود سے جُڑے رشتوں کی پرواہ تھی۔۔

"ارے مان صاحب آئیں ہیں ہمارے گھر"۔۔ تھوڑی دیر میں وہ آئی تھی۔۔ طنزیہ انداز۔۔ ارمان نے اُسے دیکھ کر خود پر قابو پایا تھا۔۔

"عروج تم آج کس کے ساتھ تھیں پی سی میں۔۔؟؟"۔۔ وہ تحمّل سے پوچھ رہا تھا۔۔ ایک لمحے کو اُس کا رنگ اُڑا تھا۔۔

"آپ میری جاسوسی کرتے ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ ڈھٹائی سے بولی۔۔ اُس کی بات پر اُس نے دانت پر دانت جمائے تھے

"میری بات سُنو عُروج یہ جو تم نے آج حرکت کی ہے میں برداشت۔۔"۔۔ وہ اُنگلی اُٹھا کر بولنے کو تھا کہ وہ اُس کی بات کاٹ گئی تھی۔۔


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

"آپ کون ہوتے ہیں برداشت نہ کرنے والے۔۔؟؟"۔۔ وہ عجیب انداز میں بول کر ارمان کو خاموش کروا چکی تھی۔۔

"اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کرتے وقت آپ نے مجھ سے پوچھا تھا۔۔؟؟۔۔ آپ کو میں نظر نہیں آئی تھی۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی آخری بات پر بُری طرح چونکا تھا۔۔

"جسٹ شٹ اپ عروج!! تم میرے لیے حیا کی طرح ہو"۔۔ بمُشکل خود پر ضبط کیا۔۔

"حیا حیا حیا!! آپ کو حیا کے سوا کوئی دکھتا نہیں۔۔۔ ابراہیم نے اُسے چوز کیا۔۔ میں آپ دونوں کو ہی نظر نہیں آئی تھی"۔۔ وہ بولتی جارہی تھی۔۔ اُس کی بات سُن کر ارمان کا دماغ بھک سے اُڑا تھا۔۔

"تمہاری بکواس سُن کر مجھے افسوس ہورہا ہے، میں نے ہمیشہ تمہیں اپنی بہن سمجھا ہے عروج، اور اُسی رشتے کی ناطے میں تمہیں وارن کر رہا ہوں"۔۔ عروج نے جیسے ناک سے مکھی اُڑائی تھی۔۔

"آپ میری بات سُنیں ارمان ہاشمی، اِس وقت آپ رمیز آفاق کے گھر پر کھڑے ہیں اور آپ کو پتا ہے جب اُنہیں پتا لگے گا کہ آپ اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لیے اُن کی بہن پر گھٹیا الزام لگا رہے ہیں، سوچیں وہ آپ کا کیا حشر کریں گے"۔۔ اُس نے پینترا بدلہ تھا۔۔ وہ تاسُف سے اُس کے گھٹیا پنے کو دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے کہ میں اِس وقت رمیز آفاق کی چھت کے نیچے کھڑا ہوں۔۔ لیکن عُروج اگر میں واقعی اِس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہوں تو تم سُوچ لو کہ میں تمہارے بھائی سے ڈرنے والا نہیں ہوں"۔۔ وہ اب اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں اور لہجے کی سختی سے ایک لمحے کو وہ خوف میں مُبتلا ہوئی تھی۔۔

"اگر تم سمجھتی ہو کہ یہ سب کچھ جو ہوا ہے میں تم سے لاتعلق ہوجاؤں گا تو تمہاری بھول ہے۔۔ اب

اگر تم مجھے کہیں بھی اُس کے ساتھ نظر آئیں یاد رکھنا وہیں تھپڑ مار کر تمہاری ٹانگیں توڑنے سے بھی گُریز نہیں کروں گا"۔۔ آخری جملہ اُنگلی اُٹھا کر بولتا وہ جس طرح آیا تھا اُسی طرح چلا گیا تھا۔۔لیکن اگلے ہی پل وہ سر جھٹک کر رہ گئی تھی۔۔۔

...........

آج صنان ہاشمی کا برتھ ڈے تھا۔۔ ارمان سب کو ڈنر پر لے آیا تھا۔۔ اور اِس اہم موقعے پر آمنہ بھی شہریار کے ساتھ موجود تھی۔۔ جو خود پر اُس کی نظریں محسوس کرتی سر جُھکائے حیا اور فرح کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔

وقفے وقفے سے حیا کی نظریں خود پر محسوس کر کے اِبراہیم کے چہرے پر مُسکراہٹ نے ڈیرہ ڈالے رکھا تھا۔۔

"یہ لو سنی تمہارا پریزِنٹ"۔۔ کھانے کے بعد اِبراہیم نے سب کے سامنے اُس کے آگے ایک چابی لہرائی تھی۔۔

"اوہ مائی گاڈ! یو مین مائی اون کار"۔۔ وہ ایسے چہکا جیسے اُسے ہفتِ کلیم کی دولت مل گئی ہو۔۔ اُس کے چہرے پر خوشی دیکھ کر سب ہی ہنسے تھے۔۔

"نہیں یہ بائیک ہے، گاڑی نیکسٹ ٹائم ان شاءاللہ"۔۔ اِبراہیم نے مُسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔

"آفٹر ٹو ائیرز ان شاءاللہ۔۔"۔۔ ارمان نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔۔ دو سال کا سُن کر اُس کا منہ بنا تھا۔۔

" فِل حال یہ رہا تمہارا آئی فون"۔۔ لیکن پھر اُس کی باچھیں کُھلی تھیں۔۔

"مان آئی لو یو فار دِس"۔۔ وہ اب آگے بڑھ کر ارمان کے گلے لگا تھا۔۔ وہ خوشی سے اپنا فون دیکھ

رہا تھا جب اِبراہیم نے بازو سے تھام کر اُسے گلے لگایا تھا۔۔

"گاڑی میں تمھیں لے کر دوں گا پرامس"۔۔ سنی کا چہرہ کِھل اُٹھا تھا۔۔

"تو مجھے وہ والی کار چاہیئے"۔۔ وہ وہیں اُس کے سینے سے لگا کار کا کلر ماڈل سب بتانے لگا، اُس کی بے تابی پر سب ہنس دیئے تھے۔۔

"مجھے لگتا ہے آنے والے سالوں میں میرے پاس دو دو گاڑیاں ہوں گی"۔۔ وہ محبت سے اپنے بھائیوں کو دیکھ کر شرارت سے بولا تھا۔۔ اُس کی باتوں کو سب ہی انجوائے کر رہے تھے۔۔

حیا کی نظر اپنی کُل کائنات پر پڑی تھی، اُن تینوں کو ساتھ دیکھ کر اپنی ہی نظر لگ جانے کے ڈر سے اُس نے سرعت سے نگاہ ہٹائی تھی۔۔

"آپا اب تو میری بائیک پر بیٹھو گی ناں، آخر تمھارے ہی پیسوں کی آئی ہے، اِس لیے تمھارا گفٹ معاف اِس بار"۔۔ وہ ابراہیم کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اُس کی اُوٹ سے اُسے دیکھ کر زور سے بولا تھا۔۔ اِبراہیم کا قہقہہ سب سے بُلند تھا۔۔ سب کی ہنستی نظریں خود پر اُٹھتی دیکھ کر سنی کو تھپڑ مارنے کی خواہش دل میں دبائے وہ سر جُھکا گئی تھی۔۔

تبھی میز پر اُس کے سامنے پڑا کِسی کا موبائل بجا تھا۔۔ اُس نے بجتے فون کو ایک نظر دیکھا تھا۔۔ لیکن اسکرین پر چمکتی وہی گولڈن بالوں والی چڑیل دیکھ کر اُس کے لب بھینچے تھے۔۔ اُسی وقت ایک مضبوط ہاتھ موبائل کو اُٹھا چُکا تھا۔۔ وہ جو موبائل کو گھورنے میں مصروف تھی اِس بات سے انجان تھی کہ وہ اُس کے چہرے کے بدلتے تاثرات سے حظ اُٹھاتا قدم آگے بڑھا گیا تھا۔۔ حیا نے غصّے سے اُس کی پُشت کو گھورا تھا۔۔ وہ اِس بدلتے رشتے کو بھلے ہی قبول نہ کر پائی ہو پر سامنے کھڑے شخص پر استحقاق سے پورا کا پورا حق اُس کے دل نے خود سے لے لیا ہو جیسے۔۔ اب ابراہیم کا سائیڈ پوز تھا

اُس کی طرف۔۔ ایک ہاتھ جیب میں ڈالے دوسرے سے فون تھامے وہ بات کم کر رہا تھا ہنس زیادہ رہا تھا۔۔ اُس کا دل کیا فون سے نکال کر اُس گولڈن بالوں والی چڑیل کا حشر کردے۔۔

..........

"ہاؤ از شی۔۔؟؟۔۔ آئی وانٹ ٹو میٹ یور وائف"

(کیسی ہے وہ۔۔؟؟"۔۔ مجھے تمہاری بیوی سے ملنا ہے)

وہ اشتیاق سے کہہ رہی تھی۔۔ اُس کی بات پر اُس نے مُسکرا کر ایک نظر اُسے دیکھا تھا جو اُسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی وہ بے ساختہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

"مین وائل آئی ایم بِینگ گون ڈیتھ اسٹیرز"

(فِل حال تو میں نظروں ہی نظروں میں قتل ہورہا ہوں)

وہ اُس پر سے نظریں ہٹا کر بولا۔۔ اِبراہیم کو اِس وقت اُس کا خود کو دیکھنا اچھا لگ رہا تھا۔۔

"وائے وائے۔۔؟؟"

(کیوں کیوں۔۔؟؟)

شرلین نے تجسُس سے پوچھا۔۔

"بی کاز شی نوز دیٹ آئی ایم ٹاکنگ ٹو یو"

(کیونکہ وہ جانتی ہے کہ میں تم سے بات کر رہا ہوں)

وہ زور سے ہنس کر بولا تھا۔۔ اُس کے ہنسنے پر وہ غصّے سے ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ فرح نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا ابراہیم نے اب ہنسی ضبط کی تھی۔۔

"مجھے واش روم جانا ہے، چلو نبیہا"۔۔ وہ نبیہا کا ہاتھ تھامے تنے تنے چہرے کے ساتھ اُس کے پاس

سے گُزری تھی۔۔۔

"ڈانٹ ٹیل می، شی از جیلس آف می"

(یہ مت کہو کہ وہ مجھ سے جیلس ہو رہی ہے)

شرلین نے حیرت سے کہا تھا۔۔

"شی سرٹینلی از، اینڈ آئی ایم انجوائینگ اٹ"

(بلکل ہو رہی ہے۔۔ اور مجھے بہت مزا آرہا ہے)

وہ قہقہہ لگا کر بولا پھر دو چار منٹ مزید بات کرتا وہ فون رکھ چُکا تھا۔۔

.............

اُس کی نظریں اُن دونوں پر تھیں، جو دونوں ہی ایک دوسرے کو نظروں میں رکھے ہوئے تھے۔۔ وہ فون پر بات کرتے ہوئے بے تحاشہ ہنس رہا تھا جبکہ وہ بظاہر غصّے میں تھی پر نظریں اُسی پر تھیں۔۔ یہ منظر دیکھ کر وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔۔

"رمیز ڈارلنگ کیا دیکھ رہے ہو۔۔؟؟"۔۔ اُس کی آنکھوں کے انتہائی سرد تاثرات دیکھ کر للی ٹھٹکی تھی۔۔ للی نے بےاختیار اُس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔۔

چاندنی میں نہایا وجود، ایسے جیسے قدرت نے ساری کائنات کا حُسن اس کی شخصیت میں سمو دیا ہو، وہ لڑکی ہوکر ایک پل کو نظر ہٹانا بھول گئی تھی۔۔ تو رمیز آفاق تو پھر بھی مرد تھا۔۔

"تمہیں تو میں ایسے مسلوں گا، تم کیا تمہارا وہ کمینہ بھائی اور یہ دو ٹکے کا شوہر یاد کریں گے"۔۔ اُس کے بےداغ حُسن کو سر سے پیر تک خباثت سے دیکھتا وہ بڑبڑایا تھا۔۔

"رمیز ڈارلنگ"۔۔ للی نے محبوبانہ انداز میں اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"چلو"۔۔ وہ اُس کا بازو اپنی گرفت میں لیتا بولا۔۔

"کہاں۔۔؟؟ تم نے کہا تھا آج کی رات میری ہے"۔۔ وہ ناز سے بولی۔۔

"آنے والی تین چار راتیں تمہاری ہیں ڈارلنگ بس یہاں سے چلو"۔۔ وہ ایک بے باک نظر حیا پر ڈالے اُس کو لے کر خارجی دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

............

وہ سب پارکنگ میں کھڑے تھے۔۔ سب آدھے اِبراہیم کی گاڑی میں آدھے سفیر کے ساتھ آئے تھے۔۔ عصمت جہاں رحمت جہاں اور اُن کے شوہر کے ساتھ گھر پر ہی تھیں۔۔

ارمان نے سفیر کو سب کو گھر لے جانے کو کہا تھا جب کہ وہ اِبراہیم اور شہریار کے ساتھ کیفے جانے کے موڈ میں تھا۔۔

"بھابھی اِدھر آئیں آپ کو شیری بھائی بُلا رہے ہیں"۔۔ آمنہ جو کہ حیا اور فرح کے ساتھ کھڑی تھی۔۔ اُن سے خیر باد کہتی سن کے ساتھ آگے بڑھی تھی ۔۔

"بھابھی یہ اِس گاڑی میں"۔۔ وہ اُس کو ایک گاڑی کی طرف اشارہ کرتا بولا ساتھ ہی فرنٹ سیٹ کا دروازہ اُس کے لیے وا کیا تھا۔۔

"لیکن یہ گاڑی۔۔"۔۔ وہ بلیک چمکتی ہوئی گاڑی کو حیرانی سے دیکھتی بولی جو کہ شہریار کی ہرگز نہیں تھی۔۔

"جی یہی بتانا تھا آپ کو، شیری بھائی کی گاڑی اسٹارٹ نہیں ہورہی، یہ ابراہیم بھائی کی گاڑی ہے، شیری بھائی آپ کو اِس میں چھوڑنے جائیں گے"۔۔ وہ اُن تینوں پر ایک نظر ڈالتی بیٹھ گئی تھی۔۔

"اچھا بھابھی، مجھے بھیا بُلا رہے ہیں، شیری بھائی دو منٹ میں آرہے ہیں، اللہ حافظ بھابھی انجوائے"۔۔

آخر میں وہ شریر لہجے میں کہتا بھاگتا ہوا چلا گیا تھا۔۔ اُس کے انجوائے کہنے پر وہ حیران ہوئی تھی پر تبھی اُس کا موبائل بجا تھا۔۔

اُس کی کلاس فیلو کا فون تھا۔۔

..........

"تم چلاؤ یار گاڑی"۔۔ اِبراہیم نے اُسے دیکھا، وہ اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔۔

"چابی دو"۔۔ ارمان نے اُس سے کہا۔۔

"سنی لے گیا تھا، گاڑی میں لگی ہے چلو"۔۔ وہ دونوں گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔۔

"میں آمنہ کو چھوڑ کر آتا ہوں، پھر ملتے ہیں"۔۔ شہریار نے اُن دونوں سے کہا لیکن پھر ٹھٹکا تھا۔۔

"یہ آمنہ ہے کہاں۔۔؟؟"۔۔ شہریار کی بات پر ارمان جو گاڑی کا دروازہ کھول چُکا تھا ایک دم رُکا تھا۔۔ اُس کی گاڑی پارک ہونے کے باعث وہ کسی کو نہیں دِکھی تھی۔۔

"مے بی وہ سنی لوگوں کے ساتھ چلی گئی ہوں تم بھیا کو فون کر کے پوچھ لو"۔۔ ابراہیم نے شہریار کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر تسلی دی جب کہ ارمان حیران پریشان اُسے اِبراہیم کی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔۔ جو اُس کو دیکھ کر بوکھلائی ہوئی تھی۔۔

ارمان نے گہرا سانس لیے شہریار کو دیکھا تھا

"میرا خیال ہے اِس کی ضرورت نہیں ہے"۔۔ وہ گاڑی کے اندر شہریار کو اشارہ کرتے بولا۔۔ شہریار چہرے پر اُلجھن لیے ڈرائیونگ سیٹ پر جُھکا تھا جہاں وہ سر جُھکائے ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔۔ اُس نے شہریار کی موجودگی پر سر اُٹھایا تھا۔۔

"آئی ایم سوری بھائی، مجھے سنی نے بٹھایا یہاں اُس نے کہا آپ نے کہا ہے۔۔"۔۔ وہ بولتے بولتے

چُپ ہو کر گاڑی کا دروازہ کھول کر اُترنے کو تھی کہ وہ اُسے رُوک گیا تھا۔۔

"پھر تم بولتے ہو کہ اُسے کچھ نہ کہوں، سنبھال لو اپنے بھائی کو پٹنے والا ہے مجھ سے"۔۔ وہ اِبراہیم کو دیکھ کر جِس طرح بولا تھا اِبراہیم کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

"یہ لو اپنی ذمہ داری خود نبھاؤ"۔۔ شہریار نے ہنستے ہوئے اُس کی طرف چابی پھینک کر اپنے ہاتھ جھاڑے تھے۔۔ اور خود اِبراہیم کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔ ونڈ اسکرین سے وہ شہریار کو اِبراہیم کے ساتھ جاتے دیکھتی ابھی ٹھیک طرح سے حیران بھی نہیں ہو پائی تھی جب اُسے اپنے برابر میں بیٹھتے دیکھ کر اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔

..........

"مجھے نہیں پتا تھا کہ آج کا دن اختتام کے قریب اتنا خوبصورت ہو گا"۔۔ وہ مُسکراتے ہوئے اُس کو ایک نظر دیکھتا بولا تھا۔۔ اُس کی بات پر وہ بھی دھیرے سے مُسکائی تھی۔۔

"میوزک سُنیں گی"۔۔ کہنے کے ساتھ ہی اُس نے اسٹیریو آن کیا تھا اگلے ہی لمحے خوبصورت آواز گاڑی میں اُبھری تھی۔۔ گانے کے بولوں پر ارمان بے ساختہ ہنسا تھا وہ سر جُھکا گئی تھی۔۔

بے خودی سی میری سانسوں میں بھر گئی

تو نشے کی طرح مجھ میں اُتر گئی

وہ بے اختیار ہنسا تھا۔۔

او ہو ہو

کوئی ہوش نہیں، کوئی خبر نہیں، کیسا جادو ہے یہ سر چڑھا

یہ دل اپنے ہی قاتل کے ہے آگے پیچھے گھوم رہا

وہ ہنستے ہوئے آواز کم کر گیا۔۔

"یہ اِبراہیم کی گاڑی ہے پر ایسی چوائس اُس کی ہرگز نہیں ہوسکتی۔۔ یہ سنی ہی ہوسکتا ہے۔۔ "۔۔ وہ ایک نظر اُس کے چہرے کو دیکھ کر ہنستے ہوئے بولا جہاں اُسے خفت کی ہلکی سے سُرخی لہرائی تھی۔۔

"حیا خوش ہے ناں۔۔؟؟"۔۔ اُسے جیسے اِبراہیم سے حیا یاد آئی تھی وہ اُس کے سوال پر ہنسا تھا۔۔

"ابھی ملی تو تھیں آپ اُس سے"۔۔ اُس کی بات پر وہ جھینپی تھی۔۔

"جی۔۔ لیکن کیا وہ ہمیشہ ایسے ہی چُپ چُپ رہتی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کا اُداس چہرہ سوچتے ہوئے بولی۔۔ وہ اُسے حیا کے بارے میں سب کچھ بتا چُکا تھا۔۔ آمنہ کو اُس چھوٹی سی لڑکی کا دُکھ اپنے دل پر محسوس ہوا تھا۔۔ اُس کے لہجے میں حیا کے لیے محبت محسوس کر کے ارمان کو انجانی سے خوشی ہوئی تھی۔۔

"مجھے اللہ کے بعد اِبراہیم پر پورا بھروسہ ہے، ان شاءاللہ میری بہن اُس کی محبت میں مُسکرانا سیکھ جائے گی"۔۔ وہ محبت سے چُور لہجے میں بولا تھا۔۔ آمنہ اُس کے مُسکراتے چہرے کو آنکھوں سے دل میں اُتار رہی تھی۔۔ ایک کام جسے کرنے میں آمنہ ارمان دنیا بھولتی تھی وہ ارمان ہاشمی کو دیکھنا تھا۔۔ وہ ونڈ اسکرین پر نظر جمائے ہوئے تھا۔۔

"آپ کی پڑھائی کیسی جارہی ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس نے اُسے دیکھے بغیر پوچھا۔۔

"ٹھیک"۔۔ وہ اُس پر سے نظر ہٹائے بغیر مُختصراً بولی۔

"ویسے کیا خیال ہے ڈاکٹر آمنہ ارمان ڈاکٹر ارمان ہاشمی کے ہاسپٹل میں جاب کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں یا نہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

"پہلے پیپرز تو دے دوں، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"۔۔ اب کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات تھے۔۔

"مجھے بتائیے گا، شاید میں آپ کی کچھ ہیلپ کر سکوں"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر بولا۔۔ وہ کلینیکل فارماسسٹ تھا۔۔ ہاسپٹل میں پیشنٹس کی میڈیسن کا سارا چارج کلینیکل فارمسسٹ کے پاس ہوتا ہے۔۔ پانچ سال کا جاب ایکسپرینس۔۔ وہ اپنے پیشے سے بہت محبت کرتا تھا۔۔

"جی اتنا تو مجھے پتا ہے کہ آپ بہت experienced ہیں اپنی فیلڈ میں"۔۔ وہ ستائیشی انداز میں بولی۔۔ اُس کے منہ سے اپنی تعریف سُن کر وہ ہنسا تھا۔۔

"کسی نے اُڑائی ہوگی"۔۔ وہ شرارت سے بولا۔۔

"نہیں اصل میں ہم وزٹ پر آپ کے ہاسپٹل آ چکے ہیں دو بار"۔۔ وہ آہستہ سے بولی تھی۔۔ وہ کُھل کر مُسکرایا تھا۔۔

"مطلب وہاں میرے بارے میں پوچھا گیا تھا"۔۔ ایک نظر اُس کو دیکھ کر مُسکراہٹ ضبط کر کے پوچھا گیا تھا۔۔

"پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی، ہر کسی کی زبان پر ڈاکٹر ارمان ڈاکٹر ارمان تھا"۔۔ وہ اب اپنے مخصوص کانفیڈنٹ انداز میں بولی تھی لہجے میں شرارت نمایاں تھا۔۔ وہ جاندار قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ جس میں اُس کی ہنسی بھی شامل تھی۔۔

"آپ اسموکنگ کرتے ہیں۔۔؟"۔۔۔ اُس کے اچانک پوچھنے پر ارمان نے مُڑ کر اُسے دیکھا تھا۔۔ وہ سگریٹ کا پیکٹ ہاتھ میں لیے پوچھ رہی تھی۔۔ سوال سے زیادہ اُس کے چہرے پر اشتیاق نے ارمان ہاشمی کو حیران کیا تھا۔۔

"نہیں، یہ اِبراہیم کا ہے"۔۔ سامنے دیکھ کر پھر اُس کی طرف دیکھا۔۔

"اچھا"۔۔ وہ سگریٹ واپس جگہ پر رکھتے بولی آواز میں دو تین سیکنڈ والا جُوش ندارت تھا۔۔

"میرے اسموکنگ نہ کرنے پر محترمہ کو افسوس ہورہا ہے"۔۔ وہ اُس کو ایک نظر دیکھتا دل ہی دل میں حیرت کا شکار ہوا تھا۔۔

"ایکچولی سگریٹ پیتے ہوئے بندہ کُول لگتا ہے ناں"۔۔ وہ جِس معصومیت سے اپنے دل کی بات کر گئی تھی اُس پر ارمان کے بےساختہ قہقہے نے اُسے جھینپنے پر مُجبور کیا تھا۔۔

"اِٹس مین، اپنی بیوی کو کُول لگنے کے لیے بندے کو ک از کم اِسموکنگ ضرور کرنی چاہیئے"۔۔ وہ مزے سے بولا تھا۔۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے"۔۔ وہ جھینپی جھینپی سی اُسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔۔

"مطلب میں آپ کو ایسے بھی کُول لگتا ہوں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے گھر کے گیٹ پر گاڑی رُوکتے پوچھ رہا تھا۔۔

"آپ نے تو بات ہی پکڑ لی"۔۔ وہ بول کو جلدی سے اُتری تھی۔۔ اُس کے انداز پر وہ دل کھول کر ہنسا تھا۔۔ وہ بیل بجا کر دوبارہ اُس کی طرف پلٹی تھی۔۔ جو دروازہ کھُلنے کے انتظار میں بیٹھا تھا۔۔

"آپ نے پوچھا ہے تو بتا دیتی ہوں، ہاں آپ مجھے ہر حال میں کہیں بھی کیسے بھی اچھے لگتے ہیں اور ان شاءاللہ ہمیشہ لگتے رہیں گے"۔۔ وہ فرنٹ سیٹ کی کھڑکی پر دونوں بازو رکھتی اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر دلکشی سے بولی تھی۔۔ دروازہ کھُلنے پر پلٹ کر دروازے کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔ اور وہ مُسکراتا ہوا اُسے اندر گُم ہونے تک دیکھتا رہا۔۔ آمنہ نے اندر غائب ہونے کے بعد دروازے سے سر نکالا تھا جیسے یقین ہو کہ وہ اب تک کھڑا ہو گا اور ارمان ہاشی کو بھی جیسے یقین تھا وہ پلٹ کر ضرور دیکھے گی دونوں کا یقین سچ ثابت ہوا تھا، وہ وہیں نظریں جمائے ہوئے تھا، جو اب تک اُس کی بات کے سحر میں کھویا ہوا تھا اُس کے ایک دم سر نکالنے پر مُسکرایا تھا۔۔

"اور ہاں اُس کے لیے آپ کو اِسموکنگ کرنے کی ضرورت بلکل بھی نہیں ہے"۔۔ اُس کی بات پر وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ اب کے وہ ہاتھ ہلا کر دروازہ بند کر گئی تھی۔۔ وہ اُس کی دلکش مُسکراہٹ میں کھویا کھویا گاڑی بڑھا گیا تھا۔۔

...........

"سر آپ کے بھائی آئے ہیں"۔۔ وہ آفیس میں بے تحاشہ مُصروف تھا، جب سکریٹری کی بات پر چونکا تھا۔۔

"ارمان اِس وقت۔۔ پر اُس کی تو آج ایوننگ تھی"۔۔ وہ کُرسی کی پُشت سے ٹیک لگاتا دروازے کی سمت دیکھتا زیرِلب بولا تھا۔۔ پر اندر آنے والے وجود کو دیکھتے وہ بُری طرح چونکا تھا۔۔

"ارے سنی۔۔ واٹ آ پلیزنٹ سرپرائیز۔۔"۔۔ وہ اُسے اپنے آفیس میں دیکھ کر حقیقتاً خوش ہوا تھا۔۔

سنی کچھ بولے بغیر سامنے رکھی کُرسی پر بیٹھا تھا

"کیا کھاؤ گے۔۔ بلکہ میں تمہارے لیے سینڈوچز۔۔"۔۔ وہ انٹر کام پر پیغام دینے لگا تھا جب وہ اُسے روک گیا تھا۔۔

"نن۔۔نہیں بھائی کچھ نہیں"۔۔ اُس کے ازحد سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر اب کہ اِبراہیم ٹھٹکا تھا۔۔ اُس نے سنی کے پریشان چہرے پر نظریں جمائے کُرسی کی پُشت سے ٹیک لگائی تھی۔۔ وہ اپنے ہونٹ چباتا جُھکے سر سے نیچے دیکھ رہا تھا۔۔

"اینی پرابلم سنی؟؟"۔۔ اُس کے پوچھنے پر سنی نے سر اُٹھایا تھا۔۔

"بھائی۔۔ مجھ۔۔ سے۔۔ میرے۔۔ دوست کا موبائل ٹوٹ گیا۔۔ تو۔۔ میں نے۔۔"۔۔ وہ اٹک اٹک کر بولتے چُپ ہوا تھا۔۔

"اوکے۔۔ آ گے۔۔؟؟"۔۔ اُس کے چہرے پر ڈر محسوس کر کے وہ ازحد نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"وہ بہت غصّے میں تھا۔۔ بھائی۔۔ اُس نے۔۔ مم۔۔ مجھے بہت باتیں سُنائیں۔۔ میں نے اپنا آئی فون۔۔"۔۔ سنی نے تھوک نگلا تھا۔۔ وہ جو اب تک خاموشی سے اُس کی بات سُن رہا تھا رسانیت سے پوچھ رہا تھا

"کتنے کا تھا اُس کا فون۔۔؟؟"

"تھر۔۔ تھرٹی تھاؤنڈز"۔۔ وہ اپنی پیشانی مسل کر بولا

"تھرٹی تھاؤنڈز کے بدلے ایٹی نائنٹی تھاؤزنڈز کا فون"۔۔ اِبراہیم کے کہنے کی دیر تھی۔۔ وہ اپنی پیشانی ٹیبل پر رکھتا رو دیا تھا۔۔

"ماں کو پتا چلے گا وہ مجھے بہت ڈانٹیں گے بھائی۔۔ مجھ۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔ وہ بہت۔۔ بہت غصّے میں تھا"۔۔ اِبراہیم اُٹھ کر اُس کے پاس آتا اُس کی برابر رکھی کُرسی پر بیٹھا تھا۔۔ پھر دونوں شانوں سے تھامے اُسے اوپر کیا تھا۔۔

"اِٹس ناٹ دی میٹر آف منی، فور اَس نتھنگ اِز مور امپورٹنٹ دین یو"

(بات پیسوں کی نہیں ہے، ہمارے لیے تم سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے)

"بات خلوص کی ہوتی ہے، جو اُس تُحفے سے جُڑا ہوتا ہے۔۔"

اُس کے شرمندہ چہرے پر نگاہ جمائے اُس نے مُحبت سے اُسے گلے لگایا تھا۔۔۔ اُس کے شانے پر سر رکھے وہ پھر سے رو دیا تھا۔۔

"اچھا اب بس کرو۔۔ کیا بچّوں کی طرح رو رہے ہو"۔۔ اُسے خود سے الگ کر کے اُس نے اُسے پانی پِلایا تھا۔۔

"لیک۔۔ لیکن مان۔۔ بھائی اُن کو پتا چلے گا تو۔۔ وہ مجھے چھوڑیں گے نہیں"۔۔ سارا ڈر ہی ارمان کا تھا۔۔

"اوکے ریلیکس۔۔ میں ہوں ناں، کیوں پریشان ہوتے ہو یار".. وہ اُس کے کندھے کو تھپتھپاتا تسلی آمیز انداز میں بولا۔۔

صنان ہاشمی کو لگا اب سب صحیح ہو جانا ہے۔۔ کیسے ہو گا وہ یہ نہیں جانتا تھا، اُسے بس اتنا پتا تھا کہ سامنے بیٹھا بندہ اُس پر آنچ بھی آنے نہیں دے گا۔۔

"اُس کا نمبر یاد ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اپنا موبائل اُٹھاتا بولا، سنی نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"ٹیل ہِم دیٹ یو وانٹ یور سیل بیک، یو کین پے ہِم بیک فور ہِز سیل"

(اُس سے کہو کہ تمہیں اپنا سیل واپس چاہیئے، تم اُس کو اُس کے سیل کے پیسے دینے کو تیار ہو)

سنی نے اپنا چہرہ صاف کرتے اُس کے ہاتھ سے موبائل لے کر نمبر ملایا تھا۔۔ اِبراہیم نے فون اسپیکر پر لگایا تھا۔۔

"ہیلو، ہو اِز اسپیکنگ۔۔؟؟"۔۔ سعود کی آواز اُبھری۔۔ اُس نے بے اختیار اِبراہیم کو دیکھا تھا۔۔ اُس نے سنی کو بات کرنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

"سعود اِٹس می۔۔ سنی"۔۔ وہ خود پر قابو پا چُکا تھا۔۔ اپنے ساتھ بیٹھے اپنے بھائی کو دیکھ کر سنی کا اعتماد واپس آیا تھا۔۔

"سعود میں تمہیں تمہارے فون کی پوری قیمت دیتا ہوں، تم مجھے میرا آئی فون واپس کر دو"۔۔ اُس کی بات پر ایک لمحے کو دوسری طرف خاموشی چھائی تھی۔۔

"امپوسیبل!۔۔ تم اپنا نُقصان بھر چُکے ہو بات ختم۔۔"۔۔ وہ قطعیت سے بولا تھا۔۔ سنی نے پھر اِبراہیم

کو دیکھا تھا اُس نے تیزی سے اپنے سامنے پڑے پیپر پر کچھ لکھا تھا۔۔

"تمہارا سیل تھرٹی تھاؤزنڈز کا تھا جبکہ میرا آئی فون اُس سے ٹرپل کا۔۔ میرے بھائی نے مجھے پیسے دیئے ہیں کہ تم سے سیل لے آؤں"

"تم نے اپنے بھائی کو کیوں بتایا گدھے۔۔!!"۔۔ وہ چیخا تھا۔۔ اِبراہیم نے پیپر پھر اُس کے سامنے رکھا تھا۔۔

"میں اپنے بھائیوں سے کوئی بات نہیں چُھپاتا"

کون۔۔ کون سے والے بھائی۔۔؟؟ آئی مین تمہارے دو بھائی ہیں ناں۔۔؟؟"۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم چونکا تھا۔۔

"اِبراہیم بھائی۔۔ میں ابھی آتا ہوں تمہارے گھر۔۔ میرا سیل فورمٹ کرو"۔۔ سنی اب اعتماد بھرے لہجے میں بولا۔۔

"سُنو سنی یار جب تمہارا بھائی پیسے دے ہی رہا ہے تو ففٹی تھاؤزنڈز لے آؤ ناں پلیز"۔۔ وہ لجاجت سے بولا تھا۔۔ اِبراہیم نے گہرا سانس لے کر پیپر پھر اُس کے سامنے رکھا تھا۔۔

"میں آرہا ہوں تھرٹی تھاؤزنڈز لے کر، اللہ حافظ"۔۔ وہ سختی سے کہتا فون رکھ چُکا تھا۔۔

"بھائی۔۔"۔۔ وہ ممنونیت سے اُس کے گلے لگا تھا۔۔

"اپنے دوستوں اور دُشمنوں کو پہچانوں سنی، ہر بار میں یا ارمان نہیں ہوں گے تمہارے ساتھ۔۔"۔۔ وہ اُس کو بہت کچھ باور کروا چُکا تھا۔۔

......

"ابے یار وہ ہماری سوچ سے زیادہ چلاک نکلا"۔۔ سعود نے فوراً سے حارث کو کال کی تھی۔۔

"اُس کو کچھ کہے بغیر سیل دے دو، ایسا نہ ہو کہ اُس کا بھائی پنگا کرے"۔۔ حارث نے سوچ کر جواب دیا۔۔

"آئی فون۔۔"۔۔ سعود کے پیٹ میں آئی فون واپس کرنے کا درد اُٹھا تھا

"اتنی مُشکلوں سے میں نے اُس گدھے کے ہاتھ میں اپنا ٹوٹا ہوا سیل دے کر اُس سے ٹکرا کر دوبارہ تُڑوایا تھا"۔۔ وہ ازحد بدمزہ ہوا تھا۔۔

"تمہارے دو کوڑی کے ٹوٹے ہوئے سیل کے بدلے وہ گدھا تمہیں تیس ہزار دے رہا ہے، ابھی بھی میں یہی کہوں گا وہ بیوقوف ہمارے کام کا ہے"۔۔ یہ حارث تھا۔ ویسے بھی اُن سب کا لیڈر حارث ہی تھا۔۔ اٹھارہ سال کا ہونے کے باوجود اُس کا دماغ کسی تیس سالہ شاطر مرد کی طرح کام کرتا تھا۔۔

"لیکن اُس کا بھائی۔۔؟؟"۔۔ سعود کی ابھی بھی تسلی نہیں ہوئی تھی۔۔

"ابھی بغیر چُوں چرا اُسے سیل واپس کردے۔۔ اور فِلحال اُس سے رابطہ نہیں کرتے جب تک وہ خود نہیں آتا"۔۔ سعود نے مارے باندھے اُس کی بات مانی تھی۔۔

وہ جا کر اپنا سیل لے آیا تھا۔۔ اِبراہیم نے اُسے اِس واقعے کو بھول جانے کو کہا تھا۔۔

.......

صبح سب ہی اپنے اپنے کاموں پر جانے کو تیار تھے۔۔ وہ اِبراہیم اور ارمان کا ناشتہ ڈائننگ ٹیبل پر رکھ رہی تھی جب سفیر نے اُسے مُخاطب کیا تھا۔۔

"حیا آج تمہیں اِبراہیم ڈراپ کر آئے گا، میری میٹنگ ہے۔۔ اچھا میں چلتا ہوں اللہ حافظ"۔۔ وہ عُجلت میں کہتے باہر نکل گئے تھے۔۔

"میں آج کالج ہی نہیں جارہی"۔۔ اُس نے ہاٹ پاٹ ٹیبل پر پٹخا تھا اُس کی بدتمیزی پر فرح نے

حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔ وہ اتنی بدتمیز تو کبھی بھی نہیں رہی تھی۔۔ وہ پاس بیٹھا نارمل انداز میں ناشتہ کرنے میں مصروف تھا جیسے کسی اور کی بات ہوئی ہو یا جیسے اِس وقت ناشتے سے بڑھ کر دُنیا میں اور کوئی اور کام ہی نہ ہو۔۔

اپنی بات کہہ کر وہ غصّے سے پلٹنے کو تھی کہ ارمان نے اُس کی کلائی تھام کر اُسے رُوکا تھا۔۔ فرح کو اُس کی شامت نظر آئی تھی۔۔ حیا کا دل رُکا تھا۔۔

"ناشتہ کرو"۔۔ وہ بھی بلکل نارمل انداز میں بولا۔۔ حیا کو اُس کے نارمل انداز سے بھی ڈر محسوس ہوا تھا

"کر چکی ہوں"۔۔ وہ سر جُھکا کر دھیرے سے بولی تھی پہلے والی اکڑ غائب تھی۔۔ اِبراہیم اُس کے چہرے کو بغور دیکھ کر مُبہم سا مُسکرایا تھا۔۔

"اچھا میں چلتا ہوں یار، آفیس میں آج بہت کام ہیں"۔۔ وہ ارمان سے کہتا اُٹھ کر باہر جانے لگا۔۔ ارمان نے اُسے دیکھ کر سر ہلایا تھا پھر اُس کی طرف مُتوجہ ہوا۔۔

"ٹھیک ہے بیگ لو آؤ، میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔۔ اُس کے الفاظ اِبراہیم کے کان میں پڑے تھے وہ جاتے جاتے مُسکرایا تھا۔۔

..........

وہ خود کو تیار کر چکی تھی اُس کی ڈانٹ کھانے کے لیے۔۔ ارمان کا ہاسپٹل اُس کے کالج کے بلکل مُخالف سمت میں تھا، وہ اُسے چھوڑنے جارہا تھا تو حیا کو اپنی شامت نظر آئی تھی۔۔ گاڑی میں خاموشی چھائی تھی۔۔ ارمان کی ناراضگی حیا کے لیے سوہانِ روح تھی۔۔ وہ رو دینے کو ہوئی تھی۔۔

اُس کی بے چینی کو نوٹ کرتے پانچ منٹ کی خاموشی کو اُسی نے توڑا۔۔

"تم نے مجھ سے کیا کہا تھا، میں تم سے اُس کے بارے میں بات نہ کروں نہ اُس کی وکالت کروں"۔۔ وہ سامنے روڈ پر نظریں جمائے بولا۔۔ اُس کے لہجے میں بلا کی سنجیدگی محسوس کر کے اُس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔ وہ چُپ بیٹھی رہی۔۔

"تمہارے دل کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے میں نے سُوچا میری ننھی سی بہن کی زندگی میں اتنی بڑی بات ہوگئی ہے، میں نے تمہیں نہیں چھیڑا لیکن حیا۔۔"۔۔ وہ رُکا تھا حیا کا دل بھی رُکا ہو جیسے۔۔

"تم نے آج اُس کی انسلٹ کی ہے سب کے سامنے۔۔ مجھے بہت افسوس ہوا ہے"۔۔ وہ اب بھی سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

"مان"۔۔ وہ سِسکی تھی پھر اپنا ہاتھ اُس کے گئیر پر رکھے ہاتھ پر رکھا۔۔

"میرا مقصد کبھی کبھی تمہیں شرمندہ کرنا نہیں رہا۔۔ تمہیں اور سنی کو کبھی ڈانٹتا بھی ہوں تو تم لوگوں کے اچھے کے لیے"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر محبت سے بُولا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے مان، آپ مجھے معاف کر دیں"۔۔ وہ اُس کے کندھے پر سر رکھے سوں سوں کرتی بولی۔۔

"تمہیں پتا ہے نہ میں اپنی گُڑیا کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا"۔۔ وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتا بولا۔۔ وہ اُس سے الگ ہو کر آنسو صاف کرتے مُسکرائی تھی۔۔ ارمان نے اُس کو اُس سے سوری کرنے پر مجبور نہیں کیا تھا وہ یہ بات سُوچ کر رہ گئی اور دوسری طرف وہ سُوچ رہا تھا کہ وہ خود پوری ایمانداری کے ساتھ اِبراہیم کے لیے اپنا دل صاف کر لے کسی کے مجبور کرنے پر نہیں۔۔۔ اور اِس بات اِس لمحے کا ارمان اور اِبراہیم دونوں کو شدّت سے انتظار تھا۔۔

..........

"آج تم لنچ میرے ساتھ کررہے ہو"۔۔ ارمان نے اُسے فون پر کہا وہ جو نیا نیا کاروبار جمانے کے چکروں میں آفیس میں بے انتہا مصروف تھا۔۔ اُسے انکار کر گیا تھا۔۔

"نہیں یار، آج نہیں۔۔ تمہیں پتا ہے میری پہلی ڈیل چل رہی ہے، ابھی ابھی اُس کے پروجیکٹ میں لگا ہوا ہوں"۔۔ مصروف سا انداز۔۔

"سوا دو بجے پہنچ جانا۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔۔"۔۔ وہ اُس کے اعتراض کو خاطر میں لائے بغیر بولا۔۔

"لیکن یار میرا پُروجیکٹ۔۔"۔۔ اُس نے بولنا چاہا تھا۔۔

"بی آن ٹائم اللہ حافظ"۔۔ وہ کہہ کر فون رکھ چُکا تھا۔۔ اُس نے بےساختہ مُوبائل کو گھورا تھا۔۔

"سر یہ فائل چیک کر لیں پلیز"۔۔ تبھی ناک کر کے اُس کی سیکریٹری اندر داخل ہوئی تھی۔۔

"یہ فائل اور میرا لیپ ٹاپ گاڑی میں رکھوادیں پلیز"۔۔ وہ پین سامنے فائل پر پھینک کر سیٹ کی پُشت سے ٹیک لگا کر بولا۔۔

..........

وہ اُسے واپسی میں بھی لینے آیا تھا۔۔ حیا کو بے انتہا خوشی نے آگھیرا تھا۔۔

"آج میں اپنی گڑیا کو زبردست لنچ کروانے والا ہوں"۔۔ وہ اُس کے خوشی سے چمکتے چہرے کو ایک نظر دیکھتے بولا۔۔

"واؤ مان یو آر دی بیسٹ برادر ان دی ورلڈ"۔۔ وہ اُس کا گال چُومتے بولی۔۔ حیا کی بچپن کی عادت ابھی تک قائم تھی۔۔ جب وہ ارمان کی کسی بات پر زیادہ خوش ہوتی تھی وہ اُس کا گال چُومتی تھی اور آج تک بِلا جھجک وہ یہ کام کرجاتی تھی۔۔ اور وہ اُس کے محبت کے اِس انداز پر نہال ہوجاتا تھا۔۔

ابھی بھی وہ مُسکرایا تھا۔۔

..........

اُنہوں نے آرڈر کیا ہی تھا کہ ارمان کو ایمرجنسی کال آگئی تھی۔۔ وہ اُسے پیک کروانے کا کہنے لگی تھی۔۔ ارمان نے اُس کو دو منٹ رُکنے کا کہہ کر کسی کو میسج کیا تھا۔۔ وہ اُس کی ساری کاروائی دیکھتی رہی تھی۔۔

چار پانچ منٹ بعد وہ ہاتھ میں فائل اور لیپ ٹاپ تھامے داخلی دروازے سے اندر آتا دکھائی دیا تھا، حیا نے بےاختیار پہلو بدلا تھا۔۔ وہ حیا کو یہاں دیکھ کر ارمان کا سارا مُنصوبہ سمجھا تھا۔۔ اُن کی ٹیبل پر آتے ہی اُس نے فائلیں رکھی تھیں۔۔ ارمان چُونکا تھا۔۔

"تھینکس یار میرے ایک بار کہنے پر تم آفیس کا سارا کام چھوڑ کر آگئے۔۔ میری کال نہ آئی ہوتی تو کبھی تمہیں اِس طرح۔۔۔"۔۔ وہ ابھی مزید ڈائیلاگ بولتا وہ اُس کے ہاتھ میں اُس کی گاڑی کی چابی تھما گیا تھا۔۔ انداز ایسا تھا کہ مزید دو منٹ رُکے تو پٹ جاؤ گے

"شام میں ملتے ہیں پھر"۔۔ وہ ہنس کر چلا گیا تھا۔۔ اُس کے بیٹھتے ہی وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"حیا بیٹھو کھانا کھا کر جائیں گے پلیز مجھے بہت بھوک لگی ہے"۔۔ وہ منت بھرے انداز میں بولا حالانکہ اُسے کوئی بھوک محسوس نہیں ہورہی تھی۔۔ وہ دوبارہ بیٹھ گئی تھی۔۔ دو منٹ بعد ویٹر کھانا سرو کر کے چلا گیا تھا۔۔ اُس نے اِبراہیم کی طرف دیکھا جو اپنے آپ کو لیپ ٹاپ فائل اور موبائل میں مصروف کیئے ہوئے تھا۔۔ وہ اپنے سامنے پڑی پلیٹ میں تھوڑے سے فرائیڈ رائس نکال چُکا تھا۔۔ حیا نے تھوڑے سے فرائیڈ رائس اپنی پلیٹ میں نکالے تھے، ایک نظر پھر اُسے دیکھا جو اِدھر اُدھر دیکھے بغیر اپنے کام میں مُنہمک تھا۔۔ ایک بار بھی وہ اُس کی طرف مُتوجہ نہیں ہوا تھا۔۔ ایک دم سے اُس

کی بھوک اُڑی تھی۔۔

سامنے بیٹھا شخص جو اُس کے دل میں بستا تھا اُس کا ذرا سا اگنور کیئے جانا حیا نُور کو ناگوار گزر رہا تھا۔۔ اُس نے اپنے آگے سے پلیٹ کھسکائی تھی۔۔ وہ بظاہر اپنے کام میں مصروف تھا پر وہ یہ بات نُوٹ کرچکا تھا اُسے اپنا نظرانداز کیے جانا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔ وہ دل ہی دل میں اُس کی حالت پر محظوظ ہوتا اپنے کام میں لگا رہا تھا۔۔ وہ واقعی مصروف تھا صرف ارمان کی وجہ سے اُٹھ آیا تھا۔۔

"اب چلیں یا یہیں آفیس سیٹ کرنے کے ارادے ہیں"۔۔ وہ ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔۔ اُس کے تپے تپے انداز پر اُس نے ایک دم سر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"ویٹ میں بل پے کردوں"۔۔ اُس نے ویٹر کو اشارہ کیا تھا۔۔ اِبراہیم کی سنجیدگی پر حیا کا دل دھڑکا تھا۔۔

"سر آپ کا بِل آل ریڈی پیڈ ہے"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ میں بل تھماتا مُسکرا کر بولا تھا۔۔

"لنچ میری طرف سے تھا تو بِل بھی مجھے ہی دینا تھا ناں"۔۔ وہ پڑھ کر مُسکرایا تھا۔۔ یہ پہلی مُسکراہٹ تھی جو اتنی دیر میں پہلی بار اُس کے چہرے پر دِکھی تھی۔۔ حیا کو اندازہ ہوا اِس شخص کی مُسکراہٹ اُس کے لیے امرِت تھی۔۔

"ویٹ فار فِفٹین منٹس آئی ایم کمنگ ٹو آفیس"

(پندرہ منٹ انتظار کرو، میں آرہا ہوں آفیس)

وہ کسی سے فون پر سختی سے بولا تھا۔۔

کچھ دیر بعد کھانا پیک کروا کر وہ گاڑی میں بیٹھ چُکے تھے۔۔ وہ پھر سے سنجیدگی کا لبادہ اُوڑھ چُکا تھا۔۔

حیا کے دل کو کچھ ہوا تھا

"یہ صبح والی بات پر مجھ سے ناراض ہیں۔۔؟؟"۔۔ اُس کے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیتی دل میں خود سے سوال کر گئی تھی۔۔ جو سگریٹ لبوں سے لگائے موبائل پر مصروف تھا۔۔

گاڑی گھر کے گیٹ پر رُوک کر اِبراہیم نے اب سکون سے رُخ اُس کی طرف پھیرا تھا۔۔ جو پریشان چہرہ لیے اُس کی طرف مُتوجہ تھی۔۔

"میں کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوسکتا یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔ آفیس کے کام کی وجہ سے تھوڑا اُلجھا ہوا ہوں، اِس لیے تمہیں ٹائم نہیں دے سکا"۔۔ وہ اب پہلی بار مُسکرایا تھا۔۔۔ حیا کے دل کو جیسے زندگی ملی تھی

"کھانا کھا لینا سوئیٹ ہارٹ"۔۔ اُس کے گال پر ہاتھ رکھے وہ بولا تھا حیا کا دل خوشگوار انداز میں دھڑکا تھا چہرہ پل میں روشن ہوا تھا اتنے مصروف انداز میں بھی اُسے پتا تھا کہ اُس نے کھانا نہیں کھایا۔۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی گاڑی سے اُتری تھی۔۔ دروازہ کُھلنے تک وہ اُس کو دیکھتا رہا تھا۔۔۔ جِس کے چہرے پر اب مُسکراہٹ رقصاں تھی۔۔

دروازہ کُھلا تو وہ گاڑی آگے بڑھا گیا تھا۔۔

"اٹ مینس مجھے مسز اِبراہیم کو اِگنور کرنے کی اجازت نہیں ہے اور ناراض ہونے کا تو بلکل بھی حق نہیں رکھتا میں"۔۔ وہ خود سے بولتا قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

..........

سنی دو تین بار خود سے اُن کو فون کر کے اُن سے مِل آیا تھا۔۔ شاید یہ عُمر ہی ایسی ہوتی ہے۔۔ دُنیا کی رنگینیاں اپنی طرف کھینچتی محسوس ہوتی ہیں۔۔

اُس دن بھی ارمان کی نکلتے ہی وہ نکلا تھا۔۔ اِبراہیم اور حیا کے علم میں لا کر وہ کمبائین اسٹڈیس کا بہانہ

بنا کر حارث کی طرف آیا تھا۔۔

"پندرہ دن سے تم ہمارے ساتھ ہو۔۔ پر مُشکل سے دو ہی سگریٹ تم نے پورے کیے ہوں گے وہ بھی بلکل سادہ"۔۔ حارث نے اُس کے کندھے پر ہاتھ مارا تھا۔۔ سعود اور باقی سب جو اِدھر اُدھر لڑھک رہے تھے سب کا بے ہنگم قہقہہ گونجا تھا۔۔

"یہ اپنے بھائیوں کا ممی ڈیڈی بچّہ ہے"۔۔ عُمیر کی بات پر باقی سب کے قہقہوں پر سنی نے ناگواری سے لب بھینچے تھے۔۔

"مجھے سگریٹ پسند نہیں ہے"۔۔ یہ ارمان کی تربیت ہی تھی کہ وہ وہاں بیٹھ کر بھی ایک بھی سگریٹ پوری نہیں کر پایا تھا۔۔

"لے آج یہ چیز ٹرائے کر دُنیا بھول جائے گا"۔۔ سعود نے ایک سگریٹ میں پاؤڈر بھر کر اُسے تھمائی تھی۔۔

"نن۔۔ پلیز۔۔"۔۔ اُس نے بے اختیار اُس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔

"چیک کرلے حارث یہ مرد ہے بھی یا نہیں"۔۔ اُس کی بات کو نہ برداشت کرتے وہ سُرخ چہرے سے اُٹھا تھا۔۔ حارث نے سعود اور باقی سب کو گھورا تھا جو قہقہہ لگاتے ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔۔

"ابے یار۔۔ تم کیوں اِن کمینوں کی باتوں میں آرہے ہو، لو یہ بلکل سادہ سگریٹ ہے۔۔ قسم سے یار اعتبار کر میرا"۔۔ حارث نے اُس کے مُنہ میں سگریٹ ڈالی تھی۔۔

.........

"صُبح جاؤں گا میں"۔۔ موبائل کان سے لگائے وہ لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔۔ وہ واپس گھر آگیا تھا۔۔

اُس کے کولیگ نے اُس سے ڈیوٹی بدلوالی تھی۔۔ اب وہ اُس کی جگہ صبح جائے گا۔۔ حیا نے اُسے پانی تھمایا تھا۔۔

"سنی کہاں ہے حیا۔۔؟؟"۔۔ اُس کے پوچھنے پر جہاں حیا کا دل دھڑکا تھا وہیں اِبراہیم کے دماغ نے تیزی سے کام کیا تھا۔۔

"یاد آیا۔۔ ذرا حیا کو سیل دینا۔۔ پلیز"۔۔ وہ عُجلت میں بولا تھا۔۔ وہ جو ابھی سوچ ہی رہی تھی کیا بولے جب ارمان نے اُس کی طرف موبائل بڑھایا تھا۔۔

"بات کرلو"۔۔ اُس نے حیرت سے ہچکچاتے ہوئے اُس سے سیل لیا تھا۔۔ ارمان اب بیٹھ کر پانی پی رہا تھا۔۔

"جج۔۔جی۔۔؟؟"۔۔ وہ دھیمے سے بولی تھی۔۔

"ارمان پوچھے تو بولنا سنی میرے ساتھ ہے۔۔ اب ارمان کو سیل دو"۔۔ وہ حیرت سے موبائل ارمان کی طرف بڑھا گئی تھی۔۔ ارمان مُسکرایا تھا

"میں اور سنی بس ابھی آتے ہیں تھوڑی دیر میں"۔۔ اِبراہیم مگن انداز میں بولا۔۔

"سنی تمہارے ساتھ ہے۔۔؟؟"۔۔ حیا نے چونک کر ارمان کو دیکھا تھا۔۔

"ہاں، ہم بس تھوڑی دیر میں آتے ہیں"۔۔ وہ اُسے مزید بات کا موقع دیئے بغیر فون رکھ چُکا تھا۔۔

"حیا چائے بنا دو"۔۔ وہ اُس سے کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ اور وہ وہاں کھڑی سوچ رہی تھی۔۔

"کیا اُنہوں نے سنی کو ماں کے غصّے سے بچایا ہے۔۔؟؟"۔۔ اِس سوال کے آتے ہی اُسے اپنے چھوٹے بھائی کی قسمت پر رشک آیا تھا۔۔ وہ ہمیشہ اُسے ارمان کی ڈانٹ سے بچا جاتا تھا۔۔

.......

وہ بُمشکل تین چار سگریٹ کے ہلکے سے کش ہی لے پایا تھا جب اُس کا موبائل بجا تھا، جیب سے موبائل نکال کر دیکھتے اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔ اُس نے فوراً سے سگریٹ زمین پر پھینکا تھا۔۔

"یار آواز ہلکی کرو پلیز۔۔۔ بھائی کا فون ہے"۔۔ اُس کی بات پر سعود نے معنی خیزی سے حارث کو دیکھا تھا۔۔ اسکرین پر چلتے نامناسب گانے کو حارث نے بروقت میوٹ کیا تھا۔۔

"جج۔۔جی بھائی"۔۔ وہ تھوک نگلتے بولا

"سنی کم ڈاؤن!۔۔ آئی ایم ویٹنگ آؤٹ سائیڈ"

(سنی نیچے آؤ! میں باہر انتظار کررہا ہوں)

سنی کا اُوپر کا سانس اُوپر اور نیچے کا سانس نیچے رہ گیا تھا۔۔

"بھا۔۔ بھائی۔۔ آپ۔۔ نی۔۔ نیچے۔۔ آپ مجھے لینے۔۔ آئے ہیں"۔۔ اُس کی بات پر حارث اور سعود چونکے تھے۔۔

"جلدی آؤ سنی"۔۔ وہ اُس کی بات نظرانداز کرتا اب کے تھوڑا سختی سے بولا تھا۔۔

"میں۔۔ آ۔۔ آرہا ہوں"۔۔ وہ کہہ کر اُٹھا تھا۔۔

"اچھی طرح ہاتھ مُنہ دھو کر کُلی کر کے جاؤ"۔۔ حارث نے اُسے واشروم میں بھیجا تھا۔۔ سعود اُٹھ کر بالکونی میں آیا تھا۔۔ اُس کے پیچھے حارث بھی تھا۔۔

"دیکھ یہ اِس کے بھائی کی گاڑی ہے اور تم اِس بیوقوف گدھے کو کسی کام کا نہیں سمجھتے۔۔ میری جان۔۔ اُس کا بھائی اُس کا ایک بار کہنے پر اُسے دس تیس ہزار تھما سکتا ہے تو آگے کیا نہیں کرے گا"۔۔ حارث نے اپنا شاطر دماغ چلایا تھا۔۔

"پر اب تو اِس کمینے کا بھائی الرٹ ہوگیا ہے، دیکھا نہیں ایک ہی گھنٹے میں کیسے اُس کا سیل واپس نکلوالیا اور آج لینے آگیا۔۔ سنی کا یہ والا بھائی اگر اُسے پیسے دے بھی رہا ہے تو ہے تو چلاک بندہ"۔۔ سعود کو آئی فون کا غم نہیں بھولتا تھا۔۔

"اور وہ اتنا اپنے بھائیوں کے اثر میں ہے کہ آج تک دو سگریٹ پورے نہیں کیے، آئس ڈرگز پر کیسے آئے گا۔۔ اور ہمیں اُس کے لیے پیسے چاہیئے جو اِس جیسے بیوقوف مُرغوں سے تجھ جیسے کمینے کو نکلوانا مُشکل نہیں ہے"۔۔ وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے خباثت سے قہقہہ لگاتے اب اندر کی جانب بڑھے

تھے اِبراہیم نے گہرا سانس لیتے سنی کو آتے دیکھا تھا

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

"چچ۔۔ چلیں بھائی"۔۔ وہ بے چینی سے دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو سیٹ کرتے اُسے دیکھے بغیر اُس سے پہلے گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔ اُس کے گھبرائے ہوئے انداز کو بغور دیکھتے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔

گاڑی کو روڈ پر ڈال کر اِبراہیم نے سگریٹ کے پیکٹ سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دبائی تھی۔۔ پھر اچانک گاڑی کو سائیڈ پر روک کر اُس نے سنی کے آگے پیکٹ بڑھایا تھا۔۔ اُس کی حرکت پر سنی کو کرنٹ ہی تو لگا تھا۔۔

"لو ناں یار۔۔ مجھ سے کیا شرمانا"۔۔ اِبراہیم نے اُسے ایک سگریٹ تھمایا تھا۔۔

"بھا۔۔بھائی۔۔ یہ۔۔یہ کیا کررہے ہیں آپ۔۔؟؟"۔۔ وہ ازحد حیرانی اور پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"کیوں کیا ہوا۔۔؟؟۔۔ تم تو ایسے حیران ہورہے ہو جیسے پہلے کبھی اِسے ہاتھ بھی نہیں لگایا"۔۔ وہ اُسے دیکھے بغیر اب اپنے مخصوص انداز میں سگریٹ سلگاتا اُس کی جان نکال گیا تھا۔۔ اِبراہیم نے لائٹر اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔

"کم آن سنی لائٹ دی سگریٹ"

(سنی سگریٹ سلگاؤ)

"بھا۔۔ بھائی"۔۔ سنی سگریٹ کو کھڑکی سے باہر پھینک کر اپنے دونوں ہاتھوں میں چہرہ تھامے رو دیا تھا۔۔

"اِز دس یور کمبائین اسٹڈیس سنی۔۔؟؟"

(کیا یہ تمہاری کمبائین اسٹڈیس ہیں سنی۔۔؟؟)

"تمہارے بھائی تم سے مُحبت کرتے ہیں سنی۔۔ ایک سے تم جھوٹ بول کر پیسے نکلوارہے ہو اور دوسرے کی آنکھوں میں دھول جھونک کر تم اپنے اِن فضول دوستوں کے پاس جا کر اپنی زندگی ضائع کررہے ہو۔۔ رئیلی مین"۔۔ اُس نے زور سے اسٹئیرنگ پر ہاتھ مارا تھا۔۔ سنی نے کبھی بھی اِبراہیم کو غصّے میں نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ ہاتھ ہٹا کر اُس کی طرف دیکھنے لگا تھا جو اضطرابی انداز میں سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔۔

"تمہیں کیا لگا وہ تمہارے دوست ہیں۔۔؟؟۔۔ وہ تمہیں آئس ڈرگز پر لگا رہے تھے سنی۔۔ کیا کرنے چلے تھے تم"۔۔ تیز انداز میں بولتے بولتے آخر میں اِبراہیم کا لہجہ پست ہوا تھا۔۔ سنی رونا بھول کر شرمندگی سے سر جُھکائے اپنے ہاتھوں کو گھور رہا تھا۔۔ ایک نظر اُسے دیکھ کر ابرہیم نے سگریٹ باہر پھینکا تھا۔۔

"شک تو مجھے اُسی دن ہوا تھا جب وہ اپنا تیس ہزار کے فون کے بدلے تم سے آئی فون لے گیا تھا"۔۔ اِبراہیم نے اُسے اُن دونوں کی ابھی کی بھی ساری گفتگو سنا دی تھی۔۔

"تم اپنی نہیں۔۔ بلکہ میری اور ارمان کی زندگی برباد کرنے چلے تھے۔۔ بھائی تو بھائی کی طاقت ہوتے ہیں یار اور تم ہمیں کمزور کیا بلکل ہی جان سے مارنے چلے تھے" وہ بے بسی سے بولا تھا۔۔

"نہیں بھائی۔۔ آئی ایم سوری بھائی۔۔ مجھے معاف کردیں۔۔ ماں کو کچھ مت بتائیے گا پلیز۔۔ مجھ سے غلطی ہوگئی"۔۔ وہ اُس کے سینے سے لگا بچّوں کی طرح کر رونے لگا تھا۔۔

"میرا سر جُھک جاتا ارمان کے آگے۔۔ کتنے مان سے میں اُس سے کہتا ہوں سنی میرا بھائی ہے۔۔ اُس کی ساری ذمہ داری میری۔۔ اُسے سنی کی ٹینشن لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے"۔۔ وہ اُسے سینے سے لگائے بولتا ہی گیا اور سنی نفی میں سر ہلاتا شرمندگی سے مر جانے کو تھا۔۔ اِبراہیم کو ناچاہتے ہوئے

بھی اُسے جی بھر کر شرمندہ کرنا پڑ رہا تھا تاکہ وہ آئندہ ایسا قدم اُٹھانے سے پہلے سو بار سوچتا۔۔

"مجھے معاف کر دیں۔۔ میں پرامس کرتا ہوں۔۔ میں کبھی آپ کا اور مان کا سر جُھکنے نہیں دوں گا۔۔ میں کبھی اُن سے نہیں ملوں گا۔۔ پرامس نہیں ملوں گا۔۔۔ بات بھی نہیں کروں گا"۔۔ وہ بے تحاشہ روتے ہوئے اُس سے وعدہ کررہا تھا، اُس کے وعدے پر اِبراہیم کو یقین تھا۔۔

"یو ٹرسٹ می رائیٹ۔۔ فارگیٹ ایوری تھنگ"

(تمہیں مجھ پر یقین ہے ناں۔۔ سب کچھ بھول جاؤ)

"اگر وہ لوگ تمہیں پھر تنگ کریں تو مجھے بتانا۔۔ میں دیکھ لوں گا اُنہیں"۔۔ اُس کے آنسو صاف کرتا وہ اُسے سب کچھ بھول جانے کا کہہ کر خود پر اعتبار بڑھا گیا۔۔ تھا۔۔

لیکن کبھی کبھی ہماری غلطیاں اتنی آسانی سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتیں شاید۔۔

.......

ایک ہفتہ لگا تھا اِبراہیم کو اُسے کو نارمل کرنے میں۔۔ اِبراہیم کے ڈر سے حارث نے پھر سے اُس سے رابطہ نہیں کیا تھا۔۔

"چاچو یہ ہارڈ بال ہے۔۔؟؟"۔۔ احمد نے لال کورک کی بال کو اشتیاق سے ہاتھ میں لیے سنی سے پوچھا۔۔

"ہاں یار بال کرواؤ مجھے"۔۔ وہ بیٹ سنبھالتے بولا۔۔ حیا ارحم کو گود میں لیے ابھی ابھی بڑے دروازے سے باہر آئی تھی۔۔ ارحم کا موڈ خراب تھا وہ اُسے بہلانے کو لے آئی تھی۔۔ وہ اُس کے کندھے پر سر رکھے ہوئے تھا۔۔ اُسی وقت دائیں طرف بنی جِم سے اِبراہیم نکلا تھا۔۔ حیا نے بِلا ارادہ اُس کی طرف نگاہ کی تھی وائیٹ ہلکی پھلکی شارٹ ٹی شرٹ بلیو جینز، تبھی اُس نے سر اُٹھایا تھا اُسے

اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ مُسکراتے ہوئے قریب آچکا تھا۔۔ ارحم نے پھر سے رونا شروع کیا تھا وہ اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔ سنی نے شارٹ لگایا، بال اُڑتی ہوئی اُن دونوں کی سمت آئی تھی۔۔ لمحوں کا کھیل تھا۔۔ اِبراہیم سرعت سے اُن دونوں کو اپنے بازوؤں میں لیتا وہ کارک کی ہارڈ بال اپنی کمر پر کھا چُکا تھا۔۔

"آہ"۔۔ بِلاشبہ اُسے بال بہت زور سے لگی تھی۔۔ حیا کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی کیا ہوا ہے۔۔ وہ جو اُس کی حرکت پر ابھی ٹھیک سے حیران بھی نہ ہوپائی تھی کہ اُس کے منہ سے بے ساختہ نکلتی کراہ سُن کر پریشان ہوئی تھی۔۔ وہ پیچھے ہٹا تھا۔۔

"بھائی آئی ایم سوری"۔۔ سنی آگے بڑھا تھا۔۔

"چاچو کو زور سے لگی ہے"۔۔ احمد نے روہانسے لہجے میں کہا۔۔ حیا کو اب ساری بات سمجھ آئی تھی۔۔ وہ اُسے چُوٹ سے بچا گیا تھا وہ جس رُخ پر کھڑی تھی بال اُسی کو لگنا تھا، ارحم کو نہیں۔۔

اُس کے چہرے پر تکلیف کے آثار حیا کو قریب کھڑے ہونے پر آسانی سے دکھے تھے جسے وہ کمالِ بے نیازی سے چُھپا گیا تھا۔۔

"ارے یار ٹھیک ہوں"۔۔ وہ مُسکرا کر بولا تھا۔۔ اِس اچانک افتاد پر ارحم جس کا پہلے ہی موڈ خراب تھا رونا شروع کر چکا تھا۔۔ وہ اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔ لیکن نظریں اُس پر تھیں جو سب کی نظر بچا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

وہ ارحم کو فرح کو تھمائے اُس کے پیچھے لپکی تھی لیکن اُس کے کمرے کے دروازے پر آکر وہ رُکی تھی جہاں وہ کمر پر اُس جگہ ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔۔ اُس کی حیا کی جانب پُشت ہونے کے باعث وہ اُس کے تاثرات نہ دیکھ پائی تھی پر اتنا یقین تھا وہ تکلیف میں تھا۔۔۔

بے ساختہ آگے بڑھتے اُس کے قدم رُکے تھے نظریں جُھکی تھیں۔۔ وہ شرٹ اُتار کر بیڈ پر پھینک رہا تھا وہ وہیں دہلیز پر کھڑی جائے نہ جائے کی کیفیت میں کھڑی رہی تھی۔۔

لیکن اگلے ہی لمحے وہ بُری طرح سے ٹھٹکتے ہوئے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔ اِبراہیم کی کمر پر سُرخ نشان تھا جو خون جمنے کے سبب جامنی سا ہورہا تھا۔۔ حیا کو اُس کی تکلیف دل پر محسوس ہوئی تھی آنکھوں میں آئی نمی پر بمُشکل قابو پاتے وہ اُلٹے قدموں ارمان کے کمرے میں بھاگی تھی۔۔ وہاں سے پین کلر آئینمنٹ لے کر اُس کے قدم پھر سے من من کے ہوئے تھے۔۔ جُھجک حد سے سوا تھا۔۔ وہ اُس کے کمرے سے دو تین قدم کے فاصلے پر کھڑی سوچ رہی تھی جب پیچھے سے آتی حیرت بھری آواز اُسے چونکا گئی تھی۔۔

"کیا ہوا گڑیا۔۔؟؟"۔۔ ارمان اُسے اُس کے کمرے کو گھورتا پا کر حیرت سے سوال کر گیا تھا۔۔

"مان"۔۔ وہ بے تابی سے اُس کی طرف بڑھی تھی اُس کی آنکھوں میں آئے انسو اب گالوں پر پھیلے تھے۔۔

"اُن۔۔اُن کو چوٹ لگی ہے مان آپ یہ آئینمنٹ اُن کو۔۔"۔۔ وہ رودی تھی۔۔

"تم رو نہیں۔۔ میں دیکھتا ہوں آؤ"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر اُس کے کمرے کی طرف بڑھنے کو تھا جب وہ اپنا ہاتھ اُس کی گرفت سے چُھڑا گئی تھی۔۔

"نہیں میں۔۔ مجھے کھانا بنانا ہے، آپ جائیں"۔۔ وہ سُرخ چہرے سے جھجکتے ہوئے نظریں چُرا کر بولتی اُس کے ہاتھ میں آئینمنٹ دے کر سڑھیاں اُتر گئی تھی۔۔ ارمان کو دیکھ کر اُس کی پریشانی کم ہوئی تھی۔۔ ارمان اُس کو جاتا دیکھتا رہا پھر یاد آنے پر اُس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ وہ سامنے بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

"کہاں لگوا لی چوٹ۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے اُسے ٹھیک ٹھاک بیڈ پر بیٹھا دیکھ کر اطمینان سے پوچھا، جس کے تن پر شرٹ ندارد تھی۔۔ تبھی اُسے حیا کا جُھجکنا کترانا سمجھ آیا تھا۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔

"تمہیں اتنی جلدی اطلاع مل گئی"۔۔ وہ بھی مُسکرایا تھا۔۔

"یہ دیکھ رہے ہو۔۔؟؟۔۔ میری بہن تمہارے دروازے پر یہ لے کر کب سے کھڑی تھی۔۔ پر شاید نہیں یقیناً تمہاری یہ باڈی دیکھ کر بیچاری کی ہمت ہی نہیں ہوئی اندر آنے کی"۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

"یار یہ تو اچھی خاصی لگی ہے"۔۔ وہ اُس کی چُوٹ کو دیکھ کر بولا تھا۔۔

"لگی کیسے ہے۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے اُسے لیٹنے کا اشارہ کر کے پوچھا تھا۔۔

"باہر بچّے کرکٹ کھیل رہے تھے کارک بال سے"۔۔ وہ پھر سنی کا جُرم اُس سے چُھپا گیا تھا

"باتیں نہیں کرو اور آئینمنٹ لگاؤ جو میری پیاری بیوی دے کر گئی ہے"۔۔ وہ جو پیٹ کے بل لیٹا تھا ایک دم بولا تھا اُس کے اب پوری کمر میں درد ہورہا تھا۔۔ اُس کی بات پر وہ کھل کر ہنسا تھا۔۔

"کیا کیا کام کرواتے ہو، کبھی تمہارے پاس سُونا پڑجاتا ہے مجھے، اور آج تمہاری چُوٹ پر مرہم لگا رہا ہوں"۔۔ اُس کی چُوٹ پر آئینمنٹ لگاتا بولا تھا۔۔ وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

"مائی پرنسِس از لِٹل بٹ شائی یو نو ناں"

)میری شہزادی تھوڑی سی شرمیلی ہے تمہیں پتا ہے ناں(

"تو بس اپنے سالے سے خدمتیں کروانے پر مجبور ہے بندہ"۔۔ وہ بیچارگی سے بولا تھا ارمان نے قہقہہ لگاتے اُس کے شانے پر مُکا مارا تھا۔۔

"تمہارے اندر جو کُوٹ کُوٹ کر رومینس بھرا ہے ناں فِل حال اُس پر قابو پائے رکھنا"۔۔ وہ اُس کو


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

تنبیہ کرتا بولا تھا۔۔ اب کے اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا

"کہنے کی ضرورت ہے کیا۔۔؟؟"۔۔ اُس کے لہجے میں چھایا یقین ارمان کو شاد کر گیا تھا۔۔

"وہ تو میں تمہیں اچھے سے جانتا ہوں"۔۔ ارمان اب اُس کو ایک نظر دیکھتا اُٹھا تھا۔۔

"میری پرنسِس تو میرے دل میں رہتی ہے اور جو ایک بار دل کے مکین بن جاتے ہیں ناں، تو دل والوں پر اُن کا احترام تاحیات لازم ہوجاتا ہے"۔۔ وہ ہنوز اُوندھے منہ لیٹا بولا تھا۔۔ ارمان اُس کی بات پر دل سے مُسکرایا تھا

"میں پین کلر لے آتا ہوں، لے کر آرام کرو"۔۔ وہ کہہ کر کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔

ارمان کو جب فرح کی زبانی پتا لگا تو اُسے اپنی بہن کی قسمت پر رشک آیا تھا۔۔ اُس کے دل سے دونوں کی خوشیوں کی بےحساب دعائیں نکلی تھیں۔۔ سنی کو سرزنش کرنا وہ نہیں بھولا تھا۔۔ اِبراہیم کے لیے سنی کی خاص مُحبت ارمان کو خوش کردیتی تھی، وہ ہمیشہ اُس کو اُس کے غصّے سے بچا لیتا تھا۔۔

.........

دو تین دن میں اُس کا درد ختم ہوچُکا تھا۔۔ یہ تقریباً اِس واقعے کے ایک ہفتہ بعد کی بات تھی جب سنی نے سمندر پر جانے کا شوشا چھوڑا بات یہاں تک ختم نہیں ہوئی تھی وہ ارمان کو ہٹ بُک کروا کر ایک رات رہنے پر بھی آمادہ کر چُکا تھا۔۔

عصمت جہاں نے جانے سے سہولت سے انکار کردیا تھا، اِن کے ساتھ رحمت جہاں اور اُن کے شوہر تھے۔۔ سفیر اِس وقت آفیس کے سلسلے میں شہر سے باہر تھے پر وہ اُن لوگوں کو اپنا انتظار کرنے کو بھی منع کرچکے تھے۔۔

حیا نے عصمت جہاں اور شہریار کے ساتھ آمنہ کو ساتھ لے جانے کی جنگ بخوبی جیت لی تھی۔۔ ایک

ہفتے میں آمنہ کے فائنل پیپرز تھے۔۔ پر حیا کے لیے اُسے مانتے ہی بنی تھی۔۔

اب طے یہ پایا تھا کہ ارمان، اِبراہیم، حیا، صبا، سنی، سعد ،ایمن، فرح، آمنہ، احمد، نبیہا اور ارحم سب جارہے تھے۔۔

شہریار نے اپنے دوست کا نسبتاً بڑے سے ہٹ کا بندوبست کر دیا تھا، خود وہ سرکاری کام سے اسلام آباد گیا ہوا تھا۔۔

اُن لوگوں کو صبح صبح نکلنا تھا۔۔

.........

صبح سویرے سب ہی چھوٹے بڑے تیار تھے۔۔

وہ لوگ تقریباً نو بجے وہاں پہنچے تھے۔۔ دسمبر کا آغاز تھا ہوا میں خنکی تھی۔۔ سب سے پہلے سب نے ہٹ میں اپنا سامان رکھا تھا۔ چار کمروں کا بڑا کُشادہ سا ہٹ سب کو پسند آیا تھا۔۔

بچوں کو سمندر پر جانے کی جلدی تھی۔۔

بلیو جینز اُس پر ریڈ گھٹنوں سے ایک انچ اُوپر آتی فراک اسٹائل شرٹ گلے میں ریڈ اور بلیک پرنٹڈ شیفون کا اسکارف ڈالے سر پر رنگ برنگی پھولوں کی بڑی سی گول ہیٹ پہنے وہ اُس کو عام حلیے سے قدرے مُختلف اور پیاری لگی تھی۔۔

وہ رنگ برنگی گول ہیٹ تمام لڑکیوں نے پہنی ہوئی تھی۔۔

ہنستے کھیلتے، کھانا کھاتے، مُختلف کھیل کھیلتے شام ہونے کو آئی تھی۔۔

.........

"آپا بس کردو یار یہ تیسرا بال تم نے سمندر میں گُم کیا ہے"۔۔ سنی نے دُہائی دی تھی۔۔ وہ پچھلے

پندرہ منٹ سے بیٹ سنبھالے سنی، نبیہا، احمد اور ایمن کی دُوڑیں لگوا رہی تھی۔۔ وہ کُھل کر بڑے بڑے شارٹس مار رہی تھی۔۔

سنی نے ایک پُرانا تختہ سامنے رکھا تھا جس پر بال کروائی جارہی تھی۔۔

"آؤٹ کرو مجھے، ایسے ہی تھوڑی کوئی بھی بیٹس مین بارلر کی مِنتوں پر کِرس چھُوڑ کر پویلین چلا جاتا ہے"۔۔ وہ مزے سے بولی تھی۔۔ اُس کی بات پر قریب آتے ابراہیم اور ارمان دونوں ہی مُسکرائے تھے۔۔

"چاچو آپ آؤٹ کریں ناں آنی کو"۔۔ احمد اُن دونوں کے پاس آتا منہ بنا کر دونوں کو دیکھ کر بولا تھا۔۔

"دو مجھے، آپ کی آنی کو کلین بولڈ کرتا ہوں"۔۔ اِبراہیم کہہ کر آگے بڑھا ارمان دلچپسی سے وہیں کھڑا رہا تھا۔۔ وہ جو بیٹ پکڑے اگلی بال کے انتظار میں تھی اُس کی بات پر چُونکی تھی۔۔

اِبراہیم نے شرارت بھری مُسکراہٹ ضبط کرتے اُسے بال کروائی تھی۔۔ اُس نے اپنی پوری طاقت سے بیٹ گُھمائی تھی پر یہ کیا وہ اِبراہیم کے توقع کے مُطابق کلین بولڈ ہی ہوئی تھی۔۔ اِبراہیم نے اُسے سوئینگ بال کروائی تھی جو ٹپا کھانے کے بعد اپنی جگہ بدلتی تھی وہ جو اب تک احمد اور سنی کی سیدھی سیدھی بالوں پر چھکے مارتی آئی تھی۔۔ اِس کی بال پر کلین بولڈ ہوئی تھی۔۔

"چاچو نے آنی کو بُولڈ کردیا ہے!!!"۔۔ احمد کے چِلانے پر سب نے ہی تالیاں بجائی تھیں۔۔ اُس نے بےساختہ شکایت بھری نظروں سے اِبراہیم کی طرف دیکھا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں میں اپنے لیے شکایت دیکھ کر اُس نے مُسکراتے ہوئے ایک ہاتھ سے کان کو پکڑ کر زیرِلب سوری بولا تھا۔۔ اُس کا یہ انداز حیا کو اتنا بھایا تھا کہ وہ ایک لمحے کو نظر ہٹانا ہی بھول گئی تھی۔۔ حیا جا کر فرح کے پاس بیٹھ

گئی تھی اور وہ اب اُن لوگوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہوگیا تھا۔۔

.........

ڈوبتے سورج کے دلفریب منظر پر نگاہ جمائے وہ بےخودی میں آگے بڑھتی گئی تھی۔۔

کل کالج میں عائشہ نے سب کو اُس کے نکاح کی خبر دی تھی۔۔ وہ سارے ہی گھر والوں کو جانتی تھی۔۔ اُس نے پرسوں نوٹس کے بارے میں پوچھنے کے لیے فون کیا تھا۔۔ اُس کے فون نہ اُٹھانے پر وہ فرح کو فون کر گئی تھی۔۔ فرح نے سمجھا وہ اُس کی دوست ہے اُس کو حیا کے نکاح کے بارے کے پتا ہوگا وہ باتوں باتوں اُس کے اِبراہیم سے نکاح کے بارے میں بات کر گئی تھی۔۔

اُن لوگوں نے اُس کا ناک میں دم کیے رکھا لیکن اُن کی کچھ باتیں اُس کا دل چیر گئی تھیں۔۔

"اتنا ہینڈسم بندہ کون چھوڑتا ہے ویسے یار کیسے قابو کیا"۔۔ نازنین کو سب سے زیادہ دُکھ ہوا تھا۔۔

"یہ تو بتاؤ حیا تم تو رمیز بھائی سے انگیجڈ تھی ناں پھر اِن سے نکاح کیسے ہوا۔۔؟؟"۔۔ عائشہ حیرت سے بولی تھی۔۔

"اِبراہیم بھائی حیا کے عشق میں گرفتار ہوگئے ہوں گے اور کیا"۔۔ فائزہ مزے سے بولی تھی۔۔

اُن کی باتوں کو سُوچ کر اُس کے دل کو پھر سے وہی تکلیف ہوئی تھی۔۔

"ساری زندگی مجھے یہی سُننا پڑے گا"۔۔ اپنے کانوں پر دونوں ہاتھ رکھے وہ تکلیف سے زور سے چلائی تھی۔۔ شوریدہ لہروں کا شور بڑھا تھا وہ بہت آگے چلی گئی تھی پر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔

"حیا! حیا!"۔۔ کوئی دور سے اُسے آوازیں دے رہا تھا پر وہ جیسے ہوش میں نہیں تھی۔۔ اور سمندر تو اپنے پاس آنے والے ہر انسان کو خوش آمدید کہتا تھا۔۔ ابھی بھی لہریں اُونچا اُونچا لہرا کر عجیب جنونی انداز میں اُسے خیر مقدم کررہی تھیں۔۔

"حیا کیا کر رہی ہو۔۔؟؟"۔۔ کسی نے اُسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔۔ وہ جیسے ہوش میں آئی تھی گھٹنوں سے اُونچا پانی وہ ٹھٹکی تھی۔۔ ایک لمحے کو اُس کے دل میں پانی کا حوف پیدا ہوا تھا پر جیسے ہی سامنے کھڑے شخص پر نظر پڑی اُس کا سارا خوف غصّے میں بدلہ تھا۔۔

"آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں!! جان کیوں نہیں چھوڑ دیتے میری، مر جاؤں پھر جان چھوڑیں گے میری۔۔؟؟"۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اُس کی گرفت سے اپنا بازو چھُڑاتی پوری قوّت سے چلائی تھی۔۔

"اچھا تم اِدھر آجاؤ۔۔ پھر جتنا چاہے لڑ لینا"۔۔ اُس کے چِلانے پر بُرا مانے بغیر اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تھا۔۔ اُس کے نارمل انداز پر حیا کو آگ ہی تو لگ گئی تھی۔۔

"چلے کیوں نہیں جاتے آپ واپس!! جائیں میری زندگی سے۔۔ جسٹ گو!!"۔۔ روتے ہوئے جنونی انداز میں اُس کے سینے پر اپنے دونوں بازو رکھتے اُس نے اُسے پوری قوّت سے دھکا دیا تھا۔۔ وہ لڑکھڑایا تھا لیکن سامنے سے آتی بڑی سی لہر جیسے اُسی کی تاک میں تھی دیکھتے ہی دیکھتے وہ اُس ظالم بےرحم لہر کے عتاب میں آیا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ حیا کی نظروں سے غائب ہوا تھا۔۔ حیا کا کلیجہ منہ کو آیا ہو جیسے

"اِب۔۔اِبراہیم!!!!"۔۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتی زور سے چِلائی تھی۔۔ آنسو پلکوں کی باڑھ توڑ کر نکلے تھے۔۔ وہ اُسے کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا

"واپس آئیں پلیز! مجھے آپ کی ضرورت ہے، میں کیسے رہوں گی آپ کے بغیر۔۔۔ اِبرا ہیمممم!!!!"۔۔ بے تحاشہ روتے ہوئے چلاتے چلاتے وہ اب نا اُمید سی ہوئی تھی آواز اب بڑبڑاہٹ میں تبدیل ہونے لگی تھی جیسے۔۔

"کیا زندگی ختم ہوگئی میری۔۔؟؟۔۔ اتنی سی تھی میری زندگی۔۔؟؟"۔۔ وہ جیسے ہوش میں نہیں رہی تھی۔۔

کوئی سامنے سے بھاگتا ہوا آرہا تھا۔۔ وہ اُس کو دیکھے گئی تھی۔۔ مُتعدد بار اپنا نام پُکارے جانے پر بھی اُسے نہیں سمجھ آرہی تھی کہ کون بھاگتا ہوا آرہا ہے اور اُس سے مسلسل کیا کہہ رہا ہے۔۔

"حیا۔۔!!"۔۔ وہ ارمان تھا۔ حیا نے خالی خالی آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی ارمان بولا تھا

"یار تم لوگوں کو بیچ سمندر ہی ملا تھا لڑنے کے لیے"۔۔ وہ اُس کو نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ اُس کے پیچھے دیکھ کر کہہ رہا تھا وہ تڑپ کر مُڑی تھی وہ سر سے پیر تک بھیگا ہوا اُس کی بات پر زور سے ہنستا اپنے بال جھٹک رہا تھا۔۔ ایک لمحے کو اُس کی جان میں جان آئی تھی پر اگلے ہی لمحے وہ اُس پر پل پڑی تھی۔۔

"آئی ہیٹ یو، آئی ہیٹ یو۔۔ میرے دل سے کھیلتے ہیں آپ۔۔"۔۔ وہ اب پرواہ کیے بغیر پھر سے اُس کے سینے پر دونوں بازو رکھتے چلائی تھی۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔ ارمان نے اُسے پیچھے سے تھاما تھا۔۔

"کیوں میرے دل کا اتنا امتحان لیتے ہیں۔۔؟؟"۔۔ اب آنکھوں میں آنسو لیے وہ بے بسی سے بولی تھی، اِبراہیم کی مُسکراہٹ ایک دم سمٹی تھی۔۔ اپنا آپ ارمان سے چُھڑاتی وہ ایک دم پلٹ کر بھاگی تھی۔۔

..........

"آئی ہیٹ یو، آئی ہیٹ یو۔۔ میرے دل سے کھیلتے ہیں آپ۔۔"۔۔ وہ اب پرواہ کیے بغیر پھر سے اُس کے سینے پر دونوں بازو رکھتے چلائی تھی۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔ ارمان نے اُسے پیچھے سے تھاما تھا۔۔

"کیوں میرے دل کا اتنا امتحان لیتے ہیں۔۔؟؟"۔۔ اب آنکھوں میں آنسو لیے وہ بے بسی سے بولی تھی، اِبراہیم کی مُسکراہٹ ایک دم سمٹی تھی۔۔ اپنا آپ ارمان سے چُھڑاتی وہ ایک دم پلٹ کر بھاگی تھی۔۔

"یار میں۔۔"۔۔ وہ اُسے بتانا چاہتا تھا کہ اُس کے شدید دھکے سے وہ واقعی اپنا توازن کھویا تھا۔۔

"میں سب کچھ دیکھ چُکا تھا، وہ بہت بیوقوف ہے"۔۔ ارمان نے جیسے بہن پر افسوس کیا تھا اتنے پیارے انسان کی بےقدری پر۔۔

اگر کوئی سوئیمنگ سے ناواقف بندہ ہوتا تو یقیناً اِن ظالم لہروں کا شکار ہوچکا ہوتا۔۔ یہ سارا منظر اُس کی آنکھوں سے گُزرا تھا ایک لمحے کو اُس کی حالت بھی غیر ہوئی تھی وہ پاگلوں کی طرح اُن کی طرف بھاگا تھا۔۔

"میں سُوچ رہا ہوں دادو سے تم دونوں کی رُخصتی کی بات کروں۔۔ اِس طرح تو یہ مزید بیوقوفی کرتی رہے گی"۔۔ اُس کے لہجے میں حیا کے لیے پریشانی دیکھ کر اِبراہیم نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"نو، اِٹس ناٹ دی رائیٹ ٹائم"
(نہیں ابھی یہ صحیح وقت نہیں ہے)

"پہلے مجھے اُسے منا لینے دو، اُسے ویسے ہی لگتا ہے میں اُس کی زندگی میں زبردستی داخل ہوگیا ہوں۔۔"۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔ ارمان چُپ چاپ اُسے دیکھے گیا۔۔

"ابھی تو اُس نے مجھے سمندر میں دھکا دیا ہے، رُخصتی کرواؤ گے تو کیا پتا نیند میں گلا ہی دبا دے"۔۔ وہ اپنی ہی بات

پر قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ جب کہ ارمان مُسکرایا تک نہیں تھا۔۔

"میری بہن کی مُحبت پر شک کر رہے ہو۔۔ ابھی اُس کی حالت دیکھی تھی ناں تم نے۔۔"۔۔ وہ مصنوعی خفگی سے بولا پر لہجے میں دونوں کے لیے محبت تھی وہ مُسکرایا تھا۔۔

"اور یہی بات تو مجھے زندگی دے گئی ہے"۔۔ اپنے گیلے بالوں میں ہاتھ چلاتے وہ خُوشگواریت سے بولا تھا۔۔ دونوں نے واپسی کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔

..........

"حیا کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں۔۔؟؟"۔۔ وہ کب سے دیکھ رہی تھی، وہ کُرسی پر اکیلی اُداس سی بیٹھی سمندر کی لہروں کو گھور رہی تھی۔۔

"ج۔۔جی بھابھی، پوچھنے کی بات ہے کیا"۔۔ وہ آنکھوں میں آئی نمی کو چُھپاتی مُسکرا کر بولی یہ اور بات تھی کہ آمنہ سے وہ نمی مخفی نہ رہ سکی تھی۔۔ وہ اُس کے برابر کُرسی پر بیٹھ گئی۔۔ آمنہ نے نظر بھر اُس پیاری سی اُداس لڑکی کو دیکھا تھا جو اتنی جلدی اُس کے دل میں گھر کر گئی تھی۔۔

"کیا ہم دوست بن سکتے ہیں حیا۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھامے پوچھ رہی تھی۔۔

"بھابھی اِس سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا بات ہو گی"۔۔ وہ خوشدلی سے اُس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی پُورے خلوص سے بولی تھی۔۔ آمنہ مُسکرائی تھی۔۔

"تمہیں پتا ہے حیا!! ایک پل کو مجھے لگا تھا میں نے ارمان کو کھو دیا ہے"۔۔ وہ دور کھڑے ارمان پر نظریں جمائے بولی تھی۔۔ حیا اب پُوری طرح اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔

"میں اُس رب کے آگے بےبس تھی، میں روتی، چِلاتی، چیختی مجھے وہ چاہیئے وہ چاہیئے پر اگر وہ نہ دینا چاہتا تو میرا رونا چیخنا بیکار تھا، اُس کے باوجود میرا دل رویا تھا اپنے رب کے آگے"۔۔ حیا نے اُس کی آنکھوں میں اب نمی دیکھی تھی۔۔

"پر میں گناہگار کیسے شُکر ادا کروں اُس کا، اُس نے میرا دامن میری مانگ سے بھرا"۔۔ وہ اب آنکھوں کو صاف کرتی مُسکرائی تھی۔۔

"حیا میں تمہارے دل کی حالت سمجھتی ہوں، مجھے پتا ہے تمہارے لیے آسان نہیں ہے، پر ایک بار رب کی اِس نعمت کی قدر کرتے اُنہیں معاف تو کر کے دیکھو"۔۔ اُس کی بات کو سمجھتے ہوئے وہ بےاختیار اُس کے کندھے پر سر رکھے سسکی تھی۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے اُسے کھو دینے کے چند لمحے اُسے زندہ درگور کر گئے تھے۔۔

"میں اُن سے بہت مُحبت کرتی ہوں، اِس نکاح سے پہلے سے کرتی ہوں بھابھی"۔۔ آمنہ نے اُسے رونے دیا تا کہ وہ اپنے دل کا غبار نکال لے۔۔

"لیکن بھابھی کوئی کیوں نہیں سمجھتا میرا دل پہلے سے ہی اُن سے ناراض تھا ابھی وہ غصّہ نہیں اُترا تھا کہ مجھے زبردستی اُن کے گلے باندھ دیا"۔۔ آمنہ نے اُس کی بات پر مُسکراتے ہوئے اُس کے گرد اپنا حصار باندھا تھا۔۔

"نہیں خیر زبردستی تو نہ کہو آگ تو دونوں طرف برابر ہے لگی"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی شرارتاً بولی تھی۔۔ اُس کی بات پر وہ جھینپی تھی۔۔ اُس کے چہرے پر اِبراھیم کے نام پہ چاہت کے بکھرے رنگ دیکھ کر وہ بےساختہ اُس کی پیشانی چُوم گئی تھی۔۔

"اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش و آباد رکھے آمین"۔۔ آمنہ نے اُسے کے آنسو صاف کیے۔۔ حیا کے دل نے چُپکے سے آمین کہا تھا۔۔

"جب وہ پاس نہیں ہوتے ناں تو دل اُن کو دیکھنے کی خواہش کرتا ہے۔۔ اُن کی تکلیف پر مجھے تکلیف ہوتی ہے، وہ پاس ہوکر مجھے اگنور کریں تو اُن پر غصّہ آتا ہے۔۔ لیکن اِن سب کے باوجود جب وہ میرے سامنے آتے ہیں تو پچھلے پانچ سالوں کی اذیت، تکلیف مجھے اُنہیں قتل کرنے کو کہتی ہے، پر ابھی۔۔ ابھی آدھے گھنٹے پہلے جب وہ پانی میں غائب ہوئے تھے تو میری زندگی بھی اُن پلوں میں میرا ساتھ چھوڑنے کو تھی"۔۔ وہ بہتی آنکھوں سے بولے جارہی تھی۔۔ آمنہ مُسکراتے ہوئے اُس دیوانی لڑکی کو سُنے گئی۔۔

"سب ٹھیک ہوجائے گا ان شاء اللہ۔۔ اللہ پر بھروسہ کرو۔۔ وہ دن دور نہیں جب تم پُوری حق اور خوشی سے اُن کی چاہت قُبول کرو گی آمین"۔۔ اپنی بات کے جواب میں اُس کا گلابی پڑتا چہرہ دیکھ کر آمنہ کھل کر ہنسی تھی۔۔

وہ سمجھ گئی تھی حیا کو زبردستی اِس رشتے کو قبول کروانے کے بجائے اُس کو وقت دینا تھا کہ وہ خود اِس رشتے اور ابراہیم کو دل سے قُبول کرے۔۔

..........

"بھائی آج کوئی انگلش سونگ ہوجائے پلیز"۔۔ سنی نے اُس کے ہاتھ میں گٹار تھمایا تھا۔۔ رات کے ساڑھے گیارہ بجے تھے سب ہی گیلری میں کُرسیوں پر بیٹھے رات کے دلفریب منظر سے لطف اندوز ہورہے تھے۔۔ فرح بچّوں کو سُلا آئی تھی سارے دن کے تھکے ہارے فوراً سے سوگئے تھے۔۔

دسمبر کے اوائل دن ہونے کے باعث موسم قدرے سرد تھا۔۔

آج چودھویں کی رات تھی آسمان پر پورا چاند آب و تاب سے چمک رہا تھا جس کی روشنی سے پورے سمندر میں ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے ننھے ننھے ستارے چمک رہے ہوں۔۔ بِلاشبہ وہ حسین رات تھی۔۔ لڑکوں نے جیکٹس جبکہ لڑکیاں شال اُوڑھے ہوئے تھیں۔۔ اُس نے ایک نظر سب کو دیکھ کر نظر اُس پر ٹکائی تھی۔۔ جبھی سنی نے زور سے سرگوشی کی تھی۔۔

"آپ دونوں اپنی اپنی والی کو نظر میں رکھ سکتے ہیں"۔۔ مُخاطب ارمان اور اِبراہیم ہی تھے۔۔ اِبراہیم ہنسا تھا جبکہ ارمان نے مُسکراہٹ ضبط کر کے اُسے گھورا تھا جبکہ وہ دونوں ہی جھینپی تھیں۔۔

گٹار کو مخصوص انداز میں پکڑے اُس نے گانا شروع کیا تھا۔۔

All I can say is it was enchanting to meet you

"مار ڈالا بھائی نے آج تو"۔۔ سنی با آواز بُلند بولا تھا۔۔ وہ مُسکراتے ہوئے نیچے دیکھتا گٹار کے تار چھیڑ رہا تھا۔۔ حیا کو وہ اِس چاندنی رات سے زیادہ خوبصورت محسوس ہوا تھا۔۔

Walls of insincerity

Shifting eyes and vacancy

Vanished when I saw your face

اِبراہیم نے سر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔ آج پھر اُس کے دیکھنے پر بھی حیا نے نگاہ نہیں ہٹائی تھی۔۔

All I can say is it was enchanting to meet you

وہ مُسکرایا تھا۔۔ اُس کی گہری کالی سحر انگیز آنکھوں نے جیسے اُسے اپنے سحر میں جکڑا تھا ایک لمحے کو اُس کی کچھ بولتی نظریں حیا کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔

Your eyes whispered have we met?

اُس سے زیادہ وہ اُن آنکھوں میں دیکھنے کی تاب نہ لا پائی تھی۔۔ اُس کی آنکھیں جُھکی تھیں۔۔ اُس کی اِس حرکت پر وہ سر جھٹک کر مُسکرایا تھا۔۔

Cross the room your silhouette

Starts to make its way to me

The playful conversation starts

Counter all your quick remarks

Like passing notes in secrecy

"آج تو مجھے پکا یقین آگیا کہ اُس دن بھی یہ حیا کے لیے ہی گا رہے تھے"۔۔ صبا کی سرگوشی بلکل بھی سرگوشی نہیں تھی۔۔ سب ہی زور سے ہنسے تھے۔۔

And it was enchanting to meet you

صبا کی بات پر وہ دلکشی سے مُسکرایا تھا جیسے مان رہا ہو میرا ہر لفظ اُسی کے لیے ہے۔۔

All I can say is I was enchanted to meet you

This night is sparkling don't you let it go

I'm wonderstruck, blushing on the way home

I'll spend forever wondering if you know

I was enchanted to meet you

اب کی بار حیا کی نگاہیں اُٹھانے کی جرات نہیں ہوئی تھی۔۔ اُسے لگا وہ آج سب کے سامنے اپنے جذبوں کا اظہار کر رہا ہے۔۔ اِس بندے کی دلیری سے وہ ہمیشہ خائف ہی رہتی تھی۔۔

All I can say is I was enchanted to meet you

وہ اختتامی انداز سے رُک رُک کر گاتا اُسی طرح گٹار کو رُک رُک کر بجا کر گانا ختم کر چُکا تھا۔۔

آمنہ ارمان سے نظریں ملنے پر مُسکرائی تھی۔۔

"واؤ بھائی، آج سے یہ سونگ میرا فیورٹ"۔۔ سنی کی بات پر وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

..........

"اِبراہیم کی طرح مجھے گانا نہیں آتا ورنہ اِس حیسن رات کے حسین لمحوں میں ضرور آپ کی نظر کچھ شعر کرتا"۔۔ وہ جس طرح بولا تھا آمنہ کی ہنسی سُروں میں بکھری تھی۔۔ ارمان بے خود ہوا تھا۔۔ رات کے دو بج رہے تھے۔۔ اِس حسین رات جہاں پورے چاند کی روشنی اور صرف سمندر کی لہریں رات کی خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہے تھے۔۔ وہ اپنے دل کی سُن کر اُسے چھت پر لے آیا تھا۔۔

"نیچے چلیں گی۔۔؟؟"۔۔وہ نیچے جھانکتا پوچھ رہا تھا۔۔

"اِس وقت۔۔؟؟۔۔ نہیں۔۔"۔۔ اُس نے حیرت سے آنکھیں کھول کر سوال پر سوال کیا تھا پھر خود ہی جھرجھری لے کر نفی میں جواب دیا تھا۔۔ انداز ایسا تھا جیسے وہ اُسے زبردستی لے ہی تو جائے گا نیچے۔۔ ارمان کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ اُس نے نظر بھر کر اپنی شریکِ حیات کو دیکھا تھا جو اِس وقت کالی شال اُوڑھے نیچے جھانک رہی تھی۔۔

"میرے ہوتے ہوئے بھی آپ کو ڈر لگ رہا ہے۔۔؟؟ افسوس ڈاکٹر ارمان ہاشمی افسوس"۔۔ وہ خود پر افسوس کرتا بولا انداز میں شرارت تھی اُس کے انداز پر آمنہ نے ہنسی ضبط کی تھی۔۔

"چلیں پھر۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی آنکھوں میں ناچتی شرارت کے ساتھ ارمان کو اُس کی آنکھوں میں اپنے لیے یقین بھی نظر آیا تھا۔۔ وہ اندر تک شاد ہوا تھا۔۔ سامنے کھڑی لڑکی کبھی بہت زیادہ پُراعتماد نظر آتی کبھی اُس کی ایک بھرپور نظر سے آنکھیں جُھکا لیتی۔۔ ارمان کو اُس کی یہ ادا دل میں ہلچل مچا دیتی تھی۔۔

"چلو"۔۔ اُس کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر وہ بھی شرارت پر آمادہ ہوا تھا۔۔ اُس کے ہاتھ کو تھام کر ارمان نے اُسے اپنی طرف ہلکے سے کھینچا تھا۔۔ وہ ایک دو قدم اُس کی طرف کھینچتی گئی تھی۔۔ اُس سے کچھ فاصلے پر رُک کر اُس نے نظریں اُٹھائیں تھیں، اُس کے چہرے پر دو تین سیکنڈ پہلے والی شُوخی کی جگہ اب شرمیلے تاثرات دیکھ کر وہ مُسکراتے ہوئے اُس کا ہاتھ چُھوڑ گیا تھا۔۔

..........

"صبا صبا اُٹھو!!"۔۔ وہ صبا کا کندھا جھنجھوڑ کر بولی، ابھی اُسے بمُشکل نیند آئی تھی جب فوراً سے اُس کی آنکھ کُھلی تھی۔۔ اِس خوفناک جگہ پر اُسے آج کی رات نیند شاید ہی آنی تھی۔۔ پر جاگتے ہوئے خُوف اُسے اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔۔

"کیا ہے سُونے دے"۔۔ وہ جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی۔۔

شہریار کے دوست کے اِس بڑے سے فرنشڈ ہٹ میں چار کمرے تھے۔۔ سب سے بڑے کمرے میں فرح بچّوں اور آمنہ کے ساتھ تھی۔۔

ایک کمرے میں سنی اور سعد۔۔ دوسرا کمرا وہ، صبا اور ایمن جبکہ سب سے آخری کمرا جِس کی کھڑکی سے سمندر دکھتا تھا وہ کمرا اِبراہیم اور ارمان کے پاس تھا۔۔ جس سے حیا کے کمرے کی دیوار سے دیوار ملی ہوئی تھی۔۔۔

"اِس طرح تو میں شہید ہوجاؤں گی ڈر سے۔۔ مان کے پاس جاتی ہوں"۔۔ پورے گھر میں کمروں سمیت زیرو پاور بلب کی پیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی جو اِس جگہ کو مزید ہیبت ناک بنا رہے تھے۔۔ وہ ہاتھوں سے بکھرے بال سمیٹ کر پاؤں میں چپل ڈالتی اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

سفید ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور سفید ہی شلوار میں ملبوس کھلے بکھرے بالوں سمیت وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔ اِبراہیم اور ارمان کے کمرے کا دروازہ کُھلا تھا۔۔ ہال میں پیلے زیرو بلب کی روشنی سے اُس کا خوف بڑھا تھا پر اُوپر سے آتی ہنسی کی جھنکار اُس کا خون خُشک کر گیا تھا۔۔

••••••••

"آئی ہیٹ یو، آئی ہیٹ یو۔۔ میرے دل سے کھیلتے ہیں آپ۔۔"۔۔ اُس نے زور سے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔۔ یہ اِس کا مُسلسل تیسرا سگریٹ تھا۔۔ ایک ہاتھ دیوار پر جمائے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں دبے سگریٹ کو ہونٹوں سے لگائے وہ اندر کے اضطراب کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

اُس کے آنسو اُس پر الفاظ۔۔

"کب یقین کرو گی تم میرا، کب معاف کرو گی مجھے"۔۔ وہ کھڑکی سے ہاتھ ہٹا کر اب اپنی پیشانی مسلنے لگا تھا۔۔

کبھی کبھی اُس کا دل چاہتا اُس کے غصّے کی پرواہ کیے بغیر اُسے سب سے دور لے جائے۔۔ اپنے سامنے بٹھا کر اِن پانچ سالوں کی بے چینی، تڑپ اُس کے آگے کُھول دے۔۔

"دیکھو میری طرف، میں بھی تڑپا ہوں، تم اذیت میں تھی تو سکون میں تو میں بھی نہیں رہا"۔۔ وہ سگریٹ کے گہرے گہرے کش لیتے ہوئے آج جیسے خود سے لڑ رہا تھا۔۔

اُسے ایسے اپنی بانہوں میں بھر لے کے دُنیا کا کوئی غم اُسے چھُونا تو دُور کی بات اُسے دیکھ بھی نہ پائے۔۔

"اب مجھے سمجھ آرہا ہے کہ کیوں پانچ سال بے سکون رہا میں، تم مجھے ہر لمحہ پُکارتی رہی، یاد کرتی رہی۔۔ اور میرا دل مجھے بے چین کر کے مجھے اشارے دیتا رہا تھا"۔۔ اُس نے اب سگریٹ کھڑکی سے باہر پھینک کر دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔۔ انداز سے اضطراب ظاہر تھا۔۔ پہلے اُس کی یاد اُسے اِس طرح اضطراب دے جاتی اور اب آنسو۔۔

تکلیف میں اگر حیا نُور رہی تھی تو سُکون میں ابراہیم ہاشمی بھی نہیں رہا تھا۔۔

تبھی باہر اُسے کسی کی موجودگی کا گُمان ہوا تھا۔۔ وہ دروازے کی طرف بڑھا تھا

..........

"چچ۔۔چُڑیل"۔۔ اُس سے پہلے کے اُس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ چیخ کا رُوپ دھارتے کسی نے پیچھے سے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اُس کی چیخ کا گلا گھوٹا تھا۔۔ حیا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔

اُس کا دل حلق میں آیا ہو جیسے۔۔ وہ بُری طرح کسی کی گرفت میں تڑپی تھی۔۔ اُسی تیزی سے کسی نے پیار سے اپنی گرفت میں لیتے اُسے سنبھالا تھا۔۔ حیا نے خود کو چھُڑانے کی خاطر اُس کے ہاتھ پر اپنے ناخن گاڑھے تھے

"حیا۔۔ حیا"۔۔ اُس کے بُری طرح ہاتھ پیر مارنے پر وہ اپنی گرفت اُس پر تھوڑی سی سخت کرتا اُسے قابو کر کے کمرے میں لایا تھا۔۔

"میں ہوں اِبراہیم! پاگل لڑکی"۔۔ وہ اُسے چھوڑتے ہوئے دروازہ بند کر کے بولا تھا۔۔ وہ اُسے کچھ سیکنڈ میں قابو کرسکتا تھا پر اُس کے لیے اِبراہیم کو اپنی گرفت سخت کرنی پڑجاتی۔۔ اُسے سختی سے چھونے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ اُس نے سامنے دیکھا وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے گہرے سانس لیتی اپنے حواس درست کر رہی تھی جو اُس کی اِن چند لمحوں کی قربت پر بدحواس ہی تو ہوئی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا

"آپ۔۔!!"۔۔ مناسب الفاظ نہ ملنے پر وہ اُسے گھور کر رہ گئی تھی۔۔ اُس کی اِس حرکت پر وہ چڑیل بھی بھولی تھی۔۔

"آئی ایم سوری سوئیٹ ہارٹ، پر تم سب کو اُٹھا دیتی ابھی"۔۔ وہ اُسے ایک نظر دیکھ کر بولا تھا جو ابھی بھی غصّے سے اُسے ہی گھور رہی تھی۔۔

"ماں کہاں ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر خفا خفا لہجے میں بولی تھی۔۔

"اُس کی ضروری کال تھی، وہ سُن رہا ہے باہر گیلری میں"۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر مُسکرایا جہاں اُس کے ناخنوں کے نشان سے بن گئے تھے۔۔ کبھی مرنے مارنے پر آتی ہے، کبھی بلکل نارمل بات کرتی ہے وہ حیران ہی تو ہوا تھا۔۔

"مجھے اتنا ڈر لگ رہا تھا۔۔ یہ سن کے بچّے کے ایڈونچرز ایسے ہی فضول ہوتے ہیں"۔۔ وہ منہ بنا کر بولی تھی۔۔ سفید لباس میں وہ اُسے سمندر میں گھلی ہوئی چاندنی ہی معلوم ہوئی تھی۔۔ قربت کے یہ

چند لمحے اِبراہیم ہاشمی کے دل کو آج نئے سُروں سے چھیڑ گئے تھے۔۔ اُس کا دل اُس لمحے سامنے کھڑی لڑکی کو قریب سے دیکھنے کا خواہاں ہوا تھا۔۔ اپنی ہی خواہش نے اُسے پریشان کیا تھا۔۔ وہ مُڑا تھا۔۔ ہونٹوں میں سگریٹ دبائے وہ کھڑکی میں آ کھڑا ہوا تھا۔۔ جہاں سے نظر آتا پورا چاند اور اُس کی چاندنی میں نہایا ہوا سمندر اُس کے دل کو اور بہکانے چلے تھے۔۔

"ایک تو یہ اِس کے بغیر نہیں رہ سکتے"۔۔ واضح بڑبڑاہٹ پر وہ عجیب یاسیت بھرے انداز میں مُسکرایا تھا۔۔

"اِس وقت میرے دل سے پوچھو وہ کس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔ پاگل لڑکی یہی تو اب تک مجھے سنبھالے ہوئے ہے"۔۔ جب اچانک اپنے پہلو میں دیکھ کر وہ ٹھٹکا۔۔ وہ بڑے شان سے اُس کے پہلو میں آ کھڑی تھی۔

"اُففففف!! بہت خوبصورت رات ہے لیکن بہت پُراسرار سی"۔۔ دور تک نظر آتے سمندر کو دیکھتے اُس نے جھرجھری لی تھی۔۔ بمُشکل اُس سے نظریں چُرائے کچھ بھی بولے بغیر وہ سامنے دیکھنے لگا۔۔ حیا کے کُھلے بال اُڑ اُڑ کر اُس کے سینے اور چہرے پر آرہے تھے

"سردیوں کی راتیں کتنی خوفناک ہوتی ہیں ناں، خاموش سی۔۔ ایسا لگتا ہے کچھ کہہ رہی ہوں"۔۔ اُس کی باتوں سے اُس کے اندر کا خوف ظاہر ہورہا تھا۔۔ وہ اُس کے پاس کھڑی اُس کے ضبط کا امتحان لینے پر آمادہ تھی شاید اِس وقت۔۔۔ تبھی اِس چاندنی میں ڈوبے منظر میں دو کُتے آپس میں گُتھم گُتھا ہوئے تھے۔۔

"مان"۔۔ وہ مارے خوف کے اُس کے شانے میں سر دے گئی تھی۔۔ اِبراہیم کو لگا وقت تھم سا گیا ہو۔۔ وہ سر جُھکائے بنا کوئی حرکت کیے اُس کے کانپتے وجود کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ دل گُستاخی پر

آمادہ ہوا تھا، جبھی ختم ہوتی سگریٹ کا انگارہ اُسے ہوش میں لے آیا تھا۔۔ اُس نے بے اختیار ہاتھ جھٹکا تھا۔۔ اُسے ایسا لگا جیسے کسی نے جادو کا طلسم توڑا ہو۔۔

"ہوش کرو!۔۔ یہ تمہاری وہی چھوٹی سی پرنسِس ہے جو اپنا بڑا سا ٹیڈی لے کر تمہارے کمرے میں بڑے یقین اور مُحبت سے آتی تھی، آج میں اباریم کے پاس سوؤں گی"۔۔ اُس نے گہرا سانس لے کر خود پر قابو پایا تھا۔۔ اگر کچھ ہوجاتا تو۔۔

"پلیز یہ کھڑکی بند کر دیں پلیز۔۔ مجھے بہت ڈر بھی لگ رہا ہے اور سردی بھی ہے"۔۔۔ وہ ہنوز اُس کے شانے میں سر دیئے بول رہی تھی۔۔

"حیا"۔۔بھاری آواز۔۔ اُس نے سر اُٹھایا۔۔ حیا کی آنکھیں اُس کی سُرخ آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔ اِس لمحے اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔ وہ اپنی بے اختیاری پر خفت زدہ ہوتی اُس سے دور ہوئی تھی۔۔

"جب تک ارمان آتا ہے تم یہیں سو جاؤ"۔۔ وہ اُسے دیکھے بغیر دوسری سگریٹ سلگا کر بولا۔۔ اُس کی آنکھوں کی

سُرخی اور لہجے کا بھاری پن حیا کا دل دھڑکا گئے تھے۔۔اُس سب کے باوجود وہ کمرے سے باہر جانے کی ہمت نہ

کرپائی تھی۔۔ وہ سر جُھکائے بیڈ تک آئی تھی۔۔

...........

"آپ کے ساتھ گزارے یہ چند لمحات مجھے ہمیشہ یاد رہیں گے آمنہ"۔۔ وہ اُس کے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیتا بولا۔۔ جہاں بکھرتے رنگ اُس کی چاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔

"مجھے بھی"۔۔ وہ دھیرے سے بولتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔ ارمان نے اپنے کمرے کا دروازہ جیسے ہی کھولا سامنے نظر پڑتے ہی وہ بے طرح ٹھٹکا تھا۔۔

"ہیں! یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔۔؟؟"۔۔ ارمان کی حیرت میں ڈوبی آواز پر وہ مُڑا تھا۔۔ اور اُسے بھی اُتنا ہی جھٹکا لگا تھا جتنا کہ ارمان کو۔۔ اُس کے پلٹ کر بیڈ کی طرف جانے کے بعد سے بغیر اُس کی طرف دیکھے پچھلے دس منٹ سے وہ کھڑکی میں اُسی جگہ کھڑا رہا تھا۔۔

اُس کے ہونٹوں پر در آنے والی مُسکراہٹ بے ساختہ تھی۔۔

وہ بیڈ پر سُکڑی سمٹی سی سوئی ہوئی تھی، اور جس بات نے اُسے مُسکرانے پر مجبور کیا تھا وہ اُس کی بڑی سی جیکٹ خود پر اُوڑھے ہوئے گول مول سی ہوئی بمُشکل خود کو چھپائے ہوئے تھے۔۔

"تمہیں ڈھونڈنے آئی تھی"۔۔ اُس کی بات پر وہ ساری بات سمجھتے ہوئے دائیں بائیں سر ہلاتے اُس کے پاس آیا تھا۔۔

"حیا گڑیا اُٹھو"۔۔ وہ اُس پر جُھکا اُس کے بالوں کو ہلکے سے چھیڑ کر بولا۔۔ پر وہ حیا گڑیا ہی کیا جو ایک بار سُونے کے بعد آرام سے اُٹھ جائے۔۔ ایک فجر کی نماز تھی جس کے لیے وہ بغیر چُوں چراں کیے اُٹھ جاتی تھی۔۔ سُوتے ہوئے وہ اُس کو وہی سات سال کی حیا لگی تھی۔۔ اُس کے چہرے پر نگاہ جمائے وہ مُسکرایا تھا۔۔

"حیا، دیکھو مان آیا ہے"۔۔ اب کے اُس نے بچّوں کی طرح پچکارا تھا

"ہمم"۔۔ وہ کسمسائی تھی۔۔ اُس کا اُٹھنے کا مُوڈ نہ دیکھ کر اُس نے اُس پر سے جیکٹ ہٹاتے اُسے احتیاط سے گود میں اُٹھایا تھا۔۔

"دیکھ لو میں نے ساری زندگی یہی کیا ہے، اب تمہاری باری ہے"۔۔ وہ اُسے اُٹھائے آگے بڑھتا اُس کو دیکھ کر بیچارگی سے بول کر کمرے سے نکلا تھا۔۔ اِبراہیم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔ اُس کا موڈ لمحوں میں خوشگوار ہوا تھا۔۔

..........

"مما جب آمنہ چاچی ہماری چاچی ہیں تو آنی بھی تو ہماری چاچی ہوئی ناں"۔۔ صبح سب ہی جانے کے لیے تیار گاڑیوں کے پاس کھڑے تھے جب احمد کے چھوڑے ہوئے شوشے پر سب ہی با آواز بلند ہنسے تھے۔۔ اور وہ زمین کو گھورنے پر مجبور ہوئی تھی۔۔

"بات تو صحیح کہی ہے میرے بیٹے نے"۔۔ اُس نے فرح کو گھورا تھا۔۔ فرح کھکھلا کر ہنسی تھی

"جیسے اب تم میری دیوارنی بن گئی ہو"۔۔ اُس کا چہرہ لمحوں میں سُرخ ہوا تھا۔۔۔ اِبراہیم محظوظ ہوا تھا

"کوئی نہیں میں آپ کی بہن ہوں"۔۔ وہ فرح کو آنکھوں ہی آنکھوں میں ناراضگی دکھاتی بولی تھی۔۔

"میری تو یہ آنی ہیں"۔۔ نبیہا اُس سے بہت محبت کرتی تھی۔۔ ابھی بھی وہ اُس سے لپٹی تھی۔۔

"میں سب کی آنی ہوں"۔۔ اُس نے احمد کو گھور کر کہا سب پھر سے ہنسے تھے۔۔

یہ قافلہ ایک اچھا دن اور حسین رات گزار پر اپنے واپسی کے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔۔ آمنہ کو راستے میں ڈراپ کر دیا گیا تھا۔۔

..........

"پھر کب چھوڑ کر جانے والے ہیں وہ تمہیں روتا ہوا ہمیشہ کی طرح واپس"۔۔ وہ ارحم کو چاول کھلا رہی تھی جب عروج اُس کے پاس آکر بیٹھی تھی۔۔۔ حیا نے ہاتھ رُوک کر اُسے دیکھا تھا جو اب اُس کی طرف دیکھتی طنزیہ مُسکرا رہی تھی۔۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟؟۔۔ کیا یہ سچ نہیں ہے وہ تمہیں پہلے ہنساتے ہیں خوش کرتے ہیں پھر رُوتا چُھوڑ کر چلے جاتے ہیں"۔۔ اُس نے کوئی جواب دیئے بغیر ارحم کے منہ میں نوالہ ڈالا تھا۔۔

"یو نو واٹ، یو ہیو بین جسٹ آ ٹائم پاس فار ہم"

(تمہیں پتا ہے، تم اُن کے لیے صرف ایک ٹائم پاس رہی ہو)

"رہی بات اِس نکاح کی تو، دیکھ لو، مجبوری میں ماں اور نانو کی عزّت بچائی ہے اُنہوں نے"۔۔ اُس کی بات پر ایک لمحے کو حیا کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔۔

"ورنہ چار سال ایک مرد سے منسوب رہنے والی لڑکی کو کوئی بھی مرد قُبول نہیں کرتا سوائے مجبوری کے"۔۔ اُس کے ہاتھ رُوکنے پر ارحم کا موڈ خراب ہوا تھا۔۔ ورنہ اُس کا دل وہاں سے بھاگنے کو چاہا تھا۔۔

"اور بہت جلد وہ تہیں ہمیشہ کی طرح رُوتا چُھوڑ کر واپس چلے جائیں گے"۔۔ اب وہ اپنا موبائل کھولے اُس کے سامنے کرنے لگی تھی۔۔

"اور اب تو وجہ بھی بڑی حسین ہوگئی ہے"۔۔ تصویر میں وہ اُسی گولڈن بالوں والی لڑکی کے قریب بیٹھا مُسکرا رہا تھا اور وہ بے تکلفی سے اپنا ایک بازو اُس کی گردن میں ڈالے ہنس رہی تھی۔۔

دوسری تصویر کی خاص بات یہ تھی کہ تین تصویروں کا ایک جیسے انداز کے ساتھ کولاج (ساتھ ملائی گئی تھیں) بنایا گیا تھا

ایک تصویر میں وہ تینوں تقریباً پانچ چھ سال کے تھے۔۔ وہی انداز وہی جگہ

دوسری میں تینوں تقریباً پندرہ سولہ کے دکھ رہے تھے۔۔ وہی جگہ

اور تیسری والی ابھی کی تھی۔۔

تصویر میں وہ لڑکی بیچ میں کھڑی بے تحاشہ ہنس رہی تھی جب کے دائیں طرف وہ اور بائیں طرف کوئی اُسی کی طرح بھورے بالوں والا لڑکا تھا۔۔ قابلِ توجہ بات اُس لڑکی نے اپنا ایک بازو اِبراہیم کی گردن میں جب کہ دوسرا

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

بازو اُس لڑکے کی گردن میں ڈالا ہوا تھا۔۔ اُس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ تینوں اچھے دوست ہیں۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ وہ اب ارحم کو گود میں لیے اُٹھنے لگی تھی۔۔

"یہ دونوں بہت اچھے دوست ہیں، وہ مجھے بتا چکے ہیں"۔۔ وہ خود پر ضط کرتی بولی۔۔

"اچھا تو کیا اتنے اچھے دوست۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے سامنے ایک اور تصویر لاتے بولی۔۔

اِبراہیم کا چہرہ کیمرہ کی طرف تھا جس میں اُس کی اداسی نوٹ کی جاسکتی تھی جبکہ شرلن دونوں بازو اُس کے گلے میں ڈالے اُس کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔۔ اِبراہیم کا ہاتھ اُس کے سر پر تھا۔۔ حیا کا خون کھولا تھا۔۔ عروج نے دوسری تصویر سامنے کی تھی۔۔ اب وہ اُس کے آنسو صاف کر رہا تھا۔۔ وہ یقیناً اُس کے گلے سے لگی رو رہی تھی۔۔۔ اِس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔۔

"مجھے سب پتا ہے"۔۔ وہ اُس کے موبائل والے ہاتھ کو پرے ہٹاتی تیزی سے اندر کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔ حیا سے ضبط کرنا مُشکل ہوا تھا آنسو آنے کو بیتاب تھے جو وہ عروج کے سامنے تو بہانے کی روادار ہرگز نہیں تھی۔۔

"کیا ہوا حیا۔۔ کیا کہہ رہی تھی وہ۔۔؟؟"۔۔ فرح نے اُسے روکنا چاہا تھا۔۔ پر وہ ارحم کو اُسے تھماتی اندر بھاگی تھی۔۔

عروج کے طنزیہ قہقہے نے دور تک اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔

•••••••••

"اے بی بی تمہاری ماں تو واقعی بڑے ضمیر والی نکلی"۔۔ عصمت جہاں نے قریب بیٹھی نواسی کو دیکھ کر اتنے دنوں کی نائلہ کی غیر حاضری پر لطیف سا طنز کیا تھا۔۔ جو بلیو گھٹنوں سے اُونچی کرتی اور جینز میں اُن کے پاس بیٹھی موبائل میں مصروف تھی۔۔۔

"تو آپ لوگوں نے کون سا اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا دروازے پر ذلیل کر کے نکال دیا تھا میری ماں کو"۔۔ نائلہ کی ہی طرح اپنی غلطی کو خود پر ہوئی زیادتی میں بدل کر وہ سر اُٹھائے بغیر بولی۔۔

"شرم تو تمھیں آتی نہیں ہے، اپنی ماں کی ہی بیٹی ہو، اور میں اپنی بیٹی کو جانتی ہوں یہ اُسی کے ہی الفاظ ہیں"۔۔ وہ اُس پر افسوس کرتی اُٹھی تھیں۔۔ مغرب ہونے کو آئی تھی۔۔ اب وہ لاؤنج میں اکیلی بیٹھی نیل پینٹ لگا رہی تھی

"کیسی ہو عروج۔۔؟؟"۔۔ آواز پر اُس نے سر اُٹھایا، سامنے ارمان کھڑا تھا۔۔ وہ ابھی ہاسپٹل سے آیا تھا۔۔

"دیکھ لیں آپ کے سامنے ہوں، آپ تو مجھے اِس گھر میں دیکھ کر حیران ہی ہوئے ہوں گے"۔۔ وہ عجیب سے انداز میں بولی تھی۔۔ اُس کی بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"میں کیوں حیران ہوں گا بھلا، تمہارا اپنا گھر ہے"۔۔ وہ اُس کے پاس ہی تخت پر بیٹھا ایمن کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتا بولا۔۔ عروج نے ایمن کے جانے کا انتظار کیا تھا۔۔

"میں آپ کو وارن کر رہی ہوں اگر آپ نے کسی کو میرے بارے میں کچھ بتایا تو سب کچھ آپ پر رکھ دوں گی، سُن لیں"۔۔ وہ اب تخت سے کھڑے ہو کر اُنگلی اُٹھا کر بولتی اُس کو حیران کر گئی تھی۔۔ عروج کے دل کا چُور بول اُٹھا تھا۔۔

"مطلب تم ابھی بھی اُس سے مل رہی ہو"۔۔ اب کے ارمان کے ماتھے پر شکن پڑی تھی، لہجہ بے لچک تھا۔۔

"یہ میری زندگی ہے، میری مرضی"۔۔ اُس کی آنکھوں میں چمکتی ضد دیکھ کر ارمان نے دانت پر دانت جمائے اپنی ہاتھ کی مُٹھی بھینچ کر بمُشکل خود پر قابو پایا تھا۔۔ ورنہ دل تو چاہا تھا، آج تو وہ اُس کی ڈھٹائی پر اُس کو ایک لگا ہی لے۔۔

"تم اِس گھر کی عزّت ہو۔۔ اور عزّت صرف اُس ایک انسان کی ذاتی نہیں ہوتی، اُس سے جُڑا ہر رشتہ اِس عزّت سے مُنسلک ہوتا ہے پھر چاہے وہ مرد ہو یا عورت"۔۔ وہ اُس کے مُقابل کھڑے ہوتے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر سختی سے بولا تھا۔۔ انتہائی سرد لہجہ۔۔

"ہونہہ!! عزّت، دیکھ لیا میں نے یہ گھر کتنی عزّت دیتا ہے بیٹیوں کو"۔۔ وہ بات کو پھر اپنے مطلب پر لائی تھی۔۔

"پھپھو کو بیچ میں مت لاؤ، اپنے اُٹھتے قدموں کو یہیں رُوک لو عروج، اب اگر مجھے پتا لگا کہ تمہارا اُس سے رابطہ ہے تو تمہاری ٹانگیں توڑنے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچوں گا"۔۔ وہ خود پر ضبط کر کے اُنگلی اُٹھا کر کہتا رُکا نہیں تھا لمبے لمبے ڈگ بھر کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

"ہونہہ آئے بڑے۔۔ میرے باپ بننے چلے ہیں"۔۔ وہ آرام سے بیٹھ کر پھر سے نیل پینٹ لگانے لگی تھی۔۔

"مجھے گھر واپس جانا چاہیئے، یہاں تو یہ خدائی فوجدار بنے میرے سر پر مُسلط رہیں گے"۔۔ اُس کا مُوڈ خراب ہوچکا تھا۔۔ وہ جانے کے لیے کھڑی ہوئی تھی۔۔

.........

"عروج کی بکواس کو دل پر لو گی تو ہو گیا کام"۔۔ وہ اُس کے منہ سے تکیہ ہٹاتے بولی۔۔ یہ اُس کی بچپن کی عادت تھی جب موڈ خراب ہوتا تکیے میں منہ دیئے لیٹی رہتی۔۔ پھر جب تک کوئی منا نہ لیتا

حیا نُور وہیں اُسی پوزیشن میں رہتی تھیں، چاہے سارا دن نکل جائے۔۔ پر ارمان ہاشمی کے ہوتے حیا نُور کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔۔ پر اِس بار فرح تھی۔۔

وہ جو غصّے سے کھول رہی تھی ایک دم اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

"بکواس نہیں کر رہی۔۔ بلکل ٹھیک کہہ رہی تھی اِس بار وہ"۔۔ وہ پھٹ پڑی تھی۔۔

"اللہ خیر اتنا غصّہ!!! کیا فرمایا ہے مُحترمہ عروج آفاق صاحبہ نے ایسا جس سے حیا نور اتفاق کرتی ہیں۔۔ ویسے مجھے اُن محترمہ سے عقل کی اُمید تو ہے نہیں"۔۔ اُس کی بات مُکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اپنا موبائل اُٹھائے غصّے سے اُوپر نیچے اسکرول کر رہی تھی۔۔

"یہ دیکھیں اپنے دیور صاحب کو"۔۔ وہ وہی تصویریں اُس کے سامنے کرتی بولی۔۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا عروج بی بی اور عقل کا دُور دُور تک کوئی واسطہ نہیں ہیں"۔۔ اُس نے اُس کے ہاتھ سے موبائل لیتے اطمینان سے کہا۔۔

"آ۔۔آپ ابھی بھی یہی کہیں گی۔۔؟؟"۔۔ اِس بار اُس نے غصّے سے آنکھیں نکال تھیں۔۔

"کیا جانتی ہو اِبراہیم کے بارے میں۔۔؟؟ بس اتنا کہ وہ تمہارا اِباریم ہے۔۔؟"۔۔ وہ اب سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔۔ اُس کے سوال پر اُس کو حیرت ہوئی تھی۔۔

"بیوقوف لڑکی ہر انسان کی زندگی میں ہزار رشتے ہوتے ہیں، ماں باپ بہن بھائی اور سب سے انمول رشتہ دوست"۔۔ وہ اب اُسے پیار سے سمجھانے لگی تھی

"یہ شرلن ہے اور یہ جارج، تینوں تب سے ساتھ ہیں جب اُن کی عُمریں تین سال کی تھیں، اور میں اِن لوگوں کو تب سے جانتی ہوں جب وہ عائشہ چچی کی ڈیتھ پر آیا تھا، پھپھو اکثر اِن کی دوستی کا ذکر کرتی تھیں"۔۔ اُس کا غصّہ باقی رہا تھا۔۔


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

"دیکھو حیا میں سمجھ رہی ہوں کہ تمہیں غصّہ کس بات کا ہے"۔۔ اُس نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا حیا نے خفگی سے منہ موڑا تھا۔۔ فرح مُسکرائی تھی

"ہر انسان کا اپنا ماحول ہوتا ہے حیا، وہ بچپن سے اُس ماحول میں رہا ہے لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کوئی اخلاق سے عاری انسان ہے اس بات کی گواہ تو تم خود بھی ہوگی"۔۔ اب کی بار اُس نے غصّے سے فرح کی طرف دیکھا تھا۔۔

"تو یہ ماحول ہے اِن کا"۔۔ تڑخ کر بولتے اُس نے وہ تصویر سامنے کی تھی جس میں وہ اُس کے گلے لگی ہوئی تھی۔۔ اُس کے خون نے پھر سے جُوش مارا تھا۔ اُس کے لہجے میں جیلسی محسوس کر کے فرح ہنسی تھی۔۔

"تم نے اِن پکچرز میں ایک بات نوٹ کی ہے"۔۔ وہ پھر سے ایک ایک تصویر اُس کے سامنے کرتے بولی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ٹیڑھی آنکھوں سے دیکھے گئی۔۔

"اِن ساری پکچرز میں شرلِن اِبراہیم کے قریب ہے، ابراہیم نے تو دیکھو کسی پکچر میں اُس کے گلے میں بازو نہیں ڈالا، نہ کسی پکچر میں اُس سے لگ کر بیٹھا ہے"۔۔ واقعی ہر تصویر میں شرلِن ہی کی طرف سے پیش قدمی تھی۔۔

"اور یہ جو پکچر ہے نا"۔۔ اُس نے شرلن کے اِبراہیم کے گلے لگنے والی تصویر سامنے کی۔۔ اُس کا دل کیا اُس گولڈن بالوں والی چُڑیل کو ہاتھ سے پکڑ کر اِبراہیم سے دُور کردے

"اِس دن وہ ہمیشہ کے لیے شرلِن اور جارج کو چھوڑ کر تمہارے پاس آرہا تھا تم نے کبھی سوچا ہے اُس کے پاس اُس وقت اِن دو رِشتوں کے علاوہ وہاں کوئی اپنا نہیں تھا، اپنوں کو چھوڑنا آسان نہیں ہوتا

حیا اِس پکچر میں دیکھو تمہیں اس کی آنکھوں میں نمی صاف دِکھے گی"۔۔ فرح کی ایک ایک بات اُس کے دل کو لگی تھی، لیکن بولی بھی تو کیا

"اِس کے باوجود مجھے نہیں پسند یہ گولڈن بالوں والی چڑیل"۔۔ وہ چِڑ کر بولی اُسے گولڈن بالوں والی چڑیل بولنے پر فرح کو ہنسی آ گئی تھی۔۔

"اتنی پیاری تو ہے یہ الگ بات ہے، میری ننھی سی دیورانی جیلس ہو رہی ہے"۔۔ وہ اُس کی ناک کھینچتی بولی تھی۔۔

"میں کوئی جیلس ویلس نہیں ہو رہی"۔۔ خود پر یہ الزام اُسے پسند نہیں آیا تھا

"بتاتی ہوں دیور صاحب کو اب سے فاصلہ رکھیں ورنہ خیر نہیں ہے، ویسے بھی یار اب تو سات سمندر آ گئے ہیں دونوں کے بیچ"۔۔ وہ مزے لے کر بولی

"کوئی نہیں ابھی اُس سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہیں"۔۔ اُس کے منہ سے بےساختہ نکلا تھا فرح زور سے ہنسی تھی۔۔

"قسم سے بہت پیاری لگ رہی ہو اِس طرح اپنے شوہر کے لیے کسی گولڈن بالوں والی چُڑیل سے جیلس ہوتے ہوئے، اِبراہیم کو پتا چلے کہ مُحترمہ جیلس ہو ہو کر اپنا خون جلا رہی ہے تو قُربان ہی ہو جائے"۔۔ اُس کے چہرے پر رنگ بکھرے تھے۔۔

"میں کوئی جیلس نہیں ہو رہی بجو۔۔"۔۔ وہ سر جُھکا کر منمنائی تھی

"اوئے ہوئے میری دیورانی کو تو شرمانا بھی آتا ہے"۔۔ فرح نے اُس کا چہرہ اُونچا کیا تھا۔۔ بات ہنسی مزاق میں ختم ہوئی تھی پر اُس کے دل کی اصل پھانس تو وہیں رہ گئی تھی۔۔

"کیا وہ واقعی مجھے چھوڑ کر امریکہ چلے جائیں گے"۔۔ اُس سے آگے اُس سے سوچا ہی نہ گیا تھا۔۔

...........

وہ شب و روز اُسی سوچ میں غلطاں رہتی کہ وہ اُسے چھوڑ کر چلا جائے گا۔۔ اُس دن وہ اُس کے کمرے میں اُس کے کپڑے رکھنے آئی تھی۔۔

جب اچانک سے کمرے میں موبائل کے گُنگنانے کی آواز بکھری۔۔ سامنے بیڈ پر پڑا موبائل بجنے میں مصروف تھا وہ بےاختیار آگے بڑھی تھی۔۔

اسکرین پر نظر آتی اُسی خوبصورت چڑیل کو دیکھ کر اُس نے موبائل اُٹھایا تھا۔۔ جو کہ بج بج کر خاموش ہوا تھا۔۔ وہ پلٹی تھی

"کچھ زیادہ ہی غم ہے چڑیل کو اِن کی جُدائی کا"۔۔ وہ بڑبڑائی تھی۔۔ موبائل پھر سے بجا تھا چونکی تو تب جب موبائل کے نیچے اُسے دو پاؤں اپنے بلکل پاس دِکھے۔۔

اُس نے ایک دم سر اُٹھایا تھا۔۔ پھر اُسی تیزی سے جُھکایا بھی تھا۔۔ وہ بغیر شرٹ کے اُس کے بلکل پاس کھڑا تھا، گیلے بکھرے بالوں سے ٹپکتا پانی اُس بات کا غماز تھا کہ وہ نہا کر نکلا ہے۔۔

اور حیا اِبراہیم کا دل کیا اِس سے زمین پھٹے اور وہ کچھ بھی سوچے سمجھے اِدھر اُدھر دیکھے بغیر اُس میں سما جائے۔۔ کچھ لمحے دونوں ویسے ہی کھڑے رہے۔۔ وہ اُس کے بلکل پاس ایسے کھڑا تھا جیسے حیا اُس کے وجود میں چُھپ سی گئی تھی۔۔ اتنی سردی میں وہ بغیر شرٹ کے کھڑا تھا حیا نے جھرجھری لی تھی تیسری بار موبائل بجنے پر اُس نے کسی سعادت مند بچّے کی طرح موبائل اُس کی طرف بڑھایا تھا، سر ہنوز جُھکا ہوا تھا۔

"آ۔۔آپ کا سیل کب سے بج رہا تھا۔۔ میں وہ کپڑے رکھنے۔۔"۔۔ وہ نظریں جُھکائے جُھکائے اُس کے کمرے میں ہونے کی وضاحت دیتے بولی۔۔ حیا کی جان جارہی تھی، اُس کا فون چیک کرتے رنگے ہاتھوں پکڑے جانے سے زیادہ اُس کی قُربت پر۔۔

"آؤ تمہارا انٹروڈکشن کروا دوں اِس گولڈن بالوں والی چُڑیل سے"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے موبائل لیتا شرارت سے بولا تھا۔۔

"اُفف یہ بجو بھی ناں۔۔ پتا نہیں کیا کیا بتا چکی ہوں گی اِنہیں"۔۔ اُس کی بات پر اُس کا چہرہ خفت سے سُرخ ہوا تھا۔۔

"اپنے تک رکھیں اِس چڑیل کو"۔۔ اُس نے بہت کچھ کہنے کی خواہش کو اندر دباتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ وہ دھیرے سے ہنستا اُس کی طرف تھوڑا سا جُھکا تھا حیا نے زور سے آنکھیں میچی تھیں۔۔ دل جیسے پسلیوں سے باہر آنے کو بیتاب ہوا تھا۔۔ پر یہ کیا وہ اُس کی سائیڈ سے اپنی شرٹ اُٹھا کر پہن چُکا تھا۔۔ البتہ اُس کی آنکھیں بند کرنے والی حرکت پر وہ محظوظ ہوا تھا۔۔

"تمہارا حق ہے حیا تم میرے بارے میں جانو، تمہیں میری زندگی کے بارے میں کوئی بات پریشان کر رہی ہے مجھ سے پوچھو"۔۔ وہ اب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا وہ جو اب تک وہیں کھڑی تھی آرام سے سر اُٹھایا تھا۔۔ اُس کی خاموشی پر اِبراہیم مُڑا تھا۔۔ وہ اُسے ہی دیکھ رہی تھی

"حیا!!"۔۔ محبت بھرا دھیما لہجہ۔۔ اُس کا دل بھرا سا گیا تھا

"کچھ نہیں جانتا مجھے آپ کے بارے میں سمجھ آئی آپ کو"۔۔ وہ نم لہجے میں کہتی تیزی سے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔ وہ کچھ لمحے لب بھینچے اُسی سمت دیکھتا رہ گیا تھا۔۔ پھر گہرا سانس لے کر موبائل بیڈ پر اُچھالتے اُس نے خود کلامی کی تھی۔۔

"میں تمہیں وقت دوں گا، چاہے تمہیں میری ساری زندگی بھی درکار ہو"

.........

رات گیارہ بجے کا وقت تھا، ارمان کی گاڑی کا مخصوص ہارن بجا تو وہ دروازہ کھولنے اُٹھ کر باہر آئی تھی۔۔ گاڑی اندر لانے کے لیے وہ پورا گیٹ کھولنے لگی تھی۔۔ اُسی وقت لائٹ چلی گئی۔۔ دروازہ وہ کھول چکی تھی۔۔ باہر اسٹریٹ

لائٹ بھی بند ہونے کے سبب ہر طرف گھُپ اندھیرا چھایا تھا۔۔

اچانک اُسے اپنے پاؤں میں کچھ محسوس ہوا تھا۔۔ اُس کے پورے جسم میں سنسنی دوڑی تھی

"کاک۔۔ کاکروچ۔۔ مان"۔۔ وہ سامنے کھڑے وجود سے لپٹی تھی۔۔ خوف سے دل زور زور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔

"مان۔۔ کاکروچ"۔۔ وہ مضبوطی سے اُس سے لپٹی مارے خوف کے با آواز بُلند چیخے جارہی تھی۔۔

سب ہی جانتے تھے کاکروچ سے اُس کی حالت غیر ہوجاتی تھی۔۔ کوئی بھی اُس سے کاکروچ کا مذاق نہیں کرتا تھا۔۔ اِس وقت وہ اپنی ٹانگیں اُوپر نیچے کرتی چیخے جارہی تھی۔۔

فرح اور سنی اُس کی آواز پر بھاگے آئے تھے

"گڑیا کچھ بھی نہیں ہے، دیکھو، آرام سے"۔۔ آواز قریب سے آئی تھی پر یہ آواز اُس سینے سے بلکل نہیں آئی تھی جس سے لپٹی وہ کھڑی تھی۔۔ اُس نے ایک دم سر اُٹھایا تھا سب سے پہلے نظر دائیں

طرف کھڑے ارمان پر پڑی تھی۔۔ جو اُس کے پیروں میں موبائل کی ٹارچ جلائے ہوئے تھا۔ اُس کا دل دھڑکا تھا کسی خدشے کے تحت اُس نے سر اُوپر اُٹھایا تھا۔۔ وہ اُسے دیکھ کر مُسکرا رہا تھا۔

"کیا آپا، ارحم کا ٹیڈی بئیر ہے، بھائی آپ کا تو اللہ ہی حافظ ہے"۔۔ سنی کے بولنے پر وہ ایک دم اُس سے الگ ہوئی تھی۔۔ وہ قہقہہ لگا گیا تھا ارمان مُسکرایا تھا

"گڑیا تم ٹھیک ہو"۔۔ اُس کے بے ترتیب سانسوں کو محسوس کر کے ارمان نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ لائٹ آچکی تھی۔۔ وہ خفت سے سر جُھکائے اثبات میں ہلا گئی تھی۔۔ اُس کے جُھکے سر کو دیکھ کر وہ مُسکرایا تھا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی جب فرح نے اُس کے ساتھ اندر کی جانب قدم بڑھائے۔۔

"اور پھر۔۔؟؟"۔۔ فرح نے معنی خیزی سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"میں سمجھی مان ہیں اندھیرے میں پتا تھوڑی چلا تھا"۔۔ وہ خفت سے اپنی صفائی دیتے بولی۔۔ فرح شرارت سے
مُسکرائی تھی۔۔

"چلو اِس لائٹ والے نے میرے دیور کا کام کروادیا"۔۔ فرح نے آنکھیں گُھمائی تھیں۔۔

"بھیا بُلا رہے ہیں جائیں"۔۔ وہ اُس کو گھور کر کہتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔ فرح زور سے ہنسی تھی۔۔

"اُفففف یہ میں نے کیا کردیا"۔۔ اُس کے پُر حدت سینے کی گرمی کو محسوس کرتی اُس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھے اُسے سنبھالنا چاہا تھا جو وہ لمحہ یاد کر کے پھر سے پاگل ہوا تھا۔۔

............

بادل صبح سے ہی گھر گھر کر آ رہے تھے۔۔ کراچی میں بادل غم زدہ چہروں پر مُسکراہٹ لاتے تھے۔۔ اور جب یہ تھوڑے سے بھی برس پڑتے تو دلوں کو سچی خوشی نصیب ہو جاتی ہو جیسے۔۔

عشاء کے بعد بادل کھل کر برسے تھے۔۔

دسمبر کی پہلی بارش۔۔ موسم قدرے سرد ہوا تھا۔۔ تیز برستی بارش میں ابراہیم نے گاڑی پورچ میں روکی تھی۔۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے، ارمان گیٹ بند کرنے اُترا تو وہ بھی گاڑی سے نکلا تھا۔۔

تبھی فرح کے چیخنے کی آواز آئی تھی۔۔

"اندر چلو، تم لوگوں کو میں بتاتی ہوں،اب اگر کوئی بیمار ہوا ناں تو اُسی کو اُلٹا لٹکا دوں گی میں"

"مما آنی بھی تو ہیں"۔۔ نبیہا کی منمناتی ہوئی آواز آئی تھی۔۔

"تمہاری آنی کے پاس بھیجتی ہوں میں دادو کو، تم لوگ تو چلو اندر"۔۔ وہ غصّے سے چیخی تھی۔۔

ابراہیم کے قدم تھمے تھے، اُس کے پیچھے ارمان بھی رُکا تھا۔۔ اُسی وقت بھیگے کانپتے سے احمد اور نبیہا آگے پیچھے بھاگتے ہوئے آئے تھے۔۔ پیچھے غصّے سے چھتری لیے فرح تھی۔۔ دونوں بچّے بھاگ کر دروازے کے اندر غائب ہوئے تھے۔۔

"ماں دیکھو اُس کو بیٹھی ہوئی ہے اتنی سردی اور اندھیرے میں، خوفناک بارش ہے، اللہ خیر کرے، میں ذرا بچوں

کو دیکھ لوں"۔۔ وہ بھی اندر چلی گئی۔۔

"تم سے نکاح کے بعد تو میری بہن بلکل ہی ہوش کھو گئی ہے"۔۔ وہ پریشانی سے بول کر آگے بڑھنے کو تھا کہ ابراہیم نے اُسے بازو سے پکڑ کر روکا تھا۔۔ وہ دونوں اتنی سی دیر میں اچھا خاصا بھیگ گئے تھے

"اگر میرے نکاح میں آنے کے بعد میری بیوی ہوش میں نہیں رہی تو اُسے ہوش میں بھی میں لاؤں گا"۔۔ اُس کے لہجے میں واضح یقین دیکھ کر ارمان نے اُن دونوں کے درمیان سب ٹھیک ہو جانے کی دعا کی تھی۔۔

"اوہو! ویل برِنگ ہر انسائیڈ، لیٹس سی ہو ونز۔۔ اینڈ آئی نو مائی سِسٹر ویری ویل"

(او ہو! چلو لے آؤ اُسے اندر، میں بھی دیکھتا ہوں کون جیتتا ہے اور میں اپنی بہن کو اچھے سے جانتا ہوں)

وہ اُسے چیلنج کرتے بول کر اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔

"ویل، یو نو می ایز ویل"

(خیر، تم مجھے بھی اچھی طرح جانتے ہو)

اُس نے جیسے چیلنج قبول کیا تھا، وہ پچھلے صحن کی طرف بڑھ گیا۔۔

کراچی میں ویسے تو بارش برستی نہیں تھی لوگوں کی دعائیں ہی تھیں کہ آج بادل گرج چمک کے ساتھ ٹوٹ کے برسے تھے۔۔ اور وہ اپنے اندر کی کھولن کو کم کرنے کے لیے سرما کی بارش میں بھیگ کر خود کو اذیت دے رہی تھی۔۔

"حیا!! مان آگیا ہے بھیجتی ہوں میں اُسے ابھی"۔۔ فرح نے کچن کے دروازے سے اُسے دھمکایا تھا۔۔ وہ جو اتنی دیر سے کان لپیٹے بیٹھی تھی، ارمان کا نام سُنتی سٹپٹا کر اُٹھ کر بڑے دروازے کی طرف بھاگی تھی۔۔

تیزی سے بھاگتے ہوئے وہ کسی سے زور سے ٹکرائی تھی۔۔ کسی نے بڑی نرمی اور محبت سے اُسے تھاما تھا خود کو گرنے سے بچانے کے لیے وہ اُسی کے بازو تھام گئی تھی۔۔

بارش زوروں پر تھی۔۔ حیا نے سر اُوپر اُٹھایا، تبھی وہ دونوں ہی بجلی کی چمک میں نہائے تھے۔۔

وہ سر تا پیر کالے کپڑوں میں ملبوس تھی۔۔ بھیگا چہرہ اُس پر بالوں کی بھیگی لٹیں کچھ رخسار پر اور کچھ گردن سے چپکی ہوئی تھیں۔۔ سردی سے کپکپاتے لب۔۔ بھیگا چہرہ روشن نکھرا نکھرا لگ رہا تھا۔۔

"لیو می"

(چھوڑیں مجھے)

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی تڑپ کر خود کو چھڑاتے بولی۔۔ وہ نرمی سے اُسے چھوڑ گیا۔۔ وہ فوراً دو قدم دور ہٹی تھی۔۔

"حیا اندر چلو، موسم ٹھیک نہیں ہے"۔۔ وہ اُس کے کپکپاتے لبوں کو دیکھ کر رسان سے بولا

"آپ جائیں میری مرضی"۔۔ انداز میں نروٹھا پن تھا۔۔

"تم بھیگ گئی ہو"۔۔ ابراہیم نے اُس کے بھیگے سراپے پر ایک نظر ڈالی، ڈوپٹہ آدھا فرش پر آدھا کندھے پر پڑا تھا۔۔ وہ غصّے میں سب بھلائے بیٹھی تھی۔۔

"آپ بھی تو بھیگے ہوئے ہیں"۔۔ وہ اب کے ضد سے اُس کو دیکھ کر بولی تھی۔۔ وہ اُس کی بات پر ایسے مُسکرایا تھا جیسے کسی بچّے کی بات پر مُسکرایا جایا جائے پھر نظر اُس کے کپکپاتے ہونٹوں پر پڑی جو اب جامنی پڑنے لگے تھے۔۔ اُس کی ضد میں وہ خود کو تکلیف دینے پر تُلی ہوئی تھی۔۔

"اندر چلو حیا"۔۔ وہ فِکرمندی سے بولا تھا۔۔

"نہیں جاؤں گی"۔۔ وہ نفی میں سر ہلا کر ہٹ دھرمی سے بولی۔۔

کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر دو قدم آگے بڑھ کر وہ نرمی سے اُسے اپنی گرفت میں لیتا اُس پر جھکا تھا۔۔

دو تین سیکنڈ حیا کو لگا اُس کا دم گُھٹ جائے گا۔۔

اپنی شرٹ پر اُس کی سخت گرفت محسوس کرتے ہوئے وہ اُسے چھوڑ چُکا تھا۔۔

ایک دو سیکنڈ لگے تھے حیا کو اپنے حواس درست کرنے میں۔۔

اُسے جیسے چار سو چالیس والٹ کا کرنٹ لگا تھا، وہ پوری جان سے لرز اُٹھی تھی۔۔

" ہاؤ۔۔ ہاؤ ڈیئر یو ٹو ٹچ می۔۔؟؟"

آ(پ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔۔؟؟)

وہ پُوری قوّت سے چیختی اُس کے سینے پر مُکے برسا گئی تھی۔۔ اُس پر تو جیسے جُنون سوار ہو گیا تھا۔۔۔

وہ چُپ چاپ اپنے سینے پر اُس کے ہاتھوں کے مُکے کھاتا رہا تھا۔۔

"آئی ہیٹ یو۔۔ آئی ہیٹ یو"

وہ اب اُس کے گریبان کو جھنجھوڑ رہی تھی۔۔ بارش کی بوندیں اُس کے چہرے کو بھگو رہی تھیں اُسی تواتر سے بے تحاشہ آنسو، اُس کے لمس نے حیا کے جسم و جان میں آگ سی بھر دی تھی۔۔ اُس کا دل چاہا سامنے کھڑے شخص کا حشر نشر کر دے۔۔ وہ اُس کے گریبان کے دو تین بٹن توڑ چکی تھی۔۔

وہ چُپ چاپ اُس کی مار کھائے گیا تھا لیکن اچانک اُس نے حیا کی دونوں کلائیاں نرمی سے تھامی تھیں۔۔ اُسے خود سے قریب کر کے وہ اُس کے کان کے پاس جُھکا تھا۔۔

"تمہیں مجھے مارنا ہے، غصّہ کرنا ہے اندر چلو، تمہارے ہاتھ نہیں روکوں گا، بارش بہت تیز ہے حیا، گیٹ انسائیڈ پلیز"

(اندر چلو پلیز)

وہ اُس کو خود پر پورا اختیار دیتا اُسے اندر چلنے پر آمادہ کرنے لگا۔۔

اُسی دم زور سے بجلی کڑکی تھی سب کچھ دُودھیا روشنی میں نہا گیا تھا۔۔ حیا کا دل خوف سے دھڑکا تھا وہ کلائیوں سے اُسے اپنی طرف کھینچ کر شدت سے اپنی بانہوں میں سمیٹ گیا تھا۔۔ وہ اُسے اپنے مہربان وجود میں اِس طرح چھپائے ہوئے تھا کہ جیسے وہ حیا کو دنیا کے ہر خطرے سے بچا کر وہ خطرہ خود پر لیتا اپنی جان بھی اُس پر وار دینے کو تیار تھا۔۔ ابراہیم نے اُس کا زور زور سے دھڑکتا دل اپنی جان میں سکون کی طرح اُترتا محسوس کیا تھا۔۔

"تمہارے معاملے میں ہمیشہ خود کو بے بس پاتا ہوں۔۔کوئی تکلیف تمہیں چُھو کر بھی گزرتی ہے، میں خود سے بھی بیگانہ ہونے لگتا ہوں، تمہیں اپنے اُوپر سارا اختیار تو پانچ سال پہلے اپنی ماں کے سامنے ہی دے چُکا تھا، پر میری جان جب تم خود کو تکلیف دیتی ہو تو اُس پل اِبراہیم ہاشمی سُو بار مر کر جیتا ہے ورنہ اِس دل پر تمہارا احترام تو لازم ہے"۔۔ وہ اُس کے کان میں میٹھی سی سرگوشی کر رہا تھا۔۔ ایک پل کو حیا کو اپنے زخم بھولے تھے۔۔

کچھ سیکنڈ ایسے ہی ایک دوسرے کی بانہوں میں گزرے تھے۔۔ بارش ہنوز برس رہی تھی۔۔ اُس کی مخصوص سگریٹ اور پرفیوم کی ملی جُلی خوشبو اُس کے حواس جگا گئی تھی۔۔ وہ اُس کی گرفت میں کسمسائی تھی۔۔

"آئی سیڈ لیو می"

(میں نے کہا چھوڑیں مجھے)

وہ خفت اور شرم سے اب کے مچلی تھی، ابراہیم نے اپنی گرفت ڈھیلی کی تھی، حیا نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے سینے پر رکھ کر پوری قوّت سے اُسے دھکا دیا تھا وہ لڑکھڑایا تھا۔۔

"میں نے آپ سے۔۔۔"۔۔ اُس کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب وہ آگے بڑھ کر اُسے اپنے بازوؤں میں اُٹھا چُکا تھا، اُس کی اِس ضد کے چکر میں وہ بھیگ کر بیمار ہوجاتی اب، اُس کے ہونٹ اب جامنی ہوچکے تھے ابراہیم سے اب مزید برداشت نہیں ہوا تھا۔۔ وہ اُسے لیے اندر کی جانب بڑھا۔۔ ایک لمحے کو وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

"چھوڑیں اُتاریں مجھے۔۔"۔۔ ایک ہاتھ سے اُس کی شرٹ کا کالر دبوچے دوسرے ہاتھ سے اُس کی پیٹھ پر مکے برساتے چیخی تھی، حیا کے نازک سے مکوں سے اُس کے فولادی جسم کا کیا بگڑنا تھا۔۔

"مجھے پہلے ہی یہ کام کر لینا چاہیئے تھا"۔۔ وہ ہنس کر بولا تھا، دروازے کو پیر سے کھول کر وہ اُسے اُٹھائے اندر داخل

ہوا تھا۔۔

"اُتاریں مجھے ورنہ میں جان سے مار ڈالوں گی آپ کو"۔۔ وہ اُس کی گردن پر اپنے ناخن مارتے بولی تھی۔۔

وہ جو بڑے صبر سے ریلنگ سے ٹیک لگائے اُس کا انتظار کررہا تھا۔۔ حیا کی آواز پر بے اختیار پلٹا تھا۔۔ سامنے کا منظر دیکھ کر پہلے تو ارمان ہاشمی کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔۔ لیکن پھر بے ساختہ آئی ہنسی کو روکنے کے لیے وہ اپنے مُنہ پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔ اپنے کمرے سے نکلتی فرح حیا کو اُس کی گود میں دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔۔

"واقعی میری ضدی سی بہن کو ایسے ہی قابو کیا جاسکتا ہے"۔۔ وہ چُپ چاپ ہنستا دلچسپ سے دیکھنے لگا، وہ اُس کی اچھی خاصی دُرگت بناگئی تھی۔۔

" آئی وِڈ لو ٹو"

(میں دل سے چاہوں گا)

وہ اُس کو آرام سے اُتار کر بڑی محبت سے بولا

" آئی کین نیور امیجن بینگ ہارش ود یو"

(میں زندگی میں کبھی تم پر سختی کرنے کا سوچ نہیں سکتا)

نظریں اُس کے شرم و غصے سے سُرخ چہرے پر جمائے وہ اپنے مخصوص دلکش امریکی لب و لہجے میں بول رہا تھا۔۔

"ہاں تم آرام سے مان جاتی تو یہ گُستاخی بھی نہ کرتا"۔۔ ہنوز اُسی کو دیکھ کر آرام سے بات مُکمل کی۔۔ اُس کی بات پر ارمان مُسکرایا تھا

وہ سُرخ تپتے چہرے کے ساتھ گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرنے لگی تھی۔۔ فرح ابراہیم کی حالت دیکھ کر زور سے ہنسی تھی۔۔

"حال دیکھو اپنا، یہ تم لوگ کیا جنگ لڑ کر آرہے ہو"۔۔ گریبان کے اُوپری دو تین بٹن ٹوٹے ہوئے تھے۔۔ شرٹ آدھی پینٹ سے نکلی ہوئی تھی۔۔ ارمان بھی اُس کی حالت دیکھ کر زور سے ہنسا تھا۔۔ تینوں نے چونک کر

اُسے دیکھا تھا، یعنی وہ سب دیکھ چُکا تھا حیا مارے شرمندگی کے مر جانے کو تھی۔۔

"اِٹ واز آ کمپلیٹ سیز فائر فرام می"

(میری طرف سے مُکمل جنگ بندی تھی)

وہ اُس کو محبت پاش نظروں سے دیکھ کر بولا تھا، حیا نے شعلہ بار نظروں سے اُسے گھورا تھا۔۔ فرح نے معنی خیز نظروں سے حیا کی طرف دیکھا تھا۔۔ ارمان دلچسپی سے سب کچھ ملاحظہ فرما رہا تھا۔۔

"اِس کو چینج کروا دو پلیز"۔۔ وہ فرح کو دیکھ کر ہاتھ سے اپنے بال پیچھے کرتے بولا۔۔

"آپ اپنے کام سے کام رکھیں"۔۔ وہ تڑخ کر بولی تھی، لیکن اُس کی شامت آئی تھی یا شاید ان سب کی۔۔

"شاباش ہے بیٹا شوہر سے اِس انداز میں بات کرتے ہیں، یہ تربیت ہے ناں میری"۔۔ عصمت جہاں کو دیکھ کر وہ سب سٹپٹائے تھے۔۔ اُنہوں نے کڑے تیوروں سے اُسے گھورا تھا اُن کے بات پر ابراہیم نے مُسکرا کر اپنی حالت کے پیشِ نظر اُن سے اپنا رُخ موڑا تھا حیا کی جان خُشک ہوئی تھی۔۔ارمان ہنسا تھا جبکہ فرح نے اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔۔

"آپا آپ لوگ بارش میں نہائے تھے، مجھے نہیں بتایا"۔۔ ایمن حد درجہ افسوس سے بول کر اُن سب کر مرواگئی تھی۔۔ عصمت جہان کا اب تک اِس طرف دھیان نہیں گیا تھا، ایمن کی بات پر وہ چونکی تھیں۔۔

"شاباش ہے بچوں، سفیر کے بچّے ایسی حرکت کرتے تو میں سمجھ بھی لیتی پر ماشاءاللہ مجھے اپنے جوان بچوں سے ایسی اُمید ہرگز نہیں تھی"۔۔ وہ غصّے سے بولیں تھیں حیا نے مدد طلب نظروں سے بھائی کو دیکھ کر اشارہ کیا تھا۔۔ جب اُس کی نظروں کے تعاقب میں انہوں نے اُوپر دیکھا تھا۔۔

"ماشاءاللہ میرا تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے"۔۔ وہ ارمان کو دیکھتی گھور کر بولی تھیں، وہ بھی بھیگا ہوا تھا، ابراہیم اور ارمان کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

"ایمن سوپ چڑھاؤ اور تم لوگ یہیں کھڑے کھڑے میری طبیعت خراب کرتے رہو گے۔۔؟؟"۔۔ تینوں کو

ایک ساتھ ڈانٹا تھا۔۔ سب سے پہلے حیا بھاگی تھی اور وہ مُسکراہٹ دباتے سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔

................

"افسوس کی بات ہے ابراہیم ہاشمی"۔۔ ارمان اُس کی حالت پر ہنستا اُس کے بیڈ پر گرا تھا۔۔

"امریکہ میں کیا گھانس کھاتے رہو ہو ساری زندگی۔۔؟؟"۔۔ وہ ہنستے ہوئے مُسلسل اُس پر طنز کر رہا تھا۔۔

"اُس کو اگر زور زبردستی سے سیدھا کرنا ہوتا ناں تو میں کب کا کرچکا ہوتا"۔۔ وہ شرٹ اُتار کر اُس کی طرف پھینکتے بولا۔۔

"اور اگر وہ وہاں کی لڑکی ہوتی تو یقین کرو میرا ایک اشارہ ہی کافی تھا اُس کو حاصل کرنے کے لیے"۔۔ وہ اب بنیان اُتار رہا تھا۔۔ ارمان بیڈ پر کہنیوں کے سہارے بیٹھا اُس کو سُن رہا تھا۔۔

"مسئلہ یہ ہے کہ وہ حیا ہے حیا نُور"۔۔ اب کے گیلی بنیان بھی اُتار کر ارمان کے منہ پر ماری تھی۔۔

اُس نے بغیر ردِ عمل دیئے چہرے سے بنیان ہٹا کر سائیڈ پر پھینکی تھی وہ اِس وقت صرف ابراہیم کو سُننا چاہتا تھا۔۔

"جو یہاں رہتی ہے"۔۔ دل پر ہاتھ رکھ کر کہا گیا۔۔

"آئی ڈونٹ مئیرلی وانا گیٹ ہر، آئی وانا وِن ہر ہارٹ، ہر لو۔۔ آئی وانٹ ہر ہارٹ ٹو بیٹ فار می ایگزیکٹلی دا وے مائین ڈز فار ہر"

(میں اُس کو صرف حاصل نہیں کرنا چاہتا، میں اس کا دل جیتنا چاہتا ہوں، اُس کی محبت،میں چاہتا ہوں جیسے میرا دل اُس کے لیے دھڑکتا ہے، اُس کا دل بھی میرے لیے دھڑکے)

وہ رُکا تھا۔۔ سگریٹ سلگا کر ہونٹوں میں دباتا وہ کھڑکی میں آ کھڑا ہوا تھا۔۔

"اینڈ یو نو واٹ۔۔؟"

(اور تمہیں پتا ہے کیا۔۔؟؟)

ذرا سا رُخ موڑ کر اُس کی طرف دیکھا تھا

"وہ مجھ سے نفرت نہیں کرتی، کر ہی نہیں سکتی، جو لڑکی سب کی چائے کے ساتھ میرے بِن کہے ہمیشہ میرے لیے کافی لے آئے، جو مجھے خود سے سمندر میں دھکا دینے کے بعد خود ہی تڑپ اُٹھے، وہ کیسے مجھ سے نفرت کر سکتی ہے۔۔؟؟؟، میں جانتا ہوں اُس کا دل تو بہت پہلے ہی سے میرے لیے دھڑکتا ہے"۔۔ وہ پلٹ کر اب واڈروب سے شرٹ اور ٹراوزر نکال رہا تھا۔۔

"رہا اُس کا غصہ، ناراضگی سر آنکھوں پر۔۔ حق ہے اُس کا"

وہ اُس کی طرف دیکھ کر دلکشی سے مُسکرایا تھا، ارمان ہاشمی کو ماننا پڑا اِس بندے کی مُسکراہٹ سحر انگیز تھی۔۔

"گو می سم ٹائم۔۔ یو وِل سی مائی لو اِن یور سسٹرز آئیز یورسیلف۔۔ان شاءاللہ! "

(مجھے تھوڑا وقت دو، تم خود اپنی بہن کی آنکھوں میں میری محبت دیکھو گے، ان شاء اللہ)

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا یقین اور محبت سے کہہ کر واش روم میں غائب ہوا تھا۔۔

"ان شاء اللہ"۔۔ وہ ایک نظر واش روم کے بند دروازے پر ڈالتا دل سے کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

...............

وہ کپڑے چینج کیئے بیڈ پر بلینکٹ میں دبک کر بیٹھی تھی۔۔ اُس وقت تو غصّے میں بارش میں بھیگتی رہی تھی پر اب سردی سے حالت خراب ہو رہی تھی۔۔ دونوں ہاتھوں میں مگ تھا جو کہ ایمن دے گئی تھی جس میں گرم گرم قہوہ تھا۔۔

جب فرح اندر آئی تھی۔۔

"واہ ایک رومینٹک رینی مُومنٹ (رومینٹک بارش کا لمحہ) گزار کر کیسا لگ رہا ہے"۔۔ وہ اُس کے پاس بیڈ پر بیٹھتی اُس کو دیکھ کر آنکھیں گھما کر بولی

"بجو!!، ایسا کچھ نہیں تھا"۔۔ وہ زور سے بولی تھی۔۔ چہرہ پل میں سُرخ ہوا تھا۔۔

"بیٹا اِس برستی بارش میں وہ تمہیں اپنی بانہوں میں اُٹھا کر لایا تھا"۔۔ وہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔۔

"بات مت کریں اُن کی، میرا بس چلتا تو اُن کو جان سے مار دیتی"۔۔ وہ پھر سے تپ کر بولی تھی۔۔

اُس نے قہقہہ لگایا تھا۔۔

"خیر حشر نشر تو تم نے کر ہی دیا تھا بیچارے میرے دیور کا"۔۔ وہ مسلسل ہنس رہی تھی

"کوئی بیچارے نہیں ہیں وہ"۔۔ اُسے اُس کی حرکت یاد آئی تھی

"ویسے حیا اُس نے ایسا کیا کیا تھا جو تم نے اُس کی شرٹ ہی پھاڑ دی تھی۔۔؟"۔۔ انداز معنی خیز تھا۔۔ وہ پل میں بھر بوٹی بنی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں، کیا ہے بجو"۔۔ وہ کپ رکھنے کے بہانے رُخ موڑ گئی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں میں اُسی سے پوچھ لیتی ہوں"۔۔ وہ اُس کو بغور دیکھ کر بولی۔۔

"توبہ کریں بجو، شرم کریں"۔۔ وہ بے ساختگی میں اُس کو واضح اشارہ دے گئی تھی۔۔ فرح زور سے ہنسی تھی۔۔

"مطلب واقعی میں میرے دیور بیچارے نے اپنی بیوی سے رومینس کی کوشش کی تھی اور۔۔"۔۔

"بجو بس بھی کریں ناں"۔۔ وہ بلینکٹ میں چہرہ چھپائے بولتی شرماتی بہت پیاری لگی تھی فرح کو اُس کے شرمائے لجائے روپ پر پیار آیا تھا۔۔

"ایک بات بتاؤں حیا تمہیں، جس طرح وہ تمہارا غصّہ، تمہاری بدتمیزی سب اَمرِت سمجھ کر پی لیتا ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیم تم سے عشق کرتا ہے"۔۔ اُس کی بات پر بلینکٹ کے اندر چھپی وہ ساکت ہوئی تھی۔۔ اُسے لگا اُس کے دل کو یہ بات پہلے ہی سے پتا تھی۔۔

"اُس پیارے انسان کو اتنا تنگ نہیں کرو یار، تم کہتی ہو تمہیں زبردستی اُس کے پلے باندھ دیا گیا ہے۔۔ تمہیں شاید کسی نے بتایا نہیں ہے نکاح والے دن وہ سب کے سامنے امینہ پھپھو کا تمہیں مانگنے کا اردہ اور اپنی خوشی بیان کر

گیا تھا"۔۔ وہ اُسے سب بتاتی چلی گئی، اِبراہیم کا اُسے چھوڑ کر جانا، پھر اُسی کے لیے واپس آنا۔۔

اتنے دنوں سے وہ اُس سے جو کچھ کہنا چاہ رہا تھا فرح کی زبانی سُن کر اُس کے دل کا بوجھ پل میں ختم ہوا تھا۔۔ اُس کی آنکھیں بھیگی تھیں، وہ ہنوز بلینکٹ میں چہرہ چُھپائے ساکت بیٹھی ہوئی تھی۔۔

اُسے بلکل چُپ دیکھ کر فرح نے اُس کا بلینکٹ کھینچا تھا جو وہ مضبوطی سے تھام گئی تھی۔۔

"بتاؤ ناں حیا کیا کیا تھا اُس نے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے چہرے سے بلینکٹ کھینچ کر ایک بار پھر شرارت سے پوچھ رہی تھی۔۔

"ویسے ایک بات تو ہے بندہ ہے بولڈ حیا، اپنی خیر منانا بیٹا"۔۔ اُس کی بات پر حیا کا دل زور سے دھڑکا تھا اور یہ بات تو کوئی اُس سے پوچھتا کہ وہ کتنا بولڈ ہے۔۔

"آپا دادو کہہ رہی ہیں آکر سُوپ پی لیں"۔۔ ایمن دروازے پر آکر بولی۔۔

"آپ یہاں بیٹھ کر سوچتی رہیں، میں تو چلی"۔۔ وہ بیڈ سے چھلانگ مار کر شرمیلے پن سے کہتی ہنستے ہوئے اُٹھ کر باہر بھاگی تھی۔۔ فرح اُس کے انداز پر ہنس دی تھی۔۔

.............

یہ اُس سے اگلے دن کی بات تھی۔۔ وہ سارا وقت اُس کے سامنے آنے سے گُریز کر رہی تھی۔۔ فرح نے اُسے چھیڑ چھیڑ کر اچھا خاصا تنگ کیا ہوا تھا۔۔ وہ ابھی ابھی گھر آیا تھا۔۔

"سنی وہ ڈاکیومنٹس کہاں رکھے تھے تم نے۔۔؟؟"۔۔ اُس نے کچھ دن پہلے سنی کو اہم کاغذات پکڑائے تھے۔۔ سنی گھر پر نہیں تھا، اُس کو کال کی تھی اُس نے، وہ خود رکھتا جب ارمان اُسے جلدی کہتا لے گیا تھا۔۔

"وہ بھائی میری وارڈروب میں سامنے پڑے ہوں گے"۔۔ سنی کے بتانے پر وہ کال ڈراپ کرتا اُس کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

وارڈروب کھولی تو سامنے ہی فائل پڑی تھی۔۔ ایک دم اُس کے لبوں پر مُسکراہٹ بکھری تھی۔۔ سامنے کی

درازوں پر ریڈ مارکر سے دو نام لکھے تھے۔۔ اُوپر والی پر بڑا بڑا حیا جبکہ نیچے والی پر اُسی مارکر سے سنی لکھا تھا۔۔ فائل اُٹھا کر وہ مُسکراتے ہوئے وارڈ روب بند کرنے کو تھا جب وہ ٹھٹکا تھا۔۔

اُس کی ادھ کُھلی دراز میں سے جھانکتی چمکتی چیز پر اِبراہیم کی نظر پڑی تھی، وہ چیز اُسے ساکت کر گئی تھی۔۔ اُس نے نم آنکھوں سے وہ چیز اُٹھا کر اپنی شرٹ کی اوپری جیب میں رکھی تھی۔۔

..........۔

وہ دونوں اِس وقت چھت پر کھڑے تھے۔۔ رات کے ساڑھے دس بجے نویں کا چاند آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔ وہ چھت کی مُنڈیر پر کُہنی ٹکائے آسمان کو گھور رہا تھا۔۔۔

"کافی پیو گے۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے اُس کے پاس کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔۔ وہ جیسے گہری سوچ سے چونکا تھا

"ہمم۔۔ نہیں"۔۔ وہ گہری سانس لیتا اُسے ایک نظر دیکھ کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا تھا۔۔ ارمان نے ایک نظر اُسے دیکھ کر موبائل پر نمبر ملایا تھا۔۔

"جی مان"۔۔ اسپیکر سے اُس کی آواز اُبھری تھی۔۔

"گڑیا ایک کپ چائے بنادو۔۔ چھت پر لے آنا"۔۔ وہ نرمی سے بولا تھا۔۔

"جی ابھی لائی"۔۔ بات ختم کر کے ارمان نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"آئی نو تم کیا سوچ رہے ہو۔۔ وہ ٹھیک ہوجائے گی یار۔۔ کچھ وقت لگے گا"۔۔ اُس کی بات پر وہ مُبہم سا مُسکرایا تھا۔۔ پھر جیب سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دباتا لائٹر سے شعلہ دکھا گیا تھا۔۔ ارمان نے اُسے دیکھ کر دائیں بائیں سر ہلایا تھا۔۔ تبھی ارمان کا موبائل بجا تھا۔۔

"السلام و علیکم سر۔۔ یس سر۔۔ وہ کیس ہسٹری میرے پاس ہی ہے۔۔ اوکے میں آپ کو ڈیٹل سینڈ کرتا ہوں"۔۔ وہ کال ڈراپ کرتا اُس کی طرف مُڑا تھا۔۔

"میں آتا ہوں"۔۔ اِبراہیم سے کہتا وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔ اُس نے گہرا سانس لیے جیب سے وہ چیز
نکال کر اپنی مُٹھی میں بند کی تھی۔۔

"مجھے تو بتا دیتیں آپ مم، شاید مجھ سے اتنا بڑا گُناہ تو نہ ہوتا"۔۔ وہ خود سے کہتا سگریٹ کے کش لینے لگا تھا۔۔

...........

"مان!"۔۔ وہ چائے لیے اُسے پکارتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔۔ اندھیرے میں وہ اُسے سامنے مُنڈیر پر کھڑا دکھائی دیا تھا۔۔ اُس کی حیا کی طرف پُشت تھی۔۔

"سردی انجوائے کی جارہی ہے یا بھابھی کو یاد کیا جارہا ہے--"-- وہ اُسے دیکھے بغیر شرارت سے کہتی چائے کا کپ میز پر رکھ کر اُس کے پہلو میں آ کھڑی ہوئی تھی-- جب سگریٹ اور پرفیوم کی مخصوص خوشبو پر وہ ٹھٹکی تھی-- اپنے دھیان میں بولتی اُس نے غور ہی نہیں کیا کہ وہ ارمان نہیں وہ تھا-- اُس کا دل دھڑکا تھا-- اُسے خود کو دیکھتا پا کر وہ سمجھ گیا تھا وہ اُسے پہچان گئی ہے، اُس نے کچھ کہے بغیر سگریٹ کا کش لیا--

وہ دونوں اُس دن کے بعد آج روبرو ہوئے تھے-- اُسے فطری شرم و حیا نے آگھیرا تھا--

"آپ--- مان کہاں ہیں--؟"-- وہ اِدھر اُدھر دیکھتی آگے بڑھنے کو تھی جب اچانک وہ اُس کی کلائی تھام گیا تھا-- اُس کا دل حلق میں آیا ہو جیسے--

"میرا ہاتھ چھوڑیں"-- اُس کی طرف پلٹتی وہ سختی سے بولی تھی-- وہ پلک جھپکائے بغیر اُسے دیکھے گیا تھا-- حیا کی پلکیں جُھکی تھیں-- وہ زیادہ دیر تک اُن کالی گہری آنکھوں میں نہ دیکھ پائی تھی--، جب سے وہ اِبراہیم کے ساتھ اِس رشتے میں بندھی تھی، اُس کا اپنا دل جو اُسی سے بغاوت کرنے کی کوششوں میں تھا اب بلکل ہی اُس کا ساتھ چھوڑے ہوئے تھا-- اُس نے نچلا لب زور سے دانتوں سے کُچلا تھا--

اِبراہیم نے بےساختہ سگریٹ کو نیچے پھینک کر اپنے پیر سے مسلا تھا لیکن اُس کی اگلی حرکت حیا نُور کو ساکت کر گئی تھی-- اُس نے ہاتھ بڑھا کر حیا کے لب کو اُس کے دانتوں کی گرفت سے آزاد کروایا تھا-- اُس کی بےباکی پر حیا کا چہرہ سُرخ ہوا تھا دھڑکنیں مُنتشر ہوئی تھیں--

"اب کوئی تمہیں تکلیف دینے کا سوچے گا بھی تو پچھتائے گا، اور اگر تم خود کو تکلیف دو گی تب بھی میں خود پر ضبط کھو دوں گا"۔۔ وہ اُس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا۔۔ اُس کی بات کو سمجھتے ہوئے وہ سر تا پیر سُرخ پڑی تھی۔۔ لیکن پھر اُس کا ہاتھ جھٹکتی وہ غرائی تھی۔۔

"آپ کے مُنہ سے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتی"۔۔ وہ سر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

"جتنی تکلیف آپ کی ذات سے مجھے پہنچی ہے ناں اُس کے بعد تو کوئی تکلیف میرے لیے معنی ہی نہیں رکھتی۔۔"۔۔ وہ کہہ کر پلٹی تھی جب اُس نے اُس کا بازو تھام کر اُسے اپنی طرف موڑا تھا۔۔ وہ ٹوٹی ڈال کی طرح اُس سے جا کر لگی تھی۔۔ وہ ابھی سنبھل بھی نہیں پائی تھی جب وہ ملائمت سے اُسے شانوں سے تھامے چھت کی دیوار سے لگا کر دائیں بائیں اپنے ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔

"مجھے اگر ذرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ مم تمہیں۔۔"۔۔ وہ اُس کے بہت قریب کھڑا تھا۔۔ اِس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مُکمل کرتا وہ اُس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اُسے خود سے دور کرتی چلائی تھی۔۔ اُسی وقت ارمان نے آخری سیڑھی پر قدم رکھا تھا۔۔

"نہیں سُننی مجھے آپ کی کہانیاں۔۔ نہیں چاہیئے مجھے آپ کی صفائیاں۔۔"۔۔ اُس کے نازک ہاتھوں کے دھکے سے وہ کیا ہلنا تھا اُس نے اُس کے دونوں ہاتھ تھامے اُسے خود سے قریب کیا تھا۔۔ وہ بگڑے تنفس سے اُسے دیکھے گئی تھی۔۔

"تمہیں پتا ہے حیا۔۔ میں بچپن سے اُن کے ہاتھ میں یہ رِنگ دیکھتا آیا تھا۔۔"۔۔ وہ اُس کا ایک ہاتھ چھوڑتا اُوپری جیب سے ریڈ نگ والی خوبصورت انگوٹھی نکالتا اُس کے سامنے کر گیا تھا۔۔

"یہ آپ کے پاس کیسے آئی۔۔؟؟۔۔ اِدھر مجھے دیں"۔۔ حیا نے اُس کے قریب ہوتے اُس کے ہاتھ سے انگوٹھی جھپٹنی چاہی تھی۔۔ پر وہ ہاتھ اُونچا کر گیا تھا۔۔

"یہ کس کے پاس ہونی چاہیئے تھی حیا۔۔؟؟"۔۔ اپنے بہت قریب اُس کے چہرے کو دیکھتا وہ آرام سے پوچھ رہا

تھا۔۔ ارمان سے واپس نہیں جایا گیا تھا۔۔

"یہ وہیں تھی۔۔ جہاں اِسے ہونا چاہیئے تھا"۔۔ دُرشت انداز میں کہہ کر اُس نے پھر پنجوں کے بل اُونچا ہوتے اُس سے انگوٹھی چھیننی چاہی تھی۔۔ وہ اب کے اُس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"تو پھر اِسے ہمیشہ وہیں رہنا چاہیئے جہاں اُسے ہونا چاہیئے تھا"۔۔ وہ نرمی سے اُس کے بائیں ہاتھ کی تیسری اُنگلی میں انگوٹھی پہنا گیا تھا۔۔ وہ جیسے ہارے ہوئی جورای کی طرح دیوار سے لگی تھی۔۔ وہ کچھ لمحے اُسے دیکھتا رہا تھا۔۔

"اُنھوں نے مجھ سے کہا تھا وہ تمہیں میرے لیے مانگ لیں گی دادو سے۔۔ میں نے اُنہیں منع کیا تھا حیا، مجھے لگا تھا تم ابھی بہت چھوٹی ہو اِن سب باتوں کے لیے۔۔ لیکن مم۔۔"۔۔ وہ بولتے رُکا تھا۔۔ آج وہ اُسے روکے بغیر اُس کے بہت قریب کھڑی اُس کی آنکھوں میں دیکھتی سُن رہی تھی۔۔ حیا نے دیکھا اُس پل اِبراہیم کی آنکھیں سُرخ ہوئی تھیں۔۔

"مم۔۔ اُن کو شاید پہلے ہی سے پتا تھا اپنے جانے کا۔۔ اُنھوں نے بہت جلدی مچائی تھی۔۔"۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔ نم مُسکراہٹ۔۔ حیا کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔ ارمان دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے سب سُن رہا تھا۔۔

"مجھ سے زیادہ اُنہیں تمہاری فکر تھی۔۔ اُنھوں نے بار بار مجھ سے یہ یقین دہانی چاہی کہ اُن کے بیٹے نے ساری زندگی اُن کی بھتیجی کا خیال رکھنا ہے"۔۔ حیا کی آنکھیں چھلکی تھیں۔۔ اِبراہیم نے آنکھیں

جھپک کر بڑی مُشکلوں سے خود پر قابو پایا تھا۔۔ ارمان کی آنکھوں میں پانی جمع ہوا تھا۔۔ حیا کے آس پاس کسی کا مُحبت بھرا جُملہ گونجا تھا۔

"اور تمہیں پتا ہے، میرے بیٹے نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ میری بیٹی کا ساری زندگی خیال رکھے گا"۔۔ اُس نے بمُشکل اپنی سسکی روکی تھی۔۔

"مجھے نہیں پتا تھا وہ تمہیں بتا چکی ہیں۔۔ آئی ایم سوری حیا۔۔ میں اپنا وعدہ نہیں نبھا پایا۔۔"۔۔ بولتے بولتے اُس کی آواز بھرائی تھی۔۔ وہ جو بڑی مُشکلوں سے خود پر ضبط کیے ہوئے تھی، ہارے ہوئے جواری کی طرح اُس کے سینے سے لگتی شدتوں سے رودی تھی۔۔

کِسی قیمتی متاع، کسی انمول خزانے کی طرح اُسے خود میں بھینچے وہ بھی خود پر قابو نہ پاتے رودیا تھا۔۔ اور اُن سے کچھ فاصلے پر کھڑے وجود کی آنکھیں بھلے ہی نم تھیں پر ہونٹوں پر مُسکراہٹ تھی۔۔

"ایک طرف مم کا پرامس تھا تو دوسری طرف میری چھوٹی سی پرنسس۔۔اپنی پرنسس کو تکلیف سے بچانے کے لیے میں مم کا پرامس توڑ گیا، لیکن انجانے میں میں اپنی ہی روح کو تکلیف دے گیا۔۔ آئی ایم سوری حیا، میری روح ہو تم۔۔"۔۔ وہ اُس کی بانہوں میں بکھر رہی تھی۔۔ وہ اپنی مُحبتوں، اپنی چاہتوں سے اُسے سمیٹتا اُسے اپنی مُحبت کا یقین دلا رہا تھا۔۔

"یقین کرو۔۔ اِن پانچ سالوں میں میری روح بھی تکلیف میں رہی ہے۔۔ تمہاری یاد نے ہمیشہ بے سُکون رکھا مجھے"

ارمان اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتا جیب سے موبائل نکال کر ایک نظر دونوں پر ڈال کر پلٹا تھا۔۔ اب اُس کی اُنگلیاں بڑی تیزی سے کسی کو میسج ٹائپ کررہی تھیں۔۔ پھر کچھ سوچ کر اُس نے چار پانچ منٹ بعد سینڈ کرنے کا سوچا تھا۔۔

.........

اِبراہیم ہاشمی اپنی جنگ جیت گیا تھا۔۔ وہ اِس پل حیا کے دل کو جیت گیا تھا۔۔ اور وہ چھت کی دیوار سے لگی سامنے دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ اب نیچے کیسے جائے۔۔ کچھ دیر پہلے کی بے تحاشہ قُربت سے اُس کا چہرہ ابھی بھی سُرخ تھا۔۔ وہ بغور اُس کے کترائے کترائے روپ کو دیکھتا مُسکرایا تھا، جب اُس کے موبائل کی میسج ٹون بجی تھی۔۔

"اِس کو جوتے پہناؤ"۔۔ موبائل سے نظر ہٹا کر اُس نے بےساختہ نیچے دیکھا تھا۔۔ اِبراہیم نے موبائل جیب میں رکھا تھا اور اگلے ہی لمحے وہ پھر سے اُس کے مضبوط بازوؤں میں تھی۔۔

"ارے ارے کیا کررہے ہیں اُتاریں مجھے"۔۔ وہ ہڑبڑائی تھی۔۔

"کیا کہا تھا کل میں نے۔۔؟۔۔ خود کو تکلیف دو گی تو خود پر اختیار کھو دوں گا"۔۔ وہ سر جُھکا کر اُس کو دیکھتے بولا۔۔

"لیکن اب میں نے کیا کیا ہے۔۔؟؟"۔۔ اپنے بہت قریب اُس کے چہرے اور اُن دو ستاروں کو دیکھتی وہ دھیمی

آواز میں نظریں چُراتی ہونٹ کاٹتے اُس کے گلے میں اپنا بازو ڈالتے بولی تھی۔۔ اُس کی اِس حرکت پر وہ دلکشی سے مُسکرایا تھا۔۔

"جوتے کہاں ہیں تمہارے۔۔؟؟"۔۔ وہ جو اب تک وہیں کھڑا تھا دھیمے سے سیڑھیوں کی جانب قدم بڑھاتے پوچھ رہا تھا۔۔

"مجھے بارش کے پانی میں ننگے پیر اچھا لگتا ہے"۔۔ وہ دھیمے سے مُسکائی تھی۔۔ اِبراہیم نے بڑے غور سے اُس کے معصوم سے چہرے پر بکھرے حیا کے رنگوں کو دیکھا تھا۔۔ وہ بارش کے جمع شدہ پانی میں پیر بھگوئے کھڑی تھی کب سے۔۔

"یہ رہیں میری سلیپرز پلیز اُتاریں ناں مجھے"۔۔ دروازے پر پہنچ کر وہ سلیپرز کی طرف اشارہ کرتی جوش سے چِلائی تھی۔۔ اُس کے اِس طرح چِلانے پر وہ مُسکراتے ہوئے اُسے نیچے اُتار گیا تھا۔۔

وہ جلدی جلدی سلیپرز پاؤں میں پہننے لگی تھی جب اِبراہیم نے اُس کا بازو تھاما تھا۔۔

"آرام سے۔۔"۔۔ اُس کی بات پر مزید جھینپتی وہ سیڑھیاں اُتر گئی تھی۔۔ پھر اِدھر اُدھر دیکھے بغیر نیچے کی طرف جاتی سیڑھیوں کی طرف بھاگی تھی۔۔ وہ اتنی بدحواس سی تھی کہ اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑے ارمان کو بھی نہ دیکھ پائی تھی۔۔

اُس کے چہرے پر اِبراہیم ہاشمی کی مُحبت دیکھ کر وہ کُھل کر مُسکرایا، جب سامنے سے وہ آتا دکھائی تھا۔۔

"مجھے یقین تھا تم کرلو گے پر اتنی جلدی کرلو گے اِس کا اندازہ نہیں تھا"۔۔ ارمان نے اُس کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے تھے۔۔ اُس کے لبوں پر مُسکراہٹ پر آنکھوں میں نمی تھی۔۔

"اِٹ وازنٹ دیٹ ڈفیکلٹ فار می۔۔ آنلی لو واز نیڈِڈ، وِچ واز آلریڈی دیئر بِٹوین اَس، اِن آور ہارٹس، یو نو"

(یہ میرے لیے اتنا بھی مُشکل نہیں تھا۔۔ صرف مُحبت درکار تھی، جو ہم دونوں کے درمیان پہلے ہی سے موجود تھی، ہمارے دِلوں میں، تم جانتے ہو)

وہ دلکشی سے بولتا مُسکرایا تھا۔۔ پھر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ ارمان نے پلٹ کر اُسے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

............

فجر کی نماز پڑھ کر وہ پھر سے سوگئی تھی، تقریباً دس بجے اُسے ایمن نے آکر جھنجھوڑا تھا۔۔

"آپا۔۔ آپا اُٹھیں تو!!"۔۔ اُس نے بلینکٹ کھینچا تھا جو کہ حیا نے سختی سے پکڑا تھا۔۔

"آپا!!!"۔۔ ایمن چیخی تھی

"کیا ہے!! قیامت آگئی ہے کیا!!"۔۔ وہ جی بھر کر جھنجھلائی تھی۔۔

"قیامت ہی آئی ہے آپا، پھپھو آئی ہیں"۔۔ ایمن نے اُس کے سر پر بم ہی تو پھوڑا تھا۔۔

"کیا!!!"۔۔ وہ اُٹھ کر بیٹھی تھی، ساری نیند ۔اُڑن چھو ہوئی تھی۔۔

"کہاں ہیں۔۔؟؟"۔۔ اُس نے بیڈ سے اُترتے پوچھا۔۔

"باہر صحن میں، یہ موٹے موٹے آنسو بہا رہی ہیں"۔۔ اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔

فریش ہو کر دس منٹ میں وہ کچن کے صحن کی طرف کھلنے والے دروازے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔۔

"اماں آپ نے کبھی مجھے وہ اہمیت نہیں دی جو اپنے باقی بچّوں کو دی ہے، ساری زندگی۔۔۔"۔۔ وہ روتے ہوئے بول رہی تھیں عصمت جہاں کے دل پر ہاتھ پڑا تھا، اُنھوں نے اُن کی بات کاٹی تھی۔۔

"بس کردو نائلہ، چلے گئے ہیں میرے بچّے اِس دنیا سے اب تو بخش دو اُن کو"۔۔ لہجہ آبدیدہ ہوا تھا حیا نے کرب سے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

"مر کر کون سا چین دیا انہوں نے مجھے، پہلے مجھے تکلیف دیتے رہے اب اُن دونوں کے بچّوں نے میرے بچّوں کا حق مارا ہے"۔۔ وہ بے رحمی اور سفاقی سے بول رہی تھیں۔۔

"اپنوں میں تو جھگڑے ہوتے رہتے ہیں، آپ نے میرے بیٹے کی منگیتر اُٹھا کر امینہ کے بیٹے کو دے دی، منانے

بھی نہیں آئیں اماں مجھے، میرے بیٹے کے ساتھ زیادتی کی ہے اماں آپ نے"۔۔ وہ اب ڈھٹائی سے بولی رہی تھیں۔۔ حیا نے دروازے کے ہینڈل پر اپنی پکڑ سخت کی تھی۔۔

"اے بی بی، تمہارا بیٹا دروازے پر سب کے سامنے خود ہمیں ذلیل کر گیا تھا، میری پوتی اتنی گری پڑی نہیں ہے جو تیرے در پر واپس آتے"۔۔ وہ اب کہ سختی سے بولیں۔۔

"تم اتنا بڑا ظُلم کرنے چلی تھیں نائلہ ایک پل کو تمہارا کلیجہ نہیں کانپا تھا جِس لڑکی کو تمہاری سگی بہن مانگ چکی تھی اُسے تم نے اپنے بیٹے سے منسوب کروادیا"۔۔ حیا نے فرح کو کل امینہ کے ساتھ ہوئی ساری بات بتائی تھی اور نائلہ کا بھی ذکر کیا تھا کہ سب کچھ اُن کے سامنے ہوا تھا۔۔ فرح نے عصمت جہاں کو جب ساری بات بتائی تو وہ اپنی بیٹی پر افسوس ہی کرتی رہ گئی تھیں۔۔

"رہنے دیں اماں ایسا کوئی ظلم نہیں کیا تھا میں نے، آپ کا نواسہ آپ کی پوتی کو ٹھکرا کر بھاگ گیا تھا، واپس آکر آپ کی ناک کے نیچے وہ دونوں عشق و عا۔۔۔"۔۔ حیا نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

"بس!!" اُن کی بات کاٹ کر وہ دھاڑی تھیں۔۔ اُس کا دل کانپا تھا۔۔ فرح نے اُس کو پیچھے سے کندھوں سے آ کر تھاما تھا۔۔

"تمہارے باپ کا گھر ہے تو یہ مت سمجھنا کہ میں مجبور ہوں اب اگر میرے بچّوں کا نام لیا تم نے تو اِس گھر کے دروازے بند سمجھنا خود پر"۔۔ اُن کا لہجہ بے لچک تھا، اُس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کے گرے تھے۔۔

"کسی میں اتنی ہمت ہے بھی نہیں کہ مجھے اِس گھر سے روکے، ایمن او ایمن چائے لاؤ، اب کیا کہنا پڑے گا مجھے"۔۔ وہ کمالِ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتی رُخ پھیر گئی تھیں۔۔ اُنہوں نے تاسف سے بیٹی کو دیکھا تھا۔۔

"بندہ ڈھیٹ ہو تو ایسا"۔۔ فرح نے ہنس کر کہا تھا، وہ بھی روتے میں ہنس دی تھی۔۔ فرح نے اُس کو گلے لگایا تھا۔۔

"پاگل رونا نہیں ہے اب تم نے، تم خوش نصیب ہو حیا، اللہ نے تمہیں ابراہیم جیسے پیارے بندے کو سونپا ہے، قدر کرو اُس کی"۔۔ اُس کے بالوں کو چوُم کر کہا تھا۔۔

"اور اب میرا دیور تم سے رومینس کرنے کی کوشش کرے تو کم از کم اُس کی شرٹ مت پھاڑنا"۔۔ وہ شرارت سے بولی تھی۔۔

"آپ نے یہ بات بھولنی نہیں ہے"۔۔ وہ بھی ہنس کر بولی۔۔

"ہرگز نہیں، اب تو اُسی سے پوچھنے کا پکا ارادہ کرلیا ہے"۔۔ وہ اُس کو چھیڑنے لگی۔۔

"پوچھ کر دیکھ لیں، بتا ہی نہ دیں وہ"۔۔ وہ شرارت سے کہتی اندر بھاگی تھی۔۔ اُس کے لہجے میں ابراہیم کے لیے محبت دیکھ کر فرح نے شُکر ادا کیا تھا۔۔

...............

دل کی حالت کیا بدلی اُسے دُنیا اچھی لگنے لگی تھی۔۔ ہونٹ بغیر وجہ کے خود بہ خود مُسکرانے لگے تھے۔۔

وہ دو دن اُس سے چُھپتی پھر رہی تھی۔۔ پر دل اُس کو دیکھنے، اُس کے ساتھ وقت گزارنے کا بھی مُتمنی تھا۔۔ وہ کالج میں بیٹھی کچھ سُوچ رہی تھی۔۔ کرے نہ کرے کی کشمکش میں اُس نے موبائل پر میسج ٹائپ کیا تھا۔۔

"کیا آج آپ مجھے پِک کرنے آئیں گے۔۔؟؟"۔۔ اب وہ بیٹھی سُوچ رہی تھی دل نے کہا کر دو پگلی اور کتنی دیر کرو گی۔۔ اُس نے فوراً سے سینڈ کو ٹچ کیا تھا اُس کے ساتھ ہی دل کی دُوڑیں لگی تھی۔۔ چھ سات سیکنڈ میں اُس کے موبائل کی میسج ٹون بجی تھی۔۔ اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ میسج کُھولا تھا۔۔

"آئی وِل بھی آنرڈ"

(مجھے اعزاز بخشا جائے گا)

جواب پڑھ کر اُس کے ہونٹوں پر خوبصورت مُسکراہٹ در آئی تھی۔۔

اُس کو ٹائم بتا کر وہ کلاس لینے چلی گئی تھی۔۔

..........

وہ گاڑی میں بیٹھی بار بار مُٹھی بند کھول رہی تھی۔۔ اُس بارش والے واقعے کے بعد سے حیا کو اِس سے فطری جھجک محسوس ہونے لگی تھی۔۔ اُس کی اِس حرکت کو کب سے نوٹ کرتا وہ مُسکرا دیا تھا۔۔ وہ سمجھ گیا تھا اُس کی موجودگی سے وہ کنفیوژ ہو رہی تھی۔۔

"کچھ کھاؤ گی۔۔؟؟"۔۔ ایک نظر اُسے دیکھ کر پوچھا۔۔

"ابھی نہیں!"۔۔ وہ بے ساختہ بولی تھی۔۔ اِبراہیم نے ایک نظر اُسے دیکھا تھا۔۔

"تمہیں کچھ کہنا ہے حیا۔۔؟؟"۔۔ اُس کے سوال پر حیا نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا تھا۔۔ جیسے پوچھ رہی ہو آپ کو کیسے پتا چلا۔۔

"بس مجھے پتا چل جاتا ہے، اب بولو کیا بات ہے۔۔؟؟۔۔ تمہیں مجھ سے بات کرنے سے پہلے کبھی بھی کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے حیا"۔۔ اُس کی پہلی بات پر وہ مزید حیران ہوئی تھی۔۔ اُس کی حیران سی شکل دیکھ کر وہ ہنسا تھا۔۔

"ماں کا برتھ ڈے آنے والا ہے ناں، میں ہمیشہ ماں کے برتھ منتھ کی پاکٹ منی ڈبل لیتی ہوں تاکہ اُنہیں کوئی اچھا سا گفٹ دے سکوں"۔۔ اُس کی معصومانہ بات پر وہ مُسکرا دیا تھا۔۔

"مطلب ارمان کے ہی پیسوں سے ارمان کو ہی گفٹ۔۔؟؟"۔۔ اُس نے محظوظ ہوتے پوچھا تھا وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔ وہ کُھل کر ہنسا تھا۔۔

"اچھا اب کیا دینے کا سُوچا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔۔

"رسٹ واچ۔۔ ایکچولی۔۔"۔۔ وہ کچھ کہتے کہتے رُکی تھی۔۔

"رسٹ واچ اچھی چوائس ہے، بات تو پوری کرو ناں"۔۔ وہ گاڑی چلاتے ہوئے گاہے بگاہے اُسے بھی دیکھ رہا تھا۔۔

"جو مجھے پسند آتی ہیں وہ بہت ایکسپینسِو ہوتی ہیں، میرے پاس اتنی سیونگز نہیں ہیں۔۔ آپ مجھے اُن کے لیے رسٹ واچ دلا دیں گے۔۔؟؟"۔۔ وہ سر جُھکا کر اتنے پیارے انداز میں اُس پر اپنا حق تسلیم کرتے اُس سے کچھ

مانگ رہی تھی کہ اِبراہیم کا دل کیا دُنیا جہاں کی دولت اُس کی جھولی میں ڈال دے۔۔

"میری ساری دولت، میرا وجود، میرا دل تمہارا ہے اور کیا چاہیئے"۔۔ وہ اُسے دیکھ کر ایک جذب سے بولتا اُس کے آگے اپنا والٹ بڑھا گیا تھا۔۔ حیا نے اُس کی طرف دیکھا تھا اُس کے دو ننھے ستاروں کو دیکھ کر اُس کے ہاتھ سے والٹ لیتی وہ مُسکرا دی تھی۔۔ آسودہ سی مُسکراہٹ۔۔ اِبراہیم کی رگ و جاں کو سکون بخش گئی تھی۔۔

اِبراہیم نے اتنے عرصے میں پہلی بار اپنے لیے اُس کی مُسکراہٹ دیکھی تھی۔۔

"حیا!"۔۔ محبت بھرا لہجہ اُس کا دل ایک لمحے کو رُکا تھا۔ گاڑی مال کے آگے رُکی تھی

"تم نے مجھے معاف کردیا ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ اب گردن گُھما کر اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"اتنے سالوں میں ایک لمحہ بھی میرا دل آپ سے ناراض نہ ہو سکا۔۔ پتا نہیں کیوں؟؟"۔۔ نم لہجہ محبت سے بھرپور تھا۔۔

"اور میں نے آپ سے کم بدتمیزی تو نہیں کی تھی۔۔ آپ کبھی بھی مجھ سے ناراض نہیں ہوئے، کبھی مجھ پر غصّہ نہیں کیا۔۔ کیوں۔۔؟؟.."۔۔ وہ سر جُھکائے شرمندگی سے پوچھتی اِبراہیم کو بہت پیاری لگی تھی۔۔

"حیا لُک اِن ٹو مائی آئیز"

(حیا میری آنکھوں میں دیکھو)

وہ بڑی مُحبت سے التجا کررہا تھا۔۔ اُس نے ایک نظر اُسے دیکھنا چاہا تھا پر اُس کی آنکھوں میں اپنے لیے چاہت کا سمندر دیکھ کر اُس کے پلکیں اُن ستاروں سے ہوتی جُھکی تھیں۔۔ اِبراہیم نے مُسکرا کر اُس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما تھا۔۔

"حیا اِبراہیم کی روح سے مُحبت کی ہے اِبراہیم ہاشمی نے، حیا اِبراہیم کا غصّہ، ناراضگی اُس کا ہر عمل اِبراہیم ہاشمی کے سر آنکھوں پر۔۔"۔۔ اُس نے اُس کے ہاتھوں کو عقیدت سے اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا۔۔ اِبراہیم کے مُحبت بھرے لمس کو حیا کے دل نے مُحبت سے قبول کیا تھا۔۔ اُس نے اپنی نم نگاہیں اُٹھائیں تھیں۔۔

"میں نے تمہیں بہت تکلیف دی ہے، اِس کے لیے چاہ کر بھی خود کو ساری زندگی معاف نہیں کر پاؤں گا شاید، پر تمہاری ہر تکلیف میرے دل میں تمہاری قدر میں اضافہ کرتی گئی ہے۔۔ اب اِبراہیم ہاشمی کی باقی کی ہر سانس تمہارے نام، چاہے تو آزما لینا"۔۔ بولتے بولتے اِبراہیم نے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔

اُس کے لہجے میں اپنے لیے عقیدت محسوس کرتے حیا اِبراہیم کا دل اُس پل سجدے میں جُھکا تھا۔۔

••••••

"آپ کو اِن دونوں میں سے کون سی پسند ہے۔۔؟؟"۔۔ کوئی دس کے قریب گھڑیاں نکالنے کے بعد وہ دو میں سے پوچھ رہی تھی۔۔

ایک رویل بلیو ڈائل براؤن لیدر اسٹریپ

دوسری روز گولڈ ڈائل براؤن لیدر اسٹریپ

دونوں گھڑیاں ہی خوبصورت تھیں۔۔

"یہ والی"۔۔ اُس نے روز گولڈ گھڑی ہاتھ میں لیے کہا۔۔

"آپ یہ پیک کردیں"۔۔ وہ سیلز مین کے آگے بلیو ڈائل والی گھڑی بڑھاتے بولی۔۔ وہ ایک لمحے کو حیران ہوا پھر ہنسا تھا۔۔

"مجھے یہ زیادہ اچھی لگ رہی ہے"۔۔ اُسے دیکھے بغیر اپنی صفائی دی تھی۔۔ اِبراہیم نے مُسکراتے ہوئے پے منٹ کی تھی۔۔

"آپ ماں کو نہیں بتایئے گا پلیز"۔۔ وہ شاپ سے نکلتے بولی۔۔

"حیا اِبراہیم کا ہر سیکرٹ، اِبراہیم ہاشمی کے لیے امانت"۔۔ اُس کے لہجے میں یقین محسوس کر کے وہ مُسکرا دی تھی۔۔ سادہ بے ریا مُسکراہٹ۔۔ ایک لمحے کو وہ اُس کے پُر نور چہرے سے نظر نہیں ہٹا پایا تھا۔۔

"ارے میں بلکل بھول گئی، مجھے بجو کے لیے رسٹ واچز کی دو تین پکچرز لینی تھیں، ایک منٹ آپ یہیں رُکیں
میں ابھی آئی"۔۔ وہ سر پر ہاتھ مارے شاپ میں دوبارہ گئی تھی۔۔

وہ وہیں کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ گھڑیوں کی تصویریں لے رہی تھی۔۔

پانچ چھ گھڑیاں کاونٹر پر رکھے اُن کی تصویریں لے کر اُس نے وہیں کھڑے کسی کو واٹس ایپ کی تھیں۔۔ اِبراہیم کو اِس لمحے اُس کے چہرے پر اندرونی خوشی کی چمک دیکھی تھی۔۔

"چلیں چلیں۔۔ اب مجھے کچھ کِھلا دیں پلیز"۔۔ وہ اب اُس کا بازو تھامتی تیز تیز بولتے آگے بڑھی تھی۔۔ اُس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکھ کر وہ مُسکرایا تھا۔۔ اور اِس سے محبت بھی اُن دونوں کی سادگی پر دھیمے سے مُسکائی تھی

..........

"آپ کو یقین نہیں آئے گا بھائی کتنی خوش خوش گھوم رہی ہے وہ"۔۔ عروج جو نائلہ کے ساتھ یہاں آئی ہوئی تھی، رمیز کو یہاں کی ساری رپورٹ دینا ضروری سمجھا۔۔ مزید دو تین باتیں کر کے اُس نے فون رکھ دیا تھا۔۔

"اُڑ لے تتلی بن کر، تمہارے سارے رنگ اُڑا کر بے رنگ تو تمہیں میں کروں گا"۔۔ وہ زہر خند لہجے میں بولا تھا۔۔

وہ بھوکے شیر کی مانند بن گیا تھا جِس کے منہ سے کسی نے شکار چھینا تھا۔۔

"اور تو اِبراہیم ہاشمی!!"۔۔ اُس نے ایش ٹرے زور سے دیوار پر دے ماری تھی۔۔ ایش ٹرے کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تھے۔۔

"میں تمہیں وہاں ماروں گا جہاں تمہیں پانی بھی نہیں ملے گا، تیار رہنا"۔۔ واش روم میں جا کر کپڑوں سمیت شاور کے نیچے کھڑا وہ اپنے اندر کی آگ ٹھنڈی کرنے لگا۔۔

.........

اِبراہیم اُسے نیند سے اُٹھا کر ہال میں لایا تھا۔۔ جہاں اندھیرا اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔

"کیا ہے یار، کل میری مارننگ ہے سونے دو"۔۔ وہ اچھا خاصا جھنجھلایا ہوا تھا۔۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو"۔۔ ہال ایک دم روشنیوں میں نہایا تھا۔۔ حیا کیک تھامے کچن سے نکلی تھی۔۔

ارمان کی نظریں دیوار گیر گھڑی کی طرف اُٹھیں تھیں جو کہ بارہ بجا رہی تھیں وہ مُسکرایا تھا۔۔

"میرا بچّہ اللہ دونوں جہاں کی خوشیاں نصیب کرے آمین"۔۔ عصمت جہاں نے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔

"آپ بھی جاگ رہی ہیں دادو"۔۔ اُسے حیرانی ہوئی تھی۔۔

"مان اصل سرپرائیز تو یہ رہا"۔۔ سنی کی آواز پر وہ پلٹا تھا۔۔ جہاں وہ سر جُھکائے ہونٹوں پر مُسکراہٹ سجائے کھڑی تھی۔۔

"یہ"۔۔ اُسے جھٹکا لگا تھا۔۔ اُس کی حیرت کو سب نے ہی انجوائے کیا تھا۔

"یہ میری طرف سے گفٹ ہے، دادو سے پوچھ کر لایا ہوں"۔۔ پیچھے سے شہریار کی آواز۔۔

لائیٹ بلیو شرٹ، بلیک ٹراوٗزر، بکھرے بال، نیند میں ڈوبی آنکھیں سب ہی اُس کی حالت پر ہنس دیئے تھے۔۔

"مان کیک کاٹیں ناں"۔۔ حیا کیک پر اکلوتی مُوم بتی کو جلا کر بولی۔۔ سب کی بے تحاشہ مُحبتوں پر وہ ہنسا تھا۔۔ ہمیشہ وہ اپنی، حیا اور سنی کی برتھ ڈیز پر کہیں باہر ڈنر کروا دیتا تھا۔۔ اِس گھر میں بچّوں کی ہی برتھ ڈے منائی جاتی تھیں۔۔

"مان یہ آپ کے لیے"۔۔ حیا نے اُس کے آگے سُنہری ریپر میں سجا گفٹ بڑھایا۔۔

"اِس بار ڈبل پاکٹ منی کی ڈیمانڈ نہیں ہوئی تھی، میں تو سمجھا تھا اِس بار گفٹ ملے گا ہی نہیں"۔۔ وہ شرارت سے کہتا گفٹ کھولنے لگا۔۔ اُس کی بات پر سب ہی ہنسے تھے۔۔

بلیو ڈائل والی خوبصورت سی گھڑی۔۔

"زبردست"۔۔ وہ زور سے بولا تھا۔۔

"تھینکس"۔۔ وہ ایک نظر گھڑی کو دیکھ کر شرارت بھری نظروں سے اِبراہیم کو دیکھ کر بولا۔۔

"یہ چیٹنگ ہے مان، پے بھلے اِنہوں نے کیا ہو پر پسند میری تھی"۔۔ وہ اچانک چیخی تھی۔۔ اُس کی اِس بات پر

زور کا قہقہہ پڑا تھا۔۔ وہ جھینپی تھی۔۔ ارمان نے بےساختہ آمنہ کی طرف دیکھا تھا جیسے پوچھ رہا ہو میرا گفٹ۔۔ آمنہ نے مُسکرا کر دھیرے سے اپنے ساتھ لایا پیکٹ پرس سے نکال کر ٹیبل پر رکھا تھا۔۔

اُس کی یہ حرکت کسی کی نظروں میں نہیں آئی تھی وہ کُھل کر مُسکرایا تھا۔۔

دس منٹ میں سب کے جانے کے بعد وہ اُس کا گفٹ اٹھائے کمرے میں آیا تھا۔۔

اپنا مخصوص پرفیوم دیکھ کر اُسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔۔

"یعنی کہ مُحترمہ کو میرے پرفیوم کا بھی پتا ہے"۔۔ خود پر ہلکا سا اسپرے کر کے اُس نے تھینکس کا میسج ٹائپ کر اُس کے نمبر پر سینڈ کیا تھا۔۔

..........

"یہ۔۔ یہ۔۔ میں نہیں ہوں یہ"۔۔ اُس نے موبائل دور پھینکا تھا۔۔ اُس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھاما تھا۔۔

موبائل پھر بجا تھا۔۔ اُس نے خوفزدہ نظروں سے موبائل کو دیکھا تھا۔۔

موبائل بج بج کر خاموش ہوا تھا۔۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا دونوں ٹانگیں سینے سے لگی تھیں۔۔ اب کال کے بجائے میسجز بھیجے گئے تھے۔۔

ایک دو تین۔۔

میسج ٹون مُتواتر بجتی گئی تھی۔۔ اُس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل اُٹھا کر میسج کھولا تھا۔۔

"بھیج دوں تمہارے بھائی کو یہ ویڈیو۔۔؟؟"۔۔ اُس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"نہیں۔۔ نہیں ایسا کرتا ہوں، تمہارے بھائی کی فیس بُک کی وال پر پوسٹ کر دیتا ہوں کیسا۔۔؟؟"۔۔ آگے آنسوؤں کے ساتھ ہنسنے والی تین چار ایموجی بھیجی گئی تھیں۔۔

"مم۔۔مان۔۔ نن۔۔ نو پلیز۔۔ نو"۔۔ وہ بڑبڑایا تھا۔۔ اُس کا حلق خُشک ہوا تھا۔۔

"اُن کو بھی تو پتا چلے ناں اُن کا بھائی کتنا کُول لگ رہا ہے"۔۔ کالے چشمے والی ایموجی۔۔ اُس نے موبائل کو دور پھینکا تھا پھر گھٹنوں پر سر دیئے وہ رو دیا تھا۔۔

اب کے موبائل پھر سے بجا تھا۔۔ وہ سر اُٹھائے بغیر مارے خوف کے روتا رہا تھا۔۔ کال بند ہوئی تھی تو میسج ٹون بجی۔۔

"کم آن پِک اپ دی کال صنان ہاشمی۔۔ اِٹس لاسٹ وارننگ"

)کال اُٹھاؤ صنان ہاشمی، آخری بار خبر دار کر رہا ہوں(

اب کے کال آنے پر اُس نے کانپتے ہاتھوں سے کال ریسیو کی تھی۔۔

"ہیلو بے بی بوائے"۔۔ حارث کا قہقہہ گونجا تھا۔۔ سنی کے آنسوؤں میں روانی آئی تھی۔۔

"یہ۔۔ ویڈیو۔۔ فیک۔۔ ہے۔۔ میں نہیں ہوں یہ"۔۔ وہ خوف سے چیخا تھا۔۔

"ہاہاہا۔۔ میری جان۔۔ ہو تو تم ہی۔۔ ہاں وہ سوزی ہے میری نئی دوست۔۔ اُس سے تم کبھی نہیں ملے"۔۔ وہ خباثت سے بولا تھا۔۔

"تم نے مجھے دھوکا دیا۔۔ یو ایڈیٹ۔۔ آئی ول کِل یو"۔۔ جواباً وہ چیخا تھا۔۔

"اوئے جسٹ شٹ اپ!! بکواس بند۔۔ زیادہ آواز نکالی تو تیرے دونوں بھائیوں کی عزت کا جنازہ نکالنے میں دیر نہیں کروں گا"۔۔ وہ دھاڑا تھا۔۔ سنی ایک دم خاموش ہوا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں پلیز۔۔ نہیں۔۔ ایسا نہیں کرنا۔۔ حا۔۔حارث۔۔ میں نے تمہارے ساتھ کبھی غلط نہیں کیا۔۔ تم۔۔ تم۔۔"۔۔ وہ اب رودیا تھا۔۔ سنی کی آنکھوں کے سامنے اُن دونوں کے چہرے آئے تھے۔۔

ارمان ہاشمی اُسے مارتا اُسے پرواہ نہیں تھی پر اُسے یقین تھا صنان ہاشمی کے مان کا مان ٹوٹ جائے گا۔۔

اور اِبراہیم ہاشمی شاید زندگی میں کبھی صنان ہاشمی پر یقین نہ کرپائے گا۔۔

"کیا بچّوں کی طرح رو رہا ہے"۔۔ حارث نے بیزاری سے کہا۔۔

"ڈیلیٹ اِٹ۔۔ فار گاڈ سیک ڈیلیٹ اِٹ"

(مٹا دو۔۔ اللہ کا واسطہ مِٹا کردو)

وہ تڑپا تھا۔۔

"یو وانٹ می ٹو ڈیلیٹ اِٹ۔۔؟؟"

(تم چاہتے ہو میں ڈیلیٹ کردوں۔۔؟؟)

"ہا۔۔ہاں پلیز۔۔ اللہ کے لیے۔۔ ڈیلیٹ کردو"۔۔ سنی کو اپنی حواس مُختل ہوئے محسوس ہوئے تھے اب۔۔

"تم میرا ایک کام کردو۔۔ میں ویڈیو ڈیلیٹ کردوں گا سمپل"۔۔ اب حارث کے لہجے میں لاپروائی تھی۔۔

اُس کی بات سُن کر سنی کے ہوش اُڑے تھے۔۔

"اگر دونوں بھائیوں میں سے کسی کے آگے بھی زبان کھولی تو اپنی خیر منانا"

"حارث لِسن۔۔"۔۔

"یو ہیو آنلی ٹوئینٹی ٹو آورز۔۔ ٹومورو 8 پی ایم۔۔ بائے"

(تمہارے پاس صرف بائیس گھنٹے ہیں۔۔ کل رات آٹھ بجے)

"لیک۔۔لیکن۔۔ مم۔۔ کیسے۔۔ ہیلو۔ لِسن پلیز"۔۔ حارث فون رکھ چُکا تھا۔۔

"پلیز لِسن ٹو می۔۔ فار گاڈ سیک۔۔ لِسن ٹو می"۔۔ وہ چیختے چیختے بیڈ پر گِرتا رو دیا تھا۔۔

اُس کا ذرا سا شوق اُس کے خاندان کی عزّت پر بن آیا تھا۔۔

..........

گرینی میرے روم کی صفائی کس نے کی تھی۔۔؟؟۔۔ وہ ہلکی سے وائیٹ شارٹ ٹی شرٹ اور جینز میں ملبوس جھنجھلایا جھنجھلایا سا سیڑھیاں اُترتا آیا تھا۔۔

"کیوں کیا ہوا میرا بچّہ۔۔؟؟۔۔"۔۔ وہ اُس کی طرف مُتوجہ ہوئیں۔۔

"تمہارے کمرے میں تو صرف حیا ہی کو بھیجتی ہوں، ہوا کیا ہے کچھ بتاؤ تو۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے جُنھجھلائے چہرے کو دیکھ کر پوچھ رہی تھیں۔۔

"اچھا تو مُحترمہ نے کام دکھایا ہے اپنا"۔۔ وہ باوجود جھنھنجھلاہٹ کے مُسکرا دیا تھا۔۔

"گرینی، میری بہت ضروری چیزیں نہیں مل رہیں"۔۔ وہ بظاہر جھنجھلاہٹ سے بولا تھا۔۔

"اچھا رُکو، میں پوچھتی ہوں اُس سے"۔۔ اُس کو کہہ کر وہ اُسے آوازیں دینے لگیں۔۔

"حیا!! حیا"!!

وہ مُسکراہٹ دباتا اُس کے آنے سے پہلے سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔

.....

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اُوپر آئی تھی۔۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔ سامنے وہ بیڈ پر دونوں بازو سر کے نیچے رکھے ٹانگے لٹکائے لیٹا ہوا تھا۔۔ وہ اُس کو جس وجہ سے بُلا رہا تھا وہ وجہ اُس کی جِھجک بڑھانے کے لیے کافی تھی۔۔

کچھ سیکنڈ دروازے پر ہی رک کر اُس نے اپنے حواس دُرست کیے تھے۔۔ اب اوکھلی میں سر دیا تھا تو موسلی سے کیا ڈر وہ دروازے پر ہلکی سی ناک کر کے آگے بڑھی تھی وہ اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

ایک لمحے کو حیا کی آنکھیں اُس سے ملی تھیں اُس کا دل رُکا تھا لیکن کمرے کی حالت دیکھ کر وہ صحیح معنوں میں ٹھٹکی تھی۔۔

"یہ۔۔یہ کمرا میں ابھی کچھ دیر پہلے۔۔"۔۔ وہ شدتِ غم سے جملہ پورا کیے بغیر اندر آئی تھی۔۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کے برابر سے ہوتا اُس کے پیچھے گیا تھا۔۔

بیڈ شیٹ پوری کی پوری اُتار کر صوفے پر رکھی گئی تھی، ایک تکیہ بیڈ کی پائنتی کے پاس بُری حالت میں پڑا تھا دوسرے کا صرف غلاف بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔۔

سائیڈ ٹیبل کی درازیں آدھی کھلی ہوئی تھیں، واڈروب کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا وہاں بھی واردات ہوئی نظر آرہی

تھی۔۔ وہ کمرے کے وسط میں کھڑی سارے کمرے کو آنکھیں پھاڑ کر حیرت سے دیکھ رہی تھی جبکہ وہ دروازہ بند کر کے اُس سے پیچھے کچھ فاصلے پر کھڑا اُس کی حیرانگی سے لطف اندوز ہورہا تھا۔۔

"دراصل میرے روم میں دن دھاڑے چوری کی ہے کسی نے"۔۔ اُسے اپنے پیچھے سے اُس کی معنی خیز آواز آئی تھی۔۔ حیا کے ہونٹوں پر بے ساختہ مُسکراہٹ اُبھری تھی، مُڑے بغیر اُس نے آگے بڑھ کر بیڈ پر پڑا تکیہ اُٹھایا تھا۔۔

"تو کمرے کی یہ حالت اُس چور نے کی ہے۔۔؟"۔۔ تکیے کو ٹھیک کرتے پوچھا گیا

"نہیں یہ تو اِنویسٹیگیشنز (تحقیقات) کی گئی ہیں کہ روم سے کیا کیا غائب ہوا ہے"۔۔ آواز ہنوز پیچھے سے آئی۔۔

"اتنی سخت اِنویسٹیگیشنز۔۔؟؟"۔۔ وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے آنکھیں پھاڑے کمرے کو دیکھ کر بولی

"کوئی دن دھاڑے ابراہیم ہاشمی کے روم میں آکر اُس کی چیز چُرا لے تو کیا ابراہیم ہاشمی اُس کو ایسے ہی چھوڑ دے گا۔۔؟؟"۔۔ قدرے سنجیدہ سی آواز اب تھوڑا قریب سے آئی تھی۔۔ اُس کے انداز پر حیا کا دل دھڑکا تھا، اُس نے دوسرے تکیے پر غلاف چڑھا کر دونوں تکیے صوفے پر رکھے پھر بیڈ شیٹ اُٹھا کر اُسی جگہ آئی۔۔

"پھر ملا چور۔۔؟"۔۔ مُسکرا کر پوچھتی نچلا لب دانتوں میں دبا کر اُس نے بیڈ شیٹ بیڈ پر پھیلائی

"چور نہیں چورنی"۔۔ وہ کہہ کر اُس کے قریب آیا تھا۔۔ بیڈ شیٹ بچھاتے اُس کے ہاتھ تھمے تھے۔۔

"اینڈ شی از رائیٹ اِن مائی آرمز"

(اور وہ اس وقت میری بانہوں میں ہے)

اُس نے پیچھے سے اُسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر اُس کے کان میں گھمبیر لہجے میں کہا۔۔

اُسے اپنا دل سو کی اسپیڈ پر دوڑتا محسوس ہوا تھا۔۔

"اب بتاؤ کیا سزا دوں اُسے۔۔؟؟"۔۔ وہ دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔ وہ اُس کی بے انتہا قربت میں پگھل رہی تھی

"آپ چھوڑ کیوں نہیں دیتے"۔۔ اُس نے ہمت کر کے پوچھا وہ سمجھ گیا کہ اُس چیز کے بارے میں بول رہی تھی، جس کی طلب میں اُس نے پورا کمرا تلپٹ کر دیا تھا۔۔

"اوکے، گو می آ آلٹرنیٹِو دین۔۔؟"

(ٹھیک ہے مجھے نعم و بدل دو اُس کا۔۔؟)

وہ دھیرے سے اُس کے کان میں سرگوشی کرتا اُس کی حالت غیر کر رہا تھا

"آلٹرنیٹِو آف دیٹ تھنگ۔۔؟؟"

(نعم و بدل اُس چیز کا۔۔؟؟)

حیرت سے پوچھا گیا

"یس"

(ہاں)

"واٹ وُڈ بی دا آلٹرنیٹِو آف دیٹ۔۔؟؟"

(اُس کا نعم و بدل کیا ہو گا۔۔؟)

"یو"

(تم)

وہ مخمور لہجے میں اُس کی گردن کے بالوں میں چہرہ چُھپا کر گہرا سانس لے کر بولا۔۔ حیا نے اپنی گردن پر اُس کا لمس محسوس کر کے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔۔

"لُک فار این ادر آلٹرنیٹِو، آئی ایم ناٹ اویل ایبل فار ناؤ"

(کوئی اور نعم و بدل دیکھیں، میں دستیاب نہیں ہوں فل حال)

وہ خود کو سنبھال کر شرارت سے بولی

"شش!!"۔۔ وہ ایک دم اُس کو پلٹ کر اُس کے لبوں پر اپنی انگلی رکھ گیا۔۔

"لائیف ڈز ناٹ ہیو این آلٹرنیٹوِ"

(زندگی کا کوئی نعم و بدل نہیں ہوتا)

وہ ایک دم سنجیدہ ہو کر اُس کی آنکھوں میں انکھیں ڈال کر اُسے اپنی زندگی کہہ گیا تھا۔۔ ابراہیم کی آنکھوں میں اُسے اپنے لیے محبت، جنون اور اُس کو کھونے کا ڈر نظر آیا۔۔ وہ یک ٹک اُسے دیکھے گئی۔۔ وائیٹ شارٹ ٹی شرٹ، قدرے چھوٹی سلیوز اور بلیو جینز میں اُس کا لمبا چوڑا سراپا نمایاں ہورہا تھا۔۔

"دے دو یار"۔۔ اچانک وہ منت بھرے انداز میں بولا وہ ایک دم کھکھلا کر ہنسی تھی۔۔ ابراہیم تو اُس ہنسی پر فدا تھا پر آج پانچ سال بعد وہ خالص اُس کے لیے ہنس کر اُس کا دل شاد کر گئی تھی۔۔

"وہ تو میں نے ڈسٹ بن میں پھینک دیں دونوں چیزیں"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر مزہ لیتے بولی۔۔

"واٹ!!!"

وہ چیخا تھا۔۔ پھر ڈسٹ بن کی طرف بڑھنے کو تھا کہ اُس نے بے ساختہ اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے روکا تھا۔۔

"وی ہیو سو مینی ڈسٹ بنز اِن آور ہوم"

(ہمارے پاس گھر میں بہت ساری ڈسٹ بنز ہیں)

وہ اُس کے چہرے کو دیکھ کر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر بولی، آنکھوں میں واضح شرارت تھی

"اب آیا اُونٹ پہاڑ کے نیچے، ہمیشہ مجھے تنگ کرتے ہیں اب میری باری ہے"۔۔ وہ دل ہی دل میں خود سے بولی تھی۔۔

"سیریسلی حیا۔۔؟؟"

(سچ میں حیا۔۔؟؟)

وہ جُھنجھلایا تھا، اُس نے معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

اُسے سب سے زیادہ افسوس لائٹر کا ہوا تھا، وہ لائٹر اُسے جورج نے دیا تھا۔۔ تبھی ابراہیم کا موبائل بجا تھا۔۔ اُسے موبائل پر مصروف دیکھ کر وہ اُس کی واڈروب کی طرف بڑھی تھی۔۔

وہ فون پر بات کر کے پلٹا تو وہ سگریٹ اور لائٹر اُس کی طرف بڑھائے ہوئے تھی۔۔

"میرے لیے آپ اور آپ کی ہر چیز اِمپورٹنس (اہمیت) رکھتی ہے"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر محبت سے بولی۔۔

"اور میرے لیے تم سے بڑھ کر کچھ بھی اِمپورٹنس نہیں رکھتا"۔۔ وہ آگے بڑھ کر دونوں چیزیں ڈسٹ بن میں پھینکنے کو تھا کہ وہ اُس کا ہاتھ تھام گئی۔۔

"ایک منٹ، یہ مجھے دے دیں، یہ میرا ہوا"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے خوبصورت سا لائٹر لیتی بولی۔۔ وہ مُسکرایا تھا

وہ آگے بڑھنے کو تھی جب اُس نے نرمی سے اُس کا بازو تھام کر اُسے روکا

"حیا!!"۔۔ نرمی سے پُکارا۔۔ اُس نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔۔ اُس کی انکھوں میں التجا تھی

"ابھی کے لیے پلیز"۔۔ وہ سر کو ہلکا سا خم دے کر گردن کھجاتا التجائی انداز میں بولا۔۔ حیا کو اُس کے اِس انداز پر پیار آیا۔۔

"اوکے، بٹ یو ہیو ٹو کوئٹ اِٹ"

(ٹھیک ہے، لیکن آپ کو اِسے چھوڑنا ہو گا)

وہ اُس کے ہاتھ میں دونوں چیزیں تھما کر انگلی اُٹھا کر حکمیہ انداز میں بولی تھی۔۔

"اوکے، میم یور وِش از مائی کمانڈ"

(آپ کا حکم سر آنکھوں پر)

وہ سر کو جُھکا کر بولا تھا۔۔ وہ مُسکرائی تھی

"بس کچھ دن سوئیٹ ہارٹ"..وہ بے چارگی سے بولا۔۔ اُس کے انداز پر وہ ہنسی تھی

"یو نو واٹ حیا۔۔؟؟"۔۔ وہ ایک دم سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔ اب کے اُس نے بھی سنجیدگی سے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"آئی لو یو"

اُس کی طرف جُھک کر نرمی سے اُس کا گال چُومتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔ وہ اُس کی جرات پر کچھ لمحے ساکت سی کھڑی رہ گئی تھی۔۔

" صحیح کہتی ہیں بجو، بندہ واقعی بولڈ ہے"۔۔ وہ ایک ہاتھ گال پر رکھ کر بولی پھر بڑی خوبصورت سی مُسکراہٹ نے اُس کے لبوں کو چھوا تھا، اُسی خوبصورت مُسکراہٹ کے ساتھ وہ اُس کا کمرا ٹھیک کرنے لگی۔۔

.....

"آج کیا سورج مغرب سے نکلا تھا۔۔ صنان ہاشمی صاحب آج جلدی سو گئے ہیں واہ"۔۔ اُس نے کمرے میں آتے ہی لائٹ جلائی تھی۔۔ اب شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنانے لگی تھی.. رات کے بارہ بج رہے تھے۔۔

"آپا پلیز لائٹ آف کرو"۔۔ وہ جو تکیے میں سر دیئے ہوئے تھا وہیں سے بولا۔۔

"رُکو ناں میرا بینڈ نہیں مل رہا۔۔"۔۔ وہ چُٹیا بنا چُکی تھی اب بینڈ ڈھونڈتی جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔

"آپا۔۔ میرے سر میں درد ہے پلیز۔۔ ٹرن آف دی لائٹ (لائٹ بند کرو)"۔۔ ذرا سا تکیہ ہٹا کر وہ اب بد لحاظی سے چیخا تھا۔۔

"سنی تم مجھ پر چیخ رہے ہو۔۔؟؟"۔۔ وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔۔

"فار گاڈ سیک آپا۔۔ میرا سر پھٹ رہا ہے۔۔ لائٹ آف کر کے جاؤ یہاں سے پلیز"۔۔ اُس کی بدتمیزی پر ایک لمحے کو وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

"آنے دو ماں کو۔۔ میں تمہاری شکایت کروں گی"۔۔ وہ نم لہجے میں کہتی لائٹ بند کر کے دروازہ دھاڑ سے بند کرتی چلی گئی تھی۔۔

"اُففف"۔۔ اُس نے کبھی بھی حیا سے اُونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔۔ اور اب وہ اُس سے اچھی خاصی بدتمیزی کر گیا تھا۔۔

بے بسی سے اُس نے تکیے پر بے دریغ مُکے برسائے تھے

....

"سنی اسکول نہیں گیا کیا۔۔؟؟".. عصمت جہاں نے اُس کی غیر موجودگی پر پوچھا تھا۔۔ ساڑھے آٹھ بجے تھے۔۔ وہ ساڑھے سات بجے تک نیچے آجاتا تھا۔۔ اور کبھی بغیر بتائے چُھٹی بھی نہیں کرتا تھا۔۔

وہ جو اُن کے آگے ناشتہ رکھ رہی تھی چونکی تھی۔۔

"ماں سے شکایت تو ضرور کروں گی اُس کی"۔۔ اُسے رات کا لمحہ یاد آیا تھا۔۔

"نہیں دادو۔۔"۔۔ جواب فرح کی طرف سے آیا تھا۔۔

وہ کالج چلی گئی تھی واپس آئی تو پتا چلا سنی کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔

وہ اوپر آئی تھی۔۔

"بجو۔۔ دل نہیں چاہ رہا"۔۔ سنی کی نقاہت سے بھرپور آواز آئی تھی۔۔

"سنی کیا ہوا ہے تمہیں۔۔ کیسے ہوگیا بُخار"۔۔ وہ اُس کے پاس بیٹھتی اُس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر پریشانی سے بولی تھی۔۔

"آپا ٹھیک ہوں ناں۔۔"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتا بولا۔۔

"حیا اِس کو ذرا یہ سُوپ پِلا دو، میری تو نہیں سُن رہا۔۔ صبح سے کچھ نہیں کھایا اِس نے، دادو الگ پریشان ہورہی ہیں"۔۔ وہ اُسے سُوپ کا پیالہ تھماتی اُٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔۔

"سنی اُٹھ کر بیٹھو"۔۔ وہ اُس کے سامنے بیڈ پر آبیٹھی تھی۔۔

"آپا دل نہیں چاہ رہا"۔۔ وہ بیزاری سے بولا تھا۔۔ تبھی سنی کے موبائل کی میسج ٹون بجی تھی۔۔ اِس سے پہلے کہ حیا موبائل اُٹھاتی سنی نے موبائل جھپٹا تھا۔۔ اُس کے ہاتھ میں تھاما سوپ کا پیالہ چھلکا تھا

"آرام سے۔۔ کیا پاگل ہوگئے ہو۔۔"۔۔ وہ ٹشو سے اپنی شرٹ صاف کرتی خفا لہجے میں بولی تھی۔۔

"آپا جاؤ ناں۔۔ مجھے نہیں پینا کچھ بھی"۔۔ وہ بدلحاظی سے بولتا کروٹ بدل گیا تھا۔۔

"میری بات سُنو میں ابھی ماں کو کال کرتی ہوں، تمہارے خلاف ویسے بھی میرے پاس شکایتوں کا اسٹاک ہے"۔۔ وہ کہہ کر اُٹھی تھی جب وہ اُس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"اپنے ہاتھوں سے پِلا دو"۔۔ اُس نے بمُشکل تین چار چمچ ہی لیے تھے۔۔ ٹیبلٹ لے کر وہ لیٹ گیا تھا پر آرام کہاں آنا تھا۔۔

••••••••

"سنی۔۔"۔۔ اُس نے دھیرے سے اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا بخار نہیں تھا اب۔۔ اُس نے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ اُس نے کھڑکیوں سے پردے ہٹائے تھے

"اُٹھ جاؤ اب۔۔ کب سے لیٹے ہوئے ہو، تم نے کہا ماں کو نہیں بتاتا میں نے اُن کو نہیں بتایا لیکن وہ آ چکے ہیں اور تم۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی وہ ہڑبڑا کر اُٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

"مم۔۔۔ ماں۔۔ آ گئے۔۔؟؟"۔۔ اُس کے لہجے میں خوف محسوس کر کے حیا کا ماتھا ٹھنکا تھا۔۔

"سنی کیا ہوا ہے۔۔؟؟۔۔ میں کل رات سے۔۔"

"دروازہ بند کر دو آپا پلیز۔۔۔ لاک لگا دو جلدی آپا"۔۔ وہ ہذیانی انداز میں چادر خود پر کھینچتا بولا۔۔

"اچھا اچھا۔۔ میں بند کرتی ہوں۔۔ ہوا کیا ہے۔۔؟؟۔۔ مجھے نہیں بتاؤ گے۔۔؟؟"۔۔ وہ دروازہ لاک کرتی اُس کے پاس آئی تھی۔۔

"آپ۔۔ آپا تم میری مدد کرو گی۔۔ پلیز آپا"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ تھامتا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔۔ وہ پریشان ہوئی تھی۔۔

"سنی۔۔"۔۔ حیا نے اُس کا سر خود سے لگایا تھا

"آپا آئی نیڈ یور ہیلپ آپا"

(مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے آپا)

"بولو ناں۔۔ جو کہو گے کروں گی۔۔ ایسے رو تو نہیں سنی۔۔ میری جان"۔۔ وہ خود پر ضبط نہ کرتی نم آنکھوں سے اُس کی پیشانی چومتی بولی تھی۔۔

"مجھ۔۔ پیسے چاہیئے آپا۔۔ ابھی آٹھ بجے تک مجھے دینے ہیں۔۔ ورنہ وہ۔۔ وہ ویڈیو اپلوڈ کردے گا۔۔ مان کی وال پر آپا۔۔"۔۔ اُس کے ہاتھ تھامتا وہ خوف سے بولتا ہی گیا تھا۔۔ حیا کو اُسے سنبھالنا مُشکل ہوا تھا۔۔

"سن۔۔ سنی رونا بند کرو۔۔ پلیز۔۔ کون سی ویڈیو۔۔ اچھا مجھے بتاؤ کتنے پیسے چاہیئے"۔۔ وہ اُس کے حواس بھی اُڑا رہا تھا۔۔

"فف۔۔ ففٹی تھاوزنڈز۔۔"۔۔ وہ زیرِلب دہراتی ساکت ہوئی تھی۔۔ اتنے پیسے اُس کے پاس کہاں سے آتے۔۔

"آپا وہ فیس بُک۔۔ پر اپلوڈ۔۔ آپا مان مجھ سے ہمیشہ کے لیے ناراض ہوجائیں گے۔۔ بھائی مجھ سے کبھی بات نہیں کریں گے۔۔ میں کیسے جیوں گا آپا۔۔"۔۔ وہ اُس کی گود میں سر رکھے پھوٹ کر رودیا تھا۔۔

"اچھا پہلے بتاؤ ہوا کیا ہے"۔۔ وہ اُس کا سر اُٹھاتی اُس کا چہرہ صاف کرتی بولی۔۔ حارث کی ڈیمانڈ، اُس کی شرط وہ اُسے سب بتاتا گیا تھا

.......

"تم میرا ایک کام کردو۔۔ میں ویڈیو ڈیلیٹ کردوں گا سمپل"۔۔

"کیک۔۔ کیسا کام۔۔؟؟"۔۔ وہ ہکلایا تھا۔۔

"پچاس ہزار دو۔۔۔ ویڈیو اُسی وقت ڈیلیٹ ہوجائے گی"۔۔ لیکن وہ پچاس ہزار کہاں سے لاتا۔۔

"آپا اُس نے ماں اور بھائی کو بھی بتانے سے منع کیا ہے، میرے پاس صرف تین گھنٹے ہیں آپا۔۔"۔۔ اُس کے لہجے میں پھر سے خوف در آیا تھا۔۔ حیا ساکت سے بیٹھی رہ گئی تھی۔۔ سنی نے اُسے وہ ویڈیو نہیں دکھائی تھی نہ اُس نے مانگی تھی۔۔

اُس کے بھائی کے ہی ہم عُمر لڑکوں کے گھناؤنے کھیل نے اُس کے بھائی کی کیا حالت بنا دی تھی۔۔

لیکن حیا نُور کو اپنے جان سے پیارے چھوٹے بھائی کے لیے کچھ تو کرنا تھا۔۔۔

"تم پریشان نہیں ہو۔۔ میں دیکھتی ہوں۔۔ میرے پاس شاید ہوں۔۔ اُٹھو اب تم نہا لو۔۔ ماں دیکھیں گے تو اُنہیں ضرور شک ہو جائے گا"۔۔ وہ دروازے کا لاک کھولتی بہت کچھ سوچتی اُس کے کپڑے نکالتی کمرے سے نکلی تھی۔۔

........

حیا نے اُسے پیسے دیئے تھے۔۔ لیکن حیا نے اُسے بائیک پر نہیں جانے دیا تھا۔۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ رکشے میں بیٹھا نجانے کیا کیا سوچ رہا تھا۔۔

شام کے سات بج رہے تھے۔۔ دسمبر کے آخری ہونے کے باعث آسمان پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔

مطلوبہ جگہ پہنچ کر کرایا ادا کرتے وہ باہر نکلا تھا۔۔

سنی کا دل آج کانوں میں دھڑک رہا تھا۔۔ اُس کو لگا اُس کی ٹانگوں نے اب مزید اُس کا بوجھ اُٹھانے سے انکار کیا ہو۔۔ لیکن وہ پھر بھی خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔۔

اُس نے سر اٹھا کر ایک نظر فرسٹ فلور کی گیلری کو دیکھا تھا۔۔ وہ گیلری اتنی نیچے تھی کہ وہاں ہونے والی گُفتگو نیچے کھڑا انسان آرام سے سُن سکتا تھا۔۔ اُس دن سنی کی قسمت نے ہی ساتھ دیا تھا

کہ اِبراہیم ہاشمی اُن دونوں کی اچھی خاصی باتیں سُن چُکا تھا لیکن حارث کی اگلی بات وہ سُننے سے قاصر تھا کیونکہ تب تک وہ دونوں اندر جا چُکے

تھے۔۔

"سنی کا بھائی چاہے کتنا بھی چالاک ہو۔۔ اپنے بھائی کو نہیں بچا سکے گا"۔۔ یہ شاطر دماغ حارث کی آواز تھی۔۔

"مطلب تو نے اُس کی بھی ویڈیو۔۔"۔۔ سعود نے کمینے پن سے ہنستے ہوئے کہا۔۔

"ایسی ویسی۔۔"۔۔ حارث نے دائیں آنکھ میچی تھی۔۔

"سوزی کا وہ ہاٹ سین تو تمہیں یاد ہے ناں۔۔ اور سنی کے وہ تین چار کش ہی ہمارے کام آجائیں گے۔۔ اصل میں سوزی کھڑی تھی میرے سامنے۔۔ لیکن اِس ویڈیو میں جادو سے وہ سنی کے سامنے کھڑی ہوجائے گی اور صنان ہاشمی سوزی کو نہ دیکھتے ہوئے بھی اپنی آنکھیں ٹھنڈی کررہا ہے"۔۔

چاروں نفوس ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنسے تھے۔۔

"اور اپنے عزّت دار بھائیوں کی عزّت بچانے کے لیے وہ ہمیں ساری زندگی پیسہ دیتے دیتے بلا آخر ہمارے گینگ کا حصّہ بن جائے گا"۔۔ یہ ایک ساڑھے اٹھارہ سالہ لڑکے کا شاطر دماغ تھا، جو ایک اٹھارہ سالہ معصوم دل و دماغ کو قابو کرنے کو تھا۔۔

.........

اُس نے کانپتے وجود سے سیڑھیوں کی جانب قدم بڑھائے تھے، جب کسی نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ وہ بُری طرح ڈر کر اُچھلا تھا پھر سرعت سے پیچھے مُڑا تھا لیکن اپنے سامنے کھڑے وجود کو

دیکھ کر وہ پتھر ہی تو ہوا تھا۔۔ اُس کی ٹانگوں نے اب مزید بوجھ سہنے سے انکار کیا تھا۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ گرتا اُسی وجود نے محبت سے اُسے اپنی مضبوط تحفُظ بھرے بازوؤں میں تھاما تھا۔۔

"بھا۔۔ بھائی۔۔ مجھے بچا لیں بھائی۔۔ مجھ۔۔ مجھے بچالیں۔۔ یہ لو۔۔لوگ۔۔"۔۔ سنی کا دماغ دھیرے دھیرے ماؤف ہوا تھا۔۔

"شیری یہ فرسٹ فلور ہے۔۔ تم دیکھو اِن کو۔۔ میں اِسے ہاسپٹل لے جاتا ہوں"۔۔ یہ آخری الفاظ تھے جو اُس نے سُنے تھے پھر وہ اُس کے بازوؤں میں ڈھیر ہوا تھا۔۔۔

••••••••

"کیا کہوں میں تم سے یار۔۔ شاید میرے ڈر نے میرے بہن بھائی کو مجھ سے دور کر دیا ہے"۔۔ وہ سنی کی پیشانی چومتے نم لہجے میں بولا۔۔

"غلط سمجھ رہے ہو تم".. اِبراہیم نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ وہ سنی کو دیکھتے دیکھتے سیدھا ہوا تھا۔۔ جِس کے ایک ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔ وہ ابھی ہوش میں نہیں تھا۔۔

"باہر آجاؤ"۔۔ وہ اُسے لیے کمرے سے باہر آیا تھا۔۔ اب دونوں ہاسپٹل کے کوریڈور میں آئے تھے۔۔

"ڈیئر لو فار یو کین ناٹ بی ایکسپریسڈ اِن ورڈز، یو مین ورلڈ ٹو دیم ارمان، ڈونٹ لیٹ ڈاؤن یور سیلف" (دونوں کی تمہارے لیے محبت الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے، تم اُن دونوں کی دُنیا ہو ارمان، خود کو مایوس نہیں کرو)

اِبراہیم کو پتا تھا ارمان کے لیے یہ بات کسی شاک سے کم نہیں ہوگی۔۔

"سنی تمہارے ڈر سے نہیں بلکہ تمہارا مان توڑنے پر تم سے شرمندہ تھا۔۔ وہ میرے گلے لگ کر رویا تھا کہ میں نے مان کا مان توڑ دیا۔۔۔ اور رہی بات میری تو۔۔ "۔۔ وہ رُکا تھا۔۔

"سنی، حیا اور تم۔۔ تم لوگوں سے تو اِبراہیم ہاشمی کی مُحبت کا کوئی حساب ہی نہیں ہے"۔۔ وہ مُسکرا کر بولا تھا۔۔ اُس کی بات پر ارمان نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے کندھوں پر رکھے تھے۔۔

"تھینکس جیسے ورڈز یوز کر کے تمہارے خلوص کو ہلکا کبھی نہیں کروں گا۔۔ بس اتنا کہوں گا کہ۔۔"۔۔ ارمان نے اُسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔

"اِبراہیم ہاشمی اِز دی اسٹرینتھ آف ارمان ہاشمی"

(اِبراہیم ہاشمی ارمان ہاشمی کی طاقت ہے)

"آئی ایم آنرڈ"

(میرے لیے اعزاز کی بات ہے)

وہ اُس سے الگ ہوتا مُسکرایا تھا۔۔

"تمہارا حق ہے تمہیں سب معلوم ہونا چاہیئے، لیکن میرے معصوم بھائی کے سامنے تم نے شو کرنا ہے کہ تمہیں کچھ نہیں پتا۔۔ ورنہ وہ شاید ہم دونوں میں سے دوبارہ کسی پر اعتبار نہ کر پائے"۔۔ اِبراہیم کی بات پر ارمان نے قہقہہ لگایا تھا۔۔

"بچا لو بیٹا اپنے بھائی کو۔۔ لیکن میں پھر کہوں گا کسی دن تمہارا بھائی پٹے گا میرے ہاتھوں"۔۔ اُس کے لہجے میں مُحبت محسوس کرتے اِبراہیم نے بھی قہقہہ لگایا تھا۔۔

"اُن بچّوں کا کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے پوچھا۔۔

"شیری کے پاس ہیں۔۔ دو تین گھنٹے حوالات میں رہیں گے۔۔ پھر اُن کے پیرنٹس کو بُلایا جائے گا"۔۔ اُس نے سامنے کھیلتے بچّوں کو دیکھ کر جواب دیا۔۔

"افسوس ہی کرسکتے ہیں ایسے پیرنٹس پر۔۔ کل اِس کے اسکول چلنا۔۔ میں پرنسپل سے بات کروں گا"۔۔ ارمان کے کہنے پر اِبراہیم نے سر ہلایا تھا تبھی سنی کے کمرے سے نرس نکلی تھی۔۔

"آپ کے پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے"۔۔ نرس کے کہنے پر ارمان نے اُسے دیکھا تھا۔۔

"جاؤ اپنے اُس گدھے بھائی کو پہلے تھوڑی تسلی دے دو میں جب تک ڈاکٹر سے بات کر کے آتا ہوں"۔۔ اُس کی بات پر وہ ہنستا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔

.......

"سنی تمھیں مجھ پر تو اعتبار کرنا چاہیئے تھا یار"۔۔ وہ اُس کو خود سے لگاتا بولا۔۔

"بھائی آئی واز اسکیئرڈ"

(بھائی میں ڈر گیا تھا)

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔۔

"اللہ اِز آلویز وِد یو سنی"

(اللہ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے سنی)

"انسان کو ہر مُشکل میں اپنے دل میں اپنے رب پر بھروسہ رکھ کر اپنے پیاروں کو پُکارنا چاہیئے۔۔ تبھی ہمارے پیارے ہمیں اِس مُشکل سے بچا سکتے ہیں"۔۔ اُس نے یہ نہیں کہا کہ ارمان اور میں تمہارے ساتھ ہیں۔۔ وہ اُس کے دل میں اللہ کی طاقت، اللہ پر بھروسے کو مضبوط کر رہا تھا۔۔

"لیک۔۔ لیکن آپ وہاں کیسے۔۔؟؟"۔۔ وہ اب اُس سے الگ ہوتا خود کو سنبھال کر پوچھ رہا تھا۔۔

"سو یو ہیو ٹوٹلی انڈر ایسٹیمیٹڈ یور بردر۔۔؟؟"

(تم نے اپنے بھائی کو بلکل ہی ہلکا لیا ہوا ہے مطلب؟؟)

اُس کی بات پر سنی شرمندگی سے نفی میں سر ہلاتا ہنسا تھا۔۔

"جلدی سے اپنی حالت ٹھیک کرو ارمان اِز ہئیر (ارمان یہیں ہے)"۔۔ اُس کی بات پر سنی کا رنگ اُڑا تھا وہ پھر اُس سے لپٹا تھا۔۔

"مما۔۔مان۔۔ بھائی"۔۔ اِبراہیم نے اُسے خود سے الگ کیا تھا۔۔

"سنی کنٹرول یورسلیف"

(سنی سنبھالو خود کو)

"وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔۔ کوئی کچھ بھی نہیں جانتا پر یوں رو رو کر اور ڈر کر تم نے ضرور سب کو بتا دینا ہے"

"کیسا ہے میرا شیر۔۔؟؟"۔۔ وہ خوشگواری سے بولتا ہوا اندر آیا تھا۔۔ اُسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تنبیہہ کرتا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا تھا جہاں ارمان آکر بیٹھا۔۔ سنی بےاختیار اُس کے گلے لگا تھا۔۔

"آئی لو یو مان۔۔ آئی رئیلی ڈو"

"آئی لو یو ٹو میری جان"۔۔ ارمان نے اُسے خود سے الگ کرتے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔ دونوں کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔

"یار گھر کب تک چلنا ہے۔۔ حیا کی کالز پر کالز آرہی ہیں گرینی پریشان ہورہیں ہیں"۔۔ اُس کے کہنے پر ارمان کھڑا ہوا تھا۔۔

"ڈسچارج فائل بن رہی ہے۔۔ بس پندرہ منٹ میں چلتے ہیں"۔۔ اگر حیا بروقت اُسے کال نہ کرتی تو شاید سنی مزید کوئی بیوقوفی کرتے اُس دلدل میں پھنستا چلا جاتا۔۔

اُس نے حیا کو اپنے وارڈ روب سے کیش نکالنے کو کہا تھا اور خود شیری کے ساتھ گھر سے تھوڑے فاصلے پر سنی کا انتظار کرنے لگا تھا۔ سنی کو رکشے میں بھیجنے کی تجویز بھی اُسی کی تھی۔۔ سنی کے نکلتے ہی وہ اُس کے تعاقب میں نکلا تھا۔۔

........

ارمان اور اِبراہیم دونوں نے ہی اُس کا ایسا خیال رکھا تھا کہ اُس کا کھویا ہوا اعتماد آہستہ آہستہ بحال ہونے لگا تھا۔۔

صبح فجر کے بعد اُسے اپنے ساتھ جاگنگ پر لے جاتے، ارمان کبھی نائیٹ کی وجہ سے اُن کا ساتھ نہ بھی دے پاتا، لیکن اِبراہیم باقاعدگی کے ساتھ اُس کو لے جاتا تھا۔۔

شام میں کبھی وہ اُس کے ساتھ کرکٹ کھیلتے، کبھی لنچز ڈنرز پر لے جاتے۔۔

صنان ہاشمی کے دونوں بھائیوں کو اُس کا ایسا دوست بننا تھا کہ کل کو کوئی اور دُشمن نُما دوست بن کر اُسے نُقصان پہنچانے کی کوشش تو کیا ہمت بھی نہ کر پاتا۔ اور یہ بات تو یقینی تھی کہ اب صنان ہاشمی کو ایک مضبوط انسان بننا ہی تھا۔۔

...........

رات کے وقت سبھی گھر پر تھے۔۔ حیا نے چائے کی ٹرے ٹیبل پر رکھی تھی۔۔

"حیا کیسی بیوی ہو تم بھئی!! مجھے تو حیرت ہی ہورہی ہے تم پر۔۔ میں تمہاری جگہ ہوتی، اب تک تو بے ہوش ہی ہو چکی ہوتی"۔۔ فرح کی بات پر سب نے ہی ہنستے ہوئے اُن دونوں کو دیکھا تھا۔۔ وہ جو

ارمان کو کپ پکڑا رہی تھی سب کے سامنے بیوی کہنے پر لال ٹماٹر ہوئی تھی۔۔ اِبراہیم نے دلچسپی سے اُس کے چہرے پر بکھرتے رنگوں کو دیکھا تھا۔۔

"اُففف ایک تو یہ بجو بھی ناں۔۔ اب پتا نہیں کیا نیا شوشا چھوڑیں گی"۔۔ اُس نے فرح کو گھورنا چاہا تھا۔۔

"اللہ رحم کرے اِبراہیم تم پر"۔۔ سفیر کے کہنے پر سب ہی کا مُشترکہ قہقہہ بُلند ہوا تھا۔۔ حیا کا سر مزید جُھکا تھا۔۔

"ہاں ایک آپ مظلوم شوہر کافی نہیں تھے جو اِبراہیم کو بھی اپنی خودساختہ فضول کی لِسٹ میں لا رہے ہیں"۔۔ فرح نے اُنہیں آنکھیں دیکھائی تھیں۔۔

"میری شامت آچکی ہے بیٹا اب تمہاری باری"۔۔ وہ اپنا کپ لیے اُس سے کہہ کر وہاں سے اُٹھ ہی گئے تھے۔۔ سب حیرانی اور دلچسپی سے ہنس رہے تھے۔۔ وہ وہاں سے بھاگنے کے پر تولنے لگی تھی۔۔ سب کو چائے مل چکی تھی۔۔ ایک اُسی کا کافی کا مگ ٹیبل پر پڑا رہ گیا تھا۔۔ جو ہمیشہ کی طرح سب سے آخر میں اُسے پکڑانے والی تھی۔۔

"ارے رُکو بیوقوف لڑکی۔۔ جا کہاں رہی ہو۔۔ اپنے شوہر کی جیب ہلکی کرواؤ۔۔ میں نے تو کروالی۔۔"۔۔ اُس نے ہاتھ پکڑ کر اُسے روکا تھا اُس کی بات پر وہ جو آگے کو جُھکا کپ اُٹھا رہا تھا قہقہہ لگا گیا تھا۔۔ ارمان کے زور سے ہنسنے پر اُس کا کپ چھلکا تھا۔۔ حیا کی نظریں بےاختیار اُس کی طرف اُٹھیں تھیں وہ صوفے سے ٹیک لگائے اُسی کو دیکھ رہا تھا۔۔ جیسے کہہ رہا ہو۔۔

"سب کچھ تمہارا ہے۔۔ پر ابھی میں چاہتا ہوں تم مانگو مجھ سے"۔۔ اُس نے سرعت سے نگاہوں کا زاویہ ہٹایا تھا۔۔

"لاؤ بھئی دیور صاحب۔۔ میری دیورانی کے ہاتھ پر اپنی کُل کائنات رکھیں"۔۔ فرح نے اُس کے ہتھیلی اِبراہیم کے آگے کی تھی۔۔ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ حیا کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔۔ اُس کے دل نے اسپیڈ پکڑی تھی۔۔

"اِبراہیم ہاشمی کی کُل کائنات تو حیا اِبراہیم ہی ہے۔۔"۔۔ وہ جیب سے والٹ نکالتا اُس کے ہاتھ پر رکھ گیا تھا۔۔ اُس کی بات پر سب کا مُشترکہ "اوووو" اور معنی خیز نظروں کی تاب نہ لا کر وہ والٹ فرح کے ہاتھ میں تھماتی وہاں سے بھاگی تھی۔۔

........

اگلے دن سفیر اُن کو مال چھوڑ کر گئے تھے۔۔ واپسی میں ارمان کو آنا تھا اُنہیں لینے۔۔ وہ دونوں ہی تھیں صرف۔۔۔

وہ اپنا کریڈِٹ کارڈ فرح کو دے گیا تھا۔۔

"ہچکچا کیا رہی ہو۔۔ دل کھول کر خرچ کرو۔۔ تمہارا حق ہے"۔۔ فرح اُسے مشورہ دینے کے ساتھ ساتھ اُس کے لیے شاپنگ بھی خود ہی کرتی جا رہی تھی جبکہ وہ بجو نہیں۔۔ بہت مہنگا ہے۔۔ رہنے دیں کہتی اُس کے پیچھے پیچھے تھی۔۔

"بجووو! یہ۔۔ یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔؟؟۔۔ یہ کس کے لیے؟؟۔۔"۔۔ اُس کے ہاتھ میں بلیک کلر کا حسین پر مغربی لباس دیکھ کر حیا کی آنکھیں پھٹی تھیں۔۔

"بھائی اِس کو پیک کر دیں"۔۔ فرح نے اُس کو نظر انداز کر کر دُکاندار سے کہا تھا۔۔ جبکہ وہ غصّے سے اُس کا ہاتھ پکڑے اُسے سائیڈ پر لے گئی تھی۔۔

"بجو آپ ہوش میں تو ہیں ناں۔۔!! یہ ڈریس کون پہنے گا۔۔!!"۔۔ اُس نے دانت پیسے تھے۔۔

"تم میری جان! تم"۔۔ وہ اُس کی ٹھوڑی پکڑے پیار سے بولی تھی۔۔

"بجووو۔۔!!۔۔"۔۔ اُس سے غصّے اور شرم و خجالت سے کچھ بولا ہی نہیں گیا تھا۔۔ فرح ہنسی تھی۔۔

"یہ پہن کر میں کس نائیٹ کلب جاؤں گی اُن کے ساتھ بجو۔۔؟؟۔۔"۔۔ اُس نے دانت پیسے تھے۔۔

"خواہشیں تو دیکھو میری دیورانی کی"۔۔ اُس نے پھر پیار سے اُس کی ٹھوڑی پکڑنی چاہی تھی، اپنی ہی بات پر وہ جی بھر کر گڑبڑائی تھی۔۔

"یار میرا دیور امریکہ سے آیا ہے، تو میری دیورانی کو چاہیئے وہاں کے ہی طریقے سے اُس کے ہوش اُڑائے۔۔ نائیٹ کلب نہیں، بیڈ روم ہی سہی"۔۔ اُس نے آنکھیں میچ کر کہا تھا۔۔ اُس کی بات پر وہ سر سے پیر تک سُرخ پڑی تھی۔۔

"اُفففف بجو۔۔ کرتی رہیں اپنے شوق پورے میں نہیں پہنوں گی۔۔ سمجھی آپ!!"۔۔ وہ شرم و خجالت سے کہتی اپنا رُخ موڑ گئی تھی۔۔

"ابھی مت پہننا۔۔ دو چار بچّے ہوجائیں تب پہن لینا۔۔ شاید تب تک تمہاری شرم تھوڑی سے کم ہوجائے"۔۔ وہ سیلزمین کو کارڈ پکڑاتی اُس کے کان میں بولی تھی۔۔

"آپ بلکل ہی بےشرم ہوتی جارہی ہیں بجو۔۔ اِسے میں بلکل بھی پہننے والی نہیں"۔۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کہہ کہتی آگے بڑھی تھی۔۔

"اور مجھے پتا ہے، تم اِسے پہنو گی"۔۔ وہ سیلزمین سے ڈریس اور کارڈ لیتی اُس کے پیچھے لپکی تھی۔۔

ارمان آیا تھا اُنہیں لینے۔۔

"تمہاری جیب کیسے خالی کراتی ہے مان۔۔ اور شوہر کے پیسے خرچ کرتے اِس کی حالت خراب ہورہی تھی۔۔ بجو بہت مہنگا ہے۔۔ میرے پاس ہے"۔۔ وہ ہنس ہنس کر اُس کا ریکارڈ لگا رہی تھی۔۔ ارمان مُستقل قہقہے لگائے جارہا تھا۔۔ ناراضگی کے طور پر اُس نے اپنا چہرہ بلکل ہی کھڑی کی طرف کرلیا تھا۔۔

.........

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر ( افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری ) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز ( ویب سائٹس ) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

جورج کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اُس کی حالت سیریس تھی۔۔ شرلِن اور جورج ایک دوسرے سے منسوب تھے۔۔ شرلِن کے حالت بیان سے باہر تھی وہ اُس کو بُلا رہی تھی۔۔ اِبراہیم نے اُسی وقت فلائیٹ بُک کروائی تھی۔۔

اُس نے اُس کے جانے کا سُنا تو دل دھک سے رہ گیا تھا۔۔ مطلب وہ واقعی اُسے چھُوڑ کر جارہا تھا۔۔

"شرلی، ایوریتھنگ ول بھی آل رائیٹ، ٹرسٹ می۔۔ آئم لیونگ ٹو نائیٹ، ڈونٹ وری"

(شرلی، سب ٹھیک ہوجائے گا، مجھ پر یقین کرو۔۔ میں رات نکل رہا ہوں، پریشان نہ ہو)

رات کے آٹھ بج رہے تھے۔۔ وہ اپنے کپڑے بیگ میں رکھ رہا تھا موبائل رکھ کر وہ جیسے پلٹا نظر دروازے پر کھڑی حیا پر پڑی۔۔

اُس کی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کو دیکھ کر ابراہیم نے گہرا سانس لے کر خود کو سنبھالا تھا۔۔

اُسے اندازہ تھا آگے کیا ہونے والا ہے۔۔

"آؤ حیا"۔۔ وہ مُسکرا کر بولا۔۔

"آ۔۔آپ جارہے ہیں۔۔؟؟"۔۔ اُس کے لہجے میں پنہاں خوف محسوس کر کے اِبراہیم کے دل کو تکلیف ہوئی تھی۔۔ یہ بےاعتباری حیا کو اُس نے خود بخشی تھی۔۔ وہ سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی

"کچھ دِنوں کی بات ہے میں اِن شاءاللہ جلدی آجاؤں گا"۔۔ اِبراہیم نے اُس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اُسے تسلی دینی چاہی تھی۔۔

"آپ کا مُلک بہت ظالم ہے، اُس نے ہمیشہ مجھے آپ سے دُور کیا ہے"۔۔ وہ بے اختیار روتے ہوئے اُس سے آ لگی تھی۔۔ ایک پل کو وہ ساکت ہوا تھا

"میرا دل گھبرا رہا ہے آپ نہ جائیں پلیز! عروج نے ہمیشہ جو کہا وہی ہوا۔۔ ابھی بھی وہ مجھ پر ہنس رہی تھی۔۔ وہ سچ کہہ رہی تھی، آپ ہمیشہ مجھے رُلا کر گئے ہیں"۔۔ اُس کی باتیں اِبراہیم کو تکلیف دے گئی تھیں، اُس کے گرد اپنا مضبوط حصار باندھ کر وہ بولا تھا۔۔

" کبھی کبھی ہمیں دوسروں کی راہ کے کانٹیں ہٹانے پڑتے ہیں اِس بات کہ پرواہ کیئے بغیر کہ اِس سے ہمارے اپنے ہاتھ کتنے زخمی ہورہے ہیں۔۔

شی نیڈز می حیا"

(اُسے میری ضرورت ہے)

اُس کا اور جورج کا میرے سوا کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔ مجھے جانا ہوگا، تم جورج کی زندگی کی دعا کرنا وہ شرلین کا واحد سہارا ہے"۔۔ وہ اُس کی پُشت سہلاتا دھیرے سے بول رہا تھا۔۔

آپ واپس آئیں گے ناں۔۔؟؟ میں آپ کا انتظار کروں گی"۔۔ وہ اُس سے الگ ہوئے بغیر سر اُٹھا کر بولی تھی۔۔ اِبراہیم نے جُھک کر محبت سے اُس کی آنکھوں میں چمکتے انمول موتیوں کو اپنے ہونٹوں سے چُنا تھا۔۔

"حیا میری بات سُنو! تمہیں اللہ پر یقین ہے ناں۔۔؟؟"۔۔ اب وہ اُن آنکھوں میں دیکھ کر بُولا جِس میں اُسے اپنے کُھو دینے کا خوف بخوبی دِکھا تھا۔۔ اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا آنکھیں پھر بھیگی تھیں۔۔

"میں ان شاءاللہ واپس آؤں گا۔۔ میں تمہارے لیے واپس آیا ہوں تو تمہیں چھوڑ کر کیسے جاسکتا ہوں، اور اگر اِس بار میں واپس نہ آیا تو سمجھ لینا اِبراہیم ہاشمی اِس دنیا میں اپنی سانسیں پوری کر چکا ہے"۔۔ اُس کی بات مُکمل ہوتے ہی وہ اُس کے سینے پر سر رکھتے پھر سے رو دی تھی۔۔

"ایسی باتیں کر کے جائیں گے تو میں بہت سارا روؤں گی"۔۔ روتے روتے اُس کے گرد اپنا مضبوط حصار باندھ کر پیار بھری دھمکی دی گئی تھی۔۔ وہ ہنس دیا تھا

"تم دعا کرو گی ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ سر جُھکائے پوچھ رہا تھا۔۔ وہ دھیرے سے اُس سے الگ ہو کر اپنی ہتھیلی سے آنکھیں صاف کرتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"میں آپ کی پیکنگ کر دوں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے بیگ کو دیکھ کر آگے بڑھی تھی۔۔

"پیکنگ از آل موسٹ ڈن"

(پیکنگ تقریباً ہو چکی ہے)

"میری پِرنسِس مجھے کافی پلائے گی۔۔؟؟"۔۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے پلٹی تھی۔۔

"یہ لو ٹکٹ"۔۔ ارمان جو کب سے دروازے پر کھڑا تھا آگے بڑھا۔۔

"آپ کے لیے بھی لے آؤں چائے۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے بغور اُس کی روئی روئی آنکھوں کو دیکھ کر سر ہلایا تھا۔۔

وہ اُس کی سائیڈ سے ہوتی باہر نکلی تھی۔۔ اِبراہیم ابھی تک اُس کے پیچھے دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ گئی تھی۔۔

"ڈونٹ وری میں سنبھال لوں گا"۔۔۔ اِبراہیم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے مُسکراتے ہوئے اُس نے ہمیشہ والا اپنا مخصوص جُملہ بولا تھا۔۔

"اِس بار اِس کو چھوڑ کر جانے کا میرا بھی دل نہیں کر رہا"۔۔ وہ اُس کے رونے پر ازحد پریشان ہوا تھا۔۔

ایک گھنٹے میں وہ اُس سے ہزار وعدے کر کے نکل رہا تھا۔۔

"حیا چل رہی ہو ائیرپورٹ۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے اُس سے پوچھا تھا۔۔ وہ بھیگی پلکوں سے نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔ زبان خاموش تھی

"میں اِن کو جاتا ہوا نہیں دیکھ سکوں گی"۔۔ پر اِبراہیم نے اُس کی آنکھیں پڑھی تھیں۔۔

اِس لمحے اِبراہیم کا دل کیا کسی کی پرواہ کیے بغیر اُسے اپنے دل میں بھینچ کر ساتھ لے جائے۔۔

سب کی ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ وہ رُخصت ہوا تھا۔۔

..........

چھ دن ہوگئے تھے اُسے گئے ہوئے، جورج اب خطرے سے باہر تھا۔۔

اُس نے اُس سے صرف ایک بار ہی بات کی تھی۔۔

"آپ آجائیں گے تب ہی بات کروں گی"۔۔ دھونس بھرا ضدی لہجہ۔۔ وہ ہنس دیا تھا، اپنی بات پر پکی اُس نے واقعی پھر اُس سے بات نہیں کی تھی۔۔ البتہ اُس کا کمرا روز صاف کرتی۔۔ اُس کی استری شدہ شرٹس کو نکال نکال کر پھر سے استری کرتی۔۔ کبھی اُس کی زیادہ یاد آتی تو اُس کی وارڈروب کھولے بھیگی آنکھوں سے اُس کے استعمال شدہ کوٹ کو سینے سے لگائے اُس کی خوشبو کو اپنے اندر اُتار لیتی۔۔ اُس کی وارڈ روب سے اُسے ایک خوبصورت سی سُنہری ڈِبیا ملی تھی۔۔ پر اُس نے اُسے وہیں رکھ دیا تھا۔۔

"جلدی آجاؤ میری دیورانی تمہارے عشق میں بلکل پاگل ہونے لگی ہے"۔۔ فرح کی زبانی اُس کی باتیں سُن کر وہ زور سے ہنستا تھا۔۔ کبھی اُس کے رُونے پر اُداس ہوجاتا۔۔

"آرہا ہوں دو تین دنوں میں اِن شاءاللہ بس جورج ڈسچارج ہوجائے"۔۔ وہ خود آنے کو بے چین تھا۔۔

..........

سامنے سے آتے شخص کو دیکھ کر اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا ہو جیسے۔۔

وہ اب مُسکرا مُسکرا کر احمد اور نبیہا سے مِل رہا تھا۔۔ اتنی مُحبت سے تو شاید پہلی بار۔۔

ایک گہری نظر اُس پر ڈالتا وہ اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔ اُس کی نظروں کا بےباک پن محسوس کر کے وہ ناگواری سے خود میں سمٹی تھی

"نانو کیا معاف نہیں کریں گی"۔۔ وہ اب عصمت جہاں کی گود میں سر رکھے شرمندگی سے بولتا جارہا تھا۔۔ کچن میں کھڑی حیا کے کانوں میں بخوبی آواز آرہی تھی۔۔

"نانو آپ تو اپنے سب بچّوں سے پیار کرتی ہیں مجھے پتا ہے آپ مجھ سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتیں"۔۔ اُن کے ہاتھ تھامے وہ کہے جارہا تھا۔۔

"اماں اب معاف بھی کردیں کب سے میرا بیٹا معافیاں مانگ رہا ہے"۔۔ نائلہ ایسے بولیں جیسے وہ معافی مانگ کر عصمت جہاں پر احسان ہی تو کر رہا تھا۔۔

"تم چُپ رہو، یہ سارے بچّے ہی تو میرے دل کی روشنی ہیں"۔۔ اُنہوں نے اُس کی پیشانی چُومی تھی۔۔

رمیز آفاق نے بے اختیار گہرا سانس لیا تھا۔۔ جیسے اُس کے لیے یہ سب اپنی برداشت سے زیادہ تھا۔۔

"ایمن حیا سے کہو چائے لے آئے"۔۔ پُرانا انداز، ایک پل کو تو عصمت جہاں نے بھی اُسے دیکھا تھا۔۔ اندر کھڑی

حیا نے لب بھینچے تھے

"اماں اب ساری زندگی اِس نے حیا کے ہاتھوں کی چائے پی ہے۔۔ ساری زندگی ساتھ رہنا ہے سب نے آپ بھی حیا سے بولیں نارمل ہوجائے جب میرا بیٹا نارمل ہوگیا ہے تو"۔۔ دونوں ماں بیٹا ایسے برتاؤ کرنے لگے تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔

"آپا"۔۔ ایمن دروازے سے نمودار ہوئی۔۔

"خبردار جو مجھے کسی نے اِس شخص کا کوئی کام کہا ہو تو"۔۔ وہ فرح کی گود سے ارحم کو لیتی باہر نکل گئی۔۔ مجبوراً سب کچھ فرح اور ایمن کو کرنا پڑا تھا۔۔

ایمن کو چائے لاتا دیکھ کر اُس نے بڑی مُشکل سے خود پر ضبط کیا تھا لیکن پہلا گھونٹ لے کر اُس کا موڈ ازحد خراب ہوا تھا چائے خود کہہ رہی تھی کہ مجھے حیا نور کے ہاتھوں نے نہیں بنایا۔۔ وہ کپ واپس رکھ کر کھڑا ہوا تھا۔۔

"کہاں چلے بیٹے، کھانا تو کھا لو"۔۔ عصمت جہاں نے کہا تھا۔۔

"نہیں نانو ایک ضروری کام یاد آگیا ہے"۔۔ اُس سے مزید ڈرامہ نہ ہوسکا تھا۔۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلا تھا

...........

وہ دو دن سے آرہا تھا۔۔ وہ ہمیشہ اُسی ٹائم پر آتا جب ارمان گھر پر نہ ہو۔۔ وہ حتی الامکان کوشش کرتی اُس سے سامنا نہ ہو۔۔

اور رمیز آفاق اُس کے گُریز پر اندر ہی اندر کھول رہا تھا۔۔ لیکن اِن دو دنوں میں وہ اپنی نظروں سے اُسے اچھا خاصا ہراساں کر چُکا تھا۔۔

وہ تخت پر بیٹھی ارحم کر گُدگدا رہی تھی وہ معصوم سا قہقہہ لگاتا تو ساتھ میں وہ بھی ہنستی۔۔

"بڑی خوشی ہے تمہیں اپنے نام و نہاد عاشق کے نکاح میں آنے پر"۔۔ زہر میں بُجھا طنز، اُس نے سر اُٹھایا وہ اُس

سے تھوڑا دُور کھڑا اپنی مخصوص خون آشام نظروں سے گھور رہا تھا۔۔

"وہ میرے شوہر ہیں"۔۔ آج تو وہ بھی چُپ نہیں رہنے والی۔۔

"ہونہہ شوہر! مجھ سے منسوب رہنے کے باوجود تم نے اُسے دل میں بسائے رکھا، یہ تھی تمہاری پاکبازی"۔۔ طنزیہ لہجہ لیکن وہ جواب جانتی تھی۔۔

"اگر بات کسی سے منسوب ہو کر کسی اور کو دل میں بسانے کی ہے تو، میں نے تو ایسا کوئی گُناہ نہیں کیا تھا، کیوں کہ میں نے اُسی کو دل میں بسائے رکھا جِس کے نام سے میرا نام جُڑا تھا"۔۔ وہ مضبوط لہجے میں بولتی اُسے خاکستر کر گئی تھی۔۔

"اور یہ بات تو آپ کو بھی پتا ہے کہ آپ سے پہلے حیا نُور کا نام اِبراہیم ہاشمی سے جُڑا تھا اور آپ کے اِس زبردستی کے نام و نہاد بندھن کے باوجود میرا دل اُنہی سے جُڑا رہا تھا ہمیشہ اور ہمیشہ رہے گا اِن شاءاللہ"۔۔ اُس کی آنکھوں میں اِبراہیم کے لیے مُحبت، عقیدت عزّت کیا کیا نہیں تھی۔۔

رمیز ایک دم اُس کے دونوں بازو اپنے شکنجے میں لیتا اُسے خود سے قریب کر گیا تھا۔۔ وہ سراسیمگی کی کیفیت میں اُسے دیکھے گئی۔۔

"بہت غرور ہے ناں تمہیں اُس کی مُحبت پر۔۔؟؟۔۔ یوں توڑوں کا تمہارا غرور میں یوں"۔۔ وہ اُس کی دہشت زدہ آنکھوں میں دیکھتے چٹکی بجا گیا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں میں ٹھاٹھے مارتے نفرت اور انتقام کے جذبے دیکھ کر حیا کی زبان گنگ ہوئی تھی۔۔

"تم کیا سمجھتی ہو میں تمہیں اُس کمینے کا ہونے دوں گا۔۔؟۔۔ صرف نکاح ہی ہوا ہے ناں، وہ خود تمہارے منہ پر تھوکے گا وہ بھی سب کے سامنے"۔۔ وہ غرایا تھا۔۔ وہ بس پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے دیکھے گئی تھی۔۔

"بات جب عزّت پر آتی ہے ناں تو کہتے ہیں غیرت مند مرد کی عقل تو ویسے بھی کام نہیں کرتی، تمہارا بھائی اور شوہر تو بڑے ہی غیرت والے ہیں"۔۔ وہ مکروہ ہنسی ہنسا تھا۔۔۔ اُس کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔۔

"ایک بات اپنے اِس چھوٹے سے دماغ میں بٹھا لو آنا تمہیں میری ہی بانہوں میں ہے ایک دن"۔۔ اپنی بات کہہ کر رمیز آفاق نے اُسے زور سے دھکا دیا تھا وہ تخت پر گری تھی۔۔ وہ ابھی بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اُسے جاتا دیکھتی رہی تھی۔۔اُس کے بازو اُس کی سخت گرفت سے درد کر رہے تھے۔۔ لیکن اُسے درد نہیں ڈر محسوس ہوا تھا رمیز آفاق کی باتوں سے زیادہ اُس کی آنکھوں سے۔۔ منہ پر ہاتھ رکھے اُس نے اپنی سسکیوں پر قابو پاتے اُس دُشمنِ جاں کو یاد کیا تھا۔۔ پر آنسو بہتے چلے گئے تھے۔۔ خود پر ضبط کرتی وہ سنی کے واش روم میں بند ہوئی تھی۔۔ اپنی شکل شیشے میں دیکھتی وہ پُھوٹ پُھوٹ کر رودی تھی۔۔

"کہاں ہے آپ کب آئیں گے، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"۔۔ اُس کے دل نے شدّت سے اُسے پُکارا تھا۔۔ اُس کے دل نے اِس وقت اِبراہیم ہاشمی کی مضبوط پناہ گاہ کی بے طرح خواہش کی تھی

.........

"کیسے ہو۔۔؟؟"۔۔ رمیز نے اُٹھ کر اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔۔ وہ ابھی ابھی گھر واپس آیا تھا۔۔ عصمت جہاں کی زبانی وہ اُس کے آنے سے با خبر تو ہو ہی چُکا تھا مُلاقات آج ہو رہی تھی۔۔

اُس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھ کر ایک لمحے کو وہ ہونٹ بھینچ گیا لیکن پھر تربیت آڑے آگئی تھی شاید۔۔ اُس نے سرد تاثرات سے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"لگتا ہے تم نے دل صاف نہیں کیا اب تک۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے بیزار چہرے کو دیکھ کر بظاہر ہلکے پھُلکے انداز میں بولا تھا پر اندر ہی اندر وہ جھلس رہا تھا۔۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں، ویسے بھی میرے خیال میں جو ہوا ایسا ہی ہونا تھا"۔۔ ارمان نے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا، رمیز نے بمُشکل خود پر قابو پایا تھا۔۔

"بیٹھو ناں، کہاں جارہے ہو۔۔؟؟"۔۔ ارمان کو قدم بڑھاتے دیکھ کر وہ بولا تھا۔۔

"سوری مجھے چینج کرنا ہے، تم بیٹھو چائے پیو"۔۔ وہ کہہ کر آگے بڑھا تھا۔۔

"ایمن!ایمن! حیا کو بھیجو میرے پاس"۔۔ اُس کے بُلانے پر حیا ہی نکلی تھی۔۔ بغیر کچھ کہے ارمان اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیتا سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا۔۔

"ہونہہ! میں بھی دیکھتا ہوں کب تک بچاتے ہو اپنی گُڑیا کو"۔۔ وہ دونوں کی پُشت کو گھورتا نفرت سے بڑبڑایا تھا۔۔

پتا نہیں کیوں حیا کو لگا تھا وہ اُسے رمیز کی وجہ سے منظر سے غائب کر گیا تھا۔۔

ارمان کے بھینچے لب اور چہرے کے سرد تاثرات محسوس کر کے وہ سب کچھ دل میں دبا گئی تھی۔۔

اُسے اچھی طرح اندازہ ہوا تھا اگر ارمان کو ذرا بھی بھنک پڑجاتی شاید نہیں یقیناً کچھ بُرا ہوجاتا۔۔ اُس نے لب سی لیے تھے۔۔

...........

وہ چُپ چُپ سی ہوگئی تھی کوئی اُس بُلاتا تو چُونک چُونک سی جاتی، سب نے یہی سمجھا کہ وہ اُس کے یہاں نہ ہونے پر اُداس ہے۔۔ یہ اُس سے اگلے دن کی بات تھی جب وہ اچانک آگیا۔۔ سب ہی اُسے دیکھ کر خوش ہوئے تھے پر اُس نے یک گونہ سکون اپنی ذات میں اُترتا محسوس کیا تھا۔۔ سلام کے بعد وہ اُس کے لیے کھانے کی تیاری کرنے لگی تھی۔۔

سب ہی اُس کو گھیرے میں لیے ہوئے تھے۔۔ وہ اُس کی نظریں خود پر محسوس کر رہی تھی۔۔

اِبراہیم کو وہ کچھ کچھ پریشان لگی تھی۔۔

اور حیا کو پتا تھا کہ اگر ابھی وہ اُس کے سامنے گئی تو وہ خود پر قابو نہ پاسکے گی۔۔ نکاح والے دِن اُن تینوں کے تیور دیکھ کر وہ اب ڈر سی گئی تھی۔۔ اگر وہ رمیز کا نام ارمان یا اِبراہیم کے سامنے لیتی تو شاید قیامت آجاتی اور وہ یہی نہیں چاہتی تھی پر اُس کے آنے سے حیا کو ایک سُکون کا احساس ہوا تھا۔۔

بارہ بجے سب نے اُس کی جان چھوڑی تھی۔۔ سب سے پہلے وہ اُٹھ کر اُوپر بھاگی تھی۔۔ سنی کے آنے سے پہلے وہ سُوتی بن گئی تھی۔۔ بے شمار آنسو اُس کی کنپٹیوں میں جذب ہوئے تھے۔۔

...........

تکیے پر سر رکھے وہ کب سے بے آواز روئے جارہی تھی۔ اسے اُس کے الفاظ یاد آئے تو وہ تڑپ کر اُٹھ بیٹھی۔۔

"تم کیا سمجھتی ہو میں تمہیں اُس کمینے کا ہونے دوں گا۔۔؟۔۔ صرف نکاح ہی ہوا ہے ناں، وہ خود تمہارے منہ پر تھوکے گا وہ بھی سب کے سامنے"۔۔ اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی روکی۔

چہرہ موڑ کر بھائی کو دیکھا جو تکیے میں منہ دیئے اُوندھے منہ سو رہا تھا۔ دیوار کے اُس پار وہ رگِ جاں تھا جس کو دل کا درد سنانے کو دل بے چین تھا، لیکن وہ کب سے خود پر ضبط کیے پڑی رہی۔۔

سنی کے اُٹھ جانے کے خوف سے اس نے اپنا منہ تکیے میں چھپا لیا۔

"ایک بات اپنے اِس چھوٹے سے دماغ میں بٹھا لو آنا تمہیں میری ہی بانہوں میں ہے ایک دن"۔۔

اُسے گھن آنے آلگی تھی وہ دل و جان سے کانپ کر اُٹھ بیٹھی۔۔

اب اگر ایک لمحہ بھی وہ ضبط کرتی تو اُس کا دل شدتِ غم سے پھٹ جاتا۔ وہ ایک دم سے اُٹھی اور بغیر سوچے سمجھے قدم دروازے کی طرف بڑھا دیے۔ اُسے کوئی پرواہ نہیں تھی، آدھی رات کو وہ کیا کرنے والی ہے، اُسے بس یہ پتا تھا کہ اگر اب بھی اُس نے ضبط کیا تو وہ اپنا اور شاید اُس پیارے شخص کا بھی نقصان کر بیٹھے گی۔ دروازہ آہستہ سے کھول کر وہ باہر آئی تھی۔۔ سارے گھر میں ہُو کا عالم تھا

..........

ابھی اُسے سوئے ہوئے بمُشکل پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے جب اُسے لگا کہ کمرے کا دروازہ ہولے سے بجا ہے۔ وہ نظر انداز کر گیا۔ اب کہ دروازہ پھر تھوڑا تیز بجایا گیا۔ اُس نے سائیڈ لیمپ آن کر کے مُوندی مُوندی آنکھوں سے ٹائم دیکھنے کے لیئے موبائل اُٹھایا، ڈھائی بج رہے تھے، تب تک دروازہ پھر بجا تھا وہ ٹھٹک کر بلینکٹ خود پر سے ہٹاتا اُٹھا اور تیزی سے جاکر دروازہ کھولا تھا لیکن سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا۔

اُس نے دماغ کو حاضر رکھ کر فوراً سے اُس کو اندر کیا اور دروازہ بند کر دیا، کھلے بکھرے بال، روئی ہوئی سُرخ آنکھیں جو کہ ابھی بھی پانی سے بھری ہوئی تھیں، بھیگے گال، ڈوپٹہ ندارد... وہ اُسے اِس وقت اپنے سامنے دیکھ کر

حیران تو ہوا تھا پر اُس کے ٹوٹے بکھرے حلیے کو دیکھ کر حد سے زیادہ پریشان ہوا تھا۔

"واٹ ہیپنڈ حیا۔۔؟؟ آر یو آل رائیٹ۔۔؟؟"

(کیا ہوا حیا۔۔؟ تم ٹھیک ہو۔۔؟)

اُس نے ہلکے سے اُس کے بھیگے گال کو چھو کر پوچھا، لیکن اگلا لمحہ ابراہیم کو ششدر کر گیا، وہ اُس کے سینے سے لگی پھُوٹ پھُوٹ کر رودی تھی۔ وہ اتنی درد سے رو رہی تھی ابراہیم کو لگا جیسے کسی نے اس کے دل کو مُٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

"حیا۔۔!!"۔۔ اِبراہیم نے اُس کو کسی قیمتی متاع کی طرح اپنی مضبوط بانہوں میں سمیٹ لیا۔۔ پُشت پر اُس کے بالوں کو پیار سے سہلاتے بار بار اپنے ہونٹ اُس کے بالوں پر رکھتا اُس کو رونے دیا۔۔ جب بہت سارا رو کر وہ چُپ ہوئی تو دھیرے سے اُس کو خود سے الگ کر کے وہ بازو کے گھیرے میں بیڈ تک لایا تھا۔۔ اُسے بیڈ پر بٹھا کر خود بھی اُس کے پاس بیٹھا، ایک ہاتھ سے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے گلاس میں پانی ڈال کر اُس کے منہ سے لگایا۔ وہ سارا گلاس ایک ہی بار میں خالی کر گئی۔۔

"اور چاہیئے۔۔؟"۔۔ وہ جُھک کر اُس کے چہرے سے بال ہٹاتا بہت پیار اور نرمی سے پوچھ رہا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلا گئی، تو اُس نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔۔

وہ اُس کے اِس طرح ٹوٹ کر رونے پر اُلجھا ہوا تھا کوئی تو بات ہوئی تھی پر وہ چاہ رہا تھا حیا خود اُسے بتائے، اِس لیئے وہ چُپ ہی رہا۔ وہ ابھی تک اُس کے کندھے سے لگی سِسکیاں لے رہی تھی۔

"میں آج آپ کے پاس سو جاؤں؟" وہ اُس کے کندھے سے لگی سر اٹھا کر پوچھنے لگی۔

"کیوں نہیں میری جان"۔۔ وہ اُس کی پیشانی کو لبوں سے چُھوتا ہوا بولا۔ اور اُس وقت حیا نے اُس کے لبوں کے لمس کو اپنے جان میں سُکون کی طرح اُترتا محسوس کیا تھا۔

اُس کا سر اپنے بازو پر رکھ کر وہ لیٹ گیا، ایک بار پھر وہ اُس کے سینے میں منہ چُھپا کر رودی۔

"حیا کچھ ہوا ہے کیا۔۔؟؟"۔۔ اب کہ وہ خود کو پوچھنے سے باز نہیں رکھ سکا تھا۔۔ اُس نے ایک دم سے سیدھے ہو کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپ کبھی مجھے چھوڑیں گے تو نہیں ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ اپنے خدشے کو زبان پر لائی تھی۔۔

" کبھی نہیں!!"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر اُس کی پیشانی چُوم کر بولا۔

"اگر کسی دن ساری دنیا میرے خلاف ہوجائے تو۔۔؟؟"۔۔ اُس کی آنکھوں میں کوئی خوف لہرایا۔۔

"اُس دن اگر ایک انسان تمہارے ساتھ ہوگا تو یقین کر لو وہ میں ہوں گا"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں کو باری باری چُوم کر بولا۔

"میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں، اگر کسی دن آپ کی آنکھوں میں اپنے لیے بےاعتباری دیکھی تو اُسی وقت اُسی لمحے حیا مر جائے گی"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔ اُس کا اِس طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے دل کی بات کہہ دینے پر ابراہیم ہاشمی اُسی پل اپنی جان اُس کے نام لکھ گیا۔۔ دل تو پہلے ہی اُس کے نام تھا۔

حیا کی اس بات پر ابراہیم نے اس کو خود میں بھینچ لیا اور جب بولا تو لہجہ شِدتوں سے بھرپور تھا۔

"اگر کسی لمحے تمہیں میری آنکھوں میں بےاعتباری دِکھے تو اُسی لمحے اپنے ہاتھوں سے میری جان لے لینا"۔۔ چند منٹ میں چُپ چاپ گزرے، وہ سمجھا وہ سو چکی ہے. اس نے سائیڈ لیمپ بند کر دیا۔

"ابراہیم!!"۔۔ جب حیا نے ہولے سے اُس کو پکارا، چہرہ ہنوز اُس کے سینے میں چھپا ہوا تھا۔

"جانِ ابراہیم"۔۔۔۔ پیار سے جواب آیا۔

"ایک بات مانیں گے۔۔؟؟"

"جو بولو"

"آپ دادو سے رُخصتی کی بات کریں"۔۔ اب کے آواز میں واضح نمی تھی۔ وہ ایک پل کو ٹھٹکا پر ظاہر نہیں کیا۔۔

"میں کل ہی گرینی سے بولتا ہوں کہ اِسی مہینے کی کوئی"۔۔۔

"مہینے نہیں کل یا پرسوں کی ڈیٹ رکھیں"۔۔ وہ اُس کی بات کاٹ کر اُس کو ساکت کر گئی۔ وہ رات کے اِس پہر اُس کو شاک پر شاک دیئے جارہی تھی اور وہ خود کو نارمل رکھے ہوئے تھا، اتنا تو وہ اُس کو جانتا تھا کہ وہ یہ بات جذبات میں بہہ کر نہیں کہہ رہی، ضرور کوئی بات ہوئی ہے، اُس کا اِس طرح شدت سے رونا اور پھر خود سے رخصتی کی بات کرنا ابراہیم کو ٹھٹکنے پر مجبور کر گیا تھا پر وہ کچھ بولا بھی تو کیا۔۔

"جو تم کہو گی وہی ہو گا میری جان"۔۔ وہ آج جیسے اُس کی ہر بات ماننے کا تہیّہ کر بیٹھا تھا۔

"لیکن میں۔۔"۔۔ اب کہ آواز میں واضح جھجک تھی۔

"حیا یو کین ٹاک اباؤٹ اینی تھنگ اینی ٹائم ود می"

(حیا تم مجھ سے کبھی بھی، کسی بھی بارے میں بات کرسکتی ہو)

وہ اُس کے جھجکنے پر بولا تھا۔

"میں۔۔ آپ سے۔۔ خود۔۔ رخصتی۔۔ کا کہہ رہی ہوں لیکن۔۔" وہ رُک رُک کے بولتے رُکی تھی۔۔

"میں...میں ابھی... آپ۔۔" وہ نم لہجے میں بے ربط جملے بولنے لگی۔۔ وہ جیسے اُس کی ادھوری بات بھی سمجھ گیا تھا

"حیا! جب تک تم نہیں چاہو گی ہمارے بیچ میں کوئی فزیکل ریلیشن نہیں ہو گا آئی پرامِس (میرا وعدہ ہے)"۔۔ وہ بولڈ تھا حیا کو اندازہ تھا، اُس کا دل دھڑکا تھا اور وہ اُس وقت اُسی کی بانہوں میں ہو کر اُس کو دور رہنے کا کہہ رہی تھی۔ وہ اُس کی معصومیت پر مُسکرا دیا، لیکن ابراہیم ہاشمی کو اپنی زبان کا پکا تھا۔

چند منٹ بعد وہ واقعی میں سوگئی تھی پر وہ اُس کے رویے پر غور کرتے کرتے پتا نہیں کب سویا تھا۔

..........

اِبراہیم کی آنکھ کُھلی تو نظر اُس پر پڑی، اُس کے ہونٹوں پر بڑی خوبصورت مُسکراہٹ در آئی تھی۔۔ وہ اُس کے سینے پر سر رکھے بڑی پُرسکون اور گہری نیند سورہی تھی۔۔ کُھلے شہد رنگ بال کچھ حیا کے چہرے اور

کچھ ابراہیم کے بازو پر بکھرے ہوئے تھے، ایک ہاتھ اُس کے دل پر رکھا ہوا تھا جبکہ دوسرا بازو اُس نے اپنی ہی گردن کے گرد رکھا ہوا تھا، اُس نے نرمی سے اُس کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔۔ وہ اُس کے چہرے کو دیکھنے میں اتنا محو تھا کہ اچانک دروازے پر ہونے والی دستک اُسے چونکا گئی تھی۔۔

"اِس وقت کون آگیا۔۔؟؟"۔۔ اُسے ایک نظر دیکھ کر وہ بُری طرح پھنسا تھا، اُسے اپنی پرواہ نہیں تھی، پر اگر اِس وقت کوئی حیا کو اِبراہیم کے کمرے میں دیکھ لیتا تو قیامت آجاتی جبکہ نائلہ بھی یہیں


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

تھیں، اور یہ حیا کے لیے بلکل بھی اچھا نہ ہوتا وہ اُس کے لیے پریشان ہوا تھا، دستک پھر سے ہوئی تھی۔۔

"حیا! حیا!"۔۔ وہ نرمی سے اُس کا گال تھپتھپا کر اُسے پکارنے لگا۔۔ وہ کسمسا کر اُس کے اور نزدیک ہوئی تھی۔۔

"حیا اُٹھو، دروازے پر کوئی ہے"۔۔ وہ اُس کا کندھا ہلا کر بولا تھا۔۔

"اوں ہوں"۔۔ اب کے اُس نے پورا منہ اُس کے سینے میں چھپا لیا تھا۔۔ اُسے سنی اور ارمان کی بات یاد آئی تھی۔۔ اُس نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

"حیا! اُٹھ کر بیٹھو پلیز"۔۔ وہ دروازے پر مُستقل ہونے والی دستک سے پریشان ہوا تھا، اُسے اٹھنے پر آمادہ نہ دیکھ کر وہ اب کے اُس کا سر اپنے سینے سے ہٹا کر تکیے پر رکھ کر اُس پر جُھکا تھا۔۔

"حیا!"۔۔ دونوں شانوں سے تھام کر اُسے اُٹھا کر بٹھایا تھا۔۔

"ہمم"۔۔ وہ اپنی پیشانی اُس کے سینے پر ٹکا گئی تھی، اب کے اُس نے اُسے دونوں شانوں سے تھاما تھا کوئی اور راستہ نہ دیکھ کر اِبراہیم نے نرمی سے اُس کے ہونٹوں کو چُھوا تھا، حیا کی ساری نیند ایک پل میں غائب ہوئی تھی وہ پوری کی پوری آنکھیں وا کر گئی تھی۔۔ اُسے آنکھیں کھولتا دیکھ کر اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ آئی تھی۔۔ دروازہ پھر بجا تھا وہ اُس کا ہاتھ تھام کر پہلے خود اُٹھا تھا پھر اُسے اُٹھایا تھا، اُس کی حرکت نے اُسے اب کوئی نخرا دکھانے کی پوزیشن میں نہیں چھوڑا تھا وہ آرام سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

"تم واش روم میں جاؤ میں دیکھتا ہوں"۔۔ وہ اُسے واش روم کی طرف بھیج کر خود دروازے کی طرف مڑا۔۔

اُس نے دروازہ کھولا تو سامنے ایمن تھی، اُسے دیکھ کر ابراہیم نے سُکون کا سانس لیا تھا۔۔

"بھائی آ۔۔آپا نہیں مل رہیں، مم۔۔میں نے سب جگہ دیکھ لیا"۔۔ وہ اپنی آپا کی گُمشدگی پر رو رہی تھی۔۔ اُس نے گردن مُوڑ کر دیکھا وہ بجائے واش روم جانے کے اب واش روم سے ذرا فاصلے پر رکھی کرسی پر بیٹھی اُونگھ رہی تھی۔۔

"اندر آؤ"۔۔۔ وہ گہرا سانس بھر کر دو قدم پیچھے ہٹتا ایمن کو اندر آنے کا کہہ کر دوبارہ اُس کی طرف دیکھنے لگا۔۔اُس نے نا سمجھی سے اندر کمرے میں داخل ہوتے اِبراہیم کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔۔ وہ اُسے آنکھیں بند کیئے کُرسی پر بیٹھی نظر آئی۔۔ وہ دروازہ بند کر کے واش روم کی طرف بڑھا تھا۔۔

"آپا میں سارے گھر میں آپ کو دیکھ آئی، آپ یہاں کیا کررہی ہیں۔۔؟؟"۔۔ ایمن کو اُسے دیکھ کر سکون ملا تھا، اُس کے قدموں میں بیٹھتے اُس نے پوچھا۔۔ اُس کے سوال پر ابراہیم کے قدم رکے تھے اُس نے پیچھے مُڑ کر دونوں کو دیکھا تھا، حیا نے بھی اُسی وقت اُس کی طرف نگاہ اُٹھائی تھی جیسے اُس سے پوچھ رہی ہو کہ میں اِس وقت یہاں کیا کر رہی ہوں

"حیا مجھے نماز کے لیے اُٹھانے آئی تھی"۔۔ وہ اُس پر نگاہیں جما کر بولا تھا۔۔

"اور میں آپا کو"۔۔ ایمن نے اُس کی حالت پر کچھ بھی غور کیئے بغیر اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے اُٹھایا۔۔

"دادو کب سے انتظار کر رہی ہوں گی"۔۔۔ اُس نے ایک نظر ایمن کو دیکھا تھا جو کہ اُس کا ہاتھ تھامے دروازے کی طرف بڑھی تھی، حیا کے دل نے ایک بار اُس کا چہرا دیکھنے کی خواہش کی تھی ایمن کے ساتھ چلتے چلتے اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تھا لیکن وہ واش روم میں جا چکا تھا۔۔ وہ عجیب سے

احساس میں گھر گئی۔۔ سُست قدموں سے واش روم کے دروازے پر نظر جمائے وہ اُس کے کمرے سے نکلی تھی۔۔

..........

فجر کی نماز پڑھ کر وہ سنی کے کمرے میں سوئی تھی۔۔ دس بجے اُسے ایمن نے جھنجھوڑا تھا۔۔

"آپا۔۔آپا اُٹھو"۔۔ وہ ایک دم ہڑبڑا کر اُٹھی تھی۔۔

"کک۔۔کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ وہ حواس باختہ ہی تو ہوئی تھی۔۔

"آپا بھائی نے دادو سے رُخصتی کی بات کی ہے"۔۔ اُس نے اپنی طرف سے اُس کے سر پر دھماکا کرنا چاہا تھا۔۔ بس اتنا ہوا تھا کہ اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔

"آپ اُن کے ساتھ آج ہی لاہور جارہی ہیں، شام میں"۔۔ اب کی بار اُس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوئے، ہاں اُس نے خود سے رُخصتی کا کہا تھا پر لاہور، وہ اُسے لاہور لے جارہا تھا وہ بھی رُخصت کر واکر۔۔ لفظ رُخصتی ہر لڑکی کو اندر سے کچھ ڈرا سا جاتا تھا۔۔ گو کہ وہ اُس سے ابھی کوئی رشتہ قائم نہ کرنے کا کہہ چکی تھی۔۔ اُس کے باوجود اُس کی حالت غیر ہوئی تھی۔۔

"اور آپا دادو اور ماں بڑی مُشکلوں سے مانے ہیں، پر ماں نے کہا ہے وہ پہلے آپ سے پوچھیں گے اور۔۔"۔۔ وہ چُپ چاپ اپنے دل کی دھڑکن سُنتی رہی۔۔

"ایمن فری سے کہو میرا ناشتہ بنا دے"۔۔ جب اچانک ارمان کی آواز پر ایمن کو بریک لگے اور اُس کے دل نے ٹرین کی رفتار پکڑی تھی۔۔

"جی ماں"۔۔ وہ اُٹھ کر باہر چلی گئی تھی۔۔

"حیا"۔۔ ارمان اُس کے برابر بیٹھا تھا۔۔

"ماں آپ اُن کی بات مان جائیں"۔۔ وہ اُس کے شانے میں چہرہ چُھپائے شرمیلے لہجے میں بولی تھی
ایک پل کو وہ حیران ہوا تھا پھر دونوں کے لیے دل سے خوش ہوتا اُس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔۔
"مجھے نہیں پتا اِبراہیم! تم نے یہ اچانک فیصلہ کیوں کیا ہے پر اپنی گڑیا کہ چہرے پر اتنے دِنوں کے بعد سچی خوشی دیکھ کر سُوچ رہا ہوں سو فیصد دُرست فیصلہ کیا ہے"۔۔ وہ اپنے شانے میں چُھپے اُس کے سر کو تھپتھپا کر دل میں گویا ہوا تھا۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے اِبراہیم نے اُس کے اور عصمت جہاں کے سامنے اپنی بات رکھی اور بڑی خوبصورتی سے منوائی بھی تھی۔۔

"میں پہلے ہی اُس کو خود سے دُور کر کے بہت نقصان اُٹھا چُکا ہوں۔۔ ویسے بھی نکاح ہو گیا ہے، میں آج اپنے بزنس کی ایک ڈیل کی وجہ سے لاہور جارہا ہوں اور اُسے لے کر جانا چاہتا ہوں اپنے ساتھ۔۔ ایک منٹ اِس سے پہلے کہ آپ دونوں کچھ کہیں پہلے میری بات سُن لیں آپ دونوں اُس سے پوچھ لیں اگر وہ میرے ساتھ چلنے پر راضی نہیں ہوئی تو میری طرف سے یہ بات یہیں ختم"۔۔
اُس کا گُلنار چہرہ عصمت جہاں کے دل میں بھی سُکون ڈال گیا تھا۔۔

.........

"بی بنو کو دیکھے کوئی، کہاں نکاح پر رو رو کر ہلکان ہوئی جارہی تھیں، اور کہاں ایمر جنسی رُخصتی پر پُھولے نہیں سما رہی"۔۔ فرح نے اُسے چھیڑا تھا۔۔
"آپا ابھی تو مجھے کالج جانا ہے، واپس آکر شاپنگ پر چلیں گے، امی تم بھی"۔۔ وہ اُس کی بات کو یکسر نظر انداز کر کے اپنی بات کہتی اپنا بیگ لینے اُوپر کو بھاگی تھی۔۔ سعد صبا کا بھائی وہ اُس کو چُھوڑنے

جارہا تھا۔۔ آج پروفیسر ندیم کی امپورٹنٹ کلاس تھی جو بلکل اچانک رکھی گئی تھی۔۔ گیارہ بجے کلاس تھی اور ابھی دس پچیس ہورہے تھے۔۔

سنی کے کمرے سے اپنا بیگ اُٹھا کر وہ اِدھر اُدھر دیکھتی اُس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ وارڈ روب سے وہی سنہری ڈبیا نکال کر اُس نے اُس میں سے وائیٹ گولڈ کا بے حد خوبصورت سا بریسلٹ نکال کر اپنی کلائی میں سجایا تھا۔۔ نچلا ہونٹ اِس ساری کاروائی میں دانتوں کے نیچے دبا رہا تھا۔۔ پھر بیگ سے پیپر پینسل نکالا تھا۔۔ اب اُس کی آنکھوں میں مستی بھری شرارت تھی

وہ آفیس جا چُکا تھا اِس لیے وہ اطمینان سے اپنا کام کرتی رہی تھی۔۔

..........

"دادو میں جارہی ہوں"۔۔ وہ عصمت جہاں کے گلے لگی تھی۔۔

"اللہ نظرِ بد سے بچائے آمین"۔۔ اُنہوں نے اُس کے دمکتے چہرے پر ایک کے بعد دوسری نگاہ نہیں ڈالی تھی۔۔ پتا نہیں کیوں اُن کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔

"حیا اِدھر آؤ"۔۔ ارمان جو ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کر رہا تھا، نظریں اُسی پر تھیں۔۔ اُس کو لگا جیسے اُس کے دل کو کسی نے مُٹھی میں لیا ہو۔۔ آج وہ اپنی ننھی سی گڑیا کو رُخصت کرنے والا تھا۔۔ ارمان کے دل کو بھائیوں والی بے چینی ہوئی تھی۔۔ اُس کے قریب آنے پر وہ اپنی دونوں بانہیں کھول گیا تھا۔۔ وہ بےساختہ اُس کے سینے سے لگی تھی اُس کی آنکھیں پل میں بھیگی تھیں۔۔

"آئی لو یو مان سب سے زیادہ"۔۔ وہ اب نم لہجے میں بولی تھی

"اچھا اِبراہیم سے بھی زیادہ۔۔؟؟"۔۔ وہ خود کو سنبھالے شرارت سے پوچھ رہا تھا

"وہ مجھے نہیں پتا پر اتنا پتا ہے جتنا لوگ اپنے ماں باپ سے پیار کرتے ہیں ناں، اُتنا میں دونوں کا ملا کر آپ سے کرتی ہوں"۔۔ اُس کے لہجے میں اپنے لیے عقیدت اور مُحبت محسوس کر کے وہ مُسکرا کر اُس کی پیشانی چُوم گیا تھا۔۔

"آپا آپ چلی جائیں گی آج۔۔؟؟"۔۔ ایمن نم لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔

"یار دو دن کی تو بات ہے سب ہی ایسے جذباتی ہورہے ہیں جیسے میں واپس ہی نہیں آؤں گی"۔۔ وہ شرارت سے بولی تھی پر سب کے دل دہلا گئی تھی۔۔

"اللہ نہ کرے، سوچ سمجھ کر بولا کرو"۔۔ عصمت جہاں نے اُسے ڈپٹا تھا۔۔ ارمان نے بےساختہ اُس کے سر پر چپت ماری تھی۔۔ وہ کِھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

"بجو سنی سے کہیئے گا، کہیں نہیں جائے میں جلدی واپس آؤں گی"۔۔ پھر ارحم کے دونوں گالوں پر چٹا چٹ پیار کرتی باہر کی طرف بھاگنے کو تھی کہ اُوپر سے آتی آواز پر ایک دم رُک تھی۔۔

"آپا سُنا ہے بھائی تمہیں اُڑا کر لے جارہے ہیں"۔۔ وہ مُڑی تھی۔۔ سنی سیڑھیاں اُتر کر اُس کی طرف آیا تھا۔۔

"میرا گفٹ تیار رکھنا"۔۔ وہ عُجلت میں اُس کے گلے لگ کر کہتی باہر کو بھاگی تھی۔۔

"اللہ حافظ"۔۔ اُس کے الفاظ پورے گھر میں گونجے تھے۔۔ گھر کی دیواروں نے بھی اُسے اُداسی سے رُخصت کیا تھا نجانے کیوں۔۔۔

..........

"نکلی ہے وہ"۔۔کسی نے کہہ کر فون رکھا تھا۔۔

.........

"سعد تم حیا کو لینے نہیں گئے۔۔؟؟ کتنے بجے کہا تھا اُس نے آنے کو۔۔؟؟"۔۔ فرح نے اُسے دیکھ کر پوچھا جو ٹی وی کے آگے بیٹھا تھا۔۔ ڈیڑھ بج رہا تھا۔۔

"بجو، آپا نے کہا تھا وہ فون کر کے بتا دیں گی، اب تک تو اُن کا فون نہیں آیا"۔۔ سعد نے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر کہا۔۔

"جاؤ اُسے لے آو، اکیلے آتے پریشان ہو جاتی ہے"۔۔ فرح کے کہنے پر وہ اُٹھا تھا۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ مُنہ لٹکائے واپس آیا تھا۔۔

"حیا کہاں ہے سعد۔۔؟؟"۔۔ فرح نے اُسے اکیلے آتے پوچھا۔۔

"پتا نہیں بجو میں کب سے کھڑا رہا وہاں، وہ باہر ہی نہیں آئیں، اتنے فون کیے فون بھی نہیں اُٹھایا پھر فون ہی آف کر دیا"۔۔ اُس کے کہنے پر فرح کے دل کو دھکا سا لگا تھا۔۔

...........

"یار یہ معصوم بن بن کر ہم دونوں سے کیسے آگے نکل گیا ہے"۔۔ شہریار نے ایک نظر اُسے دیکھ کر ارمان سے کہا تھا وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

وہ تینوں اِس وقت اِبراہیم کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے

"اچانک ہی قسمت سے اِن کا نکاح ہو جاتا ہے، پھر صبح اُٹھ کر کہتا ہے لاہور جا رہا ہوں بیوی ساتھ لے جاؤں گا۔۔ اب آگے پتا نہیں کیا ارادے رکھتے ہیں مُوصوف"۔۔ شہریار کے مُستقل بولنے پر وہ دونوں بس ہنسے جا رہے تھے۔۔ جب ارمان کا فون بجا۔۔

"ہاں بولو فری۔۔ کوئی کام۔۔ کیا مطلب۔۔ دو بج رہے ہیں اُس نے کہا تھا کہ وہ جلدی آئے گی۔۔ سعد نے انتظار کیا تھا اُس کا۔۔؟؟"۔۔ اِبراہیم اور شہریار دونوں چُونکے تھے۔۔

"فون کیا ہے اُس کو تم نے۔۔؟؟"۔۔ اب کے ارمان کھڑا ہوا تھا۔۔ اِبراہیم سے کھڑا نہیں ہوا گیا تھا۔۔

"اچھا میں دیکھتا ہوں اُس کے کالج جا کر"۔۔ اب کے وہ ہمت جمع کر کے کھڑا ہوا تھا۔۔ شہریار نے بھی کھڑے ہوکر ارمان کے پریشان چہرے پر نظر ڈالی تھی۔۔

"کیا ہوا۔؟؟ سب ٹھیک ہے۔۔؟؟"۔۔ شہریار نے پوچھا تھا۔۔

"حیا۔۔ اب تک گھر نہیں آئی، سعد کے کال کرتے کرتے کال کاٹ کر فون آف کیا گیا ہے"۔۔ وہ اِبراہیم پر نظریں جمائے غائب دماغی سے بول رہا تھا۔۔

کسی انجانے خُدشے نے دونوں کے دل کو جکڑا تھا۔۔

"ڈونٹ وری چل کر دیکھتے ہیں۔۔ کالج میں ہی ہوگی ان شاءاللہ تعالیٰ"۔۔ شہریار دونوں کے پریشان چہروں کو دیکھتا تسلی آمیز لہجے میں بولا پھر تینوں ہی باہر نکلے تھے

..........

"سر جی یہاں تو روز اتنی بچیاں آتی جاتی ہیں۔۔ مجھے نہیں پتا، اب تو جی شام والے بچّے آرہے ہیں۔۔ صبح والے تو اِس وقت تک چلے جاتے ہیں"۔۔ چُوکیدار کے کہنے پر اُن دونوں کے صحیح کے چھکّے چھوٹے تھے۔۔

"ہم اندر جا کر دیکھنا چاہتے ہیں"۔۔ اِبراہیم نے چُوکیدار کے پیچھے دیکھتے کہا جیسے وہ اُسے دِکھ ہی تو جائے گی۔۔

"معاف کیجیئے گا سر جی بغیر کارڈ۔۔"۔۔ وہ اپنی ڈیوٹی نبھانے کو مجبور تھا جب شہریار نے اُس کے آگے اپنا کارڈ کیا تھا۔۔

"جی سر جی جائیں آپ"۔۔ وہ ایک دم الرٹ ہو کر راستہ دے گیا تھا۔۔
سامنے سے آتے ہر اسٹوڈنٹ کو اُس کی تصویر دکھا کر پوچھا۔۔ مگر بے سود۔۔ فرح کے فون پر فون آرہے تھے۔۔

.........

باہر آکر آس پاس ہر جگہ پوچھ لیا، کسی کو نہیں معلوم تھا، کسی نے نہیں دیکھا اُسے، جب کوئی بھاگتا ہوا ارمان کے پاس آیا تھا۔۔
آپ لوگ کسی کو ڈھونڈھ رہے ہیں۔۔؟؟ میرا مطلب ہے کوئی لڑکی۔۔"۔۔ وہ ابھی اتنا ہی بولا تھا کہ ارمان اُس کی طرف مُتوجہ ہوا۔۔
"ہاں ہاں۔۔ یلو۔۔ یلو ڈریس۔۔ اُنیس بیس سال کی لڑکی۔۔ میری بہن۔۔ گڑیا"۔۔ ارمان سے بولا نہیں گیا تھا وہ کیا کہے گا۔۔
"جی۔۔ یلو ڈریس، پنک بیگ تھا اُس کے پاس۔۔ اُس گلی کے پاس ایک گاڑی آئی اُس میں سے ایک آدمی نکلا وہ میرے سامنے اُسے۔۔ "۔۔ وہ اُنتیس تیس سال کا نوجوان جس کے سر پر پٹی بندھی تھی۔۔ سر پر ہاتھ رکھے بتاتے بتاتے رُکا تھا۔۔ اُس کی لائیٹ بلیو شرٹ اُسی کے خون سے رنگین تھی۔۔
"اُسے۔۔؟؟ کیا بولو آگے۔۔۔"۔۔ ارمان کے دل پر جیسے کسی نے چُھری رکھی ہو۔۔ اِبراہیم کو لگا وہ جو آگے سُنے گا وہ اُس کے بعد کبھی ہنس بول نہیں سکے گا۔۔ وہ آنکھیں جھپکائے بغیر اُس شخص کو دیکھے گیا۔۔
"میرے سامنے ایک آدمی نے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اُس۔۔ اُسے گاڑی کے اندر۔۔۔ میں نے

بہت کوشش۔۔۔ کوشش"۔۔ وہ رو دیا تھا۔۔ سب ساکت کھڑے تھے۔۔

"اُس آدمی نے میرے سر پر گن ماری تھی۔۔ میں اُسے بچا نہیں سکا۔۔ میری بہن کو بھی وہ ایسے ہی لے گئے۔۔ وہ واپس نہیں آئی۔۔ اُس۔۔ اُس کی لاش۔۔ اُن ظالموں نے اُسے اپنی۔۔۔"۔۔ وہ اب زار و قطار رو رہا تھا۔۔ شہریار نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ ارمان نے سختی سے آنکھیں میچی تھیں۔۔ اِبراہیم کو لگا وہ اب کبھی سانس نہیں لے پائے گا۔۔

"تم دونوں میرے ساتھ تھانے چلو"۔۔ شہریار نے دونوں پر ایک نظر ڈالتے کہا۔۔ وہ دونوں چُپ چاپ اُس کے پیچھے بڑھے تھے۔۔

"سر یہ مجھے اُس جگہ سے مِلا تھا"۔۔ آواز پر وہ تینوں پلٹے تھے۔۔ وہ بائیں آستین سے اپنی آنکھیں صاف کرتا کوئی چیز آگے بڑھائے ہوا تھا۔۔

ارمان نے اُس کے ہاتھ سے وہ چیز لی تھی۔۔ وہ وائیٹ گولڈ کا بہت ہی خوبصورت نفیس سا بریسلٹ تھا۔۔ اِبراہیم ساکت ہوا تھا اُسے لگا تھا کائنات تھم سے گئی تھی۔۔

"یہ تو حیا کا نہیں۔۔"۔۔ اتنا قیمتی بریسلٹ اگر حیا کے پاس ہوتا تو یقیناً وہ ہی لے کر دیتا اُسے۔۔ اُرمان نے غور سے بریسلٹ کو دیکھ کر اُلجھتے ہوئے دائیں بائیں سر ہلایا تھا جب وہ اُس کے ہاتھ سے بریسلٹ لے گیا تھا۔۔

"کا ہے۔۔ یہ بریسلٹ حیا کا ہے۔۔ میں نے۔۔"۔۔ اُس سے آگے بولا نہیں گیا تھا۔۔ ارمان بےساختہ دو قدم پیچھے ہوا تھا۔۔ وہ اُسے اپنی برتھ ڈے والے دن دینے والا تھا۔۔ پر اُس کے امریکہ جانے کے دُوران وہ اُس کی وارڈ روب سے لے چکی تھی۔۔ دل میں جو تھوڑی اُمید تھی وہ بھی دم توڑ گئی تھی۔۔ شہریار نے اُن دونوں کے ساکت ہوتے وجود کو دیکھ کر گہرا سانس لیا تھا۔۔

"کیا نام ہے تمہارا۔۔؟؟"۔۔ وہ اب اُس نوجوان سے پوچھ رہا تھا۔۔

"دانش۔۔ دانش اعظم"

"تم بھی آؤ ہمارے ساتھ"۔۔ شہریار نے اُسے دیکھ کر کہا۔۔

تھانے پہنچ کر اُس نے سب سے پہلے نیلم کی اغوا کے بعد زیادتی اور قتل کی ایف آئی درج کروائی تھی۔۔

"سر میں اپنی نیلم کو نہیں بچا سکا پر میرے لیے ہر کسی کی عزّت، آپ کی بہن، آپ کی گڑیا نیلم ہے۔۔ اُس کو واپس لانے میں میری جان بھی چلی جائے، مجھے لگے گا نیلم کو انصاف مل گیا"۔۔ دانش نے نم لہجے میں کہا تھا۔۔

..........

اُس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولی تھیں۔۔ سارے مناظر ایک فلم کی طرح اُس کی آنکھوں کے سامنے گزرے تھے۔۔

ایک کلاس لے کر سب ہی اپنے اپنے گھر روانہ ہونے کو تھیں اُس نے سوچا سعد کو بُلاؤں گی تو دیر ہوجائے گی خود ہی چلی جاتی ہوں۔۔ ایک رکشے والے سے بات کی تو وہ اُس کے علاقے میں جانے کو راضی نہ ہوا کالج سے تھوڑا آگے دوسرے رکشے والے کی طرف وہ بڑھی۔۔ سڑک سُنسان تھی، ایک دو دُکانیں تھیں۔۔ اُس رکشے والے کے انکار پر وہ ابھی سعد کو فون کرنے کا سوچ رہی تھی جب کسی نے پیچھے سے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ وہ حق دق رہ گئی تھی۔۔

بند آنکھوں سے آخری منظر کوئی اُس کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ اُس کی کلائی سے بریسلٹ گرا تھا۔۔

اب جب آنکھ کُھلی اُس نے خود کو ایک بند کمرے میں پایا۔۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی

"کھولو، کوئی ہے۔۔؟؟۔۔ مان۔۔۔ مان دروازہ کھولیں مان۔۔ اِبراہیم"۔۔ دروازے کو زور زور سے دھڑ دھڑاتے ہوئے وہ رودی تھی۔۔

"اوئے یار اب یہ شور مچاتی رہے گی۔۔ جا جا کر دوبارہ سے اُس کو بے ہوش کر آ"۔۔ مردانہ آواز پر حیا دھک سے رہ گئی تھی۔۔ وہ اغوا ہوئی تھی۔۔

کسی نے دروازہ کُھولنے کی کوشش کی تھی۔۔ اُس کے اندر آنے سے پہلے ہی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوئی تھی۔۔

"اچھا ہوا خود ہی بے ہوش ہوگئی ہے"۔۔ وہ بڑبڑا کر دروازہ ایسے ہی کھول کر چلا گیا تھا۔۔

..........

مغرب کے وقت دونوں نے ہی لُٹے پٹے انداز میں گھر میں قدم رکھا تھا۔۔ عصمت جہاں کی حالت غیر تھی۔۔

"یار مجھے اطلاع ملی، میں کب سے تم دونوں کا انتظار کر رہا ہوں۔۔ کچھ پتا چلا۔۔؟؟"۔۔ رمیز آفاق کو وہاں دیکھ کر اِبراہیم ہاشمی نے لب بھینچے تھے۔۔

"میری بچّی کہاں ہے ارمان۔۔؟"۔۔ اُنہوں نے اُن دونوں کے پیچھے دیکھ کر کہا۔۔ ارمان اُن کی طرف بڑھا تھا

"اِبراہیم۔۔۔ ح۔۔حیاکک۔۔ کہاں ہے۔۔؟؟ دوپہر کو لینے گئے تھے اُسے اب آئے ہو۔۔ کہاں ہے وہ۔۔؟؟ اُسے کیوں نہیں لائے"۔۔فرح نے اُس کی شرٹ تھام کر پوچھا۔۔ وہ چُپ چاپ کھڑا رہا تھا۔۔

"آپا آگئی کیا۔۔؟؟۔۔ ماں! بھائی!"۔۔ سنی زور سے بولتا سیڑھیاں اُترتا آیا تھا۔۔

"ارمان اُسے کیوں نہیں لائے میری بچّی کہاں ہو گی۔۔ یا اللہ"۔۔ وہ ارمان کے بازوؤں میں تڑپ تڑپ کر رو دیں تھیں۔۔

"بھائی نہیں ملی آپا۔۔؟؟ میں جارہا ہوں آپا کو ڈھونڈنے"۔۔ وہ جارہانہ انداز سے آگے بڑھا تھا۔۔

"سنی کہاں جارہے ہو۔۔ رُکو"۔۔ اِبراہیم نے اُسے تھاما تھا۔۔

"آپا کو لینے جارہا ہوں"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ چھُڑا کر چیخا تھا۔۔ ایمن نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی

"میری بات سُنو یار"۔۔ اِبراہیم نے اب کے اُسے سختی سے اپنے بازوؤں میں تھاما تھا۔۔

"چھوڑیں مجھے میں ڈھونڈوں گا اُسے، جب تک وہ مل نہیں جاتی میں گھر نہیں آؤں گا بھائی چھوڑیں مجھے"۔۔ اب وہ رو رہا تھا۔۔

"کہاں ڈھونڈوں گے یار اُسے۔۔؟؟ تمہیں کیا لگتا ہے ہم نے اُسے نہیں ڈھونڈا ہو گا"۔۔ وہ اب کے اُس سے زیادہ زور سے بولا تھا

نہیں پتا وہ کہاں ہے"۔۔ پھر اُس کے آنسو دیکھ کر اُس نے نم لہجے میں اُس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے تھے۔۔

"ساری دُنیا میں ڈھونڈوں گا اُسے۔۔ آپا! آپا!۔۔"۔۔ پہلا جُملہ زور سے روتے ہوئے بولتے وہ بے بسی سے اُسے پُکارنے لگا تھا اِبراہیم نے اُس کا سر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ فرح نے اپنا سر سفیر کے کندھے میں چھپایا تھا

"یا اللہ میری بچّی کی عزّت و جان کی حفاظت فرما۔۔"۔۔ عصمت جہاں ارمان کے بازوؤں میں لڑھکی تھیں۔۔

..........

"میں آج بہت خوش ہوں"۔۔ وہ اُس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی خوشی اُس کے چہرے سے پھوٹتی پڑ رہی تھی۔۔ ٹونی نے اُس کے ان چھوئے حُسن کو للچائی نظروں سے دیکھا تھا

"وہ حسین چڑیل گئی میری زندگی سے ہائے، اب ایٹ لیسٹ اُس کا چہرہ تو نہیں دیکھنا پڑے گا ناں"۔۔ وہ نفرت سے بولی تھی۔۔

"چلو جانِ من پھر اِس خوشی کو سیلیبریٹ کرتے ہیں میرے فلیٹ میں"۔۔ وہ اُس پر نظر ڈالتا بے باکی سے بولا تھا ساتھ میں اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"کیا ہے! کہا ہے ناں تم سے صبر کرو، شادی سے پہلے کچھ نہیں ہو گا"۔۔ وہ اپنا ہاتھ چھُڑاتے بولی، ٹونی نے بمُشکل اپنے غصّے پر ضبط کیا تھا

"مہینہ ہوگیا مجھے تمہیں بولتے بولتے، اپنے پیرنٹس کو لاؤ میرے گھر۔۔ پر تم، تمہاری یہ فضول کی حرکتیں بڑھتی جارہی ہیں"۔۔ وہ اُس پر پھٹ ہی تو پڑی تھی۔۔

ڈیڑھ مہینے سے ٹونی کی جسارتیں اُس کو اب پریشان کرنے لگی تھیں،

"ڈارلنگ کہا تو ہے موم ڈیڈ امریکہ میں ہیں تم تھوڑا انتظار کر لو۔۔ پر مجھے انتظار نہ کرواؤ، قسم سے تم بن نہیں رہا جاتا اب"۔۔ وہ اب اُس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر بولا، وہ شرمائی تھی۔۔ پھر اُسے اُس کے گھر سے تھوڑے سے فاصلے پر اُتار کر وہ گاڑی آگے بڑھا گیا تھا۔۔

"سالی کمینی، ایک دن اوقات یاد دلاؤں گا تمہیں، شروع میں سب نخرے دکھاتی ہیں"۔۔ اُس نے ایک نفرت بھری نظر جاتی ہوئی عروج آفاق پر ڈالی تھی۔۔ پھر کسی کا نمر ملا گیا تھا۔۔

"ہاں مال ریڈی ہے ناں۔۔؟؟"۔۔ میرا والا مال ہا ہا ہا ڈیڑھ مہینہ لگایا ہے میں نے، اب لکی سے پہلے تو

میرا حق ہے ناں"۔۔ وہ قہقہہ لگا کر فون رکھ گیا تھا۔۔ پھر سگریٹ میں ایک خاص چیز بھر کر سگریٹ منہ کو لگا گیا تھا۔۔

ٹونی عُرف تنویر اِس گینگ کا اہم حصّہ تھا۔۔ چھوٹی چھوٹی معصوم لڑکیوں کو اپنے عشق کے جال میں ورغلا کر عصمت فروشی کا دھندا کیا جاتا تھا۔۔

زیادہ خوبصورت اور ان چھوٹی لڑکیوں کو لکی کو فروخت کیا جاتا تھا جو اُن سے اپنے ناپاک ارادے پورے کر کے لاکھوں میں بیرونِ مُلک فروخت کر دیتا تھا۔۔

لکی جو حیدرآباد میں اپنے بیوی اور دو بیٹیوں کے ساتھ لیاقت ملک کے نام سے انتہائی شریف اور مُعزز شہری کی حیثیت سے رہ رہا تھا۔۔ کسی کو بھی نہیں پتا تھا بظاہر مُلک کا یہ باعزّت شہری مُلک کی بہنوں بیٹیوں کی عزّت سے کھلواڑ کرتا تھا۔۔

........

"سُن لڑکی نہیں ہے اندر، بھاگ گئی"۔۔ وہ حواس باختہ اندر آیا تھا۔۔

"ٹھیک سے دیکھ۔۔ آدھے سے زیادہ پیسے وہ ہمیں دے چُکا ہے"۔۔ دوسرا والا ہڑبڑا کر اُٹھا تھا۔۔

"ابے سالے، کمینے وہ بےہوش ہوئی تھی مری نہیں تھی جو تُو دروازہ کُھول کر آگیا تھا۔۔ چل اب منہ کیا دیکھ رہا ہے باہر بھاگ"۔۔ وہ اُسے لتاڑتا باہر بھاگا تھا۔۔

........

بھاگتے بھاگتے اُس کے قدم لڑکھڑائے تھے، زہن ابھی تک کلوروفارم کے اثر میں تھا۔۔

باہر اندھیرا پھیل رہا تھا۔۔ ہر جگہ کھڑی بسیں ٹرکیں اور دو تین ہوٹل ظاہر کر رہی تھیں وہ ہائے وے پر تھی شاید۔۔

"صحیح سے دیکھ!!"۔۔ ایک چِلایا تھا وہ اُس تک پہنچ گئے تھے۔۔ وہ جلدی سے سامنے کھڑی ٹرک میں گُھسی تھی۔۔

سامنے چائے بناتے نو عُمر لڑکے نے حیرت سے اُس نرم و نازک میدے سے گُندھی لڑکی کو ٹرک میں چُھپتے دیکھا تھا۔۔

"اوئے یہاں کوئی لڑکی تو نہیں آئی"۔۔ اُن میں سے ایک اُس لڑکے کے آگے پسٹل لہرا کر بولا۔۔

اُس نے فوراً سے ٹرک پر سے نظریں ہٹائی تھیں۔۔

"وہ جج۔۔ جی"۔۔ اُس کا چہرہ فق ہوا تھا

"بول ورنہ۔۔"۔۔ وہ اُس کے آگے پسٹل تان کر کہا۔۔

"وہ۔۔ وہ۔۔ وہاں بھاگی ہے"۔۔ وہ ایک طرف اشارہ کر کے بولا۔۔

"چل اُدھر بھاگی ہے سالی"۔۔ وہ اپنے ساتھی کو بولتے وہاں بھاگا تھا۔۔ اُس نے اپنا کب کا رُکا سانس چھوڑا تھا۔۔ پھر ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتا ٹرک پر ایک نظر ڈالتا اندر گُم ہوا تھا۔۔

"چلے گئے ہیں وہ"۔۔ آواز پر وہ دھک سے رہ گئی تھی۔۔ اُس نے بڑے بڑے ڈبوں سے چہرہ نکالا تھا۔۔ سامنے

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

بھاری بھر کم عورت کھڑی تھی۔۔

"آجاؤ باہر"۔۔ وہ عورت اب اُس کے ڈرے سہمے پر سُندر چہرے کو دیکھ کر بولی تھی۔۔

"آ۔۔آپ مجھے میرے گھر چھوڑ دیں گی۔۔؟؟"۔۔ وہ بےاعتباری اور خوف و ہراس کی کیفیت سے پوچھ رہی تھی۔۔ آنسو تواتر سے گالوں کو بھگو رہے تھے۔۔

"ہاں آجا تو۔۔"۔۔ وہ اُسے ٹرک سے اُترنے میں مدد دینے لگی۔۔

"ماں کے پاس۔۔؟؟"۔۔ ڈرا سہما انداز۔۔

"جہاں کہے گی چھوڑ دوں گی ابھی یہاں سے چل تو۔۔۔ وہ لوگ واپس آگئے تو مُصیبت ہوجائے گی"۔۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر بولی۔۔ حیا نے مارے خوف کے جلدی سے قدم بڑھائے تھے۔۔

"مجھے آج اُن کے ساتھ جانا تھا، وہ مم۔۔ میرا انتظار کر رہے ہوں گے، آپ کو اللہ کا واسطہ مجھے جلدی چھوڑ آئیں میرے گھر"۔۔ اُس نے اُس عورت کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔۔

"ناں میری بچّی بیٹیاں ہاتھ نہیں جورتیں۔۔ ابھی میرے گھر چل تو، کچھ کھا پی، میرا شوہر آتا ہے تو تجھے تیرے گھر چھوڑنے چلوں گی"۔۔ وہ دل میں ہزار خدشے لیے اُس کے ساتھ آگے بڑھی تھی۔۔

..........

وہ سب ہاسپٹل کے سرد کوریڈور میں کھڑے تھے جب اُس کا فون بجا تھا۔۔ اُس نے فون کو سائیلینٹ کرتے ایک طائرانہ نظر سب پر ڈالی تھی۔۔ ارمان دونوں ہاتھ میں سر تھامے بینچ پر بیٹھا تھا۔۔ اِبراہیم ایک ٹانگ دیوار پر رکھے غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔۔ سنی سفیر کے کندھے پر سر رکھے نڈھال سا بیٹھا تھا۔۔ عصمت جہاں کو اب تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔ جب سامنے سے ہارون اور مسز ہارون کے ساتھ آمنہ چلتی ہوئی آئی تھی۔۔ وہ لوگ ارمان کے پاس رُکے تھے۔۔ اُسے یوں بکھرا ہوا

دیکھ کر آمنہ کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

اپنے غصّے پر قابو پا کر اُس نے تھوڑا دور جا کر فون کان سے لگایا تھا۔۔

"کتنی بار منع کیا ہے مجھے فون مت کرنا، میں خود کروں گا جب۔۔"۔۔ وہ دانت پیس کر چِلایا تھا پر سامنے سے کسی نے اُس کی بات کاٹی تھی۔۔

"او صاحب لڑکی بھاگ گئی ہے"۔۔ اُس کی بات پر وہ اُچھلا تھا۔۔

"کک۔۔کیسے۔۔؟؟۔۔ ایک چھٹانک بھر کی لڑکی نہیں سنبھالی گئی تم کمینوں سے"۔۔ وہ اب کے نیچے آواز میں غرایا تھا۔۔

"دیکھ صاحب تُو نے آدھے پیسے دیئے تھے لڑکی کو اغوا ہم نے کر لیا۔۔ اب آدھے پیسے اُس کو دو تین دن صحیح سلامت اپنے پاس رکھنے کے تھے وہ ہم سے نہیں ہوا، ہمارا حساب برابر"۔۔ وہ کان پر سے مکھی اُڑاتا بولا۔۔

"میری بات۔۔۔"۔۔ اُس نے کچھ کہنا چاہا تھا پر وہ آگے سے فون رکھ چُکا تھا۔۔ وہ پیچ و تاب کھاتا، اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھپتھاتا واپس اُن تک آیا تھا۔۔ اِس پورے وقت میں اِبراھیم کی نظریں رمیز آفاق پر تھیں۔۔ ابھی بھی اپنے وجود پر اُبراھیم کی اندر تک گڑھی نظروں سے وہ ایک پل کو خائف ہوتا ارمان کے پاس بیٹھا تھا۔۔

...........

"ایک تو یہ کِیل اندر نہیں کرواتے میرے ماں باپ، اتنی بار تو اُن دونوں کو بھی لگی ہے"۔۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے دروازے کے پاس لگی اُس بڑی موٹے ڈنڈے نُما نوکیلی سی کِیل کو آج پھر کوسنے میں لگی تھی جو آج پھر اُسے کمر پر لگی تھی۔۔

تبھی دروازے پر زور سے دستک ہوئی تھی۔۔ ساتھ ہی صغرا کے چِلانے کی آواز تھی۔۔

"کھول رہی ہوں اماں۔۔ لوگوں کے گھروں میں گھنٹی لگی ہوتی ہے اور تیرے گلے میں گھنٹی لگ۔۔"۔۔ وہ دروازہ کھولتی بولتے بولتے رُکی تھی۔۔

اپنی زندگی میں اُس نے کبھی اتنا مُکمل حُسن نہیں دیکھا تھا۔۔ جو اِس وقت سوگواری میں لپٹا مزید آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔۔

"چل دور ہٹ، اب کیا دروازے پر کھڑی رہے گی۔۔ اندر آجا"۔۔ بیٹی کو دھکا دے کر وہ اندر آتے اُس کو بولی۔۔ جس کا دل وہاں سے بھاگ جانے کو ہوا تھا۔۔

"اماں کیا پرستان گئی تھی آج"۔۔ سُمیرا کو اُس پر سے نظریں ہٹانا مُشکل ہوئی تھیں۔۔

"بس یوں سمجھ لے ہماری قسمت جاگی ہے"۔۔ ماں کی بات پر وہ اندر تک کانپی تھی۔۔

"چل جا دودھ لے آ اِس کے لیے، پتا نہیں کب سے بھوکی ہے بیچاری"۔۔ وہ اُس کو اپنے ساتھ اندر لے جاتے بولی۔۔ چھوٹا سا دو کمروں کا ٹوٹا پھوٹا گھر تھا۔۔

"مجھ۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔ اِب۔۔اِبراہیم میرا انتظار کر رہے ہوں"۔۔ آنکھوں کے سامنے اُس کا چہرہ آیا تھا۔۔ آنکھیں اشکوں سے بھری تھیں اُس کی۔۔

"ہاں میرا شوہر آئے تو چھوڑ آتے ہیں تجھے"۔۔ وہ اُسے اندر کمرے میں لے گئی۔۔ سُمیرا نے ایک ترحم بھری نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔

............

"دادو کو ہوش آگیا ہے"۔۔ آمنہ نے ارمان کے نمبر پر کال کر کے کہا۔۔ وہ ارمان، رمیز اور اِبراہیم کے ساتھ رات سے ہاسپٹل میں تھی۔۔ باقی سب گھر واپس آگئے تھے۔۔ وہ تینوں اندر آئے تھے فجر

کا وقت تھا۔۔

"آپ پلیز فری کو بتا دیں سب پریشان ہیں"۔۔ ارمان کے کہنے پر آمنہ سر ہلا کر باہر چلی گئی تھی۔۔

"گرینی میں لے آؤں گا اُسے، انشاء اللہ۔۔ آپ ہمت نہیں ہاریں پلیز"۔۔ اِبراہیم نے اُن کا ہاتھ چُوما تھا۔۔

"ساری۔۔ ساری رات گُزر گئی وہ کہاں۔۔ میری بچّی"۔۔ وہ پھر سے رودی تھیں۔۔

"دادو ہماری ہمت نہ توڑیں دادو۔۔ دُعا کریں بس اُس کے لیے"۔۔ ارمان نے نم لہجے میں کہا۔۔ اُن کی بگڑتی حالت کے پیشِ نظر ڈاکٹر نے اُنہیں پھر سے سکون آور انجیکشن دیا تھا

"حوصلہ کریں ڈاکٹر ارمان یہ اب خطرے سے باہر ہیں"۔۔ ڈاکٹر تسلی آمیز مُسکراہٹ سے کہتی باہر چلی گئی تھیں۔۔ وہ اُنہیں اپنے ہاسپٹل میں لے آیا تھا۔۔

"تم آمنہ کو ڈراپ کر کے گھر چلے جاؤ پلیز، میں یہاں ہوں، رمیز تم بھی جاؤ، کچھ دیر میں فری آجائے گی"۔۔

آمنہ تھوڑی دیر میں دوبارہ آنے پر جانے کو راضی ہوئی تھی۔۔ ارمان کے کہنے پر وہ آمنہ کو ڈراپ کر کے گھر آگیا تھا۔۔

..........

کمرے میں قدم رکھتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔۔

سامنے بیڈ پر سات سال کی حیا کا وہی پنک کلر کا ٹیڈی پڑا تھا جو اُس کو اُس کے اِباریم نے لے کر دیا تھا۔۔

وہ آگے بڑا تھا۔۔ اُس کے برابر میں وہ بریسلٹ کی سُنہری ڈبیا رکھی تھی جِس کے نیچے ایک پیپر رکھا

تھا۔۔

اُس نے وہ پیپر اُٹھایا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے یہ میرا ہے، آپ سے پوچھے بِنا لے رہی ہوں پر اپنی چیز کو لینے سے پہلے کون پوچھتا ہے بھلا۔۔؟؟۔۔ آپ نے مجھے یہ جِس موقعے پر بھی دینا تھا اُس کے لیے میں الگ سے گفٹ لوں گی اب"۔۔ ساتھ میں ہاتھ سے ہی زبان باہر نکالنے والی اسمائلی بنائی گئی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا پر ساتھ میں پیپر پر دو بے بس آنسو بھی گرے تھے۔۔

"کہاں ڈھونڈوں میں تمہیں سوئیٹ ہارٹ"۔۔ وہ ٹیڈی کو اپنی بانہوں میں بھیچ کر بولا تھا نجانے کتنے ہی آنسو اِبراہیم ہاشمی کی آنکھوں سے نکل کر پرنسِس کے ٹیڈی میں گُم ہوئے تھے۔۔

وہ وضو کرنے واش روم میں چلا گیا تھا۔۔

..........

"اِبراہیمم!!!!"۔۔ وہ اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ ساتھ سویا وجود بھی اُس کے چِلانے پر اُٹھ بیٹھا تھا تیز ہوتے تنفس کے ساتھ اُس نے کمرے کو غور سے دیکھا۔۔ یہ سنی کا کمرا تو نہیں تھا۔۔

"باج۔۔جی۔۔"۔۔ آواز پر اُس نے سر گھُمایا تھا۔۔ رات والی تیرا چودہ سال کی لڑکی اُس کے برابر میں بیٹھی تھی۔۔ دودھ میں شاید کوئی نشے آور چیز تھی، اُس کا سر ابھی بھی چکرا رہا تھا۔۔

"ڈر گئی ہو باجی۔۔؟؟"۔۔ وہ نرمی سے پوچھ رہی تھی۔۔

"پانی لے آتی ہوں تیرے لیے"۔۔ وہ اُٹھی تھی۔۔

"مجھے میرے گھر جانا تھا ناں، اِبراہیم کے پاس۔۔ مان کے پاس۔۔ تم۔۔تمہاری ماں نے کک۔۔کہا تھا وہ مجھے چھوڑ آئے گی"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھامے کانپتے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔۔

"ایک منٹ باجی تُو رُک میں تیرے لیے پانی لے آتی ہوں"۔۔ وہ اپنا ہاتھ چھُڑاتی تیزی سے باہر گئی تھی۔۔

"اِبراہیم آجائیں پلیز۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے یہاں"۔۔ وہ گھٹنوں میں سر دیئے سِسکی تھی۔۔ کچھ سیکنڈ بعد وہ پانی لے کر آئی تھی۔۔

"نن۔۔نہیں مجھے نہیں پینا، مجھے گھر جانا ہے"۔۔ اُس کا ہاتھ زور سے پرے کرتی وہ اُٹھی تھی۔۔ سٹیل کا گلاس زمین پر گرا تھا فجر کی تنہائی میں آواز دور دور تک گئی تھی۔۔

"او باجی میرا باپ اُلٹی کھوپڑی کا ہے، ابھی سویا ہے۔۔ جاگ گیا ناں تو تیرے ساتھ مجھے بھی اُدھیڑ کر رکھ دے گا شور نہ کر، خود پر رحم کر"۔۔ وہ گلاس اُٹھا کر اُس کو ترحم بھری نظروں سے دیکھتی بولی۔۔

"مجھے جانا ہے ماں کے پاس۔۔ اِبراہیم"۔۔ وہ روتے ہوئے آگے بڑھی تھی جب لمبی چوڑی سُمیرا نے اُسے قابو کیا تھا۔۔

"ابھی سو جا صبح اماں چھوڑ آئے گی تجھے۔۔ ابھی تو تالا لگا ہے۔۔ اور چابی ابا کے کرتے کی جیب میں ہے"۔۔ وہ اُسے واپس پلنگ پر لٹاتے بولی۔۔

حیا چُپ چاپ بے بسی سے پلنگ پر لیٹی تھی۔۔

کتنے ہی آنسو اُس کی آنکھوں سے نکل کر تکیے میں جذب ہوئے تھے سُمیرا نے ایک نظر اُس کے معصوم سے چہرے پر ڈالی تھی۔۔

"کیا اِس کا مُقدر بھی میرے باپ ماں کے ہاتھوں پامال ہونا ہے"۔۔ اُس کی آنکھوں سے بھی دو موتی گرے تھے۔۔

"مجھ۔۔ مجھے نماز پڑھنی ہے"۔۔ وہ ایک دم اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

..........

فجر کی چار رکعتیں پڑھ کر اِبراہیم ہاشمی نے ہاتھ اُٹھائے تھے۔۔ اُسی پل اُسی لمحے اُس سے دور بیٹھی حیا نُور نے بھی ہاتھ اُٹھائے تھے۔۔ دونوں کی ہی آنکھوں سے لاتعداد آنسو بہے تھے۔۔

"یا اللہ! وہ جہاں کہیں بھی ہو اُس کو اپنے امان میں رکھ"۔۔ وہ سِسکا تھا۔۔

"اے میرے رب میری عزّت کی حفاظت فرما"۔۔ حیا کا دل کرلایا تھا۔۔

"مجھے ملادے اُس سے میرے اللہ! وہ میرا انتظار کررہی ہوگی"

"اِبراہیم کو بھیج دو اللہ! مجھے اُن کی ضرورت ہے"

"یا اللہ تو نے مجھے اُس کی عزت کا رکھوالا بنایا ہے۔۔ مولا مجھے لے جا وہاں جہاں وہ ہے میرے مولا!۔۔ میں اُسے ساری دُنیا سے چُھپالوں گا، میری مدد فرما اے اللہ"!

"میرے تن کی حفاظت فرما مولا، میں اُن کی امانت ہوں مجھے اُن کے علاوہ کوئی اور نہ چُھوئے، کوئی نہ دیکھے اے میرے رب! تُو نے اُن کو میرا لباس بنایا ہے۔۔ مجھے کسی اور کے سامنے بےلباس نہ ہونے دینا یا اللہ"!

"اے اللہ میری عزّت کی حفاظت فرما"۔۔ وہ سجدے میں رو دیا تھا۔۔

"یا رحمٰن میری عزّت کو پامال ہونے سے بچا"۔۔ وہ جبیں زمین پر رکھے ہچکیوں سے روئی تھی۔۔

..........

وہ صبح صبح جا کر تھانے کے باہر بیٹھ گیا تھا۔۔جب شہریار کی گاڑی رُکی تھی۔۔ وہ گاڑی سے نکل کر اُس کی طرف آیا تھا۔۔

"شیری"۔۔ شہریار اُسے دیکھ کر ٹھٹکا تھا۔۔ کل والے کپڑے۔۔ بڑھی ہوئی شیو۔۔ وہ ٹوٹا بکھرا اُس کے سامنے تھا۔۔ کچھ بھی کہے بغیر وہ اُسے اندر لے آیا تھا۔۔

"ارمان اور فری مجھے بتا چکے تھے کہ وہ میرے جانے پر اُداس ہے لیکن پرسوں جب میں واپس آیا تو مجھے دیکھ کر بھی وہ کھوئی کھوئی رہی ایسے جیسے وہ ڈری ہوئی ہے۔۔ اُسی رات دو بجے وہ میرے کمرے میں آئی تھی"۔۔ وہ بولتا جارہا تھا۔۔ شہریار بغیر کچھ کہے سُنے گیا۔۔

"وہ بہت رو رہی تھی"۔۔ اب کے شہریار چُونکا تھا۔۔

"اُس نے کچھ کہا تھا تم سے۔۔؟؟"۔۔ شہریار نے پوچھا۔۔ پھر وہ اُسے حیا کا خود سے رُخصتی کا کہنا، اُس کا ڈرنا، خود پر یقین کرنے کا وعدہ لینا سب بتاتا گیا تھا۔۔

"میں نے اُسی کے کہنے پر بغیر وجہ جانے رُخصتی کا کہہ دیا، پتا نہیں کیوں شیری مجھے لگتا ہے، کوئی بات ہوئی ہے میرے پیچھے، جیسے وہ کسی کے دباؤ میں تھی۔۔ تم اُس کے نمبر کا پچھلے ہفتے کا رکارڈ نکلواؤ"۔۔۔ شہریار نے اُس کے لیے ناشتہ منگوایا تھا۔۔

"مجھے رمیز پر پُورا پُورا شک ہے، وہ واپس گھر تک پہنچ گیا، اُس کا رویہ سب عجیب ہے"۔۔ شہریار نے ایک نظر اُسے دیکھا تھا۔۔

"اچھا میں دیکھتا ہوں، میری بہن ہے وہ، یقین کرو کوئی کوتاہی نہیں کروں گا"۔۔ شہریار نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ اِبراہیم نے اُس کے سامنے پڑا سگریٹ کا پیکٹ اُٹھایا تھا۔۔

"اللہ کو مانو یار، مجھے اندازہ ہے ساری رات پھونکتے رہے ہوگے تم، ابھی کچھ کھا لو پلیز، اپنی حالت دیکھو۔۔ سارے گھر والوں کی ہمت ارمان اور تم ہی ہو"۔۔ وہ اُس کو لتاڑتے بولا تھا۔۔

..........

"امّاں تُو اور ابّا اپنے لیے جہنّم کے انگارے خریدتے جاؤ"۔۔ اُس نے جیسے ہی آنکھیں کھولی تھی سُمیرا کی آواز کان میں پڑی تھی۔۔

"ارے منحوس ماری اِنہی جنہم کے انگاروں کو بیچ کر تجھے کھلاتے ہیں"۔۔ صُغرا کی آواز پاٹ دار تھی۔۔

"امّاں اُس کا چہرہ دیکھ امّاں، تجھے ترس نہیں آتا امّاں وہ پریوں کے جیسی اُسے ایسے پامال نہ کر"۔۔ سُمیرا کی منت بھری آواز، کسی انجانے خُدشے کے تحت وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"اُس کی یہی من موہنی صورت ہمیں لاکھوں دے گی"۔۔ وہ دہشت سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔

"اِس بار کرم دین سے کہوں گی لکی سے لاکھ کے اُوپر کی بات کرے۔۔ خود وہ آگے لاکھوں کڑوڑوں میں بیچتا ہے ہمیں اُونے پونے داموں پر ٹرخا دیتا ہے"۔۔ وہ پُوری جان سے لرزی تھی۔۔ سُمیرا ماں پر افسوس کرتی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

"ارے باجی جی اُٹھ گئی ہو۔۔ چل میں تیرا مُنہ ہاتھ دُھلوا دیتی ہوں۔۔ پھر تیرے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں"۔۔ سُمیرا اُسے دیکھ کر بولی۔۔

"دیکھ۔۔دیکھو مجھے گھر جانے دو۔۔ تم۔۔ تمہاری ماں کو پیسے چاہیئے ناں ابراہیم کے پاس بہت سارا پیسہ ہے مجھے چھوڑ دو، جتنے پیسے چاہیئے وہ دے دیں گے۔۔ مجھے جانے دو پلیز"۔۔ وہ اُس کے آگے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔

"دیکھ لڑکی زبان بند کر اپنی۔۔ واپسی کا بھول جا۔۔ تو سونے کی چِڑیا ہے"۔۔ صغرا نے اُسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ عورت ذات ہو کر بھی خود کو چُھپانے پر مجبور ہوئی تھی۔۔


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

"ناشتہ لا اِس کے لیے سُمیرا"۔۔ وہ کمرے سے نکلنے لگی

"مجھے کچھ نہیں کھانا، اللہ کا واسطہ مجھے میرے گھر جانے دو دادو کے پاس، مان، سنی"۔۔ وہ اب بے بسی سے زور زور سے رونے لگی تھی۔۔ صغرا نے بے دردی سے اُسے بالوں سے پکڑا تھا

"آہ"۔۔ وہ کراہئی تھی۔۔ اُس نے اُس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھا تھا۔۔

"منہ بند کر ورنہ یہ حسین چہرہ بگاڑنے میں میرا ایک ہاتھ ہی کافی ہو گا"۔۔ صغرا نے اُسے بے دردی سے پلنگ پر دھک دیا تھا۔۔۔

"اِبراہیم!!! مان مجھے لے جائیں یہاں سے"۔۔ وہ چیخ چیخ کر روتی پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

..........

"ہا۔۔ہائے شکل سے کتنی معصوم لگتی تھی۔۔ کام دِکھا گئی اپنا۔۔ میں تو پہلے ہی کہتی تھی نجانے کِس ماں کا خون ہے"۔۔ نائلہ کی زبان فُل اسپیڈ سے زہر اُگل رہی تھی۔۔ عصمت جہاں گھر آچکی تھیں وہ بلکل چُپ تخت پر لیٹی ہوئی تھیں۔۔

آج بیٹی کی باتوں پر اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔۔

"میری طبیعت اجازت نہیں دے رہی، ورنہ دل تو چاہ رہا ہے تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے گھر سے نکال باہر کر لوں، شرم نہیں آتی میری معصوم سی بچّی پر الزام لگاتے"۔۔ وہ نقاہت سے بولتے رو دی تھیں۔۔

"واہ امّاں ابھی بھی اُس بے حیا لڑکی کی حمایت کر رہی ہیں، جو ہمارے منہ پر کالک مل کر پتا نہیں کس کے ساتھ بھاگ گئی"۔۔ وہ زور سے بولی تھیں۔۔ سنی نے زور سے پلیٹ دیوار پر ماری تھی۔۔

"بس!!!۔۔ میں چھوڑوں گا نہیں آپ کو"۔۔ سنی اُن پر چڑھ آیا تھا۔۔ جب آمنہ اُس کے آگے آئی تھی۔۔

"نہیں سنی پلیز۔۔ سنی نہیں"۔۔ وہ اُس کے سینے پر دونوں بازو رکھے بمُشکل اُسے رُوکے ہوئے تھے۔۔ آواز پر ارمان کمرے سے نکلا تھا، پر نیچے کا منظر دیکھ کر وہ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا نیچے آیا تھا۔۔

"چھوڑیں بھابھی مجھے۔۔ میری آپا ایسی نہیں ہیں، میں چھوڑوں گا نہیں اِنہیں"۔۔ آمنہ کے دانتوں تلے پسینہ آیا تھا۔۔

"سنی"۔۔ ارمان نے تیزی سے آ کر اُسے سنبھالا تھا۔۔ آمنہ پیچھے ہٹی تھی۔۔ ایک لمحے میں کیا سے کیا ہوجاتا اُس نے گہرا سانس لے کر عصمت جہاں کو دیکھا تھا۔۔

"چھوڑیں مجھے مان، یہ آپا کے بارے میں غلط بول رہی ہیں۔۔ اِن کو بولیں اپنے گھر جائیں ورنہ میں۔۔"۔۔ ارمان نے اُسے باہر کی طرف دھکیلا تھا۔۔

"جسٹ شٹ اپ سنی باہر چلو"۔۔ وہ اُسے باہر لے گیا تھا۔۔

"ہونہہ بہن اپنا مُنہ کالا کر گئی ہے غصّہ ہمیں دکھا رہا ہے یہ چھٹانک بھر کا لڑکا"۔۔ وہ کھڑی ہوئی تھیں۔

"اور تم۔۔ ہمارے زمانے میں تو ایسا نہ ہوا، رُخصتی ہوئی نہیں منہ اُٹھا کر سُسرال بھاگی آئی ہو"۔۔ وہ آمنہ کو لتاڑتے عروج کے کمرے کی طرف بڑھی تھیں جو دروازے میں ہی کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی

"دادو آپ پلیز پریشان نہ ہوں"۔۔ آمنہ نے اُن کا ہاتھ چوما تھا۔۔

"میری بچّی ایسی نہیں ہے"۔۔ وہ اُس کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔۔

"مجھے پتا ہے دادو، اللہ پر بھروسہ رکھیں۔۔ اللہ ہماری حیا کی حفاظت کرے گا آمین"۔۔ وہ اُن کے آنسو پونچھ کر بولی تھی پر اپنے آنسو نہ رُوک پائی تھی۔۔

عصمت جہاں کے ساتھ وہ بھی آگئی تھی۔۔ فرح کے چھوٹے چھوٹے بچّے تھے۔۔ نائلہ اور عروج سے

اُمید ہی بیکار تھی۔۔ رہی ایمن تو وہ تیرہ سال کی بچّی کیا سنبھال پاتی اُن کو۔۔ جو خود بے حال تھی۔۔

.........

"مما کیوں اِن کے مُنہ لگتی ہیں، بس تماشہ دیکھیں۔۔ جیسے میں دیکھ رہی ہوں"۔۔ وہ ہنستے ہوئے کہتی مزے سے بیڈ پر گری تھی۔۔

"گز بھر کا لڑکا مجھ پر ہاتھ اُٹھانے لگا تھا۔۔ کرتی ہوں ارمان سے بات اب میں"۔۔ وہ بھولنے کے مُوڈ میں نہیں تھیں۔۔

"اور یہ آمنہ دیکھ کیسے بے شرموں کی طرح منہ اُٹھا کر سسرال پہنچ گئی ہے، ارمان کے سامنے گھوم رہی ہے، توبہ عثمان کے تو سارے بچّے ہی بے شرم نکلے"۔۔ وہ اپنے حواس بحال کرتے بولی تھیں۔۔ ایک لمحے کو وہ سنی سے ڈر سے گئی تھیں۔۔

"امی او امی کی بچّی! مجال ہے جو ایک بار سُن لے۔۔ چائے لا"۔۔ وہ اُسے چائے کا کہتی بیڈ پر نیم دراز ہوئی تھیں۔۔

بے حسی شاجد اِن دونوں ماں بیٹی پر ختم تھیں۔۔

...........

"واہ صُغرا مان گئے تجھے، پانچ چھ لاکھ تو کہیں نہیں گئے اِس بار"۔۔ کرم دین اُس کو خباثت سے دیکھ کر صُغرا کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔۔

وہ چالیس سال کا چاک و چوبند شخص تھا جو بیس سالوں سے لکی کے ساتھ اِس گندے روح فرسا دھندے میں مُلوث تھا۔۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو اغوا کر کے وہ اور صغرا لکی کو بیچ دیتے تھے پھر لکی اُن سے اپنا مطلب پورا کر کے مزید آگے بیرونِ مُلک مہنگے داموں میں فروخت کر دیتا تھا۔۔ یہ کام

بظاہر شرافت کی آڑ میں ہو رہا تھا۔۔

ٹونی بھی اِنہی کا ایک کارندہ تھا جو خود کو پڑھا لکھا امیر نوجوان ظاہر کر کے اُس کے کام میں مُلوث تھا۔۔

"اِس کے کم از کم پانچ لاکھ تو لوں گا میں لکی سے"۔۔ وہ دل و جان سے کانپی تھی۔۔ اُس نے ڈوپٹے میں خود کو سمیٹا تھا۔۔

"دیکھیں پلیز آپ کو اللہ کا واسطہ، مجھے جانے دیں ایسا نہیں کرو۔"۔۔ وہ کرم دین کے پیروں میں گر کر گڑگڑائی تھی۔۔

"پرے ہٹ لڑکی"۔۔ وہ اپنی ٹانگ چُھڑاتا باہر نکلا تھا۔۔ وہ وہیں زمین پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"میرے اللہ۔۔ میرے اللہ!!!"۔۔ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

"باجی تو نے کل سے کچھ نہیں کھایا کھا لے، مر جائے گی"۔۔ سُمیرا نے پلنگ پر کھانا رکھ کر اُسے زمین پر سے اُٹھانا چاہا تھا۔۔

"مر جانے دو۔۔ اللہ کرے میں مر جاؤں۔۔ ذلت سے بہتر ہے مجھے موت دے میرا رب"۔۔ وہ ہذیانی انداز میں چیخی تھی۔۔ سُمیرا کا دل دُکھ سے بھر گیا تھا۔۔

"باجی میرے ماں باپ کو تم پر رحم پھر بھی نہیں آنا"۔۔ وہ اُسے شانوں سے تھام کر پلنگ پر بٹھاتی بولی۔۔ بڑی منتوں سے اُس نے دو تین نوالے لیے تھے۔۔

"دعا کر اللہ سوہنا مجھے یتیم کر دے"۔۔ وہ اُس کے آنسو صاف کرتی اُسے خود سے لگاتی بولی تھی۔۔

.........

"کچھ پتا چلا۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے شہریار سے پوچھا تھا۔۔ شہریار نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"میں نے حیا کا کال ریکارڈ چیک کروایا ہے، کوئی مشتبہ کال نہیں ملی۔۔ اُس کے نمبر سے بس تمہارے، سنی اور بھیا کے نمبرز پر کال آئی گئی ہیں"۔۔ دونوں کے چہرے پر مایوسی پھیلی تھی۔۔

"آج کل ایک گروہ ہے جو اٹھارا انیس سال کی لڑکیوں کو کبھی بہلا پھسلا کر، کبھی اغوا کر کے اُن کی عصمتوں سے کھیل کر آگے بیچ رہے ہیں"۔۔ شہریار کے بتانے پر اِبراہیم نے بے دردی سے اپنا نچلا ہونٹ کاٹا تھا۔۔ ارمان بغیر آنکھیں جھپکے اُس کو دیکھے گیا۔۔

"دانش کی بہن نیلم اُنہی کے ہتھے چڑھی تھی اور مجھے لگتا ہے۔۔"۔۔ وہ دونوں کو دیکھ کر رُکا تھا

"ہماری حیا۔۔"۔۔ ارمان نے آنکھیں میچی تھیں۔۔ شہریار نے بات ادھوری چھوڑی تھی۔۔ اِبراہیم کی گرفت موبائل پر سخت ہوئی تھی۔۔

"ایک بندہ ہے ٹونی عُرف تنویر وہ ہمارے ہاتھ آجائے تو اِن کا سرغنہ تک پہنچنا آسان ہو گا"۔۔ شہریار نے تفصیل بتائی تھی۔۔ اِبراہیم اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ جیسے وہاں کوئی موجود ہی نہ ہو۔۔

"رُکو یار کہاں جارہے ہو۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے اُس سے پوچھا تھا۔۔

"ایک بات سُن لو تم دونوں، اگر رمیز آفاق اِن سب میں انوالو ہوا تو اُس کی جان میں اپنے ہاتھوں سے لوں گا"۔۔ وہ خُون آشام لہجے میں کہتا اُن دونوں کو حیران پریشان چھوڑ کر جا چکا تھا۔۔

"اِس کو رمیز پر شک ہے"۔۔ شہریار نے ارمان کو دیکھا تھا۔۔

"ہو بھی سکتا ہے، اِس تمام عرصے میں وہ ہمارے ساتھ ساتھ رہا ہے اُس کے باوجود میں بھی کہہ رہا ہوں، تم نظر رکھو اُس پر"۔۔ ارمان کے کہنے پر اُس نے سر ہلایا تھا۔۔

"ایک پکچر اور ڈیٹیلز بھیج رہا ہوں اِس بندے پر پوری نظر رکھو"۔۔ کسی سے فون پر کہہ کر شہریار

نے فون رکھا تھا۔۔

..........

وہ صبح سے یہیں تھی۔۔ عصمت جہاں کی حالت تو بہتر تھی پر اُنہوں نے چُپ سادھی ہوئی تھی۔۔ بچے سہم سے گئے تھے۔۔ اب صبح سے رات کے نو بجنے کو تھے، جب ارمان نے گھر میں قدم رکھا۔۔

"مم۔۔میری بچّی۔۔ کچھ پتا چلا"۔۔ اُس کے نااُمید چہرے کو دیکھتے ہوئے اُنہوں نے اُمید سے پوچھا تھا۔۔

"مان۔۔ حیا نہیں آئی تمہارے ساتھ۔۔؟؟"۔۔ فرح نے اُس کے دونوں ہاتھ تھامے تھے۔۔ اُس نے آنکھیں چُراتے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ پھر اِدھر اُدھر دیکھے بغیر شکستہ قدموں سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔

"مان۔۔ آپا کو نہیں لائے آپ۔۔؟؟ آپا کہاں ہیں مان۔۔؟؟"۔۔ ایمن نے اُسے سیڑھیوں پر جا لیا تھا۔۔ وہ اُسے جھنجھوڑتی شدت سے رودی تھی۔۔ خود پر ضبط کرتے وہ بےبس کھڑا رہا تھا۔۔ آمنہ نے دُکھ سے اپنے شریکِ حیات کو دیکھتے ایمن کو تھاما تھا۔۔ اُس نے تیزی سے اپنے قدم اوپر کی جانب بڑھائے تھے۔۔

"ارمان میرا بچّہ کھانا کھالو"۔۔ عصمت جہاں پیچھے سے بولیں تھیں۔۔ وہ جواب دیئے بغیر چلا گیا تھا۔۔

"ایمن سنبھالو خود کو۔۔ کسی نے کچھ نہیں کھایا۔۔ تم ایسا کرو بچّوں کو لے آؤ کھانے کے لیے"۔۔

ایمن نے خود کو سنبھالے سر ہلایا تھا۔۔ وہ پانی کا گلاس تھامے اوپر کی طرف بڑھی تھی۔۔

دروازے پر ہلکی سی دستک دیتی وہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

"یہ پانی پی لیں"۔۔ اُس کی آواز پر ارمان نے چونک کر سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ غائب دماغی سے اُس کو دیکھے گیا۔۔

"ارمان"۔۔ اُس نے پُکارا تھا۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے گلاس تھام گیا تھا۔۔

"کھانا کھالیں پلیز"۔۔ وہ نرمی سے بولی تھی۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے"۔۔ وہ احساس سے عاری لہجے سے کہتا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتا واش روم میں گُم ہوا تھا۔۔

وہ آنکھوں میں آئی نمی رُوکتی نیچے اُتری تھی۔۔ سامنے اُس کے ماں باپ کھڑے تھے

"لیں آگئی آپ کی بیٹی، اپنے شوہر کو تسلی دینے اُس کے کمرے سے آرہی ہے"۔۔ نائلہ نے بد اخلاقی کی انتہا کردی تھی۔۔

"آپ لوگ کب آئے مما بابا"۔۔ وہ نائلہ کی بات کو نظر انداز کرتی مسز ہارون کے گلے لگی تھی۔۔

اُس نے بچّوں کو کھانا کھلایا پھر عصمت جہاں کو دوائی دی تھی۔۔

"پریشان نہیں ہونا بلکل بھی، میں ان شاءاللہ صبح آؤں گی"۔۔ وہ ایمن کو دلاسہ دیتی بولی۔۔

"سنی وہ کچھ بھی کہیں تمھیں کچھ نہیں کہنا"۔۔ وہ اب سنی کو سمجھا رہی تھی۔۔

"بجو انہوں نے کھانا نہیں کھایا، آپ پوچھ لیجیئے گا"۔۔ فرح کو ارمان کے بارے میں بتاتے وہ اب سر جُھکائے ہوئے تھی۔۔

اِس پورے وقت میں ہارون صاحب اور اُن کی اہلیہ نے آمنہ کا ذمہ دارانہ رویہ دیکھ کر کچھ سوچتی ہوئی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

ایک ہی دن میں اُن کی بیٹی نے جیسے پورے گھر کو خوش اسلوبی سے سنبھال لیا تھا۔۔ وہ سب کو

تسلیاں دیتی واپس چلی گئی تھی۔۔

..........

رات ہونے کو آئی تھی وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔۔ سُمیرا قریب بیٹھی اُس کے ٹوٹے بکھرے وجود کو دیکھ رہی تھی۔۔

"انسان نہیں ہیں میرے ماں باپ، تمہارے جیسی کتنی ہی لڑکیاں آئی ہیں یہاں، بیچ دیتے ہیں لکی کو"۔۔ وہ کانپی تھی۔۔

"لک۔۔کی"۔۔ اُس کے لب تھرتھرائے تھے

"ہاں لکی، گندا کاروبار کرتا ہے۔۔ تمہیں بھی ابّا اُس کو دیں گے"۔۔ وہ اپنی ہی دُھن میں بولی تھی۔۔

"نن۔۔نہیں"۔۔ حیا نُور خوف سے ہوش و خرد سے بیگانی ہوئی تھی۔۔

..........

آج دوسرا دن تھا اُسے اِس گھر سے گئے ہوئے در و دیوار بھی جیسے سوگوار سے تھے۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے مسز ہارون اور ہارون صاحب آئے تھے۔۔ ارمان گھر پر ہی تھا۔۔

"ہم نے اُس سے بھی پوچھ لیا ہے اُسے کوئی اعتراض نہیں ہے، اماں جی، ویسے بھی اب یہ آمنہ کا گھر ہے۔۔ آپ ارمان کو سفیر اور فرح کے ساتھ میری بیٹی کو لینے بھیج دیں۔۔ ان شاء اللہ خیر سے ہماری حیا آئے گی تو دھوم دھام سے ولیمہ کریں گے"۔۔ مسز ہارون کے کہنے پر وہ رودیں تھی۔۔

"ایسا بلکل نہیں چاہا تھا، ایسے اپنے بیٹے کی رُخصتی کروں گی"۔۔ ارمان اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُن تک آیا تھا۔۔

"بیٹا ہم جانتے ہیں آپ ابھی رُخصتی نہیں کرنا چاہتے، آخری فیصلہ تو بہرحال آپ کا ہی ہوگا"۔۔

ہارون صاحب ارمان کو دیکھ کر بولے۔۔

"اگر آمنہ کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو مجھے بھی نہیں ہے"۔۔ وہ سنجیدگی اور ادب سے بولا تھا۔۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ بمع عصمت جہاں کے اُسے رخصت کروا کر لے آئے تھے۔۔

نائلہ اور عروج نے خوب جلے دل کے پھپھولے پھوڑے تھے۔۔

..........

"لکی دوبئی گیا ہوا ہے، پتا نہیں کب آئے وہ، ایک کام کرتے ہیں میں باہر کوئی اِس کا گاہک دیکھتا ہوں، ایک رات کے لیے۔۔ کچھ پیسے تو مل جائیں گے"۔۔ کرم دین سگریٹ کا کش لگاتا بولا۔۔

"ہاں چل یہ کر لے، کوئی اچھا خاصا امیر بندہ دیکھنا، سُونے جیسی لڑکی ہے، ایک رات کے پچیس، تیس ہزار تو بنتے ہیں"۔۔ صُغرا نے کہا تھا۔۔

اُن دونوں کی جان تھی تیرہ سالہ سُمیرا میں۔۔ لوگ اپنی بیٹیوں کو بھول جاتے ہیں شاید۔۔

..........

"رمیز کے نمبر سے کوئی ایسی کال نہیں ملی میں نے رکارڈ نکلوایا ہے"۔۔ شہریار نے دونوں کو دیکھ کر کہا۔۔ تبھی اِبراہیم کا فون بجا تھا اُس نے بغیر دیکھے کال کاٹی تھی۔۔

"ٹونی آج کل کسی لڑکی کے ساتھ دکھ رہا ہے، بہت جلد وہ ہماری گرفت میں ہو گا ان شاءاللہ"۔۔

شہریار نے بات ختم کی ہی تھی کہ اُس کا موبائل پھر بجا تھا۔۔ اب کے اُس نے بجتے موبائل کو نظر انداز کر کے سگریٹ سلگایا تھا۔۔

"دیکھ لو، کس کا فون ہے۔۔؟؟"۔۔ ارمان نے اُسے ایک نظر دیکھ کر کہا۔۔

اُس کے کہنے پر اُس نے کال پِک کی تھی۔۔ اُس کے اکاؤنٹینٹ یاسر کی کال تھی۔۔ جو وہ صبح سے

نظرانداز کر رہا تھا۔۔ اُس کا دل ہر چیز سے اُچاٹ ہوا تھا۔۔

"سر وہ لوگ کب سے پےمنٹ مانگ رہے ہیں، مال ڈیلیور ہوچکا ہے اور"۔۔ اُس کے بات کاٹ کر وہ دھاڑا تھا۔۔

"ٹو ہیل وِد ایوری تھنگ! ڈو ون تھنگ برن ڈاؤن دی فیکٹری"

(بھاڑ میں جائے سب! ایک کام کرو آگ لگا دو فیکٹری کو)

ارمان نے اُس کے ہاتھ سے موبائل لیا تھا۔۔

"میں کل آفیس آؤں گا"۔۔ وہ بول کر فون رکھ چُکا تھا۔۔ اُس نے جب آفیس اسٹارٹ کیا تھا تب ارمان اور شہریار دونوں نے ہی اُس کی بھرپور مدد کی تھی۔۔ اب بزنس سیٹ ہونے لگا تھا تو وہ سب چھوڑے ہوئے تھا۔۔

"یور فورس کین ڈو نتھنگ، ناؤ آئی مائی سلیف وُڈ ڈو واٹ ہیز ٹو بی ڈَن"

(کچھ نہیں ہوتا تمہاری فورس سے، اب جو کروں گا میں خود کروں گا"۔۔ وہ شہریار سے کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلتا بنا تھا۔۔

..........

"کہاں ڈھونڈوں میں تمہیں کہاں"۔۔ اُس نے بے بسی سے اسٹئیرنگ پر ہاتھ مارا تھا۔۔

سمندر کے پاس گاڑی رُوک کر اُس نے سگریٹ سلگائی تھی۔۔ سر کو گاڑی کی پُشت سے ٹکائے وہ آنکھیں موند گیا تھا۔۔

"""میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں، اگر کسی دن آپ کی آنکھوں میں اپنے لیے بےاعتباری دیکھی تو اُسی وقت اُسی لمحے حیا مر جائے گی"۔۔ اُس کے الفاظ کانوں میں گونجے تھے۔۔

"میری جان ایک بار نام لے لیتی، ابھی زمین کے اندر ہوتا وہ شخص"۔۔ وہ بڑبڑایا تھا۔۔

"اتنے سالوں میں ایک لمحہ بھی میرا دل آپ سے ناراض نہ ہو سکا۔۔ پتا نہیں کیوں؟؟"۔۔ سگریٹ کی راکھ کھڑکی سے باہر پھینک کر اُس نے ایک ہاتھ سے اپنے بالوں کو پیچھے کرتے سمندر پر نگاہ جمائی تھی۔۔ وہ بےاختیار گاڑی سے نیچے اُترا تھا۔۔ گاڑی سے ٹیک لگاتے اُس کی نگاہیں ہنوز سمندر پر تھیں۔۔ کوئی چُپکے سے اُس کے پہلو میں آ کھڑا تھا۔۔

"سردیوں کی راتیں کتنی خوفناک ہوتی ہیں ناں، خاموش سی۔۔ ایسا لگتا ہے کچھ کہہ رہی ہوں"۔۔ اُس کا خوف یاد کر کے اُس کے دل کو جیسے کسی نے مُٹھی میں لیا ہو۔۔

"ارے بس تو دیکھتا جا۔۔ ایک رات کا مّعاوضہ ہی بیس پچیس ہزار لوں گا اور پھر لکی کو پانچ لاکھ میں بیچ دوں گا"۔۔ یہ الفاظ اُس کے کانوں میں بخوبی پڑے تھے۔۔ وہ ہوش کی دُنیا میں واپس آیا تھا وہ اُس کے پہلو میں نہیں تھی۔۔

"چاند کا ٹکڑا ہے وہ، کسی بھی مرد کا ایمان خراب کرنے کا چلتا پھرتا پُرزا"۔۔ اُس نے آواز پر دھیان نہیں دیا۔۔

"صاحب تازہ مال آیا ہے، بلکل ان چُھوا"۔۔ وہ اِبراہیم کے سامنے آیا تھا۔۔

"صاحب ایک رات کے تیس ہیں تم بھلے پچیس دے دینا"۔۔ اِبراہیم نے اُس کی گھٹیا بات بمُشکل برداشت کی تھی۔۔

"ہٹو یہاں سے"۔۔ وہ پیر سے سگریٹ بجھاتا سرد لہجے میں بول کر گاڑی کی طرف بڑھا تھا

"صاحب ایک بار میرے ساتھ چل کر اُسے دیکھ لو دُنیا کے غم بھول جاؤ گے"۔۔ وہ خباثت سے بولا تھا۔۔ اُس کی برداشت کی حد بس یہیں تک تھی

"ایک بار سمجھ نہیں آتی تمہیں میری بات"۔۔ اُس کے بھاری ہاتھ کا ایک زور دار مُکا اُس شخص کے سامنے کے کچھ دانت توڑ چکا تھا۔۔ اُس کے مُنہ سے خون کا فوارہ نکلا تھا۔۔ وہ بُلبلاتا ہوا تکلیف سے دُہرا ہوا تھا۔۔

"یو باسٹرڈ!! بیٹیاں مذاق ہیں تمہارے لیے۔۔ کسی کی بھی عزّت سے کھیل جاؤ گے تم"۔۔ وہ اب چِلایا تھا۔۔ اُسے چِلاتے دیکھ کر وہ بھاگا تھا۔۔ وہ گہرے گہرے سانس لے کر خود پر قابو پاتے نیچے کو جُھکا تھا۔۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ گاڑی سے ٹیک لگاتا گھٹنوں کو سینے سے لگاتا نیچے بیٹھتا چلا گیا تھا۔۔

"اے اللہ میں کیا کروں۔۔ کیا کروں میں"۔۔ بے بسی کے مارے اپنے سر کے بالوں کو دونوں مُٹھیوں میں جکڑے وہ اونچا لمبا مرد بچّوں کی طرح رو دیا تھا۔۔

..........

"روح کی تکلیف میں لگتے ہو۔۔؟؟"۔۔ اُس نے بیٹھے بیٹھے ہی سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ اُس کو نہیں دیکھ رہے تھے بلکہ اپنے گلے میں پہنی بڑی سی تسبیح کو اُوپر نیچے کر رہے تھے۔۔

کالے، لال، پیلے اور سفید رنگوں کا لمبا سا چوگا پہنے، سر پر لباس کی ہی ٹوپی، لمبے بال، دونوں ہاتھوں کی آٹھوں اُنگلیوں میں مُختلف پتھروں کی موٹی موٹی انگوٹھیاں۔۔ وہ اُس کے سامنے رکھے بڑے سے پتھر پر بیٹھے اب سامنے سمندر کو دیکھ رہے تھے۔۔

"میری روح ہی تو کھو گئی ہے۔۔ میں نے بہت ڈھونڈا ہے اُسے۔۔ نہیں مِل رہی۔۔"۔۔ وہ اُن کو دیکھ کر بچّوں کی طرح بولا۔۔

"عشق میں آزمائش نہ آئے تو وہ بھی کوئی عشق ہوا۔۔؟؟ کتنا شِدت سے ڈھونڈا ہے اُسے۔۔؟؟"۔۔

اُن کے عجیب سے سوال پر اُس کی آنکھوں میں حیرت در آئی تھی۔۔ وہ اُسے دیکھے بغیر اُس کی آنکھوں میں حیرت محسوس کرتے مُسکرائے تھے۔۔ پُراسرار سی ہنسی۔۔ اِبراہیم اُن کے چہرے سے نگاہ نہیں ہٹا پایا تھا۔۔

"شِدت عشق کا تقاضا ہے اور یقین کامل عشق کا جُنون۔۔ اور عشق سراپا یقین"۔۔ وہ پلک جھپکائے اُنہیں دیکھے گیا۔۔

"اور روح جو بظاہر ہر سانس لیتے ذی روح کے بدن میں پائی جاتی ہے ہر بندے کو اپنا آپ محسوس نہیں کرواتی۔۔ جس کے باطن میں وہ محبوب کے لیے شِدت، یقین کامل پائے گی اُسی انسان کو عشق کی صورت روح اپنا آپ محسوس کروا دے گی، پھر چاہے وہ عشقِ مجازی ہو یا عشقِ حقیقی"۔۔ اُن کی باتیں اُس کے اندر سُکون کی طرح سرائیت کرتی جارہی تھیں۔۔ وہ بغیر حرکت کیے اُنہیں دیکھے گیا۔۔

"لوگ کہتے ہیں عشقِ مجازی حرام ہے۔۔ بیوقوف ہیں۔۔ کم عقل ہیں"۔۔ وہ ایسے ہنسے جیسے کسی بچّے کی بات پر ہنسے ہوں۔۔

"کم عقل نہیں جانتے عشق کا تُعلق روح سے ہے، عشق بذاتِ خود رب کی ذات سے جُڑا ہے۔۔ اور عشقِ مجازی بھی اُن ہی پر وارد ہوتا ہے جِس کے دل میں رب کے جلوے ہوں گے، جِس کی روح کو اُس پاک ذات نے اپنے درشن کروائے ہوں گے عشق اُنہیں کے دل و روح کا مکین بنتا ہے۔۔ عشقِ مجازی میں مُبتلا بھی دراصل وہی لوگ ہوتے ہیں جنہیں عشقِ حقیقی اپنا آپ دکھا چُکا ہوتا ہے"۔۔

اُنہوں نے اپنے گلے سے تسبیح نکال کر اپنے چوگے کی بڑی سی جیب میں رکھی تھی۔۔

"عشقِ کے مکین اپنے رب کی طرح اپنے محبوب کو بھی ایک ہی مانتے ہیں۔۔ جس طرح مرتے دم تک ایک رب کی عبادت کرتے ہیں، اُس طرح مرتے دم تک ایک ہی روح کو اپنے اندر بسائے رکھتے

ہیں"۔۔ وہ اب ایک ایک کر کے اپنی ساری انگوٹھیاں اُتار رہے تھے۔۔

"وہ۔۔ وہ میری روح ہی ہے۔۔ مجھے لگتا ہے وہ نہ ملی تو میں بھی کھو جاؤں گا۔۔ میرے جسم میں درد نہیں ہے، یہ سانس بھی لے رہا ہے، پر مجھے لگتا ہے میں خالی ہوگیا ہوں۔۔ میرے اندر ویرانی ہے، خاموشی ہے۔۔ جو مجھے اندر سے بےچین کررہی ہے۔۔ میں پاگل ہوجاؤں گا۔۔"۔۔ وہ اپنا سر تھام کر چلایا تھا۔۔

"جس جِسم کو روح اپنا آپ محسوس کروا دے اور پھر اُس کے اندر سے روح چلی جائے تو وہ مٹی کا بنا جسم خالی ویران ہی ہوجاتا ہے"۔۔ وہ مُسکرائے تھے

"وہ۔۔وہ مجھے مِل جائے گی ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُمید سے پوچھ رہا تھا۔۔ اُس کی نظریں اُن کی انگوٹھیاں اُتارتی اُنگلیوں پر تھیں۔۔

"یقین کامل عشق کی پہلی شرط ہے۔۔ اُس رب کی ذات پر یقین رکھے گا تو تیری روح واپس تیرے باطن میں سانس لے گی اِس بات پر یقین کر لے"۔۔ وہ اب کھڑے ہوئے تھے۔۔ وہ بھی اُن کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"اپنے عشق میں یقین لا، عشق سراپا یقین بن جا۔۔ سب کچھ ملے گا، سب دروازے کُھلیں گے، وہ خود کھولے گا۔۔ رب ملے گا تو سب ملے گا، روح ملے گی تو سب ملے گا، جب روح سے روح جُڑی ہوتی ہے، تو وہ ایک ہی روح بن جاتی ہے۔۔ تیری روح جہاں بھی ہے تکلیف میں ہے، پُکار اپنے اندر کے عشق حقیقِی کو۔۔ یقین کامل کے ساتھ پُکار وہ سب ٹھیک کردے گا۔۔ کوشش ترک مت کرنا۔۔ ہر آزمائش کا مُقابلہ کرنا، جتنی شِدت لائے گا اپنے اندر، تیرا عشق اُتنا ہی رنگ لائے گا۔۔ عشق سراپا یقین بن جا، فتح کے دروازے کُھلیں گے"۔۔ وہ اُن کو اپنے سامنے سے جاتا دیکھنے لگا تھا۔۔

عشق مکاں و مکیں، عشق زماں و زمیں،

عشق سراپا یقین، اور یقین فتح باب!!

وہ زیر لب دہراتے آگے بڑھتے گئے تھے۔۔

......

"کمینہ!! میرے دانت توڑ دیئے، ایک نہیں چار، وہ بھی سامنے کے"۔۔ وہ خون رُوکنے کے لیے کُلّی کرتے بولا تھا۔۔ پر خون رکنے میں نہیں آرہا تھا۔

"تو تُو بھی تو لکی کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔۔ لالچ کرے گا تو دانت تو ٹُوٹیں گے ناں"۔۔ صُغرا اُس کے آگے پیالی کرتے بولی جس میں برف تھی۔۔

"میرے باپ کی توبہ جو اِس سالی کو کہیں اور بیچنے کا سُوچا بھی"۔۔ وہ برف اُٹھاتے بولا تھا۔۔

"ابھی جو پیسے آئیں گے سب سے پہلے تو میں اپنے دانت لگواؤں گا"۔۔ وہ شیشے میں اپنا حشر دیکھ کر بولا صُغرا نے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔۔

"قسم سے پوپلا بُڈھا لگ رہا ہے"۔۔ کرم دین نے بیوی کو گھورا تھا۔۔ سُمیرا نے بمُشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔۔

"لے جا یہ منحوس شیشہ! دیکھنے لائق بھی نہیں چھوڑا کمینے نے"۔۔ وہ شیشہ دور پھینکتا بولا تھا۔۔

" کبھی زندگی میں وہ میرے سامنے آیا ناں، دیکھنا سب سے پہلے مُنہ توڑوں گا اُس کمینے کے میں"۔۔ وہ فرش پر خون آلود تھوک پھینکتا بولا۔۔

"میری ماں ابا تو ایسے جی دار لوگوں سے پنگا نہ ہی لے تو بہتر ہے، شُکر کر اُس نے تیرے باقی کے دانت چھوڑ دیئے ہیں"۔۔ سُمیرا کے کہنے پر کرم دین نے اُسے ایسی قہر بھری نظروں سے گھورا کہ وہ

ہنسی ضبط کرتی جلدی سے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔

وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتی اُس کے پاس پلنگ پر گری تھی، وہ نڈھال سی بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔

"باجی کسی جی دار نے ابّا کے سامنے کے چار دانت توڑ دیئے، قسم سے مزہ آگیا۔۔ ہیرو ہی ہو گا کوئی"۔۔ وہ اپنا پیٹ پکڑے دُہری ہوئی تھی۔۔ وہ ایسے ہی غائب دماغی سے اُس کو دیکھے گئی۔۔ اُس کی ہر حس مٹ گئی ہو جیسے۔۔

"باجی"۔۔ سُمیرا نے اُس کا بازو ہلایا تھا۔۔

"ہا۔۔ہاتھ مت لگانا مجھ۔۔مجھے"۔۔ وہ فوراً سے اُٹھ کر وحشت زدہ سی کونے میں ہوتی بولی تھی۔۔ اُس کی ویران آنکھوں میں پہچان کا کوئی رنگ نہیں تھا۔۔

"باجی۔۔ میں سُمیرا"۔۔ وہ اُس کے پاس ہوئی تھی۔۔

"اگر کوئی میرے پاس آیا تو مم۔۔میں جان دے دوں گی۔۔ میں صرف اِبراہیم کی ہوں"۔۔ وہ گھٹنوں میں منہ چھپائے اُسے دیکھتی خوفزدہ انداز میں بولی تھی۔۔

"ہائے میرے ماں باپ تیرا ککھ نہ ملے"۔۔ اُس نے نم آنکھوں سے اُسے دیکھتے اپنے ماں باپ کو بدعائیں دی تھیں۔۔

روح تو اِس وجود میں بھی نہیں تھی۔۔ ہاں روح دونوں کے جسموں سے نکل کر دیوانوں کی طرح دونوں کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔

........

"رحم کر لو، ہمارا نہیں تو دادو کا ہی خیال کر لو"۔۔ وہ رات کے دو بجے گھر میں داخل ہوا تھا جب ارمان کی آواز پر ٹھٹکا تھا۔۔ ارمان کب سے باہر صحن میں اُس کا انتظار کر رہا تھا۔۔ وہ جس موڈ کے

ساتھ گیا تھا وہ شہریار اور ارمان کو پریشان کر گیا تھا۔۔

اُس نے مُڑ کر دیکھا وہ اُس کے کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔۔

"یہ لو"۔۔ اُس نے ایک سلور رنگ کا ڈبہ اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔ آج اُس کا برتھ ڈے تھا اُس نے حیرت سے ارمان کو دیکھا تھا جیسے اُس کی دماغی حالت پر شُبہ ہو

"یہ کوئی موقع ہے کہ میں اپنی سالگرہ مناتا پھروں اور تم مجھے گفٹ دینے لگو"۔۔ وہ ناگواری سے بولا تھا۔۔

"جِس کے کہنے پر لایا تھا اُس نے کہا تھا تمہیں پہلے سے نہ بتاؤں، اور وہ تمہیں آج خود دینے والی تھی"۔۔ اُس کی بات پر وہ ایک لمحے کو ساکت ہوا تھا، پھر آہستہ سے قدم اُٹھاتا اُس تک آیا تھا اُس کے ہاتھ سے باکس لے کر وہ بیڈ پر جا بیٹھا تھا۔۔

ارمان نے ایک دُکھ بھری نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔ آنکھوں میں آئی نمی کو شہادت کی انگلی کی پُشت سے صاف کرتے اُس کے کمرے کا دروازہ آہستہ سے بند کر کے وہ پلٹا تھا۔۔

اُس نے احتیاط سے ریپر کھولا تھا۔۔ باکس کے اندر چیز پر نگاہ ڈالتے ہی وہ گُنگ ہوا تھا۔۔

"مجھے یہ زیادہ اچھی لگ رہی ہے"۔۔ اُس وقت اُس کے پوچھنے کے باوجود ارمان کے لیے بلیو ڈائل والی گھڑی لینے کی وجہ جیسے آج سمجھ آئی تھی۔۔

اُس باکس میں اُس کی اپنی پسند کردہ روز گولڈ ڈائل والی گھڑی اپنی بہار دکھا رہی تھی۔۔

وہ ایک دم بیڈ سے ٹیک لگاتے نیچے بیٹھا تھا۔۔

گھڑی کو گال سے لگاتے اُس کا معصوم چہرہ یاد کرتے وہ رو دیا تھا۔۔

..........

اُس نے تھکے تھکے انداز سے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔۔ شکستہ انداز سے چلتا ہوا بیڈ پر آ کر بیٹھا تھا۔۔

"واؤ مان یو آر دی بیسٹ برادر ان دی ورلڈ"۔۔ اُس کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔

"تمہیں پتا ہے نہ میں اپنی گُڑیا کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا"۔۔ ارمان نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔۔ جب کھٹکے پر اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔

وہ اُسے اِس وقت اپنے کمرے میں دیکھ کر ٹھٹکا تھا۔۔ وہ بلکل بھول چُکا تھا کہ وہ صبح کسی کو اپنے ذات سے جوڑ کر گھر لا چکا تھا۔۔

وہ شاید واش روم میں تھی۔۔

"جس کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں دیکھ سکتا ہوں میں، وہ اب تک نجانے کتنے آنسو بہا چکی ہو گی۔۔ اور اُس کا مان یہاں بیٹھا ہے"۔۔ وہ ہنوز بیڈ پر بیٹھے سر اُٹھائے اُس کو دیکھ کر نم لہجے میں خود پر قابو پاتے بولا تھا۔۔

وہ قدم قدم چلتی اُس کے برابر بیڈ پر آ کر بیٹھی تھی۔۔ آمنہ خود پر قابو نہ پا سکی تھی اُس نے بہتی آنکھوں سے اُس کے بازو پر ہاتھ رکھا تھا لیکن اگلے ہی لمحے ارمان کے حوصلے پست ہوئے تھے۔۔ وہ آمنہ کے گلے لگا بچّوں کی طرح رو دیا تھا۔۔

آمنہ نے اپنے شریکِ حیات کو محبت سے سمیٹا تھا۔۔

..........

صبح اُس کے حواس کسی نامانوس سے احساس سے بیدار ہوئے، اپنے بہت پاس سے آتی بھینی بھینی خوشبو۔۔ دور کہیں سے فجر کی آذانوں کی آواز آرہی تھی۔۔ اُس نے اپنے سر پر کچھ محسوس کیا تھا۔۔

ہاتھ بڑھا کر اپنے سر پر رکھا جو کہ کسی کے ہاتھ سے ٹکرایا۔۔ پھر مُندی مُندی آنکھیں دھیرے دھیرے کھُولتے وہ ٹھٹکا تھا۔۔ اُس کے آنکھوں کے سامنے آمنہ کا چہرہ تھا۔۔ جو اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ سُرخ آنکھیں اِس بات کی غماز تھی کہ وہ ساری رات بے آرام رہی تھی۔

وہ نجانے کب اُس کی گود میں سر رکھے سو گیا تھا۔۔

رات اُس کو سنبھالتے سنبھالتے آمنہ نے اُس کا سر اپنی گود میں رکھا تھا۔۔ پھر اُس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی تھی۔۔ اُس کی انگلیوں سے نکلتے سکون کو محسوس کرتا وہ وہیں سو گیا تھا۔۔

"آئی ایم سوری تم مجھے جگا دیتی"۔۔ ارمان فوراً سے اُٹھ بیٹھا تھا پھر اپنے بالوں میں انگلیاں چلاتے بولا۔۔

"آپ اتنی سکون کی نیند سو گئے تھے۔۔ میرا دل نہیں چاہا تھا"۔۔ آمنہ نے نیچی نظروں سے ٹانگیں سیدھی کرتے کہا۔۔ وہ اُس کی تھکن محسوس کرتا مزید شرمندہ ہوا تھا۔۔

"تم ساری رات بے آرام رہی میری وجہ سے، تم ابھی سو جاؤ پلیز"۔۔ وہ اُس کے شرمیلے رُوپ کو آنکھوں میں سموتا بولا تھا۔۔

"ہمیں نائیٹ کرنے کی عادت ہوتی ہے، اور ویسے بھی اب تو اذان ہورہی ہے"۔۔ مُسکرا کر کہہ کر اُس نے اُس کی طرف دیکھا تھا پر اُس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اُس کی نظریں جُھکی تھیں وہ فوراً سے بیڈ سے اُتری تھی۔۔

دونوں نے ساتھ نماز پڑھی تھی۔۔

"پلیز تم سو جاؤ کچھ دیر، کام ہوتے رہیں گے"۔۔ وہ اُسے شانوں سے تھامے بیڈ پر لٹاتا بولا۔۔ وہ ایک ہی رات میں آپ سے تم پر آیا تھا۔۔

آمنہ مُسکرائی تھی۔۔ وہ اُس کے برابر بیٹھ گیا تھا۔۔

"تھینک یو آمنہ"۔۔ پھر جُھک کر اُس کی پیشانی چُومتے وہ کمرا چھوڑ گیا تھا۔۔

ایک لمحے کو وہ اُس کی پوری ہسی ہلا گیا تھا۔۔ اپنی پیشانی کو ہاتھ سے چھو کر اُس کے لمس کو محسوس کرتی وہ آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔

...........

"آج لکی آرہا ہے ہمارے گھر اِس کو دیکھنے، اِس کو اچھے سے تیار کر دینا۔۔ لاکھوں کی آسامی ہے"۔۔ کرم دین کی آواز پر وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔

"یا اللہ اُس بندے کے دیکھنے سے پہلے مجھے مُوت دے دینا"۔۔ آنسو لڑیوں کی صورت اُس کے گالوں کو چُومتے اُس کے گریبان میں جذب ہونے لگے تھے۔۔

"اور ہاں سُمیرا کو کمرے میں بند کر دینا۔۔ خبردار جو وہ لکی کے سامنے آئی ہو"۔۔ دوسروں کی بیٹی کو بیچنے والا اپنی بیٹی کا مُحافظ بننے چلا تھا۔۔

"باجی"۔۔ سُمیرا نے اُسے بُلایا تھا۔۔

"تم میرا ایک کام کرو گی۔۔؟؟"۔۔ وہ سُمیرا کے ہاتھ تھام کر لجاجت سے بولی۔۔ سُمیرا چُپ چاپ اُس کے بکھرے بکھرے روپ کو دیکھے گئی۔۔

"اپنے ہاتھوں سے مجھے مار دو۔۔ مجھے کھانے میں زہر دے دو۔۔ پر مجھے لکی کو مت دو۔۔ اللہ کا واسطہ ہے۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے میرے اِبراہیم کو بُلا دو۔۔ ماں کو بُلا دو۔۔"۔۔ وہ اب گُھٹ گُھٹ کر رو دی تھی۔۔

"باجی سُمیرا اپنی جان پر کھیل کر بھی تمہیں بچانے کی کوشش کرے گی، یہ میرا وعدہ ہے، چاہے اِس

کے لیے اپنے اماں ابا کی جان کیوں نہ لینی پڑے"۔۔ وہ اُس کے درد سے تڑپتے وجود کو دیکھتے بولی پر وہ سُن ہی کہاں رہی تھی۔۔

"مجھے میرے اِبراہیم کے پاس جانے دو، اللہ کا واسطہ ہے"۔۔ وہ اب نڈھال سے تکیے پر سر رکھ چکی تھی۔۔

.........

"مما۔۔"۔۔ نبیہا ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھی سامنے دیوار کو تک رہی تھی۔۔

"ہمم"۔۔ جواب بھی بے توجہی سے آیا تھا۔۔

"مما رات ہوگئی ہے۔۔ آنی کو اندھیرے سے ڈر لگتا ہے مما۔۔ وہ کہاں ہوں گی مما۔۔؟؟"۔۔ سات سال کی بچّی کی بات سُن کر وہ بےاختیار سِسکی تھی۔۔ کھانا لگاتی آمنہ نے پیچھے سے اُس کو شانوں سے تھاما تھا۔۔

"جب لائیٹ جاتی ہے تو آنی کیسے شور مچاتی تھیں، مما باہر تو فُل ڈارکنس (پورا اندھیرا) ہوتی ہے"۔۔ احمد نے بھی اُسے دیکھا تھا۔۔ فرح نے اپنے مُنہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"اتنی ہی تھی۔۔ بلکل اتنی"۔۔ اُس نے نبیہا کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

"میں نے اپنے ہاتھوں سے اُسے نہلایا ہے، کھانا کھلایا ہے، اُس کے ساتھ بچّوں کے کارٹون دیکھے ہیں۔۔ اُس کے ساتھ روئی ہوں ہنسی ہوں"۔۔ آمنہ نے پانی کا گلاس اُس کے لبوں سے لگانا چاہا تھا۔۔

"ہمت رکھیں بجو۔۔ بچّے پریشان ہورہے ہیں"۔۔ وہ اُس کے برابر والی کُرسی پر بیٹھی تھی۔۔

"میری بچّی ہی تو ہے وہ۔۔ کیسے نہ روؤں میری بچّی کھو گئی ہے آمنہ۔۔ کیسے نہ روؤں"۔۔ آمنہ نے اُس کے روتے تڑپتے وجود کو خود سے لگاتے اپنے آنسو ضبط کیے تھے۔۔

........

وہ آج تین دن بعد آفیس آیا تھا۔۔

دانش کو اُس نے اپنے آفیس میں جاب دے دی تھی۔۔

"سر آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی"۔ اُس نے اُس کی غائب دماغی نوٹ کرتے کہا۔۔

"جب نیلم غائب ہوئی تھی تمہیں کیا محسوس ہوا تھا۔۔؟؟"۔۔ وہ غیر مرئی نقطے کو گھور کر پوچھ رہا تھا۔۔ دانش کو چہرہ پل میں سُرخ ہوا تھا، اُس نے بےساختہ اپنے دونوں ہاتھوں کی مُٹھیاں بھینچی تھیں۔۔

"وہ سامنے آجائے میں اُس کے زندہ وجود کو کتوں کے آگے ڈال دوں اور جب تک وہ اُس کی جسم کی ایک ایک بوٹی نوچ کھسوٹ نہ لیں میں وہیں کھڑا دیکھتا رہوں"۔۔ لہو رنگ آنکھیں، سامنے بیٹھا دانش اعظم ایک لمحے میں جیسے برسوں کا بوجھ اُٹھا گیا ہو۔۔ اُس نے اپنی آنکھیں دانش کی لہو رنگ آنکھوں میں گاڑھی تھیں۔۔

"بس میرے یار اپنا بھی وہی حال ہے، یہاں۔۔"۔۔ اُس نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"یہاں درد دے گئی ہے وہ"۔۔ سامنے بیٹھے شخص کا دُکھ دانش کو اپنے دل پر محسوس ہوا تھا

"سر میری جان بھی حاضر ہے اُن کو واپس لانے لے لیے"۔۔ اُس کے کہنے پر اِبراہیم نے دکھ سے مُسکراتے ہوئے اُس کا کندھا تھپتھپایا تھا۔۔

جب اُس کے موبائل پر میسج آیا تھا۔۔

"بھائی میں ایمن، آپ فوراً سے گھر آجائیں، کسی کو میرے میسج کا نہیں بتایئے گا، مجھے آپ سے بات کرنی ہے"۔۔ فرح کے نمبر سے میسج تھا وہ گھر جانے کے لیے نکلا تھا۔۔

.........

"ایمن پانی لاؤ"۔۔ وہ ایمن سے بولتا اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔ کچھ سیکنڈ میں ہی وہ پانی لیے کمرے میں داخل ہوئی۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اُس نے پہلے پیچھے دیکھا تھا پھر تیزی سے دروازہ بند کیا تھا۔۔ اِبراہیم نے بغور اُس کے ڈرے سہمے چہرے کو دیکھا تھا۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھا تھا

ایمن نے گلاس اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔ ایک ہاتھ سے گلاس لے کر اُس نے دوسرے ہاتھ سے ایمن کا ہاتھ تھام کر اُسے اپنے سامنے بٹھایا تھا۔۔

"ریلیکس! کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا، بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھے نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"بھائی ابھی کچھ دیر پہلے میں چھت پر گئی تھی وہاں۔۔"۔۔ وہ دھیرے دھیرے بتاتی چلی گئی آنسو لڑیوں کی صورت بہتے چلے گئے تھے۔۔

.........

"رہنے دیں، ایک لڑکی نہیں سنبھالی گئی آپ سے بھائی"۔۔ وہ چھت پر کھڑی غصّے سے بول رہی تھی۔۔

"اب اگر وہ کمینی واپس آگئی تو"۔۔ کچھ لمحے دوسری طرف کی بات سُنی گئی۔۔

"تھرڈ کلاس گُنڈے ہائر کیے تھے آپ نے بھی۔۔ جِن سے حیا نُور جیسی ڈرپوک لڑکی نہ سنبھالی گئی۔۔" اب کے وہ مُسکرائی تھی۔۔

"ویسے تین دن سے پورے جہان کی خاک چھان رہی ہے، اب تک تو کسی کے ہتھے چڑھ ہی گئی ہوگی"۔۔ وہ خباثت سے ہنسی تھی۔۔

"اب اگر وہ واپس آئی بھی نہ بھائی تو کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں ہوگی۔۔ جو آپ چاہتے تھے وہی ہوگا۔۔ آپ کی خواہش کے مُطابق وہ اُس کے منہ پر تھوکے گا بھی اور اُس کو طلاق بھی دے گا"۔۔ کچھ دیر پہلے والا غصّہ اب زائل ہوچُکا تھا۔۔ اُس نے فون رکھا تھا

"ہائے حیا نُور کیسی قسمت لکھوا کر آئی ہو"۔۔ وہ آسمان کی طرف دیکھتی بلکل سنجیدگی سی بولی تھی۔۔

"عروج آفاق کو بہت افسوس۔۔۔"۔۔ وہ رُکی تھی۔۔

"بلکل بھی نہیں ہورہا"۔۔ اُس نے زوردار قہقہہ لگایا تھا۔۔

آخری سیڑھی پر کھڑی ایمن نے اپنی تیرہ سالہ زندگی میں کبھی ایسی سفاق باتیں نہیں سُنی ہوں گی۔۔ اپنے ہونٹوں پر سختی سے ہاتھ جمائے وہ مُنہ سے نکلنے والی چیخوں کا گلا گھوٹتی تیزی سے نیچے بھاگی تھی۔

.........

"بھائی آپ۔۔ آپا۔۔ رمی۔۔ رمیز بھائی کے پاس ہیں"۔۔ وہ بے تحاشہ روتے ہوئے اُس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام گئی تھی۔۔ سختی سے دانتوں پر دانت جمائے اُس نے سامنے بیٹھی ایمن کی وجہ سے خود پر ضبط کیا تھا۔۔

"آپ لے آئیں اُن کو بھائی۔۔ لے آئیں آپا کو۔۔ وہ آپ کا انتظار کر رہی ہوں گی"۔۔ وہ اب اُس کا ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

"بس، اب رونے کی باری اُن کی ہے"۔۔ وہ اُسے خود سے لگاتا بولا تھا۔۔

"بھائی۔۔۔ آپ لے آئیں گے ناں آپا کو۔۔؟؟"۔۔ وہ سر اُٹھائے آس سے پوچھ رہی تھی۔۔ اُس کی آنکھوں میں اُمید اِبراہیم کو ایک نئی طاقت بخش گئی تھی۔۔

"ان شاءاللہ، تم دعا کرنا ایمن اللہ مجھے کامیاب کرے۔۔ وہ جہاں بھی ہو ٹھیک ہو۔۔ آمین"۔۔ وہ اُس کا سر تھپتھپا کر اُٹھا تھا۔۔ اُس نے زیرِلب آمین کہہ کر اثبات میں سر ہلایا تھا

"ایمن یہ بات ہم دونوں کے بیچ میں رہے گی، تم کسی کو بھی کچھ نہیں بتاؤ گی، ارمان کو بھی نہیں"۔۔ وہ اب اُنگلی اُٹھائے سختی سے کہہ رہا تھا۔۔

"نہیں بھائی کسی کو نہیں بتاؤں گی، پرامس"۔۔ وہ اپنی آنکھیں صاف کرتی بولی تھی۔۔

"آپ بس آپا کو لے کر آیئے گا اب۔۔ میں انتظار کر رہی ہوں"۔۔ اُس کے لہجے میں مان محسوس کر کے وہ اثبات میں سر ہلاتا 'ان شاء اللہ دعا کرنا' کہتا تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔

"میری دعا ہے آپا بھائی آپ کو لے کر ہی آئیں، ان شاءاللہ"۔۔ وہ مُسکرائی تھی۔۔ ایک یقین سُکون سا بن کر اُس کے اندر سرائیت کر گیا تھا۔۔

..........

"چھوڑو مجھے کہاں لے کر آئے ہو۔۔ جانتے نہیں ہو میں کون ہوں۔۔ چھوڑو، آنکھیں کھولو میری"۔۔ وہ خود کو چُھڑاتے بولا تھا۔۔

"رمیز آفاق صاحب کو تمیز سے سامنے کُرسی پر بٹھا دو"۔۔ جانی پہچانی آواز پر وہ چُونکا تھا۔۔

"پٹی کھولو میری"۔۔ اُس کے اشارے پر پٹی کھول دی گئی تھی۔۔ اُس نے اپنے سر کو جھٹکا دے کر آنکھیں زور سے میچ کر کھولی تھیں۔۔ پر سامنے بیٹھے شخص پر نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔۔

"کیوں لائے ہو مجھے یہاں اِبراہیم ہاشمی"۔۔ اُس نے بگڑے تیوروں سے پوچھا۔۔

"یہ تو تمہیں بھی پتا ہے کہ تم یہاں کیوں لائے گئے ہو۔۔ اب تم خود ہی بتادو سب کچھ تمیز سے"۔۔ وہ خود پر برداشت کرتے بظاہر تحمل سے بولا تھا۔۔

"دیکھو تمہارے پاس بہت فالتو وقت ہے، میرے پاس نہیں"۔۔ وہ بول کر کھڑا ہوا تھا جب وہ آدمی جو اُسے لے آئے تھے آگے بڑھے۔۔ اِبراہیم نے ہاتھ کے اشارے سے اُنہیں روکا اور خود آگے بڑھا تھا۔۔

"میں بلکل نہیں چاہوں گا تمہارے اس خوبصورت چہرے کو بگاڑوں۔۔ سچ سچ بتاؤ کہاں ہے وہ"۔۔ وہ آرام سے بولتا اُس کی طرف قدم بڑھاتا گیا۔۔

"مجھے کیا پتا، بھاگ گئی ہوگی سال۔۔۔"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ اپنا جُملہ پورا کرتا اُس کے ہاتھ کے مکّے نے رمیز کے ناک کی نکسیر پھوڑی تھی۔۔

"خبردار۔۔ جان لے لوں گا میں تمہاری"۔۔ وہ اُس کا گریبان تھام کر چِلایا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں میں جیسے خون اُتر آیا ہو۔۔

"دیکھو رمیز، تم آرام سے بتا دو"۔۔ شہریار کی آواز پر وہ بُری طرح چونکا تھا۔۔ اِبراہیم نے اُس کا گریبان ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا وہ دیوار سے لگا تھا۔۔ رمیز نے بےاختیار اپنی ناک کو چُھوا تھا۔۔

"اِس کو تو چھوڑ، پر تُو تو میرا دوست تھا"۔۔ وہ اپنی ناک پر سے بہتا خون دیکھ کر شہریار سے بولا۔۔

"مجھے افسوس بھی یہی ہے رمیز کہ، میرے دوست نے اپنے ہی گھر میں ڈاکہ ڈالا"۔۔ شہریار افسوس سے بولا

"اِس سے پوچھو کہاں سے نکلی تھی وہ اِس کے آدمیوں کے ہاتھوں"۔۔ اِبراہیم سے جیسے صبر نہیں ہو رہا تھا۔۔ ایمن کی باتوں سے اتنا تو اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ اُس کے بندوں کے پاس سے بھاگ نکلی ہے۔۔

"میں ایک بار بتا چُکا ہوں، میرا کیا تعلق اُس کے غا۔۔۔"۔۔ اِبراہیم سرعت سے ٹیبل پر رکھا شہریار

کا پستول اُٹھا کر اُس کی کنپٹی پر رکھتا اُسے دیوار سے لگایا تھا۔۔

"خون کردوں گا میں تمہارا شرافت سے بتا دے"۔۔

"اِبراہیم۔۔"۔۔ شہریار آگے بڑھا تھا۔۔

"اسٹے ڈیئر شیری! ادر وائیز آئی وِل کِل دس باسٹرڈ"

(وہیں رہو شیری! ورنہ میں اِس گھٹیا انسان کو قتل کردوں گا)

وہ اُس کی کنپٹی پر پستول کا دباؤ بڑھا کر چیخا تھا۔۔ اُس کے لہجے اور آنکھوں کے خون آشام تاثرات وہاں موجود ہر بندے کو باور کرواگئے تھے کہ جو وہ کہہ رہا ہے وہ کر گُزرے گا۔۔ رمیز نے ایک نظر اُس کی لہو رنگ آنکھوں کو دیکھتے تھوک نگلا تھا۔۔

"کم آن اسپیک اپ باسٹرد۔۔"

(جلدی سے بولو)

اُس کے گریبان سے ہاتھ ہٹا کر اُس نے اُس کے مُنہ پر ایک اور مُکا مارا تھا۔۔

"ہائے وے پر"۔۔ اُس کے اعتراف پر اِبراہیم خود پر قابو نہ رکھ پایا تھا۔۔ اُس کے چہرے اور پیٹ پر بے دریغ مکے لاتے برسانے لگا تھا۔۔ وہ تو شاید اُس کو قتل ہی کردیتا بڑی مُشکلوں سے شہریار اور اُس کے دو آدمیوں نے اُسے قابو کیا تھا۔۔

...........

"اِس کو تیار نہیں کیا۔۔؟؟"۔۔ کرم دین نے اُس پر ایک نگاہ ڈالی۔۔ وہ ڈری سہمی سی گھٹنوں میں اپنا آپ چُھپائے بیٹھی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے جانے دو اِبراہیم کے پاس"۔۔ اب تو اُسے جیسے اپنا آپ بھی یاد نہیں رہا تھا اِس بات کے


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

علاوہ۔۔

"بکواس بند کر! اِبراہیم اِبراہیم بھول جا اپنے یار کو"۔۔ وہ دھاڑا تھا۔۔ وہ اُس کے چیخنے پر گھٹنوں میں منہ چھپا کر پھر سے رو دی تھی۔۔

"خیر ایسے بھی گدڑی میں لعل ہے۔۔ سُمیرا کو بند کر دیا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس پر خباثت بھری نظر ڈالتا اِدھر اُدھر دیکھ کر بولا۔۔

"ہاں اُس کے ہاتھ پیر مُنہ سب بند کر کے کمرے میں چھپا دیا ہے۔۔ بڑی اکڑ دکھا رہی تھی تمہاری بیٹی بھی"۔۔ صغرا نے منہ بنا کر کہا۔۔ جبھی اُس کا فون بجا تھا۔۔

"آگیا ہے لکی۔۔ میں لے آتا ہوں اُسے"۔۔ وہ نکلا تھا۔۔

"یااللہ! کچھ ایسا کر وہ مجھے نہ دیکھے، وہ یہاں نہ آئے۔۔ مجھے بچا اے اللہ"۔۔۔ وہ تڑپی تھی۔۔

..........

رمیز نے حیا کو اغوا اِبراہیم اور ارمان سے اپنی ذلت کا بدلہ لینے کے لیئے کروایا تھا۔۔ اُس کام کے لیے اُس نے نیا نمبر لیا تھا۔۔ دو دن اُسے اپنے اُن آدمیوں کے پاس رکھ کر وہ اُسے چھوڑنے والا تھا۔۔ غیرت کا مسئلہ بنا کر اِبراہیم اُسے قبول نہ کرتا اور طلاق دے دیتا۔۔ پھر ترس کھا کر رمیز عصمت جہاں پر احسان کرتے اُس سے شادی کر لیتا۔۔

پر وہ اُس کے اناڑی کرائے کے غُنڈوں کے ہاتھوں وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

رمیز کے فون کرنے پر اُن آدمیوں کو دوسرا کام زیادہ پیسوں کے دھوکے پر بلوالیا تھا۔۔ رمیز کو شہریار اپنی تحویل میں لے چکا تھا۔۔ اُس کے بارے میں گھر پر ابھی کسی کو بتانا نہیں تھا۔۔ اُس سے نائلہ کو فون کروادیا تھا کہ وہ آفیس کے کام سے اسلام آباد جارہا ہے کچھ دِنوں کے لیے۔۔

اُن دونوں کے بتانے پر وہ لوگ ہائے وے پر اُس ہوٹل پر آئے تھے۔۔ پوچھ گچھ پر اُس چائے والے نے اُن کو حیا کے ٹرک میں چھُپنے کا بتایا تھا اور اُس کے مُطابق وہ ٹرک پشاور میں رہنے والے گُل خان نامی بندے کا تھا۔۔ جو ہر ہفتے پشاور سے کراچی اپنا مال فروخت کرنے آتا تھا۔۔ اُس ٹرک والے کا پتا مل گیا تھا اُن لوگوں کو۔۔

"میں خود جاؤں گا۔۔ تم یہاں سنبھالو سب، مجھے بس اپنے دو آدمی سول میں دے دو۔۔ دانش میرے ساتھ ہوگا"۔۔ اِبراہیم نے شہریار سے کہا تھا۔۔ وہ اب اِس معاملے میں مزید تاخیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ طے یہ پایا تھا وہ لوگ بائے روڈ اُسی راستے سے پوچھتے پوچھتے پشاور جائیں گے جہاں سے اُس کا ٹرک گزرتا تھا۔۔

یہ جانے بغیر کہ وہ دُشمنِ جاں اِس وقت اُس کے بہت قریب اِسی علاقے میں اُس کو پُکار رہی ہے۔۔

..........

تھوڑی دیر بعد کرم دین آیا تھا۔۔ ایک اور آدمی کی کرخت آواز۔۔۔

"خبردار جو مجھے کسی نے ہاتھ لگایا تو۔۔ میں جان لے لوں گی اُس کی"۔۔ وہ پُوری قوت سے چِلائی تھی۔۔

"ایسی روتی چِلاتی لڑکیاں مجھے سُکون سا دے جاتی ہیں، اگر واقعی تیرے کہنے پر میرا ایمان خراب کرنے والی چیز ہوئی تو تُو چھ لاکھ لے لینا"۔۔ خباثت بھری آواز حیا کا کلیجہ مُنہ کو آیا ہو۔۔

تبھی فضا میں موبائل چنگھاڑا تھا۔۔

"کیا کہہ رہی ہو کیسے گِرا۔۔ کک۔۔ کس ہسپتال میں۔۔؟؟ میں آرہا ہوں"۔۔ وہ پلٹا تھا۔۔۔

"کیا ہوا صاحب۔۔؟؟"۔۔۔ صُغرا کی پریشان آواز

"میرا بیٹا گِر گیا ہے۔۔ مجھے جانا ہے فوراً"۔۔ اُس کے آنسوؤں نے سجدہء شُکر کیا ہو جیسے اِس سے۔۔

.........

کچھ دیر میں اُن کو نکلنا تھا پر اُس سے پہلے وہ اپنا کچھ سامان لینے گھر آیا تھا۔۔ گھر میں رحمت جہاں، صبا، اسد وغیرہ آئے تھے۔۔ سب سے رسمی سا ملتا وہ اُوپر آیا تھا، جب سامنے سے آتی آمنہ کو دیکھ کر وہ رُکا تھا

"السلام و علیکم بھائی"۔۔

"وعلیکم السلام، آمنہ میں کچھ دِنوں کے لیے لاہور جارہا ہوں آپ ارمان کو بتا دیجیئے گا"۔۔ وہ کہہ کر رُکا نہیں۔۔ آمنہ ایک دو لمحے اُس کے بند دروازے کو دیکھتی اُس کے حد سے سنجیدہ رویّے پر غور کرتی نیچے کی طرف بڑھی تھی۔۔

آج کتنے دِنوں بعد اُس نے شیو کی تھی۔۔ وہ ابھی نہا کر نکلا تھا۔۔ تولیہ بیڈ پر پھینک کر اُس نے بالوں میں بُرش کیا تھا۔۔ پھر الماری سے اپنی دو شرٹیں ایک جینز نکال کر وہ وارڈروب بند کرنے کو تھا جب نظر سلور باکس پر پڑی اُس نے اُس میں روز گولڈ ڈائل گھڑی نکال کر اپنے ہاتھ میں باندھی تھی۔۔

"تمہیں لے کر ہی لوٹوں گا۔۔ یہ میرا خود سے وعدہ ہے"۔۔ وہ گھڑی اپنی کلائی میں باندھتا خود سے بول کر کپڑے بیگ میں رکھنے لگا جب اُس کا فون بجنے لگا۔۔

"ہاں دانش میں تمہیں ابھی پِک کرنے آرہا ہوں"۔۔ مُختصراً کہہ کر اُس نے فون جیب میں رکھا تھا۔۔

وہ نیچے اُترا تھا ہال میں اِس وقت نبیہا اور احمد اپنے اسکول کا کام کر رہے تھے۔۔ نبیہا نے اُسے دیکھ کر پینسل روکی تھی

"چاچو آپ آنی کو لینے جارہے ہیں۔۔؟"۔۔ وہ رُکا تھا، اثبات میں سر ہلاتے وہ سامنے کمروں میں سے

ایک کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

"آج نہیں آسکتی میں، سمجھا کرو ناں ڈارلنگ۔۔ یہ تمہارے روز روز کے ملنے کی چاہت مجھے مروائے گی۔۔ ویسے بھی ماں نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور اب وہ پکا مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے، اُن کی اپنی بہن تو بھاگ گئی۔۔"۔۔ بولتے بولتے وہ پلٹی تھی پر دروازے پر کھڑے وجود کی آنکھوں سے نکلنے والی چنگاریوں سے ایک لمحے کو اُس کا دم نکلا تھا۔۔ اُس نے بے اختیار کال کاٹی تھی۔۔

"ارمان نے تو تمہیں چھوڑ دیا تھا، پر میرا دل چاہ رہا ہے تمہیں زمین میں گاڑھ دوں"۔۔ وہ دانت پر دانت جمائے آگے بڑھا تھا۔۔ عروج کی ٹانگیں کانپی تھیں۔۔

"آپ کو تمیز نہیں ہے کسی لڑکی کے روم میں بغیر ناک کر کے۔۔"۔۔ اُس نے خود کو سنبھالا تھا پر وہ اُس کی بات کاٹ گیا تھا۔۔

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔۔ ادر وائیز آئی وِل کِل یو"

(بکواس بند۔۔ ورنہ میں تمہارا قتل کردوں گا)

وہ اُنگلی اُٹھا کر اتنی سختی سے بولا کہ اُس کی گردن کی رگیں پھول گئی تھیں۔۔

"لگتا ہے بیوی کے بھاگنے کا صدمہ آپ کے دماغ۔۔"۔۔

"چٹاخ"۔۔ اِبراہیم کا اُلٹے ہاتھ کا بھاری تھپڑ اُس کا مُنہ بند کروانے کے لیے کافی تھی۔۔ وہ بیڈ پر گِری تھی۔۔ عروج نے بے اختیار اپنے ہونٹوں کا چُھوا تھا۔۔ اِبراہیم کی گھڑی کا ہُک اُس کے ہونٹ کو زخمی کر گیا تھا۔۔ اپنے ہاتھ پر خون کے قطرے دیکھ کر وہ ایک دم اُٹھی تھی۔۔

"آپ۔۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اُٹھانے کی"۔۔ وہ چِلائی تھی۔۔

"شُکر کرو عروج میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں۔۔ اور دعا کرو اُسے کچھ نہ ہو"۔۔ وہ نفرت سے اُس

کے چہرے کو دیکھ کر بولا۔۔

"میں سب کو بتاؤں گی۔۔ آپ نے مجھے مارا ہے۔۔ مما مما نانو نانو"۔۔ وہ روتے ہوئے چِلا چِلا کر سب کو اکٹھا کرنے لگی تھی۔۔ اُس کے واویلہ کرنے پر عصمت جہاں سمیت سب ہی ہال میں آئے تھے۔۔ اُس کی حالت دیکھ کر سب ہی بھونچکا رہ گئے تھے۔۔

"میری بچّی"۔۔ نائلہ نے اُس کو تھاما تھا

"اِنہوں نے مجھے تھپڑ مارا ہے"۔۔ وہ سب کے سامنے اُس کی طرف اشارہ کر کے چیخی تھی۔۔ سب کی نظریں اُس کی طرف اُٹھیں تھیں جِس کے چہرے پر ذرا بھی شرمندگی نہیں تھی۔۔ وہ ابھی بھی بےخوفی اور نفرت سے اُسے گھور رہا تھا

"یہ میرے کمرے میں بغیر پوچھے چلے آئے، میں نے تو اِن سے بس حیا کے بارے میں۔۔"۔۔ اِس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی وہ اُس پر چڑھ آیا تھا۔۔

"نام مت لو اُس کا ورنہ دوسرا تھپڑ اِن سب کے سامنے ماروں گا"۔۔ ارمان جو ابھی ابھی آیا تھا اُس کا بازو تھام گیا تھا۔۔ عصمت جہاں کا ہاتھ اپنے سینے پر گیا تھا۔۔

"اِبراہیم نہ بیٹا"۔۔ وہ کمزور سی آواز میں بولی تھیں۔۔

"اماں دیکھ رہی ہیں آپ۔۔ کیا حشر کردیا میری پھول سی بچّی کا"۔۔ نائلہ نے زور سے بولتے عروج کا ہونٹ صاف کیا تھا۔۔

"نائلہ تم ابھی اِسی وقت عروج کو لے کر اپنے گھر چلی جاؤ"۔۔ اُن کے کہنے پر سب نے ہی حیرت سے اُنہیں دیکھا تھا۔۔ وہ ارمان کی گرفت سے اپنا بازو چھڑاتا ایک قہر آلود نظر اُس پر ڈالتا ہال سے باہر نکلا تھا۔۔ ارمان اُس کے پیچھے جاتا پر عصمت جہاں کی حالت دیکھ کر اُن کی طرف بڑھا تھا۔۔

"امّاں آپ اب بھی۔۔"۔۔ نائلہ سے بولا نہیں گیا تھا۔۔

"میں اپنے بچّوں کو جانتی ہوں اور مجھے عروج کے بھی مزاج کا پتا ہے۔۔ تم جاؤ بس"۔۔ وہ ہانپتی ہوئی تخت پر بیٹھی تھیں۔۔ ارمان نے اُنہیں سنبھالا تھا۔۔

آمنہ نے اُنہیں دوا دے کر سُلا دیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے میں گیا تھا جب وہ چائے لیے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

"کیا بات ہوئی تھی۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔

"وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آئے تھے۔۔ موڈ بہت سیریس تھا، مجھے کہا آپ سے کہہ دوں وہ لاہور جارہے ہیں۔۔ پھر عروج نے جو کیا آپ کے سامنے ہے"۔۔ وہ اُس کے برابر بیٹھی بتاتی چلی گئی۔۔

"لاہور۔۔؟؟ وہ لاہور جارہا ہے"۔۔ اُس نے خود کلامی کی تھی۔۔ اُس کا عروج پر ہاتھ اُٹھانے پر اُسے کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔۔ ضرور عروج نے ہی حیا کے بارے میں کچھ بکواس کی ہوگی پر وہ اُس سے مِلے بغیر لاہور چلا گیا وہ بھی اِن حالات میں وہ اُلجھا تھا۔۔ آمنہ نے اپنی کتابیں کھول کر ایک نظر اُس کے پریشان چہرے پر نظر ڈالی تھی۔۔

.........

وہ رات تقریباً بارہ بجے نکلے تھے۔۔ جانے سے پہلے وہ شہریار سے مِلا تھا۔۔

"یار ارمان کو سنبھال لینا۔۔ وہ ضرور تم سے پوچھے گا"۔۔ ارمان کے بارے میں وہ پریشان تھا پر وہ اُسے ابھی کچھ بھی نہیں بتانا چاہتا تھا۔۔

"تم فِکر نہیں کرو۔۔ بس اپنا خیال رکھنا، جہاں میری ضرورت ہو مجھے کال کر دینا"۔۔ شہریار نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"عروج پر نظر رکھنا، وہ بیوقوف لڑکی کسی کے چکر میں ہے، ارمان نے اُس کو باز رکھنے کی کوشش کی ہے پھر بھی باز نہیں آئی"۔۔ وہ ابھی بھی عروج کا خیال کر گیا تھا۔۔

"تم فِکر نہیں کرو۔۔ نکلو جاؤ۔۔ فی امان اللہ۔۔ اللہ تمہیں کامیاب کرے آمین"۔۔ وہ زیرِلب آمین کہتا وہاں سے نکلا تھا۔۔

شہریار کے پولیس کے دو بندے خادم حُسین، طارق اور دانش اُس کے ساتھ تھے۔۔

..........

کل صبح لکی اُسے خود لینے آرہا تھا۔۔ وہ کب سے گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی۔۔ سُمیرا اُسے کب سے کہہ چکی تھی سو جائے پر وہ ویسے ہی بیٹھی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔۔ اُس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی۔۔

رات کے سوا دو بج رہے تھے۔۔ جب سُمیرا اِدھر اُدھر دیکھ کر دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔

"باجی جی۔۔"۔۔ اُس نے سرگوشی سے پُکارا۔۔

"نن۔۔نہیں۔۔ مجھ۔۔مجھے نہیں جانا لکی کے ساتھ۔۔ نن۔۔نہیں"۔۔ وہ دور ہٹی تھی۔۔

"شش باجی چُپ"۔۔ اُس نے اپنے مُنہ پر اُنگلی رکھی۔۔ پھر کمرے کا دروازہ بند کیا تھا۔۔

"باجی تمہیں اپنے اِبراہیم کے پاس جانا ہے ناں"۔۔ وہ سرگوشی میں اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔ حیا کی آنکھیں چمکی تھیں

"اِب۔۔اِب۔۔"۔۔ حلق میں پھنسنے والے آنسوؤں سے اُس سے بولا نہیں گیا تھا۔۔ پر بہتے آنسوؤں سے اُس نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا تھا

"باجی میرے پاس چابی ہے۔۔۔ اُٹھو! تم جاؤ باجی یہاں سے۔۔ سامنے بس کا اڈہ ہے۔۔ وہاں سے تمہیں بس مل جائے گی۔۔ آجاؤ"۔۔ وہ اُسے اُٹھاتے بولی۔۔ حیا کی سمجھ بوجھ جیسے ختم ہوگئی ہو جیسے وہ کھڑے ہو کر اُس کو دیکھے گئی۔۔

"باجی چلو جلدی۔۔ کوئی بھی اُٹھ گیا ناں۔۔ تمہیں تو چھوڑو مجھے بھی قتل کر دیں گے"۔۔ وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اُس کا ہاتھ تھام کر باہر لائی تھی۔۔

گھر کا دروازہ احتیاط سے کھول کر وہ اُس کے گلے لگی تھی۔۔ باہر ہو کا عالم تھا۔۔ سرد ہوا کا جھونکا اُسے کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

"تمہارا رب راکھا باجی۔۔ جاؤ"۔۔ وہ اُسے باہر دھکیل کر بولی۔۔ باہر پھیلا اندھیرا ایک لمحے کو اُس کا دل دہلا گیا تھا۔۔

"کون ہے وہاں۔۔؟"۔۔ آواز پر دونوں ہی ٹھٹکے تھے۔۔

........

"آپ سوئے نہیں۔۔؟؟"۔۔ آمنہ کا کل آخری پیپر تھا۔۔ اُس کے پڑھنے کا خیال کر کے وہ اِبراہیم کے کمرے میں سونے گیا تھا۔۔ اُسے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر اُس نے حیرت سے ایک نظر گھڑی کو دیکھ کر ارمان کو دیکھا تھا۔۔ دو بجیں ہو رہے تھے

"بس ایسے ہی"۔۔ وہ عجیب انداز سے کہتا بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ کتابیں چھوڑ کر اُس کے پاس آئی تھی۔۔

"پتا نہیں یار، بہت یاد آرہی ہے وہ"۔۔ وہ سر جھکائے دونوں ہاتھوں میں اپنے بال جکڑ کر بولا تھا۔۔ آمنہ کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لیا ہو۔۔

"ہم اُس کے لیے سوائے دعا کے تو کچھ نہیں کرسکتے ناں"۔۔ وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی نم لہجے میں بولی تھی

"صحیح کہہ رہی ہو تم"۔۔ وہ کہہ کر واش روم میں گُم ہوا تھا۔۔ دو تین منٹ بعد وہ اپنی شرٹ کی آستینیں نیچے کرتا ہوا برآمد ہوا۔۔ وہ وضو کر آیا تھا اب کونے میں جائے نماز بچھا رہا تھا۔۔ آمنہ اُسے دیکھ کر مُبہم سا مُسکرائی تھی۔۔

.........

"سر پانچ منٹ یہاں رُک جاتے ہیں"۔۔ پیچھے سے طارق کے کہنے پر اُس نے سر ہلایا تھا، دانش نے گاڑی روکی تھی۔۔ وہ وہی جگہ تھی جہاں شام میں وہ لوگ پوچھ گچھ کے لیے آئے تھے۔۔

"تم لوگ چائے وغیرہ پی لو۔۔ پھر نکلتے ہیں"۔۔ اُس نے گاڑی سے ٹیک لگائے سگریٹ سلگائی تھی۔۔ وہ اُس کے کہنے پر سگریٹ چھوڑنے کا ارادہ کر چُکا تھا۔۔ کم بھی کرچکا تھا۔۔ پر وہ ایک بار پھر اُس کی جُدائی کے تکلیف دہ وقت کو کاٹنے کے لیے اُسے ہونٹوں سے لگانے کا جُرم کر گیا تھا۔۔

سرد ہوا کے تھپیڑے بھی اُس کا کچھ بگاڑ نہیں پائے تھے۔۔ وہ لیدر کی جیکٹ میں تھا اُس وقت جبکہ گاڑی کی سیٹ پر اُس کی کالی مردانہ شال بھی رکھی تھی۔۔ سامنے کچھ مُسافر بسیں کھڑی تھیں۔۔ رات کے دو بیس بج رہے تھے زیادہ لوگ نہیں تھے۔۔

.........

"باجی تم نکلو۔۔ نکلو باجی تم" ۔۔ وہ اُسے دھکا دے کر بولی۔۔ اُس کی ماں قریب آچکی تھی۔۔

"ہائے ہئے، منحوس ماری یہ کیا کیا"۔۔ وہ سُمیرا کی چُوٹی پکڑے زور سے بولی تھی۔۔

"کرم دین اُٹھ کرم دین۔۔ تیری بیٹی نے ہمارے پیروں کے نیچے سے زمین نکال دی ہے"۔۔ وہ

کمرے کی طرف مُنہ کر کے چِلائی تھی۔۔

"کیا ہوا خالہ۔۔؟"۔۔ اُس کا بھانجا جو چھت پر تھا بھاگتا ہوا آیا تھا جو اُن کے ساتھ ملوث تھا۔۔

"کیا ہوا ہے کیوں شور کر رہی ہے۔۔"۔۔ کرم دین نیند سے اُٹھتا بھاگا آیا تھا۔۔

"بھگا دیا اِس منحوس نے اُسے، ارے جلدی جا اُس کے پیچھے زیادہ دور نہیں گئی ہوگی کمینی"۔۔ وہ سُمیرا کو ایک اور دھموکا جڑ کر بولی۔۔

"اِس کی قبر تیار کر ابھی آتا ہوں اِسے دفن کرنے"۔۔ وہ اُس پر ایک قہر برساتی نظر ڈالتا اُسے زور سے دھکا دے کر گھر سے باہر نکلا تھا ساتھ میں صُغرا کا بھانجا بھی نکلا تھا۔۔

"آہ!! امّ۔۔اں"۔۔ نوکیلی کِیل جس کو نکلوانے کے لیے وہ اپنے ماں باپ کے پیچھے پڑی رہتی تھی باپ کے دھکے پر سُمیرا کے پیٹھ میں گھسی تھی۔۔

"ام۔۔اں لگ۔۔تا۔۔ ہے۔۔ قبر کھود۔۔نی پڑے۔۔گی"۔۔ اُس کا سُرخ چہرہ اور رُک رُک کر بولتا دیکھ کر صُغرا نے کسی انہونی کے خیال سے اُسے اپنی طرف کھینچا تھا۔۔ وہ کِیل اُس کی کمر پر سُراخ کر کے نکلی تھی۔۔

"آہ!۔۔ امّ۔۔اں ما۔۔ر ڈا۔۔لا۔۔تُو۔۔نے"۔۔ ٹپ ٹپ بہتا خون۔۔ وہ صُغرا کی بانہوں سے پھسلتی زمین پر گرتی چلی گئی تھی۔۔

"سُمُ۔۔ نہیں۔۔ کرم۔۔ دین۔۔ہماری بیٹی کرم۔۔دین"۔۔ اُس کی پھٹی پھٹی آنکھوں کو دیکھتی وہ رات کے ڈھائی بجے کھلے دروازے پر دھاڑے مار مار کر روئی تھی۔۔ اور کرم دین اپنے بیٹی کو انجانے میں اپنے ہاتھوں سے مار کر حوا کی بیٹی کو بیچنے کے لیے اُس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔

اور سُمیرا جیسے لوگوں کے لیے تو یہ دُنیا بنی ہی نہیں ہوتی ناں۔۔

اللہ فرماتا ہے

اور جو شخص کسی ایک جان کو بچائے، تو گویا اُس نے تمام لوگوں کی جان بچائی (سورہ المائدہ: ۳۲)

............

"یا اللہ وہ میرے دل کا ٹکڑا۔۔ میرے دل سے دُور ہے۔۔ میں نے اُسے اپنے ہاتھوں سے بڑا کیا ہے۔۔ وہ میرے دل کی ٹھنڈک، تین دن سے اُسے دیکھا نہیں ہے، میری گڑیا کی جان کی، اُس کی عزّت کی حفاظت فرمانا اے اللہ۔۔ مجھے میری گڑیا دے دے"۔۔ ارمان سجدے میں گرا اپنے رب کے حضور گڑگڑاتا ہوا رو دیا تھا۔۔

آمنہ اُس کے پاس بیٹھی تھی۔۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے بھی لڑیوں کی صورت میں بہہ رہے تھے۔۔

.........

سردی سے اُس کے دانت بج رہے تھے۔۔ اُسے کوئی پرواہ نہیں تھی وہ بس بھاگے جا رہی تھی۔۔ اُس کے پیروں سے چپل اُتر گئی تھی۔۔ ڈوپٹہ شانوں سے پھسلا تھا۔۔ اُسے پرواہ نہیں تھی۔۔

ہر طرف اندھیرا تھا۔۔ عزّت بچانے کا عزم اندھیرے کے خوف کو نگل گیا تھا جیسے۔۔

دور سے آتی ننھی ننھی روشنیاں اُسے نئی اُمید دلا گئی تھیں۔۔

"وہ وہ رہی۔۔ پکڑ اُسے"۔۔ پیچھے سے آتی آواز پر ایک لمحے کو وہ دھک سے رہ گئی تھی۔۔ پر اُس کے قدموں نے رُکنے سے انکار کیا تھا۔۔ وہ بھاگتی رہی۔۔ ایک جگہ وہ گری تھی جب کرم دین نے اُسے آ لیا تھا۔۔

"کمینی سالی۔۔ تیرا تو میں وہ حشر کروں گا۔۔ پناہ مانگے گی کس کرم دین سے پالا پڑا تھا"۔۔ وہ اُس

کے بال جکڑ کر غرّا کر بولتا اُسے بالوں سے ہی اُٹھایا تھا۔۔

"آہ"۔۔ تکلیف کی شدّت سے وہ جیسے ہی کھڑی ہوئی تھی سامنے اُس کی زندگی کھڑی تھی۔۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا۔۔

وہ گاڑی سے ٹیک لگائے سگریٹ پی رہا تھا۔۔ ایک لمحے کو حیا نُور کی زبان گنگ ہوئی تھی۔۔

"اِبراہیم"۔۔ وہ بڑبڑائی تھی۔۔ ہاں وہ وہی تھا۔۔ اُس سے چند قدم دور اِبراہیم ہاشمی ہی تھا۔۔ کرم دین نے اُس کی بڑبڑاہٹ پر سامنے دیکھا تھا۔۔

اگر اُسے ابھی آواز نہیں دی تو دوبارہ وہ اُسے کبھی نہیں دیکھ پاتی۔۔ وہ پوری قوّت سے چِلائی تھی۔۔

"اِبرا۔۔"۔۔ وہ اُس کے مُنہ پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔ تبھی سامنے سے بس گزری تھی جس کا ہارن اُس کی آدھی ادھوری چیخ نگل گیا تھا۔۔

اُس نے سرعت سے اُسے ایک گاڑی کے پیچھے گھسیٹ لیا تھا۔۔

........

"آپا ایک بار آجاؤ، کبھی تنگ نہیں کروں پرامس۔۔ آجاؤ ناں"۔۔ سنی اُس کی خالی جگہ کو دیکھتا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔

"اللہ آپا کو بھیج دیں۔۔ میں آپ سے بھی وعدہ کرتا ہوں میں کبھی اُسے تنگ نہیں کروں گا"۔۔ وہ تکیے میں مُنہ دیئے رو رہا تھا۔۔

آج جیسے کسی کو نیند نہیں آرہی ہو۔۔ ہمارا اپنا جب تکلیف میں ہو تو ایسے ہی نیند نہیں آتی، ایسے ہی بے چینی وجود میں سرائیت کرتی ہے۔۔

..........

اُسے لگا جیسے اُس نے پُکارا ہو وہ ایک دم چونک کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تھا۔۔ حیا کا دل تڑپا تھا، کرلایا تھا۔۔ وہ اُس کی گرفت میں مچلی تھی۔۔ مگر بے سود۔۔

"سر چلیں۔۔؟؟"۔۔ دانش نے کہا۔۔ وہ سب آگئے تھے۔۔

"آں۔۔ ہاں۔۔ چلو"۔۔ وہ چونکا تھا۔۔ پر کسی خیال کے تحت گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں اِبراہیم۔۔ مجھے چھوڑ کر نہ جائیں۔۔ میں مر جاؤں گی"۔۔ وہ کرم دین کی گرفت میں بُری طرح خود کو چھڑانے لگی تھی۔۔ اُس نے پستول کی نال اِبراہیم کی طرف کی تھی۔۔

"یہ تیرا عاشق وہی کمینہ ہے جس نے میرے دانت توڑے ہیں۔۔ اب اگر تُو نے شور کیا تو میں پستول کی ساری گولیاں اُس کے سینے میں اُتار دوں گا"۔۔۔ تڑپ کر نفی میں سر ہلاتے اُس کی ساری مزاحمت دم توڑ گئی تھی۔۔

وہ اُس کے سامنے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا گاڑی چلتے چلتے اُس کے سامنے سے گُزر گئی تھی۔۔ وہ چلا گیا تھا۔۔ وہ نیچے گرتی چلی گئی تھی۔۔

پر سامنے جہاں وہ کھڑا تھا۔۔ وہاں پڑی چیز کو دیکھتی وہ بے آواز رودی تھی۔۔

"حامد سے کہہ گاڑی لا، آدھی رات کو یہ شور کرے گی، کہاں سنبھالے گے"۔۔ کرم دین اُسی لڑکے سے بولا تھا۔۔

..........

"یا اللہ، میرے اللہ، میرا دل درد سے پھٹ جائے گا مزید کوئی دکھ نہ سہہ پائے گا میرے مولا تو ہی تو کہتا ہے مجھ ہی سے مانگ، میں ہی دوں گا"۔۔ اُن کی ہچکی بندھی تھی، رات کے اِس وقت وہ اپنے

رب کے حضور بلک رہی تھیں۔۔

"مجھ بوڑھی جان پر رحم کر، او اللہ، یا اَرحَمَ الرَّحِمین میری بچی میرے کلیجے کا ٹکڑا، اُس کو کچھ ہوا تو تو۔۔"۔۔ وہ زار و قطار رو کر رب کے آگے سر بسجود تھیں۔

"میرے تینوں بیٹے نہ جی پائیں گے، اے اللہ میں تجھ سے اپنے سب بچّوں کی زندگی مانگتی ہوں، عزتوں کی حفاظت مانگتی ہوں، جن کی زندگیاں، جن کی خوشیاں میری حیا سے جُڑی ہوئی ہیں"۔۔

انہوں نے سجدے سے سر اُٹھایا تھا۔۔ انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا اُس رحمٰن کے سامنے کبھی اپنا سر جُھکاتیں، کبھی اپنے ہاتھ اُٹھاتیں

"مولا میری بچی کی عزّت کی حفاظت فرمانا یا اللہُ یا کریم کرم کرنا، کرم کرنا، کرم کرنا"۔۔ وہ نڈھال سی جائے نماز پر سر رکھ گئی تھیں۔۔

"میرے رب مجھے ایک اور آزمائش سے بچانا"۔۔ وہ بڑبڑائی تھیں۔۔

رحمت جہاں نے صبا کی مدد سے اُنہیں بیڈ پر لٹایا تھا۔۔

........

اُس نے سگریٹ مُنہ میں رکھ کر لائٹر جیب سے نکالنا چاہا۔۔ پر لائٹر اُسے کسی بھی جیب سے نہیں مِلا تھا۔۔

"کیا ہوا سر۔۔؟؟"۔۔ دانش اُسے جیبیں ٹٹولتے دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔

"گاڑی اُسی جگہ واپس کرو، میرا لائٹر گر گیا ہے"۔۔ وہ بے چینی سے بولا تھا۔۔ وہ لائٹر اُس سے حیا نے مانگا تھا۔۔ وہ بے اختیار اُس کو گاڑی واپس لینے کا بول گیا تھا۔۔ اُس نے کچھ کہے بغیر گاڑی واپس موڑی تھی۔۔

.......

وہ زمین پر بیٹھی لائٹر کو تکتی اپنی موت کا یقین کیے بیٹھی تھی۔۔ کرم دین گاڑی کا انتظار کر رہا تھا۔۔جب کوئی گاڑی تھوڑی دور آ کر رُکی تھی۔۔ وہ ایسے ہی اُس جانی پہچانی گاڑی کو دیکھنے لگی۔۔ لیکن گاڑی سے اُترنے والے شخص کو دیکھ کر حیا کو دوبارہ زندگی ملی ہو جیسے۔۔ کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر دیوانہ وار اُس کی طرف بھاگی تھی۔۔

"اِبراہیم"۔۔ وہ زور سے بولتی اُس کی طرف دوڑی تھی

وہ زمین سے لائٹر اُٹھا کر جیسے ہی کھڑا ہوا تھا وہ اُس کا نام پکارتی اُس کی طرف بھاگی آ رہی تھی۔۔

ایک لمحے کو اِبراہیم کو لگا وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔۔ پیلے کپڑوں میں ملبوس، اُلجھے بکھرے حلیے میں، کھلے بال، بغیر ڈوپٹے اور جوتوں کے وہ حیا ہی تھی

کرم دین نے مُڑ کر دیکھا تھا۔۔

"دیکھ کیا رہا ہے مار گولی سالے کو"۔۔ کرم دین اپنے بندے پر چیخا تھا۔۔

حیا اُس کے سینے سے آ لگی تھی۔۔ وہ خواب نہیں تھا۔۔ حقیقت میں اُس کی حیا اُس کی زندگی اُس کے بانہوں میں تھی۔۔

"مجھے بچائیں اِبراہیم!"۔۔ وہ اُس میں چُھپی تھی۔۔ اِبراہیم نے اُسے خود میں بھینچا تھا۔۔

اُس سے پہلے کہ وہ بندہ گولی چلاتا۔۔ دانش نے پیچھے سے آ کر اُسے پکڑا تھا۔۔ خادم حیسن اور طارق نے کرم دین کو قابو کیا تھا۔۔

"اِبراہیم"۔۔وہ بے تحاشہ رو رہی تھی۔۔ وہ بھی اپنے آپ پر قابو نہ پاسکا تھا، اِرد گرد کا ہوش بھلائے اُس کے بیچ میں اپنے پاس ہونے کا یقین کرنے کے لیے وہ بہتے اشکوں سے اُس کے چہرے کے ہر

نقش کو چُوم رہا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں، پیشانی، گالوں کو، ہونٹوں، ٹھوڑی کو۔۔ کبھی اُس کے پھر سے کھو جانے کے ڈر سے اُسے خود میں بھینچ رہا تھا۔۔

"یہ۔۔یہ مجھے لک۔۔۔لکی کو بیچ رہا تھا"۔۔ حیا نے اُس کے شرٹ کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر کرم دین کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا۔۔

"مجھ۔۔۔مجھے لکی لے جائے گا۔۔ میں مر جاؤں گی"۔۔ وہ بے تحاشہ روتے ہوئے اُس میں چھُپی تھی۔۔

"اب کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا یہ میرا وعدہ ہے تم سے بس"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں کو چُومتے بولا بے قراری سے خود میں بھینچ کر نم لہجے میں بولا تھا۔۔

"لک۔۔کی ابھی آرہا ہے۔۔ وہ مجھے۔۔ بیچ۔۔ میں صرف آپ کی ہوں۔۔ مجھ۔۔ مجھے چھونے کا حق صرف اِبراہیم کا ہے صرف اِب۔۔"۔۔ وہ پھر سے تڑپ کر بولی تھی کیا حال کردیا تھا اُس کا وہ حیا کو خود سے الگ کر کے کرم دین کی طرف بڑھا تھا۔۔

"کمینے انسان۔۔ تو وہی ہے ناں۔۔ مجھے پتا ہوتا تُو میرے چاند کی بات کر رہا ہے اُسی وقت تیری لاش سمندر میں پھینک دیتا"۔۔ وہ اُس کے مُنہ پر ایک ساتھ دو تین مکے مار کر بولا اب کے اُس کی شاید پوری بتیسی ٹوٹی تھی۔۔ کرم دین کے مُنہ سے خون کا فوارہ نکلا تھا۔۔

"سر"۔۔ دانش نے حیا کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ جو زمین پر بیٹھتی جارہی تھی۔۔ وہ فوراً اُس کی طرف بھاگا تھا۔۔

"حیا میری جان۔۔ اُٹھو"۔۔ وہ کانپ رہی تھی۔۔ اِبراہیم نے اپنی جیکٹ اُتار کر اُسے پہنائی تھی۔۔

"لک۔۔کی۔۔ مجھے اِبراہیم کے پاس جانا ہے۔۔ مجھ۔۔۔ے۔۔ مم۔۔میں صر۔۔ف۔۔ اِب۔۔اِبراہیم کی

ہوں"۔۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے اُس کی بازوؤں میں لڑھکی تھی۔۔

"دانش جلدی کرو ہاسپٹل"۔۔ وہ اُسے اُٹھا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔

........

وہ ہماری وہ دعائیں بھی قُبول کرتا ہے جو ہم مانگ کر سو جاتے ہیں، بھول جاتے ہیں۔۔

ارمان وہیں جائے نماز پر سو گیا تھا جب موبائل بجنے پر اُس کی آنکھ کُھلی تھی وہ ہڑبڑا کر اُٹھا تھا ساتھ بیٹھے بیٹھے سُوتی آمنہ بھی اُٹھی تھی۔۔

"اِس وقت کون ہو گا"۔۔ وہ بڑبڑائی تھی۔۔ وہ فوراً سے اُٹھ کر فون کی طرف بڑھا۔۔ اسکرین پر چمکتے نمبر کو دیکھ کر ایک لمحے کو اُس کا دل دھڑکا تھا۔۔ رات کے تین بجے اِبراہیم کا فون

"ہاں بولو سب خیریت"۔۔ وہ رُک رُک کر بولا تھا۔۔ نجانے کیا کہے گا اِبراہیم۔۔

"سنی اور بھیا کو لے کر فوراً ہاسپٹل آجاؤ"۔۔ وہ اُسے ہاسپٹل کا نام بتا کر بولا۔۔

"ہاسپ۔۔ہاسپٹل اِس وقت۔۔۔؟؟"۔۔ ارمان کا دل رُکا تھا۔۔

آمنہ نے آنکھیں میچی تھیں۔۔

"وہ مِل گئی ہے یار، بس آجاؤ جلدی"۔۔ وہ اپنی بانہوں میں اُس کے بے ہوش وجود کو دیکھ کر بولا تھا۔۔ فون رکھ کر اُس نے جُھک کر اُس کا کملایا ہوا چہرہ چُوما تھا۔۔ اِبراہیم کی آنکھوں سے لاتعداد آنسو اُس کے چہرے پر گِرے تھے۔۔

..........

اُس کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔۔ ڈیڑھ گھنٹہ لگا تھا ارمان، سنی اور اسد کو پہنچنے میں۔۔ سنی اِبراہیم کے گلے لگتا رو دیا تھا۔۔

"کیسی ہے وہ۔۔؟؟"۔۔ ارمان بے تابی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"بے ہوش ہے ابھی۔۔ ہوش میں آنا ضروری ہے۔۔"۔۔ وہ اُس کی طرف دیکھنے کی ہمت نہ کر پایا تھا۔۔

صبح کہیں نو بجے جا کر اُسے ہوش آیا تھا۔۔

"آپ کی پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔۔ آپ میں سے اِبراہیم کون ہیں وہ اُن کو بُلا رہی ہیں۔۔"۔۔

ارمان تیزی سے آگے بڑھا تھا۔۔ سنی اُس کے پیچھے تھا۔۔ اِبراہیم اُس کی ذہنی حالت کا سوچ کر وہیں رُکا رہا۔۔

"مجھ۔۔مجھے ہاتھ مت لگانا۔۔ خبردار۔۔ جو میرے قریب آئے"۔۔ ارمان نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا اِن جملوں پر اُس نے کرب سے آنکھیں موندی تھیں۔۔ دو آنسو چُپکے سے اُس کے گریبان میں جذب ہوئے تھے۔۔ وہ ڈری سہمی سی نرس سے خوفزدہ تھی۔۔

وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتا اُس تک آیا تھا۔۔ کسی مرد کی موجودگی کو محسوس کرتے اُس نے خوف سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے تھے

"لک۔۔ی۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔مجھے نہیں۔۔جانا۔۔ اللہ کا واسطہ۔۔ اِبراہیم"۔۔ ارمان بمُشکل خود پر ضبط کرتا اُس کے پاس بیٹھا تھا۔۔ وہ بُری طرح چلا رہی تھی۔۔ باہر کھڑے اِبراہیم نے آنکھیں بند کر کے چہرہ اوپر کیا تھا۔۔

"گڑیا میں مان۔۔ تمہارا مان"۔۔ اُس نے اُس کے چہرے پر ہاتھ رکھے۔۔ لیکن وہ اُس کے سنبھلنے میں ہی نہیں آرہی تھی۔۔

"چھوڑو مجھے"۔۔ وہ اُسے دیکھے بغیر اُس کے ہاتھ جھٹکنے لگی

"حیا میرا بچّہ۔۔ گڑیا میں مان ہوں۔۔ اپنی گڑیا کا مان"۔۔ وہ اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے نم لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔ وہ ایک دم ساکت ہوئی تھی۔۔

"مان۔۔"۔۔ اُس کے ذہن میں اپنے پیارے بھائی کی شبیہہ لہرائی تھی۔۔

"مان۔۔ کوئی میرے مان کو بُلا دو، مان مجھے یہاں سے لے جائیں۔۔ لکی لے جائے گا مجھے"۔۔ وہ آنکھیں بند کیئے اُس کو مدد کے لیئے بُلاتی درد سے رورہی تھی۔۔ ارمان کے دل کو جیسے کوئی چُھری سے کاٹ رہا ہو۔۔ سنی نے اپنے مُنہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔

"حیا۔۔ آنکھیں کھولو گڑیا۔۔ تمہارا مان آیا ہے ناں تمہیں لینے"۔۔۔ وہ اب اُس کے بکھرے بال پیچھے کرتا بولا۔۔

"مان آئے ہیں"۔۔ وہ آنکھیں کھولتے بولی پر سامنے اُس کو دیکھ کر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

"مم۔۔ان۔۔"۔۔ وہ اب اپنے ہاتھ سے اُس کے چہرے کو چھوتی اُس کے ہونے کا یقین کر رہی تھی۔۔ ارمان نے اُس کی ہتھیلی چوم کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"ہاں اپنے دل کے ٹکڑے کا مان"۔۔ وہ زور سے اُس کے گلے لگی تھی۔۔ دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے اُس کی شرٹ تھامی تھی۔۔

"مان۔۔۔مان۔۔ مان"۔۔ وہ روتے ہوئے بس یہی کہے جارہی تھی۔۔

"میرا بچّہ، اب تم اپنے مان کے پاس ہو بس۔۔"۔۔ وہ اُس کے سر کو چوم رہا تھا کبھی اُس کے ہاتھوں کو۔۔ پھر سنی اُس کے پاس آیا تھا۔۔

"آپا اللہ کا وعدہ اب کبھی تنگ نہیں کروں گا، اب کبھی مجھے چھوڑ کا مت جانا"۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے تھے۔۔

.......

ڈاکٹر نے اُس کی حالت کے پیشِ نظر اُسے بے ہوشی کا انجیکشن لگایا تھا۔۔

"ہم نے اِن کے میڈیکل ٹیسٹس کیئے ہیں، اللہ کا شُکر ہے اِن کے ساتھ کوئی مِس ہیپ نہیں ہوا"۔۔

ڈاکٹر کی بات پر سبھی نے اللہ کا شُکر ادا کیا تھا۔۔

"پر ظاہر سی بات ہے کسی لڑکی کے لیے اغوا ہونا پھر تین چار دن اُس ماحول میں رہنا آسان نہیں ہوتا۔۔ اِسی باعث اِن کی مینٹل کنڈیشن ٹھیک نہیں ہے۔۔ آپ لوگ اِن کو کسی سائیکولوجسٹ کو دکھا دیں"۔۔ اِبراہیم نے ایک نظر اُس کے چہرے پر ڈال کر اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھائے تھے۔۔

"ابھی نہیں میری جان۔۔ جِس نے تمہاری یہ حالت کی ہے، اُس کو کُتوں کو کِھلوا کر تمہارے سامنے آؤں گا۔۔ لکی تمہیں تو میں پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا"۔۔ وہ ارمان سے ملے بغیر دانش کو لیئے ہاسپٹل سے نکلا تھا۔۔

..........

اُس نے سب کو ہاسپٹل آنے سے منع کردیا تھا۔۔ وہ اُس کو کراچی کے ہاسپٹل شفٹ کروا چُکا تھا۔۔ اپنے ہاسپٹل نہیں بلکہ کسی دوسرے ہاسپٹل۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کا اسٹاف اُسے اُس کی بہن کے حوالے سے پریشان کرے۔۔

عصمت جہاں، فرح سب ہی اُس سے مل کر رو دیئے تھے۔۔ وہ ابھی تک خوف کے حصار میں تھی۔۔ ارمان نے اُس سے کچھ بھی پوچھنے سے سب کو منع کردیا تھا۔۔ آمنہ آخری پیپر کی قید سے آزاد ہوگئی تھی اور اب وہ سارا وقت حیا کے ساتھ تھی۔۔

..........

"یار کہاں ہو تم۔۔؟؟ اُس سے ملے بھی نہیں تم، اِبراہیم کچھ تو خیال کرتے۔۔ ارمان دس بار تمہارا پوچھ چُکا ہے"۔۔ شہریار اُس پر برس ہی تو پڑا تھا۔۔

"کہا ہے ناں تم سے جب تک لکی کو اُس کے انجام تک نہ پہنچاؤں اُس کے سامنے نہیں جاؤں گا"۔۔ وہ اپنی بات پر قائم تھا۔۔

"تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی۔۔ یہ اتنا آسان نہیں ہے ایسے لوگوں کا کوئی ایک ٹھکانہ نہیں ہوتا۔۔ اور یار کیوں خطرناک لوگوں سے پنگا لیتے ہو پولیس کس لیے ہوتی ہے، وہ میرا کیس ہے مجھے دیکھنے دو"۔۔ شہریار نے پتھر کے ساتھ ہی سر پُھوڑا تھا۔۔

"شروعات اُس نے کی تھی ختم میں کروں گا اور تم فِکر نہیں کرو تمہارا قانون ہاتھ میں نہیں لوں گا ایک بار مِل جائے تمہارے ہاتھ سے اُسے گولی مرواؤں گا۔۔ لیکن اُس سے پہلے اُسے میرا مُنہ دیکھنا ہوگا"۔۔ اُس کو سمجھانا بیکار تھا۔۔ شہریار نے گہری سانس لی تھی۔۔

"ٹونی کو گرفتار کرو جلد از جلد کرم دین کے مُطابق وہ اِس کے سارے ٹھکانے جانتا ہے"۔۔ وہ کرم دین سے ساری معلومات لے چُکا تھا۔۔

"ان شاءاللہ جلد وہ ہماری تحویل میں ہوگا"۔۔ ایک دو مزید باتیں کر کے اُس نے فون رکھا تھا۔۔

..........

اگلے دن وہ ہاسپٹل سے گھر آچکی تھی۔۔

نیچے زیادہ لوگ ہونے کے باعث وہ اُسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔۔

عصمت جہاں کو ارمان سہارا دے کے اُوپر لایا تھا۔۔ وہ اُن کے گود میں سر رکھے لیٹی رہی تھی۔۔

رات کے نو بجے عصمت جہاں کو وہ نیچے چھوڑ آیا تھا۔۔


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

سارا وقت آمنہ ہی اُس کے ساتھ لگی رہی تھی۔۔ ابھی آمنہ کسی کام سے کمرے سے باہر جانے لگی تھی جب وہ ایک دم اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"بھابھ۔۔ بھی۔۔ مجھ۔۔مجھے چھوڑ کر نہ جائیں لکی"۔۔ وہ مارے خوف کے اُس کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولی۔۔۔

"نہیں حیا گڑیا میں کہیں نہیں جارہی۔۔ تمہارے پاس ہوں۔۔ ریلیکس۔۔"۔۔ وہ اُسے اپنے بازوؤں میں لیتی بولی۔۔

"مم۔۔مان کہاں ہیں۔۔؟؟ مان کو بُلائیں لکی آجائے گا۔۔مان"۔۔ وہ پھر ہوش کھونے لگی تھی۔۔ اُس کی آواز سُن کر وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔

"میرا بچّہ۔۔ میں یہیں ہوں"۔۔ آمنہ اُٹھی تھی۔۔ وہ اُس کی جگہ پر آکر بیٹھتا اُسے خود سے لگا گیا تھا۔۔

"لکی"۔۔ وہ اُس کی شرٹ تھامے سسکی تھی۔۔

"کوئی نہیں آئے گا۔۔ تمہارا مان تمہارے پاس ہے ناں"۔۔ وہ اُس کا سر چُوم کر بولا۔۔

آمنہ نے اُسے دوائیاں دی تھیں۔۔ کچھ دیر بعد وہ سوگئی تھی۔۔

"سو گئی۔۔؟؟"۔۔ آمنہ نے اُسے دیکھ کر پوچھا۔۔

"ہمم۔۔ تم بیڈ پر اِس کے پاس سو جاؤ۔۔ میں یہاں صوفے پر سوجاتا ہوں"۔۔ اُس کے کہنے پر آمنہ نے سر ہلایا تھا۔۔ وہ کئی بار رات کو ڈر کر اُٹھی تھی۔۔

...........

اگلے دن آمنہ اُسے نیچے لے آئی تھی۔۔ صبا، فرح نبیہا، احمد سب ہی اُس کے پاس بیٹھے تھے۔۔ جب ارحم اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"آنی"۔۔ اُس نے دونوں بازو وا کر کے اُسے اپنی گود میں بٹھا کر اُس کے گال چُومے تھے۔۔ اُسے نارمل ہوتا دیکھ کر سبھی خوش تھے۔۔

"گڑیا میں تھوڑی دیر باہر چلا جاؤں۔۔؟؟"۔۔ ارمان اُس کے پاس بیٹھا اُس سے اجازت لے رہا تھا اُسے شہریار سے ملنا تھا۔۔ وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔ وہ مُسکرا کر اُس کی پیشانی چُومتا باہر نکلا تھا۔۔

اُس کے جانے کے بعد نائلہ اور عروج اندر آئی تھیں۔۔ عروج نے ایک تمسخر بھری نظر اُس پر ڈالی تھی۔۔

"امّاں مُبارک ہو آپ کی پوتی دنیا جہاں گھُوم کر واپس آئی ہے"۔۔ وہ اُسے دیکھ کر بولتیں اُس کے سامنے آ بیٹھی تھیں۔۔ اُس کی بات پر حیا نے فق چہرے کے ساتھ آمنہ کو دیکھا تھا۔۔

"میں نے تو سوچا ہے ایک ڈائیری لکھوں گی حیا کے adventurous journey (دلچسپ سفر) پر"۔۔ عروج نے اُس کے چہرے کو دیکھ کر کہا تھا۔۔ سب نے ہی دونوں کو ناگواری سے دیکھا تھا

"حیا تم تھک گئی ہوگی ناں، آؤ روم میں چلتے ہیں تھوڑا آرام کرلو"۔۔ آمنہ نے اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے اُٹھایا۔۔

"میں نے سُنا ہے اِبراہیم بھائی اُس دن کے بعد سے غائب ہیں"۔۔ عروج نے انجان بن کر پوچھا تھا۔۔

"ارے ہاں امّاں پوچھ تو لیں اپنے نواسے سے قیامت تو اُس پر بیتی ہے۔۔ اب ایسی لڑکی کو قبول کرنا کسی بھی غیرت مند مرد کے لیے آسان تھوڑی ہوتا ہے"۔۔ نائلہ کی زبان فراٹے بھر رہی تھی۔۔

حیا کے کانوں نے سب کچھ سُنا تھا وہ لڑکھڑائی تھی۔۔ آمنہ نے تاسُف سے دونوں کے دیکھا تھا۔۔

"نائلہ کچھ تو اللہ کا خوف کرو"۔۔ عصمت جہاں نے بیٹی کو لتاڑا تھا۔۔ عروج کچھ دیر بیٹھ کر گھر سے نکلی تھی۔۔

"تو کیا واقعی وہ اِس لیے نہیں آئے۔۔؟؟"۔۔ اُس کے دل نے سوال کیا تھا۔۔

..........

"یار تم ترساتی بہت ہو"۔۔ ٹونی نے اُس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر کہا وہ ایک ادا سے ہنسی تھی۔۔

"اُس بدتمیز انسان نے میرا پُورا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا کیسے آتی"۔۔ وہ منظر یاد کرتی عروج زہر خند لہجے میں بولی تھی۔۔

"اور دیکھو قدرت نے کیسا انتقام لیا ہے دونوں سے، آ گئی ہے اُن کی پیاری مُنہ کالا کروا کر"۔۔ وہ نفرت سے بولی تھی۔۔

"چھوڑو نہ جان، آج صرف ہماری بات کرو، تم اور میں"۔۔ وہ اُسے اپنی طرف کھینچ کر بولا۔۔

"ریسٹورینٹ ہے کچھ تو خیال کرو"۔۔ وہ اپنا آپ چُھڑا کر بولی۔۔

"چلو پھر سمندر پر چلتے ہیں"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ کر بولا تھا۔۔

"آج تو تُو میری رات حسین بنائے گی رانی، اب تُو واپس گھر تو نہیں جانے والی۔۔ اور کل لکی کے ساتھ ہوگی اور میں لکی کے پیسوں سے دُبئی"۔۔ وہ اُس پر ایک خباثتی نظر ڈالتا بولا تھا۔۔

.........

"کہاں ہے وہ۔۔؟؟ شیری میری تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ چاہتا کیا ہے وہ۔۔؟؟۔۔ اُس کی حالت دیکھ دیکھ کر میرا دل دُکھتا ہے۔۔ اُسے اُس کا بھی خیال نہیں ہے"۔۔ ارمان شہریار کے سامنے تیزی سے بولتے بولتے دھیما ہوا تھا۔۔

"میری اُس سے بات ہوئی تھی وہ آفیس کے کاموں میں بزی ہے۔۔ اُس نے کہا تھا وہ کچھ دنوں میں اپنا کام ختم کر کے آجائے گا"۔۔ شہریار اُس سے نظریں چرا کر بولا۔۔ اُس کی بات پر ارمان تپا تھا۔۔

"اُس کی نظر میں اُس کا آفیس زیادہ اہم ہے میری بہن سے۔۔؟؟"۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ کچھ جواب دیتا وہ ارمان کو کھڑے ہوتا دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ شہریار نے اُس کے تعاقب میں دیکھ کر پوچھا۔۔

"عروج!!!"۔۔ وہ اُسے اُسی لڑکے کے ساتھ دیکھ کر شعلوں میں گھرا تھا۔۔ شہریار نے سر گھمایا تھا، وہ دونوں اب گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔۔

"ٹونی۔۔ یہ ٹونی ہے۔۔ میرے ساتھ آؤ۔۔ یہ اُسی گینگ کا لڑکا ہے۔۔ جلدی چلو"۔۔ شہریار بولتا ہوا گاڑی تک آیا تھا۔۔ شہریار نے اُس کی طرف اپنی گاڑی کی چابی پھینکی تھی۔۔ اُن کی گاڑی کے پیچھے ارمان نے گاڑی دوڑائی تھی۔۔

شہریار نے تھانے فون کر کے اپنے آدمیوں کو بلایا تھا۔۔

..........

"آج میرے فلیٹ چلو"۔۔ وہ اُس کو دیکھتا بولا۔۔

"ہرگز نہیں مجھے گھر چھوڑ دو دیر ہورہی ہے"۔۔ وہ اُس کے موڈ سے خائف ہوتے بولی۔۔

"بلکل بھی نہیں ڈارلنگ آج تو تمہیں بلکل نہیں چھوڑوں گا میں"۔۔ وہ اُسے اپنی طرف گِرا کر بولا۔۔

"ٹونی ہوش میں آؤ"۔۔ وہ اپنا آپ چھڑانے لگی۔۔

"سالی، کمینی۔۔ میں تمہیں الّو کا پٹھّا لگتا ہوں جو اتنے دنوں سے تمہارے پیچھے خوار ہو رہا ہوں"۔۔ وہ قدرے سُنسان سڑک پر گاڑی روک کر اُس کی طرف جُھکا تھا۔۔

"چھوڑو مجھے"۔۔۔ عروج کے اوسان خطا ہوئے تھے۔۔

"صبح چھوڑوں گا میری رانی"۔۔ مزاحمت میں عروج کی آستین تار ہوئی تھی۔۔

"کوئی ہے بچاؤ بچاؤ"۔۔ وہ اب زور زور سے روتے چیخنے لگی تھی۔۔ ٹونی کے خباثت سے قہقہہ لگاتا اُس کی طرف جُھکا تھا۔۔ تبھی اُس کی طرف کا دروازہ کھول کر کسی نے اُسے کھینچ کر باہر نکالا تھا

"کُتے کے بچّے"۔۔ شہریار اُس پر پل پڑا تھا۔۔

"میرے گھر کی لڑکی پر ہاتھ ڈالے گا، اب میں تمہیں جہنم واصل کروں گا"۔۔ وہ اُس کے مُنہ پر تھپڑوں کی بارش کرنے لگا تھا۔۔

"اُترو نیچے"۔۔ اُس کی طرف کا دروازہ کھول کر وہ دھاڑا تھا۔۔ اُسے دیکھتے ہوئے عروج نے یک گونہ سُکون محسوس کیا تھا۔۔

"ڈوب مرو عروج۔۔ شرم آرہی ہے مجھے تم سے اپنا تعلق ہونے پر"۔۔ اُس نے اُس کی پھٹی آستین کو دیکھ کر کہا تھا وہ چہرہ دونوں ہاتھوں میں چُھپائے رودی تھی۔۔

"تمہیں ذرا اندازہ ہے، میں نہ دیکھتا تو کیا ہوجاتا تمہارے ساتھ"۔۔ وہ بس روئے جارہی تھی۔۔

"یہ لو۔۔ ارمان تم عروج کو لے کر نکلو یہاں سے جلدی اِس سے پہلے کہ میرے بندے آئیں۔۔ نکلو جلدی"۔۔ وہ اُس کی طرف شال پھینک کر بولا۔۔ ارمان نے اُس پر شال پھینکی تھی۔۔

"مرو اندر"۔۔ وہ اُس پر قہر آلود نظر ڈالتا گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔۔ عروج نے خود کو شال میں چھپایا تھا۔۔

اُس کے گھر کے دروازے پر گاڑی روک کر وہ اُس کی طرف مڑا تھا۔۔

"اپنی عزّت کا جنازہ تو تم نکالنے ہی لگی تھیں، پر ہم پر رحم کرنا عروج، اپنا مُنہ بند رکھنا"۔۔ وہ اُس کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولا تھا۔۔ وہ اُس کے ہاتھوں پر اپنی پیشانی ٹکا کر رودی تھی۔۔

"میں نے کبھی تمہیں حیا سے الگ نہیں سمجھا، وہ الگ بات ہے تم نے کبھی مجھے اپنا بھائی سمجھا ہی نہیں۔۔ ورنہ میرے ایک بار سمجھانے سے میرا مان رکھ لیتی"۔۔ وہ گہری سانس لیتا اُس کے سر کو تھپتھا کر بولا۔۔ وہ اب کے شرمندگی سے رودی تھی۔۔

"اگر اِنہیں پتا چل جائے اِن کی بہن کے ساتھ جو ہوا وہ میرے اور بھائی کی وجہ سے ہوا ہے تو کیا یہ تب بھی مجھے بچاتے۔۔؟؟"۔۔ عروج نے ڈُبڈبائی آنکھوں سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"جاؤ اب۔۔ جو ہوا بھول جاؤ اُسے"۔۔ وہ اُتری تھی۔۔

"ہاں تب بھی یہ مجھے ایسے ہی بچاتے، کیوں کہ میں جانتی ہوں، یہ خود سے جُڑے ہر رشتے کے لیے حساس ہیں"۔۔ اُس نے مُڑ ایک نظر اُس کو دیکھا جو دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو پیچھے کر کے خود کو نارمل کر رہا تھا۔۔

جب تک دروازہ نہیں کُھلا تھا وہ وہیں کھڑا رہا تھا۔۔

..........

"بھابھی۔۔؟؟"۔۔ وہ ارمان کے کپڑے سیٹ کر رہی تھی جب اُس کی کچھ سوچتی ہوئی آواز پر وہ مُڑی تھی۔۔

"ہمم بولو ۔۔؟؟"۔۔ اُس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا۔۔ بول کر وہ دوبارہ آگے دیکھنے لگی تھی۔۔

"بھابھی اِبراہیم کو مجھ پر یقین نہیں رہا ناں۔۔؟؟۔۔ وہ مجھ جیسی لڑ۔۔لڑکی۔۔"۔۔ وہ رونے لگی تھی۔۔ آمنہ سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پاس آئی تھی۔۔

"ایسا نہیں ہے۔۔ ایسا کیوں سوچ رہی ہو تم۔۔ اِبراہیم بھائی تم سے بہت پیار کرتے ہیں حیا وہی تو تمہیں لے کر آئے ہیں"۔۔ وہ اُسے خود سے لگاتی بولی۔۔

"نن۔۔ نہیں کرتے پیار۔۔ میری پرواہ ہوتی تو مجھے یوں چھوڑ کر نہ جاتے۔۔ سچ کہہ رہی ہیں پھپھو۔۔ میں اُن کے قابل نہیں رہی اب۔۔ کوئی مرد برداشت۔۔"۔۔ وہ اُسے خود سے ہٹاتی ہذیانی انداز میں بولے گئی۔۔

"حیا میری بات سُنو سنبھالو خود کو۔۔"۔۔ آمنہ کو اُسے سنبھالنا مُشکل ہوا تھا۔۔

"اُن کی بیوی تین دن گھر سے باہر رہ کر آئی ہے۔۔ لوگ اُن پر اُنگلیاں اُٹھائیں گے۔۔"۔۔ وہ اب پھر سے ہوش کھو رہی تھی۔۔ آمنہ نے دل سے ارمان کو پُکارا تھا۔۔ جب ایمن دروازے پر بھاگتی ہوئی آئی تھی۔۔ اُس کی حالت دیکھ کر وہ اُلٹے قدموں بھاگی تھی۔۔ شومئی قسمت راستے میں اُسے ارمان مل گیا تھا۔۔

"میں بُری لڑکی ہوں اب۔۔ وہ مجھے قبول نہیں کریں گے"۔۔ اُس کی چلاتی آواز پر وہ تیزی سے اُس کے پاس آیا تھا۔۔ آمنہ اُس کو دیکھتی شکر کا کلمہ پڑھتی اُٹھی تھی۔۔

"ماں۔۔ ماں اِبراہیم نے مجھے چھوڑ دیا ماں۔۔ وہ مجھے کبھی قُبول نہیں کریں گے"۔۔ وہ اُس کی شرٹ تھامے بولی تھی وہ اُس کا سر خود سے لگا گیا تھا۔۔

"نہیں میرا بچّہ ایسا نہیں ہے۔۔ وہ آئے گا میری گڑیا کے پاس۔۔ وہ آپ کو کبھی نہیں چھوڑے گا"۔۔ وہ اُس کے سر کو تھپتھپاتا خود پر ضبط کرتا بولا۔۔ اُسے اِس سے اِبراہیم پر بے طرح غصّہ آیا تھا

"آتے کیوں نہیں وہ۔۔؟؟ کب آئیں گے۔۔؟؟۔۔ مجھے پکا یقین ہے اُنہیں اب مجھ پر یقین نہیں رہا"۔۔ وہ بولتے بولتے اب غنودگی میں جانے لگی تھی۔۔ آمنہ نے تھوڑی دیر پہلے اُسے دوا دی تھی اُسی کا اثر تھا۔۔ وہ سو گئی تھی۔۔ ارمان نے آرام سے اُس کا سر تکیے پر رکھا تھا۔۔

"آخر کہاں ہیں اِبراہیم بھائی۔۔؟؟"۔۔ وہ حیا کے کملائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔۔

"مجھے بھی نہیں پتا وہ کیا سوچے ہوئے ہے، کرتا ہوں آج میں اُس سے فائنل بات"۔۔ وہ حتمی انداز میں کہتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

..........

یہ تو پتا تھا کہ لکی کے سارے خُفیہ ٹھکانے حیدرآباد میں تھے پر اُن کا پتا صرف ٹونی کے پاس تھا۔۔ دو دن سے وہ کرم دین اور دانش کے ساتھ لکی کے تاک میں لگا ہوا تھا مگر بے سود۔۔

شہریار ٹونی کو اِبراہیم کے پاس لے آیا تھا۔۔ اُس کے کہنے پر ٹونی نے لکی کو نئے شکار کا لالچ دیا تھا جِس پر وہ اپنے ایک خفیہ ٹھکانے پر آنے کو راضی ہوا تھا۔۔ ٹونی نے انکشاف کیا تھا کہ نیلم کو بھی لکی نے ہی اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر بے دردی سے مارا تھا۔۔

"کون ہو تم لوگ۔۔؟؟"۔۔ وہ اپنے سامنے اجنبی صورتوں کو دیکھ کر گڑبڑایا تھا۔۔ ٹونی کو اُس کے بندے واپس لے گئے تھے۔۔ اِس وقت شہریار، اِبراہیم، دانش، طارق اور خادم حُسین کو دیکھ کر اُسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔

"ٹونی۔۔ چوکیدار۔۔۔"۔۔ وہ اپنے وفاداروں کو آوازیں دینے لگا تھا۔۔

"ایس پی شہریار علی، میرا نام تو تُو جانتا ہی ہو گا ناں"۔۔ اُسے پتا تھا کہ کوئی نیا ایس پی اُس کے پیچھے ہے پر اُسے لگا ہمیشہ کی طرح کچھ دے دلا کر بچ جائے گا۔۔

"ایس پی میری پہنچ تمہیں پتا نہیں ہے شاید"۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔ جب اِبراہیم اُس پر جھپٹا تھا۔۔

"تجھ جیسے انسان کو دنیا کے لیے عبرت کا نشان بنانا چاہیئے"۔۔ وہ اُس کر تابڑ توڑ مکے برسانے لگا تھا۔۔

"کیا حال کر دیا تُونے میری حیا کا۔۔ چھوڑوں گا نہیں تجھے"۔۔ وہ ایک منٹ میں اُس کا حال بدتر کر چکا تھا۔۔ وہ پیچھے ہٹا تھا۔۔

"معصوم بچیوں کے ساتھ ایسا ظُلم کرتے تجھے رحم نہیں آتا"۔۔ شہریار نے اُس کی گردن پر جوتا رکھا تھا۔۔

"معا۔۔۔ معاف"۔۔ وہ ہاتھ جوڑ گیا تھا۔۔

"تجھے معاف کردوں۔۔"۔۔ شہریار نے اُس کے سینے پر وہی جوتا مارا تھا۔۔ وہ بلبلایا تھا۔۔

"سر اِس کا کیا کرنا ہے۔۔؟؟"۔۔ طارق نفرت سے اُس کو دیکھ کر بولا تھا۔۔

"کرنا کیا ہے، ڈالو اِس کو جیل میں۔ پھانسی کا پھندا خود اپنے ہاتھوں سے لگواؤں گا اِسے"۔۔ شہریار نے پھر اُسے ٹھوکر ماری تھی۔۔

"نن۔۔ معافی۔۔ آہ"۔۔ ابھی وہ یہ جُملہ پورا نہیں کر پایا تھا جب ایک ساتھ چھ کی چھ گولیاں کسی نے اُس پر برسائی تھیں۔۔

سب نے ہی مُڑ کر دیکھا تھا۔۔

دانش اعظم اُس پر گن تانے اُسے جہنم واصل کر چُکا تھا۔۔

اُس کے ہاتھ سے گن گِری تھی۔۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل گِرا تھا۔۔

"سر اب آپ مجھے چاہیں تو پھانسی دے سکتے ہیں۔۔ پر آگر آج اِسے زندہ چھوڑ دیتا تو قیامت کے دن اپنی نیلم کو کیا مُنہ دکھاتا اور میرا یقین کریں سر ایسے لوگوں کا پولیس کچھ بگاڑ نہیں سکتی یہ کچھ دِنوں بعد پھر سے پتا نہیں کتنی نیلموں کو برباد کرتا۔۔ آپ چاہیں تو مجھے پھانسی دے دیں"۔۔ وہ زمین پر سر رکھتا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔

"طارق۔۔ اِس پسٹل پر دانش کے فِنگر پرنٹس مِٹا دو۔۔ اور رپورٹ کردو کہ کسی حوا کی بیٹی پر ہاتھ ڈالتے لیاقت ملک عُرف لکی پولیس مُقابلے میں مارا گیا"۔۔ شہریار کے کہنے پر طارق اور خادم حُسین دونوں نے اُسے سلیوٹ کیا تھا۔۔ جبھی اِبراہیم کا فون بجا تھا۔۔

...........

"اب بھی اگر تم نہ آئے تو، تمہاری بے اعتباری کا یقین کر کے وہ مر جائے گی"۔۔ وہ فون رکھ چُکا تھا۔۔

..........

رات کے آٹھ بجے تھے۔۔ آمنہ اُسے زبردستی نیچے لے آئی تھی۔۔ وہ چُپ سی ہوگئی تھی۔۔ پہلے جو تھوڑا بہت بات کرنے لگی تھی ارحم کی معصوم باتوں پر مُسکرانے لگی تھی اب پھر سے ہونٹوں کو تالا

لگا گئی تھی۔۔ اُس کی ذہنی حالت ابھی بھی ٹھیک نہیں تھی۔۔ ابھی بھی وہ کمرے میں اکیلے نہیں رہ سکتی تھی ابھی بھی لکی کا خوف اُسے راتوں کو ڈراتا تھا اُس پر اِبراہیم کا اِس طرح اتنے دِنوں سے اُس کی خبر نہ لینا۔۔ وہ اندر ہی اندر اُس کی طرف سے بےاعتبار ہو رہی تھی۔۔

"کیسی ہو حیا۔۔؟؟"۔۔ آواز پر اُس نے حیرت سے سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ عروج تھی۔۔ بڑی سی شال میں خود کو لپیٹے۔۔ میک اپ سے مُبرا چہرہ، بندھے بال، کاجل کے بغیر ویران آنکھیں یہ وہ عروج تو نہیں تھی جو ہر وقت تیار رہتی تھی، یہ تو اُس کا سایہ بھی نہیں تھی۔۔ وہ چُپ چاپ اُسے دیکھے گئی۔۔

"کیسی ہو سکتی ہے بےچاری۔۔"۔۔ نائلہ نے اُنہیں تاسُف سے دیکھا تھا۔۔

"جو لڑکی تین راتیں گھر سے باہر گزار کر آئی ہو۔۔ یہ تو ہماری حیا کا ہی حوصلہ ہے شرم سے ڈوب مرنے کے بجائے ہمارے سامنے زندہ کھڑی ہے بھئی"۔۔ وہ بےدردی سے بول رہی تھی حیا نے زور سے اپنی مُٹھیاں بھینچی تھیں۔۔

"بس کردیں مما۔۔ آپ کو اللہ کا واسطہ"۔۔ عروج تڑپی تھی۔۔

"تُو کیا اِس کے پاس بیٹھی ہے، دور رہو اِس سے۔۔ شریف لڑکیاں ایسی لڑکیوں کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں جو نجانے کس کس کے ساتھ مُنہ کالا کر کے واپس گھر آجانے کی ہمت رکھتی ہو"۔۔ وہ سفاقی سے مزید بولتی جب عروج نے دھیمی آواز سے اُنہیں باز رکھنا چاہا تھا۔۔

"مما نہ کریں ایسا"۔۔ حیا نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔۔

"تمہیں کیا ہمدردی کے مروڑ اُٹھ رہے ہیں، نام کا ہی پاس کرلیتی بےحیا"۔۔ وہ پہلے بیٹی سے کہتی، اُس پر ایک نفرت بھری ڈالی۔۔

"نہیں ہوں میں بے حیا۔۔ کچھ نہیں ہوا میرے ساتھ۔۔ مجھے میرے رب کی قسم ہے میں پاک ہوں"۔۔ وہ آج ضبط کے سارے بندھن توڑ کر پوری قوّت سے چلائی تھی۔۔ اُس کی آواز پر سب ہی باہر آئے تھے۔۔ ارمان بھی اپنے کمرے سے بھاگا آیا تھا۔۔ اِبراہیم کے قدم دہلیز پر رُکے تھے۔۔

"اللہ کا واسطہ ہے مما بس کردیں۔۔ بس کردیں"۔۔ عروج بھی چیخی تھی اب۔۔

"کچھ نہیں ہوا میرے ساتھ۔۔ میں ویسی ہی ہوں جیسی گئی تھی"۔۔ وہ روتے روتے واپس بیٹھ گئی تھی۔۔

"کہاں ہے تیرا شوہر۔۔؟؟ ارے عزّت دار مرد کبھی ایسی لڑکی کو قبول نہیں کرتا"۔۔ نائلہ اپنی ذلت کا بدلہ لے رہی تھیں شاید۔۔ یہاں آکر حیا نُور ہار گئی تھی۔۔ اِبراہیم آگے بڑھا تھا۔۔ اُسے دیکھ کر ارمان رُکا تھا۔۔

"بھائی۔۔ بھائی آگئے"۔۔ ایمن کی آواز پر سب نے ہی دروازے کی سمت دیکھا تھا۔۔ حیا نے سر اُٹھا کر ایک نظر اُسے دیکھ کر واپس جُھکایا تھا۔۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا اُس کے پاس آیا تھا۔۔ اُس کا ہر اُٹھتا قدم حیا کے دل پر پڑ رہا تھا جیسے۔۔

"کیا کہیں گے یہ۔۔؟؟۔۔ کیا واقعی مجھے قبول نہیں کریں گے۔۔؟؟"۔۔ وہ بلکل اُس کے قریب آرُکا تھا۔۔ وہ سر جُھکائے اُس کے بولنے کا انتظار کرنے لگی تھی۔۔ وہ کچھ نہ بولا حیا کی نظر اُس کے بائیں ہاتھ میں بندھی روز گولڈ ڈائل گھڑی پر پڑی تھی، اُس نے ہمت کر کے خود ہی سر اُٹھایا تھا۔۔ پھر اُسے دیکھتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی۔۔

"میں نے کہا تھا ناں آپ سے، جس لمحے آپ کی آنکھوں میں اپنے لیے بےاعتباری دیکھی اُسی لمحے حیا مر جائے گی"۔۔ وہ آنسوؤں پر قابو پاتے اُس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔۔

"اور میں نے کیا کہا تھا جس لمحے تمہیں میری آنکھوں میں بے اعتباری دِکھے اُسی لمحے اپنی ہاتھوں سے میری جان لے لینا"۔۔ وہ بولتے ہوئے اپنے بازو وا کر گیا تھا۔۔ وہ ضبط کے سارے بندھن توڑ کر اُس کے سینے سے لگی تھی۔۔

"بس میری جان۔۔ آگیا ہوں ناں"۔۔ وہ اُسے خود میں سموتے اُس کا سر چُومتا بولا تھا۔۔۔ سب کی ہی آنکھیں بھیگی تھی۔۔

"اور اتنے دن کہاں تھے میاں۔۔؟؟۔۔ کیا بیوی نے دُنیا سے منہ چُھپانے پر مجبور کر دیا تھا"۔۔ نائلہ محبت کے اِس مُظاہرے کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر پائی تھیں۔۔ لیکن اُن کو ایسا جواب ملنے والا تھا کہ وہ شاید ہی زندگی میں کسی سے سوال کر پاتیں۔۔

"یہ پاک ہے مما، اِس کی گواہی میں دیتی ہوں، پر آپ کی بیٹی۔۔۔"۔۔ عروج نے سر اُٹھا کر ارمان کو دیکھا تھا۔۔ جو تیزی سے اُس کو کچھ بھی بولنے سے باز رکھنے کو نفی میں سر ہلانے لگا تھا۔۔ عروج نے بھی اُسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا جیسے اُس کی بات ماننے سے انکار کیا ہو۔۔

"مما آج اگر مان نہ ہوتے آپ کی بیٹی کسی کو مُنہ دکھانے کے لائق نہ ہوتی"۔۔ اُس نے سب کے سروں پر بم پُھوڑا تھا۔۔ نائلہ ساکت ہوئی تھی۔۔

"آج میرا مُنہ کالا ہوتا مما، اگر آج حیا کا بھائی نہ آتا۔۔ مما مان مجھے بچانے نہ آتے تو آپ سر پر ہاتھ رکھے اپنی عزت کو رو رہی ہوتی"۔۔ وہ نائلہ کو دیکھ کر روتے ہوئے بولے جا رہی تھی۔۔

"اور سُننا چاہیں گی آپ۔۔۔ میرا اور بھائی کا پلین تھا اِسے اغوا کروانے کا"۔۔ اِس کے انکشاف پر عصمت جہاں کا ہاتھ اپنے سینے پر پڑا تھا وہ لڑکھڑائی تھیں۔۔ ارمان نے ضبط سے اپنے لب دانتوں

میں دبائے تھے۔۔ حیا نے خوف سے اِبراہیم کی شرٹ اپنی مُٹھی میں دبوچی تھی۔۔ نائلہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے بیٹی کو دیکھے گئی تھیں۔۔

"اور مما اِس بات کے پتا چلنے پر اِنہوں نے مجھے قتل کرنے کے بجائے صرف ایک تھپڑ پر چھوڑ دیا تھا"۔۔ وہ اِبراہیم کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔۔

"اور اِن دونوں کا ہی ظرف دیکھیں۔ مما، اِن دونوں نے ہی آپ کی بیٹی کی عزّت رکھی۔۔ کسی سے کچھ نہیں کہا"۔۔ اُس نے ارمان اور اِبراہیم دونوں کی طرف عقیدت سے دیکھا تھا۔۔

"آپ کے بچّوں نے اِسی گھر پر قیامت توڑی ہے جس گھر کو آپ ساری زندگی بڑے دھڑلے سے اپنا گھر کہتی رہیں۔۔ اپنے بچّوں کو اُنہی کے خلاف نفرت سکھاتی رہیں"۔۔ زندگی میں پہلی بار نائلہ نے مُنہ کی کھائی تھی وہ بھی اپنی بچّوں کے ہاتھوں۔۔

"مما آپ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بچّوں کی زندگیاں برباد کی ہیں"۔۔ وہ اب نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔

"نائلہ۔۔! چار سال میں نے اپنی بچّی کو تمہارے بیٹے سے منسوب رکھے عذاب میں رکھا۔۔ اُس دن صرف تمہارے بیٹے کے خوف سے میں اِن دونوں کا ایسے نکاح کر کے دونوں کو لوگوں کی نظروں میں مشکوک بناگئی۔۔ کیا کیا نہ سُنا میں نے اپنے بچّوں کے بارے میں۔۔ صرف تمہارے بیٹے کی کم ظرفی کے خوف سے"۔۔ عصمت جہاں تکلیف سے بولی تھیں۔۔ حیا نے حیرت سے اُنہیں دیکھا تھا۔۔ وہ اُس کی تکلیف سے انجان نہیں تھیں۔۔

"مجھے دوبارہ کبھی اپنی شکل مت دکھانا۔۔ میں سمجھوں گی میرے تینوں بچّے مر گئے تھے۔۔"۔۔ عصمت جہاں کہہ کر رونے لگی تھیں۔۔ زندگی میں پہلی بار نائلہ نے تڑپ کر اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔ ارمان نے اُنہیں گلے لگایا تھا۔۔

"فری ایمن۔۔ حیا کا سامان پیک کردو۔۔ ہم ابھی کچھ دیر میں لاہور جارہے ہیں"۔۔ وہ اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

جو کانٹے انسان دوسروں کی راہ میں بچھاتا ہے، اُن سے اُس کے اپنوں کے ہی پاؤں لہولُہان ہوتے ہیں، یہ قدرت کا قانون ہے۔۔ اور یہ بات آج نائلہ سے بہتر اور کسے سمجھ آنی تھی۔۔

............

حیا کے پاس فرح اور ایمن کو دیکھ کر وہ اِبراہیم کو اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔۔

"تمہیں ذرا احساس ہے اُس کا۔۔؟؟۔۔ اُس کی حالت دیکھی ناں ابھی تم نے۔۔؟؟۔۔ اور تم اُسے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔ کچھ تو خیال کرتے یار"۔۔ وہ اُس پر پھٹ ہی تو پڑا تھا۔۔

"اُس کا احساس ہی تھا جو اُس لکی کو دُوزخ میں پہنچا کر آرہا ہوں"۔۔ وہ دانت پر دانت جمائے بولا تھا۔۔ ارمان نے چونک کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"بکواس نہیں کرسکتے تم جانے سے پہلے۔۔؟؟ اور اُس کمینے شیری کے بچّے کو تو میں دیکھ لوں گا"۔۔ ارمان کا غصّہ کم نہ ہوا تھا۔۔ شہریار کے ذریعے اُسے لکی کی موت کا علم ہوا تھا۔۔

"میں تمہیں بتاتا تو تم مجھے جانے دیتے۔۔؟؟۔۔ وہ بھی تب جب وہ اِس حال میں تھی۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔

"ہرگز نہیں!"۔۔ وہ سختی سے بولا تھا۔۔

"تم نہیں جانتے ارمان میں اِن سارے دِنوں میں کِن اذیتوں سے گزرا ہوں۔۔ جب جب میں سوچتا ہوں، کیسے سہے ہوں گے اُس نے اکیلے یہ دن رات۔۔؟؟۔۔ وہ رات مجھے نہیں بھولتی۔۔ وہ رات شاید مجھے زندگی میں کبھی بھولے بھی نہ۔۔"۔۔ وہ اب سگریٹ سلگا گیا تھا۔۔ اِبراہیم کا یہ انداز اِس کا اضطراب ظاہر کرتا تھا۔۔

"رات کے تین بجے وہ میری طرف بھاگتی آرہی تھی۔۔ نہ اُس کے گلے میں ڈوپٹہ تھا نہ پیر میں جوتا"۔۔ ارمان نے سختی سے نچلا لب دانتوں سے دبایا تھا۔۔

"کیا نہیں تھا اُس وقت اُس کے چہرے پر ڈر، خوف، درد، تکلیف۔۔"۔۔ اپنی بات کو بیچ میں رُوک کر اُس نے گہرا کش لیا تھا۔۔

"وہ میرے سینے سے لگی بے تحاشہ روئے جارہی تھی۔۔ وہ لکی کا نام لے کر میرے ہاتھوں میں بےہوش ہوئی تھی۔۔ اور جب وہ ہوش میں آئی تھی اور لکی کے خوف سے تمہیں بھی پہچان نہیں پائی تھی اُسی وقت میں نے طے کرلیا تھا۔۔ جِس نے اِس کی یہ حالت کی ہے اُس کو اُس کے انجام تک پہنچا کر ہی واپس آؤں گا"۔۔ وہ سگریٹ بجھا کر کھڑکی سے باہر پھینک کر واپس اُس کے پاس آیا تھا۔۔

"واٹ ڈزنٹ کِل یو میکس یو اسٹرانگر"

(جو چیز آپ کو مارے نہ، وہ آپ کو مضبوط بناتی ہے)

اُس کی تکلیف نے اِبراہیم ہاشمی کو مارا نہیں بلکہ اُسے مزید طاقتور بنا گئی ہے، مجھے اب اندازہ ہوا ہے اُس کی زرا سی تکلیف پر میں ساری دُنیا سے لڑنے کی ہمت رکھتا ہوں"۔۔ وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا مُسکرا کر بولا تھا۔۔ ارمان نے کھینچ کر اُسے اپنے سینے لگایا تھا۔۔

"یار تم میری اسٹرینتھ (طاقت) ہو"۔۔ وہ نم لہجے میں بولا تھا۔۔

"تھک گیا ہوں سب کو اکیلے سنبھالتے سنبھالتے"۔۔ اِبراہیم کو دل سے احساس تھا وہ چھُوٹی سی عُمر میں ہی بڑا بن گیا تھا۔۔

"ہاں تو کب منع کیا ہے میں نے، لاہور سے واپس آجاؤں میں۔۔ بس تب تک تم میرا بزنس دیکھ لو"۔۔ ارمان نے اُسے خود سے الگ کر کے ایک مُکّا اُس کے شانے پر مارا تھا۔۔

"یہ تم میرا بوجھ کم کر رہے ہو۔۔؟؟"۔۔ وہ اُسے گھور کر بولا تھا۔۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔۔

"اُس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے، پتا نہیں کب وہ پہلے والی حیا بنے گی۔۔ میری گڑیا"۔۔ اُس کا لہجہ نم ہوا تھا۔

"ان شاءاللہ بہت جلد۔۔ تم خود لاہور آکر دیکھنا اپنی بہن کو"۔۔ وہ اُس کے کندھے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتا یقین سے بولا تھا۔۔

"ان شاءاللہ!"۔۔ اُس کے لہجے میں یقین محسوس کر کے وہ طمانیت سے مُسکرایا تھا۔۔

..........

وہ اُن دونوں کو ائیرپورٹ چھوڑ کر واپس آیا تو ایک بج رہا تھا۔۔ سب ہی سو رہے تھے وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔

دروازہ کھولتے ہی وہ ٹھٹکا تھا وہ سامنے بیڈ پر سو رہی تھی۔۔ ارمان اُس پر نظریں جمائے چلتا ہوا بیڈ کی دوسری سائیڈ پر آیا تھا۔۔ گھڑی اتارتے وہ بیڈ پر بیٹھا جیب سے والٹ موبائل نکال کر اُس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔ پاؤں کو جوتوں کی قید سے آزاد کراتے وہ وارڈ روب سے اپنی شرٹ ٹراؤزر نکالتا واش روم میں بند ہوا تھا۔۔

پانچ منٹ بعد وہ چینج کرتا باہر آیا تھا۔۔

وہ احتیاط سے بیڈ پر آکر لیٹا تھا۔۔ موسم سرد تھا۔۔ وہ اُسی کا بلینکٹ اوڑھے ہوئے تھی۔۔ فِل حال کوئی اور بلینکٹ میسر نہیں تھا اُس نے تھوڑا قریب ہو کر آرام سے بلینکٹ خود پر لیا تھا۔۔

پھر اطمینان سے اُس کے چہرے کو تکا تھا۔۔ اب تک دونوں ہی اِس رشتے کو محسوس نہیں کر پائے تھے۔۔

اُسے احساس تھا اِس کے سامنے سوئی ہوئی لڑکی اپنے فائنل پیپرز کو پسِ پُشت ڈال کر اُس کے پیاروں کو سنبھالنے میں لگی ہوئی ہے۔۔ سب کا خیال رکھنا۔۔ حیا کو سنبھالنا۔۔ وہ اُس کے دل میں ایک خاص مُقام حاصل کر گئی تھی۔۔

اتنے دونوں سے ایک کمرے میں سونے کے باوجود وہ آج پہلی بار اُسے اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا۔۔

پہلی رات وہ اُس کی گود میں سر رکھے سو گیا تھا۔۔ دوسرے دن جائے نماز پر۔۔ اُس کے بعد حیا آگئی تھی۔۔ اور وہ اتنے دن حیا کے ساتھ بیڈ پر سوتی اور وہ صوفے پر۔۔

ارمان کا ہاتھ بےاختیار اُس کے چہرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ خود پر قابو پا کر اپنے ہاتھ کی مُٹھی بند کی تھی اُس نے۔۔ پھر کروٹ بدل کر سونے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔

..........

صبح کے ساڑھے چار بجے وہ لوگ لاہور پہنچے تھے۔۔ وہ اُسے شہریار کے فرنشڈ فلیٹ لے آیا تھا۔۔ وہ ائیرپورٹ پر بھی سارا وقت اُس سے چمٹی رہی تھی۔۔ کوئی سامنے سے گزر جاتا وہ اُس کی شرٹ کو

اور مضبوطی سے تھام لیتی وہ اُس کی ذہنی حالت سمجھ رہا تھا۔۔ وہ اُس سارے وقت میں اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیے بیٹھا رہا تھا۔۔

اور اِس وقت وہ بیڈ پر لیٹا تھا وہ اُس کے سینے پر سر رکھے اُسے مضبوطی سے جکڑے اُس کے ساتھ سوئی ہوئی تھی۔۔

کتنی بار اِبراہیم نے خود پر ضبط کیا تھا۔۔ دل تو چاہ رہا تھا اُس لکی کو قبر سے نکال کر پھر اُس پر گولیاں برسائے۔۔

"سوئیٹ ہارٹ میں ہوں ناں تمہارے پاس، آنکھیں بند کرو شاباش"۔۔ وہ اُس کی پیشانی چُوم کر بولا۔۔ پھر اُس کے بالوں میں اُنگلیاں پھیرنے لگا تھا۔۔ کچھ دیر میں وہ سوچکی تھی۔۔ اُس کا سر احتیاط سے تکیے پر رکھتا وہ نماز پڑھنے کی نیت سے واش روم میں وضو کرنے گیا تھا۔۔

..........

نامانوس سی آواز پر وہ ایک دم آنکھیں کھول گیا تھا۔۔ پہلے تو اُسے سمجھ نہیں آیا تھا کیا ہورہا ہے۔۔ پھر دماغ نے کام کیا وہ الارم تھا۔۔ اُس نے تکیے سے سر اُٹھائے بغیر اِدھر اُدھر ہاتھ مارا تھا۔۔ اُس کا ہاتھ کسی نرم ریشمی چیز سے ٹکرایا تھا وہ بےخیالی میں اُس پر ہاتھ پھیرنے لگا تھا

"اُففف۔۔ ائی۔۔" جب اچانک اپنے بہت قریب آتی نسوانی آواز پر اُس نے چونک کر کروٹ بدلی تھی۔۔

اُس کا ہاتھ آمنہ کے بالوں پر تھا اور وہ اُس کے بالوں کے ریشمی پن کو محسوس کرنے کے چکر میں بےچاری کے بالوں کو اچھا خاصا اُلجھا چُکا تھا۔۔ جبھی وہ احتجاج کر گئی تھی۔۔ وہ ایک دم اُٹھا تھا۔۔ آمنہ نے سب سے پہلے بجتا الارم بند کیا تھا۔۔

"آئی ایم سوری۔۔ یہ الارم میرا نہیں تھا اور اُوپر سے مجھے بلکل بھی یاد نہیں تھا کہ میرے ساتھ کوئی اور بھی سویا ہوا ہے"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر شرمندگی سے وضاحتیں پیش کرنے لگا تھا۔۔ وہ ابھی تک اپنے اُلجھے بالوں کو ہاتھوں سے ٹھیک کررہی تھی۔۔

"نہیں کوئی بات نہیں۔۔ آئی ایم سوری وہ الارم میں نے نماز کے لیے لگایا تھا"۔۔ وہ دھیرے سے کہتی سائیڈ پر پڑا ڈوپٹہ اُٹھا کر اُوڑھ چکی تھی۔۔ اُس کی بے ترتیب سانسوں کو محسوس کر کے وہ آرام سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتا مُسکرایا تھا۔۔

اُس کو خود کو مُسکراتے ہوئے دیکھتا پا کر اُس سے پہلے کہ آمنہ کے رہے سہے اُوسان بھی خطا ہوتے وہ ایک دم اُٹھی تھی۔۔

"میں وضو کر لوں۔۔ دیر ہورہی ہے"۔۔ وہ واش روم کی طرف مُڑی تھی۔۔ ارمان کی نظریں اُسی پر تھیں۔۔ اُس نے مُسکرا کر پاس پڑا تکیہ اُٹھا کر اپنی بانہوں میں بھینچا تھا۔۔ لیکن تکیے سے آتی وہ بھینی بھینی خوشبو اُس نے گہری ہوتی مُسکراہٹ سے سانس کو لمبا اندر کھینچ کر وہ خوشبو اپنے اندر اُتاری تھی جو اب اُس کے حواسوں پر چھانے لگی تھی۔۔

..........

وہ جاگنگ کر کے واپس آیا تو سامنے اُس کے کپڑے، موزے، تولیہ، جوتے، والٹ سب تیار رکھے ہوئے تھے۔۔ آج اُسے ہاسپٹل جوائن کرنا تھا۔۔ وہ ابھی یہ سب دیکھ رہا تھا جب وہ بولتی ہوئی کمرے میں داخل ہوی تھی۔۔ وہ ایک دم مُڑا تھا۔۔

"جلدی سے ریڈی ہوجائیں، میں ناشتہ بنا رہی ہوں"۔۔ وہ اپنے بالوں کا جوڑا بناتی اندر آئی تھی۔۔ بلکل بیویوں والا انداز وہ دل سے مُسکرایا تھا۔۔

"میری عادتیں خراب کر رہی ہیں آپ"۔۔ وہ اُس پر ایک خاص نظر ڈالتا بولا۔۔ ایک لمحے کو آمنہ کا دل دھڑکا تھا۔۔

"اور اگر یہی میرا مقصد ہوا تو۔۔؟؟"۔۔ وہ نچلا لب دانتوں میں دبائے براہ راست اُس کی آنکھوں میں دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔ اُس کے انداز پر ارمان ہاشمی جیسے فدا ہی تو ہوا تھا۔۔

"پھر تو ارمان ہاشمی گیا کام سے"۔۔ سر کو ہلکے سے دائیں بائیں ہلاتے اُس کو نظروں کی گرفت میں لیتا بولا تھا۔۔

"ہم سنبھالنے کی کوشش کریں گے ناں"۔۔ اُس کی زبان سے برجستہ نکلا جُملہ اُسے خود کو ہی گلابی کر گیا تھا۔۔ وہ ایک دم مُڑی تھی۔۔ لیکن پھر اُسے رُکنا پڑے گا کیوں کہ وہ اُس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے چُکا تھا۔۔ ساتھ میں آمنہ کا دل بھی رُکا ہو جیسے۔۔ وہ مُڑی نہیں تھی۔۔

"رات تو آپ میرے آنے سے پہلے ہی سو گئی تھیں"۔۔ بلکل الگ معنی خیز بات اُس پر ارمان کا آنچ دیتا کچھ بار آور کرواتا لہجہ، آمنہ کے دل نے دھڑک کر شور مچایا تھا۔۔

"آزما لیجیئے گا۔۔ اب سے ایسا کبھی نہیں ہو گا"۔۔ وہ شرم آمیز لہجے میں کہہ کر اپنا ہاتھ چُھڑاتی باہر نکلی تھی۔۔

وہ لب دانتوں میں دبائے مُسکرایا تھا۔۔

.........

اُس کی آنکھ کُھلی، خود کو یکسر اجنبی کمرے میں پا کر اُس کا دل خوف سے بند ہونے کو تھا۔۔ وہ ایک دم اُٹھ بیٹھی تھی۔۔ بلینکٹ کو تھامے وہ گھٹنوں میں خود کو چُھپانے لگی تھی۔۔

جب وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ کسی کے کمرے میں آنے کو محسوس کر کے اُس نے خوف اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔۔

"خبر۔۔ خبردار جو میرے قریب آئے تو"۔۔ وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھتی وحشت ناک لہجے میں بولی تھی۔۔ وہ ایک دم آگے بڑھا تھا۔۔

"حیا۔۔"۔۔ وہ اُس کے برابر بیٹھا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں لک۔۔ کی۔۔ مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ"۔۔ وہ دور ہٹی تھی۔۔

"میری جان میں اِبراہیم۔۔ اِدھر دیکھو میری طرف۔۔ اِبراہیم ہوں میں"۔۔ وہ اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیتا بولا تھا۔۔ وہ ایک دم شانت ہوئی تھی۔۔ ڈرتے ڈرتے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے اُسے دیکھا تھا۔۔ پھر اپنے ہاتھ سے دھیرے سے اُس کے گال کو چُھوا تھا۔۔

"اِب۔۔ اِبراہیم۔۔"۔۔ وہ بڑبڑائی تھی۔۔ وہ اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔۔

"کہاں چلے گئے تھے آپ۔۔ میں اکیلی تھی۔۔ کہاں تھے آپ"۔۔ وہ اُس کی شرٹ تھامے اُس کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔

"میری جان۔۔ یہیں تھا۔۔ یہ رہا تمہارے سامنے۔۔ اب کہیں نہیں جاؤں گا"۔۔ وہ اُسے خود میں سموتے اُس کا سر چُومتا بولا تھا۔۔

"کہیں نہیں جائیں گے پرامس۔۔؟؟"۔۔ وہ سر اُٹھائے بھیگی آنکھوں میں بے یقینی لائے پوچھ رہی تھی۔۔

"کہیں نہیں جاؤں گا پرامس"۔۔ وہ اُس کی بھیگی آنکھیں چومتا بولا تھا۔۔ حیا نے اپنا سر اُس کے سینے پر رکھا تھا۔۔

اِبراہیم کو احساس تھا حیا کے دل سے ڈر نکالنا صبر آزما کام تھا اور اُسے یہ کام پورے دل سے کرنا تھا۔۔ وہ گہری سانس بھر کر اُس کے ماتھے سے بال ہٹانے لگا تھا۔۔ اتنی سردی میں بھی مارے خوف کے وہ پوری کی پوری پسینے میں نہا گئی تھی۔۔

"فریش ہو جاؤ، پھر ناشتہ بھی کرنا ہے"۔۔ وہ اُسے خود سے ہٹاتا بولا۔۔ پھر اُس کا ہاتھ تھام کر کھڑا کیا تھا۔۔

"جاؤ شاباش"۔۔ وہ واش روم کی طرف اشارہ کر کے بولا۔۔

"آپ بھی چلیں"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر بولی۔۔ ایک لمحے کو وہ چُپ ہوا تھا۔۔

"پہلے آپ دیکھیں، کوئی ہے تو نہیں واش روم میں"۔۔ ضبط کی کِن کِن منزلوں سے گزرنا تھا اِبراہیم ہاشمی کو۔۔

وہ اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے اپنے ساتھ واش روم لایا تھا۔۔

"کوئی بھی نہیں ہے۔۔ تم فریش ہوکر آؤ میں یہیں دروازے کے پاس کھڑا ہوں"۔۔ وہ بُمشکل مُسکرا کر اُس کا گال چھو کر بولا۔۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔۔

"وہ۔۔ ونڈو بند کردیں"۔۔ وہ کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے بولی تھی۔۔ اُس نے گہرا سانس لے کر کھڑکی بند کی تھی۔۔

واش روم کے دروازے کے باہر کھڑا وہ غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔۔

ناشتہ کروانے کے بعد حیا نے اُس سے گھر کی ساری کھڑکیاں لاک کروائی تھی۔۔ پھر گیلری کو تالا لگوایا تھا۔۔ وہ کچھ بھی کہے بغیر اُس کی ہر بات مانتا گیا تھا۔۔

ناشتہ وہ خود بناتا تھا جبکہ دوپہر اور رات کا کھانا شہریار کے جاننے والے سپاہی کی بیوی کے ذمے تھا۔۔ جسے کے پیسے وہ ادا کر چُکا تھا۔۔

..........

"شرم تو آ نہیں رہی تمہیں، دو دن کی آئی دُلہن سے اپنی خدمتیں کرواتے ہوئے"۔۔ رحمت جہاں نے اُس کے سر پر چپت مارتے اُسے شرم دلانی چاہی تھی۔۔ وہ جو اُس کے آگے ناشتہ رکھ رہی تھی ایک دم جھینپی تھی۔۔

"اب آپ کی بہو خود میری عادتیں بگاڑنے کی کوششوں میں ہے تو میں کیا کروں چھوٹی دادو"۔۔ وہ اُس کو معنی خیزی سے دیکھتا بولا تھا۔۔ وہ سٹپٹائی تھی۔۔

"تو دیور جی، آپ بھی تو مزے سے میری دیورانی سے ناز اُٹھوا رہے ہیں"۔۔ فرح ارحم کو گود میں لیے کُرسی پر بیٹھ کر بولی۔۔ نظر آمنہ کے گلابی چہرے پر ڈالی تھی۔۔

"اُفف یہاں تو دادی، پوتے، جیٹھانی سمیت سب ہی بولڈ ہیں"۔۔ سب کی نظریں خود پر محسوس کرتی اُس نے اپنے ہاتھ مسلے تھے۔۔

"بیٹھو بیٹا۔۔ تم بھی اِس کے ساتھ ہی ناشتہ کرو۔۔ ایک تو تم نے مہندی بھی نہیں لگائی جو میں کہتی کہ جب تک دُلہن کے ہاتھ کی مہندی نہیں اُترتی وہ کام نہیں کرتی"۔۔ وہ اُسے ارمان کے ساتھ والی کُرسی پر بٹھا چکی تھی۔۔ بولڈ سی آمنہ کے ہاتھ اِس لمحے بھیگے تھے۔۔

"تو ایک کام کریں ناں چھوٹی دادو، اِن کے ہاتھوں پر مہندی لگا دیں، جب تک مہندی نہیں اُترتی ہم اِن کے ناز اُٹھا لیں گے"۔۔ وہ شوخ ہوا تھا۔۔ آمنہ کا سر مزید جُھکا تھا۔۔


Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

"چلو جلدی سے ناشتہ کر کے ہاسپٹل جاؤ میری بہو کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔ رحمت جہاں نے اُسے پیار سے ڈپٹا تھا۔۔ وہ آمنہ کا شرمایا گھبرایا روپ آنکھوں میں بسا کر مُسکرا دیا تھا۔۔ یہ سارا منظر عصمت جہاں خاموشی سے دیکھ رہی تھیں۔۔ اُن کو ایسے ہنستا مُسکراتا دیکھ کر دل ہی دل میں دونوں کی نظر اتارتے لگیں

کتنے دنوں بعد اُن کے بچّے خوش ہوئے تھے۔۔

"بس میری حیا ٹھیک ہوجائے میں دھوم دھام سے چاروں کا ولیمہ کروں گی"۔۔ وہ بھیگی لہجے میں بولی تھیں۔۔ ارمان جو ناشتہ ختم کر چُکا تھا۔۔ اُن کی طرف بڑھا۔۔

"ان شاءاللہ دادو۔۔ وہ جلدی ٹھیک ہوجائے گی۔۔مجھے اللہ کے بعد اِبراہیم کی حیا کے لیے محبت پر پورا یقین ہے"۔۔ وہ اُن کو بازو کے حلقے میں لیتا بولا تھا۔۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔۔ اللہ حافظ"۔۔ وہ ایک مُحبت بھری نظر اُس پر ڈالتا زور سے بول کر باہر نکلا تھا۔۔

"جاؤ بیٹا۔۔ اُسے باہر تک چھوڑ آؤ"۔۔ وہ جو اُسی کو دیکھ رہی تھی رحمت جہاں کے کہنے پر سٹپٹائی تھی۔۔

"جاؤ جاؤ۔۔ اچھی بیویاں آیتہ الکرسی کے حصار میں بھیجتی ہیں اپنے شوہروں کو"۔۔ فرح کے شرارت سے کہنے پر وہ تیزی سے باہر بھاگی تھی۔۔ اُس کے تیزی سے جانے پر فرح زور سے ہنسی تھی جب کہ وہ دونوں مُسکرا دی تھیں۔۔

"اُففف یار ایک ہی دن میں اتنا حیران کر رہی ہیں، میں تو واقعی کسی کام کا نہیں رہوں گا"۔۔ وہ گاڑی میں بیٹھ چُکا تھا۔۔ پر اِس کو دیکھ کر واپس باہر آیا تھا۔۔

"اب اپ مجھے سی آف کرنے آئی ہیں تو میرا بھی فرض بنتا ہے ناں آپ کو اچھے سے سی آف کروں"۔۔ اِس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی وہ جُھک کر اُس کا گال چُوم چُکا تھا۔۔ وہ گڑبڑائی تھی

"ایسے کرتے ہیں سی آف، جانِ من اللہ حافظ"۔۔ وہ مُسکرا کر اُس کا وہی گال ہاتھ سے چھوتا گاڑی میں بیٹھ کر جا چُکا تھا۔۔

" فی امان اللہ"۔۔ وہ ابھی تک اُس کے پُر اثر لمس میں کھوئی بڑبڑائی تھی۔۔ پھر واقعی اُس کی جاتی ہوئی گاڑی پر پڑھ کر پھونکنے لگی تھی۔۔ ایک دم اُس کی حرکت یاد آنے پر وہ گال پر ہاتھ رکھے مُسکراتے ہوئے اندر بڑھی تھی۔۔

.........

وہ آج بھی اپنے سارے کام اُسی سے کروا رہی تھی۔۔ اُس کو اپنے ہاتھ سے ناشتہ کروانے کے بعد ابھی کچھ دیر پہلے وہ نہانے گئی تھی۔۔ جب تک وہ نہا کر آ نہیں گئی تھی۔۔ وہ واش روم کے باہر کھڑا رہا تھا۔۔

ٹاول سے اُس کے لمبے بالوں کو خُشک بھی اُسی نے کیے تھے۔۔ اب وہ اپنے ہاتھوں سے اُس کے گیلے بالوں کو سُلجھا رہا تھا۔۔ وہ چُپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"سردی لگ رہی ہے حیا"۔۔ وہ اُس کے کانپتے وجود کو دیکھ کر پوچھنے لگا اُس کے گیلے بال اُس کی شرٹ کو بھگو گئے تھے۔۔ وہ سردی لگنے کے باوجود نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"اچھا اِدھر باہر آؤ دیکھو گیلری میں کتنی اچھی دُھوپ آئی ہے"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کا اُسے کھڑا کرتے بولا۔۔

"نن۔۔نہیں گیلری میں نہیں جانا"۔۔ وہ اُس سے لگ کر بولی تھی۔۔ اِبراہیم نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔ وہ جب سے آئی تھی ایک بار بھی کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔ حیا کا خود سے لگ کر کھڑے ہونے سے اِبراہیم نے محسوس کیا تھا، اُس کا پورا وجود نہانے کے باعث ٹھنڈا ہو رہا تھا۔۔ اُسے پریشانی ہوئی تھی اُس کے بال بھی گیلے تھے اِس طرح تو وہ بیمار ہو جاتی۔۔

"لیکن یار۔۔ مجھے تو سردی لگ رہی ہے ناں۔۔ میرے لیے بھی نہیں چلو گی۔۔؟؟"۔۔ وہ اب جُھک کر اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔

# خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر ( افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز ( ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

اُس کی توقع کی عین مُطابق حیا نے اُس کے لیے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

وہ گیلری کا تالا کھولنے لگا تھا جب وہ اُس کے قریب ہوتی اُس کا ہاتھ تھام گئی تھی۔۔

"کیا میری پرنسس کو میرے ہوتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا ہے"۔۔ وہ ہاتھ روک کر پوچھنے لگا تھا۔۔ وہ نفی میں سر ہلانے کے باوجود اُس کا بازو تھام گئی تھی۔۔

وہ لوگ سیکنڈ فلور پر تھے۔۔ سامنے کوئی بلڈنگ نہ ہونے کہ باعث اچھی خاصی دھوپ آرہی تھی۔۔

اُسے ایک کرسی پر اِس طرح بٹھایا کہ دھوپ اُس کی کمر اور بالوں پر پڑے۔۔ تاکہ اُس کے بال خشک ہوجائیں۔۔

"یہ دیکھو میں تمہارے لیے کیا لایا ہوں"۔۔ وہ اُس کے سامنے ڈئیری ملک چاکلیٹ لہرا کر بولا تھا۔۔

چاکلیٹ پر نگاہ جماتے اُس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔

"آ۔۔آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر گئے تھے۔۔ وہ۔۔وہ آجاتا پھر۔۔"۔۔ وہ پھر ہسٹریک ہونے لگی تھی۔۔

اِبراہیم نے چاکلیٹ میز پر رکھ کر اُسے سنبھالا تھا۔۔

"نہیں میری جان۔۔ تم سے پرامس کیا ہے ناں۔۔ پھر تمہیں چھوڑ کر کیسے جاسکتا ہوں"۔۔ وہ اُسے خود سے لگاتا بولا۔۔ وہ اب خوف سے کانپ رہی تھی۔۔

"پھ۔۔پھر یہ چاکلیٹ۔۔"۔۔ وہ چاکلیٹ کی طرف اُنگلی اُٹھا کر ایسے بولی جیسے اِس چاکلیٹ میں سے لکی نکلے گا۔۔

"میں اپنے ساتھ کراچی سے لایا تھا اپنی پرنسس کے لیے پورا پیکٹ۔۔ فریج میں دیکھنا۔۔ بہت سارے چاکلیٹ لایا تھا"۔۔ وہ اب اُس کے سر پر اپنی پیشانی رکھتا بولا تھا۔۔ یہ اتنا آسان نہیں تھا۔۔

اِبراہیم ہاشمی نے اُس سمے سوچا تھا۔۔

.........

"مان آپ کیسے ہیں۔۔؟؟۔۔ سنی، ارحم، بجو، امی سب۔۔؟؟"۔۔ وہ اِس وقت ارمان سے ویڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔۔ ارمان اُس کے اتنے سارے نام لینے پر مُسکرایا تھا۔۔

"سب ٹھیک ہیں، میری گڑیا کیسی ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اب اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔

"میں بھی ٹھیک ہوں"۔۔ وہ مختصراً بولی تھی۔۔

"اِبراہیم تمہارا خیال رکھتا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔ حیا نے ایک دم موبائل اسکرین اپنے ساتھ بیٹھے اِبراہیم کی طرف کی تھی۔۔ اُس کی اِس حرکت پر وہ دونوں ہی مُسکرائے تھے۔۔

"ارے گڑیا میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔؟؟"۔۔ وہ اِبراہیم کو دیکھتے شرارت سے پوچھ رہا تھا۔۔

ابراہیم نے اُس کے قریب ہوکر اُسے اپنے ساتھ فوکس کیا تھا۔۔

"یہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں مان، اگر یہ نہ ہوتے ناں تو وہ لک۔۔کی مجھے لے"۔۔ اُس کی ذہنی رو پھر بھکی تھی۔۔ ارمان نے دُکھ سے آنکھیں میچیں تھیں۔۔

اِبراہیم نے اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیا تھا۔۔

"ارے حیا اِس سے یہ تو پوچھو کہ بھابھی کیسی ہیں۔۔؟؟ پسند آئیں نہیں آئیں۔۔۔؟؟"۔۔ اِبراہیم نے بات بدلی تھی اب کے وہ مُسکرائی تھی۔۔ اُس کو مُسکراتے دیکھ کر ارمان دل سے مُسکرایا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے بھابھی بہت اچھی ہیں"۔۔ وہ دل سے بولی تھی۔۔ حیا کا موڈ بدلتے دیکھ کر دونوں نے شکر کیا تھا۔۔

"ارمان تم جب تک حیا سے باتیں کرو، میں عشاء پڑھ لوں حیا"۔۔ وہ اپنا ہر کام اُس سے پوچھ کر کرتا تھا۔۔ اُس کے اثبات میں سر ہلانے سے وہ وضو کرنے چلا گیا تھا۔۔ سنی بھی آگیا تھا وہ سنی اور ارمان کے ساتھ پوری طرح مگن رہی تھی اُس نے سلام پھیرا تھا وہ فون رکھ کر اُس کے پاس آئی تھی، لیکن وہ دوبارہ سے نیت باندھ چُکا تھا وہ چُپ چاپ اُس کے پاس نیچے آکر بیٹھ گئی تھی۔۔ دو تین منٹ بعد اُس نے سلام پھیرا تو حیا اپنا سر اُس کی گود میں رکھ کر زمین پر ہی لیٹ گئی تھی۔۔ وہ مُسکرایا تھا پر کچھ کہے بغیر دعا مانگنے لگا تھا۔۔ پانچ منٹ بعد ہر چیز سے فارغ ہو کر اِبراہیم نے اُسے دیکھا وہ اُس کی گود میں سر رکھے سو چکی تھی۔۔

"حیا"۔۔ اُس نے نرمی سے اُس کے گال پر ہاتھ رکھ کر پُکارا تھا۔۔ اُسے اُٹھتے نہ دیکھ کر اُسے اپنے بازوؤں میں بھر کر بیڈ پر لٹا کر وہ ہٹنے لگا تھا جب حیا نے بند آنکھوں سے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔ وہ اُس کے ساتھ ہی لیٹ گیا تھا۔۔

...........

پنجاب والے سارے اپنے گھروں کو لوٹے تھے خیر سے۔۔ رات ساڑھے گیارہ بجے اچانک جویریہ شہریار کے ساتھ آدھمکی تھی۔۔ فرح نے تھوڑی دیر اُس کے ساتھ بیٹھ کر اپنے بچّوں کی وجہ سے مزید بیٹھنے سے معذرت کی تھی۔۔

وہ تب سے آمنہ کے ساتھ کمرے میں بند تھی۔۔

"یار یہ عورتیں ہم مردوں کو پاگل کرنے کے لیے کافی ہوتی ہیں"۔۔ سوا بارہ بج رہے تھے۔۔ شہریار کا نیند سے بُرا حال تھا۔۔ ارمان نے اُس کی بات پر قہقہہ لگایا تھا۔۔ وہ دونوں باہر تخت پر بیٹھے چائے

پی رہے تھے۔۔ وہ تین بار اُس کو فون کر چُکا تھا۔۔ وہ ہر بار 'بس آرہی ہوں بھائی' کہہ کر فون رکھ دیتی۔۔

تقریباً ساڑھے بارہ بجے وہ اکیلی باہر آئی تھی۔۔

"چلیں بھائی، اِس سے پہلے کے ارمان بھائی مجھے دھکے دے کر نکالیں۔۔ کب سے اِن کی بیوی پر قبضہ کر کے بیٹھی ہوئی تھی میں"۔۔ وہ شہریار کا بازو پکڑ کر اُٹھانے لگی۔۔ اُس کی بات پر وہ زور سے ہنسا تھا۔۔

"ارے ارے کیا ہوا ہے۔۔ آمنہ سے تو ملنے دو"۔۔ وہ اُس کے کھینچ کر اُٹھانے پر ہڑبڑاتے ہوئے بولا تھا۔۔

"مُنو سو گئی ہے بھائی اُس نے کہا تھا آپ کو اللہ حافظ کہہ دوں۔۔ اوکے ارمان بھائی اللہ حافظ"۔۔ وہ شہریار کو کھینچتی دروازے کی طرف بڑھی تھی۔۔ جب کہ وہ 'مُنو سو گئی ہے' کہ الفاظ پر اُلجھا تھا۔۔

"اچھا یار چلتا ہوں، یہ پاگل ہی ہوگئی ہے"۔۔ وہ ارمان سے مصافحہ کرتے چلا گیا تھا۔۔ وہ دروازہ بند کرتا اُلجھا اُلجھا اپنے کمرے کے طرف بڑھا تھا۔۔ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر بیڈ پر نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹکا تھا۔۔

.........

وہ دلھن بنی ارمان ہاشمی کا ضبط آزما گئی تھی، پر آج کی رات شاید نہیں یقیناً ارمان ہاشمی کو ضبط کرنا بھی نہیں تھا۔۔ وہ دھیرے دھیرے چلتا اُس کے بلکل پاس آکر بیٹھا تھا۔۔ آمنہ نے بےاختیار اپنی ٹانگیں سمیٹی تھیں۔۔ اُس کی اِس حرکت پر وہ کھل کر مُسکرایا تھا۔۔ وہ اِس وقت اُسی نکاح کے جوڑے اور

جیولری میں سر تا پیر اُس کے لیے سجی تھی۔۔ اُس کا سجا سنورا رُوپ، اُس کی کلائی میں بندھے گلاب اور موتیوں کے گجروں کی خوشبو ارمان ہوش کھو رہا تھا جیسے۔۔

"یار آج تو میرے پاس مُنہ دکھائی بھی نہیں ہے"۔۔ اُس کے ٹیکے کو چھیڑتا وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر اپنی اُسی مُسکراہٹ سے بولا تھا جس نے ہمیشہ آمنہ کو مسمرائیز کیا تھا۔۔ اور ابھی بھی وہ اُس دلنشین مسکراہٹ میں کھوئی تھی۔۔

"آپ کے نام، آپ کے ساتھ کی صورت مجھے سب کچھ مِل چُکا ہے"۔۔ شرمگیں مُسکراہٹ، اُٹھتی گرتی پلکیں، ہمیشہ کی طرح وہ اُس کی اِس ادا پر فدا ہی تو ہوا تھا۔۔ اُس پر اُس کا خودسُپردگی کا انداز۔۔

"لیکن مجھے تو گفٹ دینا ہے"۔۔ وہ شرارت سے بولا تھا۔۔ اُس کے بات پر آمنہ نے پلکیں اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھنے کی غلطی کی تھی۔۔ مُقابل کی آنکھوں میں معنی خیزی، محبت، چاہت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔۔ اُس کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں۔۔

"آمنہ"۔۔ ارمان نے چُوڑیوں سے بھرا اُس کا ہاتھ تھاما جو کہ ٹھنڈا یخ ہو رہا تھا۔۔۔ اُس کے ہاتھوں کی پُرحِدت گرمی محسوس کر کے وہ خود میں سمٹی تھی۔۔

"حیا اور سنی کو ماں باپ دونوں بن کر پالا ہے، اِس رشتے کے حوالے سے ہمیشہ ایک خوف رہا، ایک انجانا خوف، پتا نہیں میرے جان سے عزیز رشتوں کو وہ قُبول کرے گی یا نہیں۔۔ میں نے ہمیشہ یہی سُوچا کبھی زندگی میں شادی کی تو ان شاءاللہ بیلنس رُکھوں گا، پر تم نے میری زندگی کو، میرے رشتوں کو ایسے بیلنس کیا کہ میں تو تمہارا گرویدہ ہوگیا ہوں"۔۔ وہ محبتوں سے چُور لہجے میں بول کر اُس کی پیشانی پر اپنی محبت کی مُہر ثبت کر گیا تھا۔۔ وہ جو اب تک اُس کے ہاتھ میں تھامے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔۔ دھیرے سے اپنا سر اُس کے سینے سے ٹکا گئی۔۔

"آپ تو پہلی نظر میں ہی دل کو خاص لگے تھے، ایسا کیسے ہو سکتا ہے، جس سے مُحبت ہو اُس سے جُڑے رشتے عزیز نہ ہوں۔۔؟؟ جِس سے مُحبت ہو اگر اُس سے جُڑے رشتوں سے محبت نہ ہو تو سمجھو محبت ہے ہی نہیں"۔۔ وہ پیار سے بولتی گئی تھی۔۔ ارمان نے تشکرانہ انداز سے اُوپر دیکھتے اُس کے بالوں پر لب رکھتے اُسے محبت سے خود میں سمویا تھا۔۔

"اور اب بھی تمہیں میری موجودگی ڈسٹرب کرے گی"۔۔ اُس کی انوکھی بات پر آمنہ نے اچانک اُس کے سینے سے سر اُٹھا کر نا سمجھی سے اُسے دیکھا تھا۔۔ پر اُس کی آنکھوں میں چُھپے جذبات دیکھ کر وہ سٹپٹائی تھی۔۔

"آئم ناٹ آسکنگ یو آئم ٹیلنگ یو جانِ ارمان"

(میں تم سے پوچھ نہیں رہا، میں تمہیں بتا رہا ہوں جانِ ارمان)

وہ وارفتگی سے اُس کے چہرے کو تکتا اُس کے ہواس اُڑا گیا تھا۔۔۔

...........

رات کے دوسرے پہر وہ اُس کے سر پر کھڑا تھا۔۔

"چلو میرے ساتھ۔۔ تم کیا سمجھ رہی تھی میں تم تک نہیں پہنچ پاؤں گا"۔۔ وہ دھک سے رہ گئی تھی۔۔

"نن۔۔ نہیں اِب۔۔"۔۔ اُس نے آواز دینی چاہی تھی پر اُس کے گلے سے آواز ہی نہیں نکلی تھی۔۔

"ہا ہا ہا۔۔ رانی کوئی نہیں تمہارے پاس اکیلی ہو تم"۔۔ وہ زور زور سے ہنستا اُس کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا تھا۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ میں نہیں جاؤں گی تمہارے ساتھ۔۔"۔۔ وہ دائیں بائیں سر ہلاتی زور زور سے چیخ رہی تھی۔۔

"حیا!۔۔ حیا!"۔۔ وہ اُسے آوازیں دے رہا تھا۔۔

"اِبراہیم!!!۔۔ وہ مجھے لے جائے گا اِبراہیمممممم!!!"۔۔ وہ اب کے زور سے چیخی تھی جب کسی نے اُسے خود سے لگایا تھا۔۔

"کوئی نہیں ہے حیا۔۔ میں ہوں اِبراہیم"۔۔ اُس نے سائیڈ لیمپ جلایا تھا۔۔ اُس کا پورا وجود پسینے میں نہایا ہوا تھا۔۔ بے ترتیب سانسیں۔۔

"وہ آیا تھا۔۔ یہاں کھڑا تھا"۔۔ وہ اُس سے چمٹتے روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

"کوئی نہیں ہے حیا یہاں، مر چُکا ہے وہ۔۔ میرے سامنے مرا ہے وہ"۔۔ وہ اب زور سے بولا تھا اُس کی بات پر حیا ایک دم ساکت ہوئی تھی۔۔

اِبراہیم نے اُس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما تھا۔۔

"تمہیں مجھ پر یقین ہے ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔ وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔ آنکھیں پھر سے بھیگی تھیں۔۔

"پھر میری جان اپنے اِبراہیم پر یقین کرو وہ مر چُکا ہے۔۔ وہ اب تمہیں کبھی تنگ نہیں کرے گا۔۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔۔ تمہاری طرف آنے والی ہر تکلیف کو پہلے اِبراہیم ہاشمی سے سامنا کرنا ہوگا"۔۔ وہ اُس کو خود سے لگاتا بولا تھا۔۔ وہ آج پھر اُسی تکلیف سے رو دی تھی جیسے اُس رات روئی تھی۔۔

"بس میری جان آج رو لو سارا۔۔ بس آخری بار۔۔ اب میں کبھی تمہیں رونے نہیں دوں گا۔۔ ان شاءاللہ"۔۔ وہ محبت سے اُس کی پیشانی چُوم کر بولا پھر اُس کی آنکھوں اور گالوں پر بہتے اُس کے آنسوؤں کو بڑی نرمی اور محبت سے اپنے ہونٹوں سے چُنا تھا جیسے اُس کا ہر غم خود پر سہنے کا عزم کیا ہو۔۔

حیا نے جیسے تھک کر اپنا سر اُس کے سینے پر رکھا تھا۔۔

"آج کہہ دو اپنی ساری تکلیفیں۔۔ وہ پانچ سالوں کی تکلیف۔۔ اِن تین دن تین راتوں کی تکلیف سب مجھے دے دو حیا"۔۔ وہ رو دی تھی۔۔ پر وہ بولتا گیا تھا

"اپنے سارے دُکھ اپنی ساری تکلیفیں اپنے اِبراہیم کو دے دو"۔۔ سب کچھ یاد کر کے وہ اور شدّتوں سے رو دی تھی۔۔

"میرے دل نے ہر پل ہر لمحہ آپ کو یاد کیا تھا۔۔ آپ نہیں رُکے تھے۔۔ پھپھو نے کہا تھا آپ سے پوچھ کر اُنہوں نے مجھ سے بات کی ہے، پھر بھی آپ نہیں رُکے تھے"۔۔ وہ اب اُس کی شرٹ جھنجھوڑ کر اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔ اُس نے اُسے رونے دیا وہ چاہتا تھا وہ روئے چیخے پر آج اپنا سارا غم اُسے دے دے۔۔

"رمی۔۔میز۔۔ مجھے نہیں پتا تھا یہ رشتہ کیا ہوتا ہے۔۔ اُس شخص نے مجھے۔۔ مجھے کچھ دنوں میں بڑا کردیا۔۔ اپنی گھٹیا باتوں سے۔۔"۔۔ وہ اُس کا گریبان تھامے اُس کی آنکھوں میں دیکھے بولے جارہی تھی۔۔ آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔۔

"ابھی آپ نہیں تھے، اُس۔۔اُس نے مجھے کہا تھا۔۔ وہ مجھے آپ کی نظروں سے گرا دے گا۔۔ آپ۔۔ میرے مُنہ پر تھوکیں"۔۔ وہ ہچکیوں سے روتی جملہ ادھورا چھوڑ گئی تھی۔۔ اِبراہیم ویسے ہی اُسے دیکھتا رہا بغیر کچھ کہے۔۔

"اُس کمرے میں میں نے مان کو، آپ کو بہت یاد کیا تھا۔۔ مجھے پتا تھا۔۔ مجھے پتا تھا آپ آئیں گے، جیسے اُس دن شیری بھائی کے گھر کے باہر آپ اُس آدمی سے لڑ گئے تھے۔۔ جیسے روڈ پر آ۔۔آپ اچانک آگئے تھے۔۔ میر۔۔میرے دل نے۔۔کہا تھا اِبراہیم آئے گا"۔۔ وہ اب سسکیاں لے رہی تھی۔۔

"حیا۔۔س۔۔سب کچھ بھول گئی تھی۔۔ یا۔۔یاد تھا تو صرف یہ۔۔ کہ۔۔حیا صر۔۔صرف اِب۔۔اِبراہیم کی ہے۔۔ حیا کو چُھونے کا حق صرف اِب۔۔اِبراہیم کا ہے"۔۔ وہ اب بھی بغیر کچھ کہے اُس کی آنکھوں میں دیکھے گیا تھا۔۔

"اُس رات جب۔۔جب۔۔ سُمیرا نے مجھے باہر دھکا دیا تھا ایک لمحے کو مجھے اندھیرے سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔ لیک۔۔لیکن پھر لک۔۔کی کا خوف۔۔ آپ کی عزّت بچانے کا عزم۔۔ آپ سے اور مان سے ملنے کی آس مجھ جیسی ڈرپوک لڑکی کو اندھیرے سے لڑنے کی طاقت دے گئی۔۔ اب سمجھ آرہا ہے وہ طاقت دادو کی آپ سب کی دعائیں تھیں"۔۔ وہ اب بولتے بولتے نڈھال ہونے لگی تھی۔۔ پیشانی اُس کے سینے پر ٹکائی تھی۔۔ لیکن پھر جیسے کوئی تکلیف کا لمحہ اُس کے اندر کو ہلا گیا تھا۔۔ وہ ایک دم سر اُٹھا گئی تھی۔۔

"بھاگتے بھاگتے جب کرم دین نے مجھے واپس پکڑا تھا۔۔ میں سمجھی موت ہے۔۔ اب موت ہے۔۔ کیوں کہ یہ تو طے تھا میں مر جاتی پر آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو۔۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے خود کو مار دینا تھا"۔۔ آنسو پھر سے اُس کی آنسو سے بہنا شروع ہوئے تھے۔۔

"میں وہ لمحہ کبھی نہیں بھول سکتی جب میں نے سر اُٹھایا تھا اور سام۔۔۔ سامنے آپ کا چہرہ تھا۔۔ مجھے جیسے دوبارہ زندگی ملی ہو۔۔ مجھے یقین تھا اب مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ میں بچ گئی ہوں۔۔ لیکن پھر جب اُس نے"۔۔ اب حیا نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اُس کا چہرہ تھاما تھا۔۔ وہ ویسے ہی چُپ چاپ اُسے دیکھے گیا۔۔

"اُس نے آپ کی طرف پسٹل کی۔۔ جب اُس نے کہا کہ اگر میں چُپ نہ ہوئی تت۔۔تو وہ آ۔۔آپ کو گولی۔۔مار۔۔ میں ہار گئی تھی اُس لمحے۔۔ حیا ہار گئی تھی۔۔ اِبراہیم کو کچھ ہو جاتا تو بھلا حیا زندہ رہتی۔۔ کیسے رہتی"۔۔ اب وہ اُس کے گلے لگی دھاڑے مار مار کر رو رہی تھی۔۔

"بس میری جان۔۔ اپنے یہ سارے آنسو میرے سینے پر بہا دو۔۔ آج کے بعد ہم اِن تکلیف دہ دِنوں کو ہرگز یاد نہیں کریں گے"۔۔ وہ اُس کو خود میں سموتے رو دیا تھا۔۔ حیا نُور کے زبان سے نکلے ہر لفظ نے اِبراہیم ہاشمی کے دل کو کاٹا ہو جیسے۔۔ چار پانچ منٹ تک وہ اُس کے سینے سے لگی سسکیاں لیتی رہی تھی۔۔ وہ چُپ چاپ اُس کا وجود اپنی بانہوں میں لیے بیٹھا رہا تھا۔۔ حیا نے خود ہی سر اُٹھایا تھا۔۔

"لو پانی پیو"۔۔ وہ اُس کے ہونٹوں سے گلاس لگاتا بولا۔۔ اُسے پانی پلا کر اُس نے اُس کا بچا ہوا پانی خود پیا تھا پھر اُسے اپنے حصار میں لیتا سُلانے لگا تھا۔۔

.........

"اُٹھ جائیں ناں پلیز ارمان"۔۔ وہ تیسری بار آئی تھی اُسے اُٹھانے۔۔ وہ اُٹھ کر نہیں دے رہا تھا۔۔ ساڑھے دس بج چکے تھے۔۔

"دادو دو بار آپ کا پوچھ چکی ہیں۔۔ اب تو بجو بھی آنکھیں گُھما گُھما کر مجھے دیکھ رہی ہیں، میں نہیں جارہی اب نیچے"۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھتے روہانسی ہوئی تھی۔۔ وہ تکیے میں سر دیئے پڑا تھا۔۔

"یار تو جا کر بول دو ناں ابھی تو سویا ہے میرا شوہر"۔۔ وہ تکیے کے اندر سے ہی بولا تھا۔۔

"اللہ کا خوف کریں، فجر کی نماز کو پانچ چھ گھنٹے ہونے کو آئے ہیں"۔۔ اُس نے زور سے دُہائی دی تھی۔۔ اب کی بار وہ کھل کر ہنستا سیدھا ہوا تھا۔۔ چہرے پر رکھا تکیہ کمر کے پیچھے لگاتے وہ نیم دراز ہوا تھا۔۔ نظریں اُس پر ٹکائی تھیں۔۔

اُسے خود کو دیکھتا پا کر اُس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں۔۔

"اب کیا مجھے دیکھ رہے ہیں۔۔ فریش ہوں جا کر، دادو کو اپنا چہرہ دکھائیں۔۔ اپنے پیارے پوتے کا چہرہ دیکھنے کو وہ کب سے بے چین ہیں"۔۔ وہ اُس کا دھیان خود پر سے ہٹانے کو بولی تھی۔۔ وہ اُس کی بات کو سمجھتے ہوئے ہنس دیا تھا۔۔

"پہلے جو سامنے بیٹھی ہے اُس کا چہرہ تو دیکھ لوں"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے اپنے پاس کھینچتا بولا تھا۔۔ آمنہ نے اُس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر خود کو اُس پر گرنے سے بچایا تھا۔۔

"آپ کو پتا ہے حیا۔۔"۔۔ اُس نے جان کر بات ادھوری چھوڑی تھی

"کیا ہوا حیا کو۔۔؟؟"۔۔ اور وہی ہوا جو وہ چاہتی تھی۔۔ وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔۔ اُس پر گرفت ڈھیلی ہوئی تھی۔۔ وہ اُس سے دور ہوئی تھی۔۔

"حیا کی آنکھیں بلکل آپ کے جیسی ہیں"۔۔ وہ بول کر جلدی سے کھڑے ہوتے دروازے پر رُکی تھی۔۔ وہ ایک لمحے کو اُس کی ساری شرارت سمجھا تھا۔۔

"کوئی بات نہیں جانِ ارمان تمہارے سارے راستے تو مجھ تک ہی آتے ہیں ناں"۔۔ وہ اپنے بکھرے بالوں میں ہاتھ چلاتا بولا تھا

"اور مجھے ہر وہ راستہ عزیز ہے جس کی منزل آپ ہوں"۔۔ وہ چلتی ہوئی اُس تک آئی تھی۔۔ ارمان نے مُسکرا کر اُس کا ہاتھ تھام کر اُسے اپنے پاس بٹھایا تھا۔۔

"تمہیں پتا ہے۔۔ تمہاری آنکھوں میں اپنے لیے مُحبت دیکھ کر میں نے خود پر ناز کیا تھا"۔۔ ارمان نے اُس کے بالوں کی لٹوں کو اُس کے چہرے سے ہٹایا۔۔ اُس کے چہرے پر بکھرتے رنگوں کو دیکھ کو وہ محظوظ ہوا تھا۔۔ کبھی شرمیلی سی، کبھی بولڈ سی، سامنے بیٹھی لڑکی ارمان کو حیران ہی کردیتی تھی۔۔

"چلیں ناں دادو انتظار کر رہی ہوں گی"۔۔ وہ اُس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کرتی منمنائی تھی۔۔

"ابھی تم نے خود ہی تو گرفتاری دی تھی"۔۔ وہ آگے ہوتا اُس کے گال کو چُھو کر بولا۔۔ وہ ایک دم گلابی ہوئی تھی۔۔

"اِس گرفتاری میں تو آمنہ ارمان ساری زندگی عُمر قید کے لیے دل و جان سے تیار ہے"۔۔ وہ اپنا سر اُس کے کندھے پر ٹکاتی بولی تھی۔۔ ارمان نے مُسکرا کر اُس کے گرد اپنا حصار باندھا تھا۔۔

..........

اُس نے آنکھیں کھولی تو نظریں اپنے برابر میں بیٹھے اِبراہیم پر پڑی تھی۔۔ وہ ٹانگیں سیدھی کیے گھٹنوں پر تکیہ اور تکیے پر لیپ ٹاپ رکھے اپنے آفیس کے کام میں مصروف تھا۔۔ وہ چُپ چاپ اُسے دیکھے گئی۔۔

یہ شخص۔۔ عام سی حیا نُور کو سامنے بیٹھے شخص نے خاص بنادیا تھا۔۔

اُسے دیکھتے دیکھتے حیا نے اُس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔ وہ چونکا تھا۔۔ اُسے جاگتا پا کر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"اُٹھ گئی۔۔"۔۔ وہ لیپ ٹاپ بند کر کے اُس پر جُھکا تھا اُس کی پیشانی چُوم کر اپنے ہاتھوں سے اُس کی پیشانی پر آئے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔۔

"چلو اُٹھو فریش ہوجاؤ۔۔ ناشتہ کرتے ہیں۔۔ میں کب سے اپنی پرنسس کے انتظار میں بھوکا بیٹھا ہوں"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ کے سہارے سے اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

وہ واش روم سے ہو آئی تھی۔۔ ابراہیم نے روز کی طرح اُس کے دانت برش کروائے تھے۔۔ پھر ٹاول سے اُس کا چہرہ خشک کیا تھا۔۔ اُس کے بعد وہ اُسے اپنے آگے بٹھا کر اُس کے بالوں کی اُونچی پونی بنانے لگا تھا۔۔

یہ وہ سارے کام ہیں جو وہ کل سے پوری دل جمعئی سے کر رہا تھا۔۔ اُسے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کروانے کے بعد وہ اُسے اپنے ساتھ لے کر باہر صوفے پر آبیٹھا تھا۔۔ اِس سارے وقت میں وہ چُپ چاپ خاموشی سے اُسے دیکھے جارہی تھی۔۔

"آؤ تمہیں اپنی پکچرز دکھاؤں وہاں کی"۔۔ وہ اُسے اپنے بازو کے حلقے میں لیتا اپنے موبائل سے اُسے تصویریں دکھانے لگا تھا۔۔

"اِسے پہچانتی ہو۔۔ یہ اِبراہیم ہاشمی کی روح ہے، اُس کی زندگی ہے۔۔ کیا بتاؤں یہ اِبراہیم ہاشمی کے لیے کیا ہے"۔۔ وہ ایک تصویر اُس کے سامنے کرتا بولا۔۔ وہ اُس کی نکاح والے دن کی تصویر تھی۔۔ کریم اور گولڈن کلر کے کپڑوں میں ماتھے پر ٹیکا، ہاتھوں میں مہندی گجرے، وہ کیا واقعی اُس کی دلہن

ہی بنی تھی۔۔ کندھوں پر اُسی کا لیا ہوا کام دار سُرخ ڈوپٹہ جو کہ اُس نے اپنی دلہن کے لیے لیا تھا اور اُسی کی دُلہن نے نکاح کے وقت پہنا تھا۔۔

"اور یہ تمہارا دُلہا"۔۔ وہ اپنی تصویر سامنے لاتا بولا۔۔ حیا سے ایک کے بعد دوسری نگاہ نہیں ڈالی گئی تھی۔۔ اگر اُس کی نظر لگ جاتی تو۔۔

لیکن سامنے آتی تیسری تصویر پر نظر پڑتے ہی اُس کا موڈ بدلہ تھا وہ دُلہن بنی شرلِن کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔۔ اُس نے اپنے غصّے کو دباتے اسکرین پر اپنا انگوٹھا پھیر کر تصویر ہٹائی تھی۔۔

اِبراہیم نے ہنسی دبائی تھی۔۔ اب والی تصویر میں دائیں طرف دُلہا بنا جورج اور بائیں طرف سفید لباس میں دلہن بنی شرلن بیٹھی تھی جب کہ وہ اُن دونوں کے بیچ میں بیٹھا تھا۔۔

"جیلس مت ہو سوئیٹ ہارٹ دونوں کی شادی کروا کر آیا ہوں"۔۔ وہ مُسکراتے لہجے میں بولا تھا۔۔

"مجھے بھوک لگی ہے"۔۔ وہ بولی بھی تو کیا۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔ حیا نے موبائل بند کر کے اُسے گھورا تھا۔۔

"چلو کچن میں چلتے ہیں"۔۔ وہ اُٹھا تھا پھر ہاتھ بڑھا کر اُسے بھی اُٹھایا تھا۔۔

..........

"میں نہیں کھیلوں گی آپ کے ساتھ"۔۔ وہ اُس کے سامنے uno کے کارڈز پھینک کر بولی وہ زور سے ہنسا تھا۔۔ یہ تیسرا گیم تھا جو وہ جان بوجھ کر ہارا تھا اُس سے۔۔ پہلے گیم میں وہ جب جیتی تو اُس نے زور سے یاہو کا نعرا لگایا تھا۔۔ دوسرا جتنے پر اُسے مزہ نہیں آیا پر تیسرا جتنے پر وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ جان کر ہار رہا ہے۔۔

"یار اب تم سے جیت نہیں پا رہا تو کیا کروں میں"۔۔ وہ معصومیت سے سر کو کھجا کر بولا تھا۔۔ حیا نے گھور کر اُسے دیکھ کر پھر سے کارڈز اُٹھائے تھے۔۔

"اِبراہیم ہاشمی کی طرح کھیلیں ناں میرے ساتھ پھر"۔۔ وہ اپنی ہی دُھن میں بولی تھی اُس کے لہجے میں یقین محسوس کر کے وہ چونکا تھا۔۔

"کیوں اِبراہیم ہاشمی کبھی ہار نہیں سکتا کیا۔۔؟؟"۔۔ اُس نے ایک دم سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

"اِبراہیم ہاشمی کو حیا نُور کے لیے ہمیشہ جیتنا ہے"۔۔ وہ اُس کی طرف دیکھے بغیر کارڈز بانٹتے بولی تھی۔۔

"ان شاءاللہ" وہ اُس پر نظریں جمائے زیرِلب مُسکرایا تھا۔۔

اور پھر وہ تین چار گیمز جیتتا چلا گیا تھا۔۔

"آپ کو کھیلنا ہی نہیں آتا"۔۔ وہ اُس کے سامنے سے کارڈز سمیٹتی غصّے سے بولی تھی۔۔ اُس کے تپے تپے چہرے کو دیکھتا وہ زور سے ہنستا چلا گیا تھا۔۔

.........

"اِبراہیم"۔۔ وہ حسبِ معمول رات کو اُسے اپنے ساتھ لیے سونے کو لیٹا تھا۔۔ اُس کی آواز میں نیند بھری تھی

"ہمم۔۔۔؟؟۔۔"۔۔ جواب میں خاموشی محسوس کر کے وہ مُسکرایا تھا۔۔ اُسے پتا تھا وہ نیند میں ہے۔۔

"اِبراہیم"۔۔ پھر پُکارا گیا۔۔

"بولو ناں سوئیٹ ہارٹ سُن رہا ہوں"۔۔ وہ اُس کے بالوں میں چلتا ہاتھ روک کر بولا۔۔ وہ روز کی طرح اُس کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی

"ایک بات ہے۔۔ جو۔۔ میں اِبراہیم۔۔ کو کبھی بتانے والی نہیں ہوں۔۔"۔۔ پھر خاموشی۔۔ اب تو اُسے بھی تجسس ہوا تھا بات جاننے کو۔۔

"لیکن حیا نُور مجھے تو بتا سکتی ہے ناں۔۔؟؟"۔۔ وہ مُسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

"اممم۔۔ ہاں۔۔ لیکن۔۔ صرف آپ کو۔۔ اِبراہیم کو۔۔ نہیں۔۔"۔۔ وہ کچھ سوچ کر رُک رُک کر اُس پر یقین کرتے بولی۔۔

"کیوں کہ۔۔ حیا نُور کا ہر سکریٹ۔۔ اِبراہیم ہاشمی کا سیکرٹ"۔۔ اُس کی اپنی ہی کہی بات وہ اُسے لوٹا رہی تھی۔۔ وہ اُس کی نیند کُھل جانے کے ڈر سے بے آواز ہنسا تھا۔۔

"بلکل"۔۔ وہ اُس کے بالوں کو چُوم کر بولا۔۔

"مجھے اِبراہیم۔۔کی۔۔خوشبو بہت پسند ہے"۔۔ وہ رُک رُک کر بولی تھی۔۔ وہ دل کھول کر مُسکرایا تھا۔۔ پھر خاموشی۔۔

"سگریٹ اور پرفیوم کی ملی جُلی خوشبو۔۔ آپ اِبراہیم کو مت بتانا۔۔ پلیز۔۔ ورنہ حیا۔۔ آپ سے۔۔ ناراض۔۔"۔۔ وہ اب سر اُٹھا کر اُس سے یقین دہانی چاہ رہی تھی۔۔ وہ اُسے مُحبت کے ایک انوکھے پہلو سے آشکار کر گئی تھی۔۔

"بلکل بھی نہیں یہ ہمارا سیکرٹ ہے"۔۔ اِبراہیم کو اُس سمے وہ بہت پیاری لگی تھی۔۔ اُس نے اُس کی پیشانی چُومی۔۔ وہ دوبارہ اُس کے سینے میں سر چُھپا گئی تھی۔۔ دو تین لمحے خاموشی رہی تھی۔۔ وہ سمجھا وہ سو گئی ہے

"لیکن"۔۔ اب کے آواز میں مایوسی سی تھی۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔ اُس نے مصنوعی پریشانی سے پوچھا۔۔ نجانے کیوں اِبراہیم کا دل چاہ رہا تھا وہ ساری رات ایسے ہی اپنی دل کی باتیں کرتی رہے وہ سُنتا رہے۔۔

"اِبراہیم اب سگریٹ نہیں پیتے۔۔ میں نے۔۔ اُن کو منع کیا تھا ناں"۔۔ حیا کے لہجے میں اُس کی اپنی ہی بات کا مان محسوس کر کے وہ دل سے مُسکرایا تھا۔۔

"اچھا میں اُس سے کہہ دوں گا کل سے سگریٹ پینا شروع کر دے۔۔ حیا کو اُس کی سگریٹ اور پرفیوم۔۔"۔۔ وہ بول رہا تھا جب وہ ٹوک گئی۔۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ مجھے۔۔ اُن کے ہونٹوں میں۔۔ سگریٹ اچھی نہیں لگتی۔۔ لیکن مجھے وہ سگریٹ پیتے اچھ۔۔اچھے لگتے ہیں۔۔ ہیرو سے بلکل۔۔ نِک۔۔ بیٹ مین جیسے"۔۔ وہ اب کے نیند سے بھرپور آواز میں بولی۔۔ اُس نے بمُشکل اپنے قہقہے پر قابو پایا تھا۔۔

"اور کیا اچھا لگتا ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس کا دل نجانے کیوں شرارت پر آمادہ ہوا تھا۔۔

"وہ سارے کے۔۔۔سارے۔۔ اچھے لگتے ہیں۔۔ لیکن مجھے ناں زیادہ اچھے۔۔"۔۔ اب کے اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔ نیند سے مدہوش لال گلابی آنکھیں، اُس کی انکھوں سے ٹکرائی تھیں ایک لمحے کو اِبراہیم ہاشمی کا دل بے ایمان ہوا تھا۔۔ اُن آنکھوں کے سحر میں وہ کھویا تھا۔۔

"مجھے ساری۔۔۔"۔۔ وہ اب آنکھیں بند کر کے ساری کو اچھا خاصا کھینچ گئی تھی وہ جیسے ہوش میں آیا تھا

دنیا میں۔۔ سب سے اچھے۔۔ یہ دو ستارے لگتے ہیں"۔۔ وہ اُس کے گردن کے تِلوں کو چھوتے بولی۔۔ بلکل ایسے جیسے بچپن میں چُھوتی تھی۔۔ اِبراہیم ہاشمی کو معلوم تھا۔۔ حیا نور سات سال کی ہی عمر میں اُس کے تِلوں کی شیدائی ہوئی تھی۔۔ اِبراہیم ہاشمی کو یہ بات بھی پتا تھی کہ اب بھی جب وہ

اُس سے بات کرتی تھی تو حیا کا اِن دو ستاروں سے نظریں ہٹانا مُشکل ہو جاتا تھا۔۔ لیکن اِس وقت رات کے ساڑھے بارہ بجے وہ نیند میں ہی سہی پر اپنی زبان سے اقرار کرتی اِبراہیم ہاشمی کو مسرور کر گئی تھی۔۔

وہ اپنے دل کا پیارا سا راز اُس پر آشکار کرتی اب واقعی میں سو گئی تھی۔۔

وہ دیر تک ہنستا رہا تھا۔۔ آج اِبراہیم ہاشمی دل سے خوش تھا۔۔ وہ اللہ کے کرم سے واپس زندگی کی طرف لوٹ رہی تھی۔۔۔

...........

اُس کی دوبارہ آنکھ کھلی کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا۔۔ اُس نے اپنا سر اُس کے سینے سے ذرا سا اُٹھا کر پاس رکھے اُس کے موبائل پر ٹائم دیکھا تھا۔۔ دو بج رہے تھے۔۔

اپنا سر اُس کے سینے سے ہٹا کر اُس کے بازو پر دھرتے وہ اب اطمینان سے اُسے دیکھنے لگی۔۔

گہری کالی سحر انگیز آنکھیں اِس وقت بند تھیں۔۔ کھڑی مغرور ناک۔۔ اُن کے نیچے عُنابی لب۔۔ جو ایک لمحے کو اُس کا دل دھڑکا گئے تھے۔۔ نظریں بارِ حیا سے جُھکی تھیں۔۔

نظریں بھٹک کر اُن دو ستاروں پر ٹھہری تھیں۔۔ جن کو جب بھی قریب سے دیکھتی وہ اپنے زندگی کے سارے غم بھولنے لگتی تھی۔۔

اُس بات سے انجان کے ابھی ڈیڑھ گھنٹہ پہلے وہ اُسے اِن کا راز بتا چکی تھی۔۔ دل میں اُٹھتی خواہش پر وہ سٹپٹا کر اُس کے سینے پر ہاتھ رکھے اُسے اُٹھا گئی تھی۔۔

"اِبراہیم!"۔۔ اُس کے سینے کو ہلکے سے ہلایا تھا۔۔

"ہمم۔۔ کیا ہوا۔۔؟؟ ڈر لگ رہا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ سُوتے میں چُوکنا ہوتا تھا، فوراً سے آنکھیں کھول کر اُس کے گرد بازو کا گھیرا تنگ کیا تھا۔۔

"مجھے اب ڈر نہیں لگے گا کبھی، لگ ہی نہیں سکتا"۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"پھر نیند نہیں آرہی کیا۔۔؟؟"۔۔ وہ اب آنکھیں بند کر کے پوچھ رہا تھا۔۔

"نہیں!"۔۔ مُختصر جواب

"تو پھر اب۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے گرد بازو کا حصار باندھے ہنوز آنکھیں بند کیئے پوچھ رہا تھا۔۔ ہمیشہ کی طرح حیا نور کو اِس طرح اپنا نظرانداز کیا جانا پسند نہیں آیا تھا۔۔

"اُٹھ کر بیٹھے ناں"۔۔ وہ پھر سے اُس کے سینے کو ہلا کر بولی۔۔

"ٹائم کتنا ہوا ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے حکم پر کچھ بھی پوچھے بغیر نیم دراز ہوا تھا وہ بھی ساتھ میں اُٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

"دو پانچ ہورہے ہیں"۔۔ بڑے آرام سے اطلاع دی گئ تھی۔۔ ایک پل کو اِبراہیم نے سانس کو اندر کھینچ کر دونوں ابرو حیرت سے اُوپر کیے تھے۔۔

"جی کیا حکم ہے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کو اپنے بازو کے حلقے میں لیتا اپنے بکھرے بالوں میں ہاتھ چلاتا پوچھنے لگا۔۔ اگلی فرمائش یا حکم پر اِبراہیم کی آنکھیں حیرت سے کُھلی تھیں۔۔

"مجھے گانا سُنائیں"۔۔ اُس نے گردن مُوڑ کر اپنی بیوی کو دیکھا تھا، رات کو دو بجے اُسے نیند سے اُٹھا کر گانا گانے کا حکم دے رہی تھی۔۔ یہ حکم ہی تھا کیوں کہ اِبراہیم کو اُس کی ماننی ہی تھی۔۔

"مجھے بعد میں گھوریے گا پہلے گانا، کوئی اچھا سا"۔۔ وہ اُس کے سینے پر سر رکھتی اور بایاں ہاتھ اُس کے سینے پر دھرتے آنکھیں بند کرتی بولی۔۔ اُس کے سر کو گھور کر اُس نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

میں اگر کہوں تم سا حسین

کائنات میں نہیں ہے کوئی

تعریف یہ بھی تو سچ ہے کچھ بھی نہیں۔۔

اُس کے گانا شروع کرنے پر وہ بند آنکھوں سے ہی زور سے ہنسی تھی۔۔

تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا ہوں

کہنا چاہوں بھی تو تم سے کیا کہوں

اب اُس نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر سر کو اُوپر کیا تھا۔۔ وہ جو اُسے ہی دیکھ کر گا رہا تھا دونوں کی آنکھیں ملی تھیں۔۔

کسی زبان میں بھی وہ لفظ ہی نہیں

کہ جِن میں تم ہو کیا تمہیں بتا سکوں

اُس کی دلکش آواز رات کی تاریکی اور سکوت میں عجب رنگ بھر رہی تھی۔۔ وہ سحر زدہ سی کیفیت میں اُس کی آنکھوں میں دیکھے گئی

شوخیوں میں ڈوبی یہ ادائیں

چہرے سے جھلکی ہوئی ہیں

زُلف کی گھنی گھنی گھٹائیں

شان سے ڈھلکی ہوئی ہیں

وہ بے خودی میں اُس کے چہرے پر آئے بالوں کو ہٹا گیا تھا۔۔ اُس کی پلکیں جُھکی تھیں وہ مُسکرایا تھا۔۔

اُس نے فوراً سے مصرے بدلے تھے۔۔

میں اگر کہوں ہمسفر میری

اپسرا ہو تم یا کوئی پری

وہ پھر سے کھکھلائی تھی۔۔

تعریف یہ بھی تو سچ ہے کچھ بھی نہیں۔۔

وہ اب محبت سے اُسے خود میں سمیٹ گیا تھا

تم کو پایا ہے تو جیسے کھویا ہوں۔۔

پھر نرمی سے اُس کا سر اُونچا کر کے اُس کی پیشانی پر اپنی محبت، وفاؤں کی مہر ثبت کی تھی۔۔ وہ اندر تک شاد ہوتی اپنا سر اُس کے سینے پر ٹکا گئی تھی۔۔

"بس یا اور تعریف کروانی ہے اپنے شوہر سے رات کے دو بجے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے ٹھوڑی تھامے محبت سے پوچھ رہا تھا۔۔ اُس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"دنیا کی پہلی بیوی ہوگی جو رات کے دو بجے اپنے شوہر کو اُٹھا کر گانا سُننے کی فرمائش کرتی ہوگی"۔۔ وہ اب سیدھا ہو کر لیٹا تھا ساتھ اُسے بھی لٹایا تھا

"میرا جب جب دل کرے گا میں آپ سے گانا سُنوں گی۔۔ مجھے پتا ہے آپ کے سارے لفظ میرے لیے ہیں"۔۔ وہ اُس کے سینے پر سر رکھتی نیند میں ڈوبی آواز میں بولی تھی۔۔ وہ مُسکرا کر اُس کے بالوں میں اُنگلیاں پھیرتا اُسے سُلانے لگا تھا۔۔ پانچ منٹ میں وہ سوگئی تھی۔۔

اُس نے ٹائم دیکھا دو بج کر تیس منٹ ہورہے تھے۔۔ اُس کا سر احتیاط سے تکیے پر رکھ کر وہ تہجد کے دو نفل پڑھنے وضو کرنے واش روم گیا تھا۔۔

..........

پندرہ منٹ بعد وہ احتیاط سے آ کر بیڈ پر لیٹا تھا۔۔ جب حیا نے اُس کے سینے پر سر رکھا تھا

"یہ جاگ رہی ہے ابھی تک"۔۔ اُس نے حیرانی سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"کیا مانگا۔۔؟؟"۔۔ اُس نے پوچھا وہ مُسکرایا تھا۔۔

"تمہیں"۔۔ وہ اُس کو اپنے حصار میں لیتا بولا۔۔

"میں تو ہوں ہی آپ کی اور آپ کے پاس"۔۔ اُس نے سر اُٹھا کر حیرانی سی کہا۔۔

"دونوں جہاں میں"۔۔ وہ اُس کی ناک چُھو کر بولا۔۔

"وہاں بھی میں نے اللہ سے بات کر لی ہے اور حوروں تک اپنا میسج دے دیا ہے"۔۔ حیا نے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر دھونس سے کہا تھا۔۔ اُس کے لہجے میں حوروں کے لیے جیلسی محسوس کر کے وہ زور سے ہنسا تھا

"اچھا کیا میسج دیا ہے اُن کو۔۔؟؟"۔۔ وہ اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔۔

حوروں سے کہنا کسی گُماں میں نہ رہیں۔۔

وہ دُنیا میں بھی میرا تھا، وہ جنت میں بھی میرا ہوگا

اُس کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔۔

"یار یہ تو ظُلم ہوگا بے چاریوں پر، وہ وہاں شدّت سے میرا انتظار کر رہی ہوں گی"۔۔ وہ بظاہر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔ پر لہجے میں شرارت تھی

"اتنی خوبصورت ہیں وہ، اُنہیں کوئی بھی مِل جائے گا۔۔ آپ کے لیے میرا کسی کے ساتھ کوئی مذاق نہیں ہے"۔۔ پر وہ مُکمل سنجیدگی سے بولی تھی۔۔

"اِبراہیم ہاشمی اِس دنیا میں بھی حیا نُور کا ہے اور ان شاءاللہ جنت میں بھی حیا نُور کا رہے گا"۔۔ وہ اب کے اُس کا گال چُوم کر بولا۔۔ وہ اب زور سے آنکھیں بند کر کے اُس کے سینے میں چہرہ چُھپائے بلکل ساکت ہوئی تھی۔۔ وہ اتنے دنوں سے اُس کے ساتھ رہ رہی تھی اُس کے سینے پر سر رکھے سو بھی رہی تھی پر اِس لمحے اِبراہیم ہاشمی کی یہ حرکت اُس کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔

اُس کا اِس طرح شرما کر اُس کے ہی سینے میں چھپنا اِبراہیم کو مزہ دے گیا تھا۔۔ حیا کے اِس انداز سے اِبراہیم کو اندازہ ہورہا تھا کہ وہ ٹھیک ہو رہی ہے۔۔ وہ اُس کے اور اپنے درمیان رشتے کو پہچان رہی تھی۔۔

دوسری طرف بلکل خاموش محسوس کر کے وہ بے آواز ہنسا تھا۔۔ ورنہ رات کے تین بجے بھی مُحترمہ کا باتیں کرنے کا فل مُوڈ تھا۔۔

..........

صُبح وہ اُٹھی تو دس بج رہے تھے۔۔ آج اُس نے اِبراہیم کے ساتھ کتنے دنوں بعد فجر کی نماز پڑھی تھی۔۔ وہ کمرے میں نہیں تھا وہ آرام سے اُٹھ کر واش روم گئی تھی۔۔

پانچ منٹ میں باہر آکر اُس نے سب سے پہلے بلینکٹ تہے کیا تھا۔۔ پھر بالوں میں برش کرتے اُس نے اپنے حلیے پر ایک نظر ڈالی تھی۔۔ شکن زدہ سا پرپل کُرتا بلیک ٹراوٗزر۔۔ اُس نے نہانے کا سوچا تھا۔۔ اُلجھے بکھرے بال۔۔ کتنے دِنوں سے اُس نے شیمپو نہیں کیا تھا۔۔ اپنا خیال نہیں رکھا تھا۔۔

"آجاوٗ ناشتہ کریں"۔۔ وہ ناشتے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوا تھا۔۔ وہ ٹرے بیڈ پر رکھ چُکا تھا۔۔ وہ چلتی ہوئی اُس کے سامنے آکر بیٹھی تھی۔۔ چائے، بریڈ، فرائی ایگ، بوائل ایگ، کافی جو اُس کے اپنے لیے تھی۔۔

"یہ لو۔۔ مُنہ کھولو"۔۔ ابھی وہ ناشتے کے لوازمات کو دیکھ ہی رہی تھی۔۔ جب اُس کی آواز پر سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ روز کی طرح اُس کو ناشتہ کروا رہا تھا۔۔ حیا نے کچھ بھی کہے بغیر مُنہ کھولا تھا۔۔ ناشتہ کرنے کے بعد اِبراہیم نے اُس کے بال بنانے کے لیے برش اُٹھایا ہی تھا جب وہ بولی تھی۔۔

"مجھے باتھ لینا ہے"۔۔ اِبراہیم نے ایک نظر اُس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔ آج اُسے وہ وہی پرانی حیا محسوس ہورہی تھی۔۔ وہ اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔۔

"آپ پلیز باہر بیٹھیں مم۔۔میں۔۔"۔۔ وہ جھجکی تھی۔۔اُس کی جھجک سمجھ کر وہ مُسکرایا تھا۔۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ اُس کے واش روم کے باہر کھڑے ہونے پر ہچکچا رہی ہے۔۔

"اچھا ٹھیک ہے سوئیٹ ہارٹ میں ذرا آفیس کو دیکھ لوں، آج میٹنگ ہے"۔۔ وہ اُس کا گال چھو کر بولتے کمرے سے باہر گیا تھا۔۔

.........

پندرہ منٹ بعد وہ واش روم سے نکلی تھی۔۔ اُس کے کپڑوں کے ساتھ ایمن نے اُس کا پرفیوم، کچھ جیولری اور اُس کے ساتھ کاسمیٹکس بھی پیک کی تھیں۔۔۔ خود پر اچھے سے پرفیوم اسپرے کر کے اُس نے بال سلجھائے تھے۔۔ یہ سب کام کرتے ہوئے اُس کے ذہن میں اِبراہیم کا اِن دو دونوں میں اپنا خیال رکھنا ایک فلم کی طرح چل رہا تھا۔۔

اُس نے خود کو شیشے میں دیکھا تھا۔۔ شفیون کی فُل بلیک شرٹ جس پر بلیک ہی دھاگوں سے نفیس سی کڑھائی ہوئی تھی، بلیک ٹراؤزر، اُس نے گیلے بال کھلے چھوڑ دیے تھے۔۔۔ کانوں میں بلیک اسٹون ٹاپس ڈالے تھے۔۔

سردی کی ایک لہر نے اُس کے جسم میں سرائیت کی تھی۔۔ وہ مُڑی تھی۔۔ بیڈ پر اُس کی براؤن لیدر کی جیکٹ پڑی تھی۔۔ حیا نے جلدی سے اُٹھا کر وہ پہنی تھی۔۔ اُس کی بڑی سے جیکٹ میں گڑیا سی لگتی وہ چُھپ سے گئی تھی۔۔ لیکن وہ ٹھٹکی تھی۔۔

اُس کی جیکٹ سے وہی مخصوص سگریٹ اور پرفیوم کی مسحور کن خوشبو آرہی تھی۔۔ جِس کی وہ دیوانی تھی۔۔ اُس نے چہرہ جُھکا کر اُس کی خوشبو کو اپنے اندر اُتارا تھا۔۔۔

وہ چلتے ہوئے دروازے پر آرکی تھی۔۔

گرے کوٹ وائیٹ شرٹ اُس پر ڈارک گرے لائینگ والی ٹائی لگائے وہ مصروف سے انداز میں لیپ ٹاپ سامنے رکھے باتوں میں مصروف تھا۔۔ حیا کو وہ ٹو پیس میں ہمشہ سے زیادہ ڈیشنگ لگا تھا۔۔ سامنے اسکائیپ پر میٹنگ روم واضح تھا۔۔ لیکن سب سے زیادہ حیران تو وہ سامنے اسکرین پر نظر آتے شخص کو دیکھ کر ہوئی تھی۔۔

"یہ اِن کے آفیس میں کیا کررہے ہیں"۔۔ اُس نے دل میں سوچا تھا۔۔

"جی سعود صاحب یہ ارمان ہاشمی میرے بھائی ہیں، بورڈ آف ڈائریکٹرز میں اِن کا نام ہے۔۔ میری ایبسِنس (غیر حاضری) میں اِن کے سائین اور اِن کی کمانڈ ہوگی"۔۔وہ ارمان کا تعارف کرواتے بولا۔۔ وہ بات کو سمجھ کر مسکرائی تھی۔۔

"تو میرے خیال میں ڈیل فائنل کر لیتے ہیں"۔۔ اُس کے کہنے پر ارمان نے اپنے سامنے رکھے پیپرز پر سائین کیے تھے۔۔ وہ اُسے مصروف چھوڑ کر کچن میں گئی تھی۔۔۔

وہ آج پہلی بار کچن میں آئی تھی صاف ستھرا کچن۔۔ کیبنٹ میں اُسے آرام سے کافی مل گئی تھی۔۔ پانی چڑھا کر اُس نے فریج کھولا تھا۔۔ سامنے اُس کے کہنے کے مُطابق ڈیری مِلک کا پورا پیکٹ پڑا تھا۔۔

اُس نے مُسکرا کر ایک چاکلیٹ اُٹھائی تھی۔۔

.........

وہ کان پر موبائل لگائے اپنے سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔۔ وہ جو مُسکراتی ہوئی مزے سے اُس کے لیے کافی لے کر آرہی تھی اُس کے ہونٹوں میں سگریٹ دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔۔ یہ سچ تھا وہ اُس کی وجہ سے کم کر گیا تھا۔۔ اور اِن دو دنوں میں جب سے وہ اُس کے پاس تھی۔۔ اُس نے ایک بھی نہیں پیا تھا۔۔ آج آفیس کی اہم ڈیل پر وہ اپنے نہ ہونے پر کچھ پریشان ہوتا اُسے ہونٹوں سے لگا گیا تھا۔۔

اُس نے سیدھا جا کر گیلری کا سلائیڈنگ ڈور کھولا تھا۔۔ وہ اُسے دیکھ کر چونکا تھا

"سوری یار آج ایسے ہی۔۔"۔۔ وہ خفیف سا ہو کر بجھانے کو تھا جب وہ اُسے روک گئی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں آپ۔۔"۔۔ وہ جُملہ ادھورا چھوڑ کر اُس کے آگے کپ بڑھا گئی تھی۔۔ اُس کی بات پر وہ رات کی بات یاد کر کے مُسکرایا تھا۔۔ اُس نے جُھک کر ایش ٹرے میں سگریٹ بجھائی تھی

"تھینک یو پرنسس"۔۔ پھر اُس سے کپ لیتا دوسرے ہاتھ سے اُس کا ہاتھ تھام کر اپنے پاس بٹھایا تھا۔۔

"آج تو میری پرنسس بہت پیاری لگ رہی ہے"۔۔اُس کو اپنے بازو کے حلقے لیتا اُس نے جُھک کر اُس کے بالوں سے اُٹھتی دلفریب مہک کو اپنے اندر اُتارا تھا۔۔ وہ صاف سُتھری اُس کی ہی جیکٹ

میں ملبوس اُسے واقعی میں پیاری لگی تھی۔۔ وہ جھینپی تھی۔۔ اُس کے ہاتھ میں چاکلیٹ دیکھ کر وہ مسکرایا تھا

"آپ چاکلیٹ کھائیں گے"۔۔ وہ اُس کی طرف مُڑ کر اُس کے منہ کے پاس چاکلیٹ لائی تھی۔۔ اُس کے بازو کے حصار میں بے حد قریب بیٹھی لڑکی آج اُسے حقیقی معنوں میں دل سے خوش لگ رہی تھی۔۔ اُس کی خوشی کی خاطر وہ اُس کے ہاتھ سے چاکلیٹ کھا گیا تھا حلانکہ وہ کافی پی رہا تھا۔۔ اُس نے آہستہ سے آدھا بھرا ہوا کپ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔

"ارے یہ کیا"۔۔ اُس کی نظر جیسے ہی نیچے پڑی وہ کھکھلا کر ہنسی تھی ہنستے ہنستے وہ اپنا سر اُس کے سینے پر ٹکا گئی تھی۔۔

"ہاں تو تمہیں کیا لگا تھا میں اسکائیپ میٹنگ کے لیے فُل تھری پیس سُوٹ پہن کر بیٹھوں گا"۔۔ وہ اُس کے سر کو گھور کر بولا تھا۔۔

"لیکن پھر بھی۔۔"۔۔ سر اُٹھا کر اپنا ایک ہاتھ اُس کے سینے پر دھرتے بمُشکل ہنسی روک کر پوچھا گیا تھا۔۔ اُس کی ہنسی پر وہ نہال ہی تو ہوا تھا۔۔

وہ اِس وقت نک سک سے کوٹ، شرٹ ٹائی لیکن اُس کے نیچے تھری کوارٹر شارٹس میں تھا جو کے اُس کے گھٹنوں سے تھوڑے نیچے تھے۔۔۔ جس پر اُس کی ہنسی چھوٹی تھی۔۔

"میٹنگ ہیز فنشڈ، سو دی شو ہیز فنشڈ ٹو، ٹائم ٹو چینج"

(میٹنگ ختم، تو شو بھی ختم، اب کپڑے بدلنے کا وقت آگیا)

وہ اُٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا شاید۔۔ حیا کا دل نہیں چاہا تھا کہ وہ اُس کے پاس سے اُٹھے۔۔

"اِسے ختم کریں میرے ساتھ"۔۔ وہ چاکلیٹ اُس کے مُنہ کے پاس کرتی بولی۔۔ وہ چاکلیٹ پرسن نہیں تھا پر اُس کا دل رکھنے کے لیے وہ اُس کے ساتھ کھانے لگا تھا۔۔ آج صبح سے ہی وہ اُسے حیران کرنے پر لگی ہوئی تھی۔۔

تبھی اُس کا موبائل بجا تھا وہ مُسکرایا تھا۔۔

دوسری طرف کی بات سُن کر وہ ہنسا تھا۔۔

"ایک منٹ یار"۔۔ اُس نے کال کاٹ کر ویڈیو کال ملائی تھی۔۔ سامنے اسکرین پر ارمان کا چہرہ دیکھ کر وہ مُسکرائی تھی۔۔ ارمان نے اُس کو نہیں دیکھا تھا۔۔

"میری بات کا یقین نہیں ہے تو اپنی گڑیا سے پوچھ لو، سوئیٹ ہارٹ بتاؤ اپنے بھائی کو ایز آ بزنس مین ارمان ہاشمی کتنا ڈیشنگ لگ رہا ہے"۔۔ وہ اب اپنے ساتھ اُسے بھی اسکرین پر فوکس کر گیا تھا۔۔

اِبراہیم کے بلکل ساتھ اُس کے بازو کے حلقے میں بیٹھی اُس کی گڑیا کا چہرہ اِس وقت سچّی خوشی سے جگمگا رہا تھا۔۔ وہ ارمان کو دیکھ کر جھینپی تھی۔۔ اُسے ہنستا مُسکراتا دیکھ کر ارمان کے پورے وجود میں یک گونہ سُکون سرائیت کر گیا تھا۔۔

"جی مان۔۔ آپ بہت اچھے لگ رہے ہیں"۔۔ وہ دل ہی دل میں جان سے عزیز بھائی کی نظر اُتارتے بولی تھی۔۔

"تم اِس کو اچھے لگ رہے ہو اور مجھ پر ہنس رہی ہے دیکھو"۔۔ وہ اب کھڑے ہوکر اُس کو اپنا حُلیہ دِکھانے لگا تھا وہ ایک بار پھر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوئی تھی۔۔ اُس کو ہنستا دیکھ کر ارمان نے نم ہوتی آنکھوں سے مُٹھی بند کر کے اِبراہیم کو انگوٹھا نکال کر داد دی تھی۔۔ اِبراہیم نے مُسکرا کر سر کو تھوڑا سا خم دیا تھا۔۔

"اچھا گڑیا یہ تو بتاؤ اِس وقت تمہیں کون زیادہ ہینڈسم لگ رہا ہے"۔۔ ارمان کے لہجے میں شرارت تھی۔۔

"اتنے مُشکل سوال نہ پوچھیں مجھ سے بھئی"۔۔ وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چُھپا کر بولی۔۔ تو دونوں نے ہی جاندار قہقہہ لگایا تھا۔۔

..........

وہ دونوں کھانے اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔۔ وہ بیڈ پر نیم دراز سیل پر مُصروف تھا، اُس نے کن اکھیوں سے دیکھا وہ دو بار کمرے میں آکر واپس پلٹی تھی۔۔ وہ سمجھ گیا تھا اُس کو کوئی بات کرنی تھی، لیکن ہمیشہ کی طرح اِبراہیم نے چاہا کہ وہ خود آکر اُس سے ہر بات شئیر کرے۔۔

"اِبراہیم"۔۔ اُس کے پاس بیٹھ کر اُس نے دھیرے سے پُکارا۔۔

"ہمم"۔۔ وہ دل و جان سے مُتوجہ ہوا تھا پر بظاہر مصروف سے انداز میں بولا۔۔ اُسے مصروف دیکھ کر حیا نے اُس کے بازو پر سر رکھا۔۔ اُس نے سیل سے نظر ہٹا کر اپنے بازو پر دھرے اُس کے سر کو دیکھا۔۔

"کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی شرٹ کے بٹنوں کو چھیڑتے ہوئے بولی۔۔

"کیا سوچ ہوئے ہیں مُحترمہ"۔۔ اپنی شرٹ کے بٹن پر اُس کے ہاتھ کو دیکھ کر وہ دل میں بولا۔۔

"کچھ نہیں بس وہاں کے فرینڈز کی پکچرز، سٹیٹس پر کِمنٹس کررہا ہوں"۔۔ آج وہ کالے کپڑوں میں دمک رہی تھی۔۔ اُس وقت جیکٹ میں ہونے کے باعث وہ نوٹ نہیں کر پایا تھا پر ابھی وہ بلیک کُرتے ٹراؤزر میں بلیک ہی ڈوپٹہ اوڑھے اُس کا دل بےایمان کر رہی تھی۔۔

"شرِلن کی پکچرز پر بھی لائک کمنٹس کرتے ہیں آپ"۔۔اُس کے لہجے میں جیلسی محسوس کر کے وہ مُسکراہٹ دبا گیا۔۔

"اوبویزلی شی اِز مائی چائلڈ ہُڈ بیسٹ فرینڈ"

(ظاہر سی بات ہے وہ میرے بچپن کی سب سے بہترین دوست ہے)

وہ اُس کی بچپن کی دوست تھی پر بیسٹ فرینڈ ہرگز نہیں رہی تھی کبھی، اُس کا گہرا دوست ایک ہی رہا تھا ساری زندگی، وہ تھا ارمان ہاشمی فاصلوں نے بھی اُن کی دوستی پر کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔۔

پر اِس وقت اُس کی جیلسی دیکھ کر اِبراہیم کو مزہ آیا تھا۔۔

"شی واز"

(وہ تھی)

وہ واز پر زور دے کر بولتی اُس کے بازو سے سر اُٹھا کر مُڑی تھی پھر اُس کے ہاتھ سے موبائل لے کر بند کیا۔۔ وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔۔

"اِبراہیم چلیں باہر چلتے ہیں"۔۔ وہ اُٹھ کر بیٹھتے حسبِ عادت اُس کی گردن کے تِلوں کو ایک نظر دیکھ کر اشتیاق سے بولی، ابراہیم کو پتا تھا وہ سردیوں کی دیوانی تھی۔۔

"باہر بہت سردی ہے حیا"۔۔ وہ اُس کے خیال سے اچانک بول پڑا تھا۔۔ لیکن اُس کا چہرا دیکھ کر وہ پل میں جانے کو تیار ہوا تھا۔۔ اِس وقت دس بج رہے تھے

"چلو چلتے ہیں"۔۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا پھر ہاتھ سے پکڑ کر اُس کو بھی اُٹھایا۔۔ اُس کے خوشی سے دمکتے چہرے پر نگاہ ڈال کر ابراہیم نے دل میں اُس کی دائمی خوشیوں کی دعا کی تھی۔۔

اُس نے اپنی لیدر جیکٹ پہنی پھر اُس کی طرف دیکھا جو اُس کی بڑی سی مردانہ شال میں خود کو چھپائے ہوئے تھی۔۔ ابراہیم نے پاس پڑی اُونی ٹوپی اُس کے سر پر پہنائی تھی۔۔

"یہ نہیں پلیز"۔۔ وہ جی بھر کر جھنجھلائی تھی۔۔

"شُش"۔۔ اُسے بچوں کی طرح ٹوپی پہنانے کے بعد دونوں شانوں سے تھام کر اُسے بیڈ پر بٹھایا پھر پاس ہی پڑے موزے اُٹھا کر وہ گھٹنوں کے بل اُس کے قدموں میں بیٹھا تھا۔۔

"کیا ہے، یہ میں خود پہنوں گی"۔۔ اُس کے ہاتھ میں موزے دیکھ کر وہ جھنجھلائی تھی

"اینی تھنگ فار یو میم"

(آپ کے لیے کچھ بھی)

وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر جُھکا، اُس کے ہاتھ سے موزے لیتی وہ کھکھلا کر ہنسی تھی۔۔ وہ اُٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل سے بُرش اٹھا کر بالوں میں پھیرنے لگا۔۔

"چلیں آئی ایم ریڈی"۔۔ وہ آئینے میں نظر آتے اُس کے عکس کو دیکھ کر بولی۔۔ اِبراہیم نے پلٹ کر سر سے پیر تک اُسے ناقدانہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔

"بھئی چلیں ناں سب پرفیکٹ ہے"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر بولی تھی

"ایک چیز کی کمی ہے ویٹ"۔۔ وہ وارڈروب کی طرف مُڑا تھا۔۔ کچھ لمحوں بعد وہ پلٹا تو اُس کے ہاتھ میں وہی بریسلٹ دیکھ کر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

"اب پرفیکٹ ہے"۔۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹتا اُسے دیکھ کر بولا تھا۔۔ وہ مُسکرائی تھی۔۔ ہر قسم کے آرائش و میک اپ سے پاک وہ اُسے بہت معصوم، اپنی طرف کھینچتی ہوئی لگی تھی۔۔

"اب چلیں ناں"۔۔ اُسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ کنفیوژ ہوئی تھی۔۔ جلدی سے اُس کا بازو تھامے اُسے دروازے کی طرف دھکیلتے بولی تھی۔۔ اُس کے انداز پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"ارے ارے سیل تو لینے دو"۔۔ وہ پیچھے دیکھ کر بولا۔۔

"یہ آپ کی محبوبہ میرے پاس ہے اب چلیں"۔۔ وہ دوسرا ہاتھ اونچا کر کے اُس کا سیل دکھاتی جل کر بولی تھی اِس بار اِبراہیم کا قہقہہ جاندار تھا

...........

وہ اُسے اُس کی ضد پر لبرٹی لے آیا تھا وہ مال جانا چاہتا تھا پر بقول حیا کے سردی کا مزہ تو کھلے آسمان تلے واک میں ہے۔۔

وہ اُس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے لبرٹی کی لمبی سے سڑک پر دھیرے دھیرے چلتی گاہے بگاہے ایک نظر اُس کو بھی دیکھ رہی تھی۔۔

اُس کی گرفت میں تھمے اپنے ہاتھ میں اِبراہیم کو آج ایک خاص حدت محسوس ہوئی تھی۔۔ حیا نے اپنی اُنگلیاں اُس کی انگلیوں میں پھنسا کر آج ایک خاص، محبت بھرے انداز میں اُس کا ہاتھ جکڑے رکھا تھا۔۔

وہ لاہور آنے کے بعد آج پہلی بار باہر آئی تھی، وہ بھی خود سے کہہ کر، اِبراہیم اُس کی اتنی بڑی تبدیلی پر دل سے خوش تھا۔۔

"سردیوں کی اپنی ایک الگ خشبو ہوتی ہیں ناں، مجھے سردیوں کی خوشبو بہت پسند ہے"۔۔ وہ آسمان کو دیکھ کر گہرا سانس لیتی فِضا میں پھیلی خنکی کو اپنے اندر کھینچتی بولی۔۔

"اور مجھے تمہاری خوشبو"۔۔ وہ اُس کو پیار سے دیکھ کر جذب سے بولا ۔۔ حیا جُھکے سر سے مُسکرا دی۔۔ یہ ابراہیم کی محبت کا دیا گیا اعتبار ہی تھا کہ وہ خود سے اُس کے قریب آتی تھی، جب جی چاہا اُس کے بازو پر سر رکھ لیتی تھی۔۔ جب سے لاہور آئے تھے وہ روز اُس کے سینے پر سر رکھ کر سوتی تھی پر کل رات سے وہ اُس میں ایک عجیب سی جھجک محسوس کر رہا تھا۔ جو اِن دونوں کے مابین رشتے کے باعث تھی۔۔ اِبراہیم کی نظریں اُس پر سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔۔ جہاں اِبراہیم کی نظریں اور دل بے قابو ہورہا تھا وہاں اب حیا نُور کا اپنا دل بھی بے ایمان ہونے کو تھا۔۔

اِس وقت بھی اِبراہیم نے اِس کے چہرے پر اپنی بات کے جواب میں حیا کے بکھرے رنگوں کو محبت سے دیکھا تھا۔۔

"آؤ تمہیں کشمیری چائے پلاتا ہوں"۔۔ وہ چائے والے کی طرف بڑھا تھا۔۔

چائے پینے کے دس منٹ بعد اِبراہیم نے اُس سے واپس چلنے کو کہا تھا۔۔

"پہلے آئسکریم"۔۔ وہ آئس کریم والے کی طرف بڑھی تھی۔۔

"سیریسلی حیا، کشمیری چائے کے بعد آئسکریم۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی اِس انوکھی فرمائش پر ہنسا تھا۔۔

"آئسکریم کھانے کا اصل مزہ تو سردیوں میں ہے"۔۔ وہ اِس دیوانی لڑکی کے شوق پر ہنس دیا، جس کے سارے شوق ہی نرالے تھے۔۔

ریڈ اُونی ٹوپی اور اُس کی بڑی سی بلیک مردانہ شال میں وہ اِبراہیم کو اپنی اپنی سی لگی تھی۔۔

"یہ لیں بھئی، میرے ہاتھ ٹھنڈے ہوگئے"۔۔ وہ اپنی ہی سوچ میں تھا جب اُس کی آواز پر چونکا تھا وہ کپ اُس کی طرف بڑھائے ہوئے تھی۔۔

"میں تو نہیں کھاتا"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے کپ لے کر آئسکریم کے پیسے دینے لگا۔۔

"اب میں نے لی ہے تو آپ کو کھانی پڑے گی"۔۔ وہ دھونس بھرے لہجے میں بولی تو وہ ہنس دیا۔۔ صبح چاکلیٹ اب آئس کریم۔۔ وہ کافی اور سگریٹ والا بندہ کیا جانے چاکلیٹ اور آئس کریم کا مزہ۔۔۔

"یہ پکڑیں پلیز، جلد۔۔۔جلدی"۔۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک اُس کی کانپتی ہوئی آواز آئی تھی۔۔ اِبراہیم نے چونک کر اُس کو دیکھ کر اُس کے ہاتھ سے کپ لے لیا تھا۔۔

سُرخ ناک، کپکپاتے لب، وہ سردی سے کانپ رہی تھی۔۔اُس نے پاس پڑی ٹیبل پر دونوں کپ رکھے تھے۔۔ پھر اُس کے ٹھنڈے یخ ہاتھوں کو تھام کر سہلاتا وہ اُسے گاڑی تک لایا تھا۔۔

اُسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر وہ گھوم کر آیا پھر جلدی سے ہیٹر چلایا۔۔ اُس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر اُس نے اپنی جیکٹ کے اندر اپنے پُر حدت سینے پر رکھے تھے۔۔ حیا کے ٹھنڈے ہاتھوں کے نیچے اُس کا دل دھڑک رہا تھا۔۔ وہ بے خودی میں اُس کی آنکھوں میں دیکھے گئی

"اب ٹھیک ہو تم۔۔؟؟"۔۔دو تین منٹ کے بعد وہ جُھک کر نرمی سے پوچھ رہا تھا۔۔ اُس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ ابراہیم نے نرمی اور محبت سے اُس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے چُھو کر اُس کی گود میں رکھے تھے وہ جو ہنوز اُس کو دیکھ رہی تھی، اس کے لبوں کے لمس سے آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔

"ہوگیا آپ کا شوق پورا، اب گھر چلیں۔۔؟؟"۔۔ وہ اگنیشن میں چابی لگا کر اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔

"نہیں"۔۔ وہ بول کر اُس کے شانے پر سر ٹکا گئی، اِبراہیم نے اپنے شانے پر رکھے اُس کے سر کو ایک نظر دیکھ کر گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی تھی۔۔

..........

"آپ باہر بیٹھیں پلیز۔۔ یہ لیں اپنے کپڑے چینج کرلیں۔۔ میں بس پندرہ منٹ میں آئی"۔۔ گھر آنے کے بعد حیا نے اُسے لاؤنج میں بٹھایا پھر کمرے میں جاکر اُسے کپڑے تھماتے ہوئے کر اُس کی "ارے ارے" کی پرواہ کیے بغیر خود کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔

"حیا یار اوپن دی ڈور"

(حیا یار دروازہ کھولو)

"آئی۔۔ صبر کریں ناں"۔۔ پچھلے پندرہ منٹ سے یہی ہورہا تھا۔۔ جب اچانک کلک کی آواز سے دروازہ ان لاک ہوا تھا۔۔ لیکن دروازہ ہنوز بند تھا۔۔ دو تین منٹ تک وہ دروازہ کُھلنے کا انتظار کرنے لگا، اُسے باہر نہ آتے دیکھ کر وہ ایک دم اُٹھا تھا۔۔

"حیا۔۔!"۔۔ اُس نے ہلکی سی دستک دے کر پُکارتے ہوئے دروازہ کھولا تھا۔۔

وہ سامنے کھڑی تھی۔۔ ابراہیم کی اُس کی طرف پُشت تھی لیکن اُس کے باوجود وہ جی جان سے ٹھٹکا تھا۔۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اُس کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا۔۔ اپنی پُشت پر اُس کی موجودگی محسوس کرتے حیا نے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنی آنکھیں اور دونوں مُٹھیاں میچیں تھیں۔۔ بے شک اِس پل حیا نور اور اِبراہیم ہاشمی کے دل ساتھ دھڑک رہے تھے۔۔

••••••••

وہ سامنے آیا تھا۔۔

بلیک ویسٹرن میکسی پاؤں سے بھی دو تین انچ لمبی تھی۔۔ جس کا گلا بوٹ شیپ تھا۔۔ کُہنیوں تک آتی سلیوز نیٹ کی تھیں۔۔

بالوں کو اُونچے جوڑے میں قید کرنے کے باوجود دو شریر لٹیں اُس کے رُخساروں کو بوسہ دے رہی تھیں۔۔

گلے میں باریک سی سلور چین اُس کی گردن کی خوبصورتی کو بڑھا رہی تھی۔۔

میک اپ کے نام پر لبوں پر ڈیپ ریڈ لپ اسٹک اور پلکوں پر مسکارے سے آنکھوں کی خوبصورتی کو مزید اُجاگر کیا گیا تھا۔۔

وہ مبہوت سا اُسے دیکھے گیا تھا۔۔

فرح نے اُس کے بیگ میں یہ میکسی بھی رکھی تھی۔۔ اور اُس نے دل سے پہنی تھی۔۔

حیا اِبراہیم نے دھیرے سے جُھکی پلکیں اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔ خود پر اُس کی بے خود نظریں محسوس کرنے کے باوجود اُس نے اُس پر سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں۔۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھے گئے۔۔

"پھپھو نے ٹھیک کہا تھا۔۔ آپ ساری زندگی میرا خیال رکھیں گے، آپ ساری زندگی مجھ سے محبت کریں گے"۔۔ وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی نم لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔ وہ کچھ بھی کہے بغیر اُسے سُنے گیا تھا۔۔

"لیکن ایک بات جو مجھے پھپھو نے نہیں بتائی۔۔ مجھے میرے دل نے بتائی ہے"۔۔ وہ اُس کے قریب ہوئی تھی اب۔۔ وہ سانس روکے اُسے اپنے بے حد قریب دیکھے گیا تھا۔۔

"سامنے کھڑا بندہ عشق ہے،

اِبراہیم ہاشمی حیا نُور کے لیے سر تا پا عشق ہے"۔۔ حیا نے بولتے ہوئے اپنے پنجوں پر تھوڑا سا اُونچا ہوتے محبت سے اُس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھاما تھا پھر بڑی عقیدت سے اُس کی گردن کے

اُن دو ستاروں کو باری باری چُوم کر اُس کی محبت اُس کے عشق کو مُعتبر کیا تھا جیسے۔۔ وہ بنا پلکے جھپکائے اُس دیوانی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں سے اب لاتعداد آنسو اُس کے گالوں کو بوسہ دے گئے تھے۔۔

"اُس دن بھری محفل میں آپ نے مجھ پر یقین کر کے مجھے مُعتبر کیا تھا"۔۔ وہ روتے روتے بولی تھی۔۔

"عشق سراپا یقین ہوتا ہے"۔۔ اِبراہیم نے بڑی مُحبت و نرمی سے اُس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا تھا۔۔

"اِبراہیم ہاشمی عشق ہے تو،

حیا نُور اُس کے عشق کا یقین"

وہ جُھک کر اُس کی بھیگی آنکھوں سے آنسو چُنتا بولا۔۔ پھر باری باری اُس کے گالوں پر بہہ جانے والے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چُنا تھا

"حیا نُور آج اپنا آپ عشق کے حوالے کرتی ہے"۔۔ وہ اپنے ہاتھ سے اُن دو ستاروں کو چُھوتی حیا آمیز لہجے میں بولی

"حیا نُور نے اِبراہیم ہاشمی کے عشق کو یقین بخش کر معتبر کیا ہے"۔۔ وہ اُس پر جُھکا تھا۔۔ پھر نرمی سے اُس کے کندھے پر اپنی مُحبت بھری مُہر ثبت کرتا اُسے اپنے بازوؤں میں بھینچ گیا تھا۔۔

.........

فجر کی نماز میں دعا مانگنے کے بعد اُس نے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر کر جیسے ہی اُس کی طرف دیکھا تو بے ساختہ مُسکراہٹ نے اِبراہیم کے ہونٹوں نے چُھوا تھا

وہ جائے نماز پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔ حیا نُور اور اُس کی نیند۔۔

"دیکھ لو میں نے ساری زندگی یہی کیا ہے، اب تمہاری باری ہے"۔۔ بلکل اچانک ارمان کے الفاظ اُس کے ذہن میں گونجے تھے۔۔ وہ بے آواز ہنستا اُسے اپنی گود میں اُٹھا چُکا تھا۔۔

..........

آنکھ کھولنے پر اُس نے بےاختیار اپنے پہلو پر نگاہ ڈالی تھی وہ وہاں نہیں تھی وہ ایک دم اُٹھا تھا گھڑی کی سوئیاں ساڑھے گیارہ بجا رہی تھیں۔۔

وہ بیڈ سے اُتر کر واش روم کی طرف بڑھا تھا وہ اندر بھی نہیں تھی۔۔ وہ ٹھٹکا تھا۔۔ صوفے پر پڑی اپنی بنیان اُٹھاتا وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔

سامنے کچن میں نظر آتے منظر سے اُس کے چہرے پر مُسکراہٹ رینگی تھی۔۔ لیکن پہلے وہ فریش ہونے واشروم جانے کے لیے پلٹا تھا۔۔

تین چار منٹ بعد وہ اپنی اُنگلیاں کنگھے کے انداز میں بالوں میں چلاتا ہونٹوں پر شریر سی مُسکان سجائے خاموشی سے اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

وہ اُس کی کل والی وائیٹ شرٹ اور اپنے بلیک ٹراؤزر میں ملبوس تھی، صبح اُس نے اپنی ہی شرٹ پہنی ہوئی تھی لیکن اِس وقت وہ اُسے اپنی شرٹ میں دیکھ کر خوشگوار حیرت سے مُسکرایا تھا۔۔ اُس کی بڑی سی شرٹ جو کہ حیا کے گھٹنوں تک آئی ہوئی تھی جس میں اُس کا نازک سا وجود چُھپ سا گیا تھا۔۔ کُہنیوں تک آستینوں کو موڑے بالوں کی اُونچی سی پونی بنائے وہ پیچھے سے اُسے کیوٹ سی ننھی بچّی لگی تھی۔۔ وہ بنیان پہنتا اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

اِبراہیم کی طرف اُس کی پُشت تھی۔۔ اُس کا سارا دھیان اپنے آگے کی طرف تھا۔۔ وہ دبے پاؤں اُس کی طرف بڑھتا تھا۔۔

"گُڈ مارننگ سوئیٹ ہارٹ"۔۔ وہ اُسے پیچھے سے اپنے حصار میں لے لیے اُس کی گردن پر اپنی مُحبت کی مہر ثبت کرتے بولا، وہ جو انہماک سے اپنے کام میں مصروف تھی ایک دم ڈر کر اُچھلی تھی۔۔ ہاتھ میں تھاما چمچ نیچے گرا تھا۔۔

"آپ نے مجھے ڈرا دیا"۔۔ وہ اُس کے لمس پر بلش ہوتے ہوئے بولی تھی پر ساتھ میں گردن کو ہلکے سے اُس کی طرف گھمانے کی غلطی کر گئی تھی۔۔

"اور رات تم نے مجھے حیران کیا تھا"۔۔ وہ بےاختیار اُس کے ہونٹوں کو چُھو کر بولا تھا۔۔ رات میں اُس کی بے تحاشہ قربت کا سُوچ سُوچ کر وہ جو بیر بوٹی بنی ہوئی تھی، اُس کی ابھی کی حرکت پر پھر سے چہرہ گلابی ہوا تھا۔۔ اُس کے شرمائے گھبرائے رُوپ کو آنکھوں میں بسائے وہ اُس کے سامنے آیا تھا۔۔

"کیا ہو رہا ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس نے اُس کے سامنے پڑے شملہ مرچ، ٹماٹروں کو دیکھ کر پوچھا۔۔

"آج سے کچن میرا ڈیپارٹمنٹ ہے"۔۔ وہ سر اُٹھا کر دو ستاروں کو دیکھتی جس طرح بولی تھی وہ بےساختہ ہنستے ہوئے کسی گڑیا کی طرح اُسے کمر سے اُٹھاتے سلیب پر بٹھا چُکا تھا۔۔ اُس کی اِس حرکت پر وہ جھینپی تھی۔۔

"ارے ہمارے ہوتے ہوئے آپ کیوں کام کریں گی بھلا۔۔؟؟"۔۔ اُس کے سامنے پڑا شملہ مرچ اُٹھا کر بال کے انداز میں کیچ کرتے بولا گیا تھا۔۔

"کوئی نہیں، جو آپ کا کام ہے آپ وہی کریں، یہ میرا کام ہے"۔۔ اُس کے ہاتھ سے شملہ مرچ لے کر کہا گیا۔۔

"چلو پھر میں آج سے اپنا کام کروں گا ڈیل ڈن"۔۔ وہ اُس کی طرف آکر اُسے اپنی بانہوں میں لیتا اُس کی گردن میں چہرہ چُھپانے لگا۔۔ وہ سلیب پر بیٹھے ہونے کے باوجود اُس سے بس تھوڑی سی اُونچی تھی۔۔

"نہیں ناں یہ نہیں۔۔"۔۔ وہ اُس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتی اُسے خود سے دور کرتی محجوب لہجے میں بولی تھی۔۔

"اور کیا کروں گا پھر میں۔۔؟؟ اور کوئی کام تو مجھ سے اب ہو گا نہیں"۔۔ وہ اُس کے چہرے کو اپنی محبت بھری نظروں کی گرفت میں لیتا بولا۔۔ اُس کے دیکھنے پر اُس کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے تھے۔۔

"آفیس کون جائے گا۔۔؟؟ کمائے گا کون۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کے دیکھنے پر اپنے ہاتھ سے اُس کا چہرہ دوسری طرف مُوڑ کر بہت ہی معصومیت سے بولی تھی۔۔ اُس کی اِس پیاری سی ادا پر اِبراہیم فِدا ہی تو ہوا تھا۔۔ اُس کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

"اپنی رُوح کے لیے ساری زندگی محنت مزدوری کرنے کو تیار ہے یہ بندہ"۔۔ وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا محبت و عقیدت سے اُس کے سامنے جُھکا تھا۔۔ اُس کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھ کر حیا کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

تبھی بیل بجی تھی۔۔

"کون ہوگا۔۔؟؟"۔۔ وہ آنکھوں میں حیرت لیے پوچھ رہی تھی۔۔

"میں دیکھتا ہوں"۔۔ وہ بے ساختہ جُھک کا اُس کا گال چُومتا بولا تھا۔۔ وہ تھوڑا سا پیچھے ہوئی تھی۔۔ وہ مُسکرا کر پلٹا تھا

"لیکن"۔۔ کچھ یاد آنے پر وہ واپس اُس کی جانب مُڑا تھا

"پہلے میری شرٹ تو دو"۔۔ وہ اُس کے گریبان کے طرف ہاتھ بڑھا کر بولا تھا۔۔ ایک لمحے کو وہ ٹھٹکی تھی پھر دونوں ہاتھ اُس کے سینے پر رکھتی ہلکے سے چلائی تھی۔۔ چہرہ پل میں سُرخ ہوا تھا

"نہیں۔۔!!!"۔۔ اُس کے انداز پر وہ جی بھر کر ہنسا تھا۔۔ بیل پھر بجی تھی۔۔

"میری جان اِبراہیم ہاشمی، اُس کی زندگی، اُس کی روح تمہاری ہے تو یہ شرٹ کیا چیز ہے"۔۔ اُس کے گریبان کا اوپری بٹن بند کرتا بولا تھا پھر اُس کی پیشانی چُومتا باہر نکلا تھا وہ نم آنکھوں سے مُسکرائی تھی۔۔

اُس نے مُڑ کر پہلے کمرے سے اپنی شرٹ اُٹھائی تھی پھر دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

...........

باہر سے کسی کے ہنسنے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔ جب دروازے پر اِبراہیم کا چہرہ نمودار ہوا تھا۔۔

"کون ہے۔۔؟؟"۔۔ اُس نے شملہ مرچ رکھ کر پوچھا

"خود ہی دیکھ لو"۔۔ وہ آگے بڑھا تھا پھر اُس کے دونوں ہاتھ تھام کے سلیب سے اُتار کر جیسے ہی وہ پیچھے ہٹا سامنے کھڑے بندے کو دیکھ کر وہ بےاختیار اُس کی طرف بھاگی تھی۔۔

"ماں"۔۔ وہ اُس سے لپٹی تھی۔۔ دونوں بازو وا کر کے اُس نے بڑی محبت سے اپنی گڑیا کو خود میں سمویا تھا۔۔

"مان آئی مِسڈ یو"۔۔ وہ اب سر اُٹھائے بہتی آنکھوں سے بولی تھی۔۔

"آئی مِسڈ یو ٹو میرا بچّہ"۔۔ اُس کے پیشانی چُوم کر اُس کے آنسو پونچے تھے۔۔

"آپا آئی مِسڈ یو تھاؤزنڈز"۔۔ نم بھیگی آواز پر اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ ارمان کے برابر میں کھڑا اپنے آنسو رُوکے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔

"می ٹو"۔۔ بھیگے لہجے میں کہتی دونوں بازو اُس کے گلے میں ڈالے تھے۔۔ نجانے کتنے ہی آنسو اُن دونوں کی آنکھوں سے بہے تھے۔۔

"آپا واپس آجاؤ اپنی ساری پاکٹ منی تمہارے گول گپوں اور چاکلیٹس میں لگا دوں گا۔۔ اور جو تم کہو۔۔ آئی پرامس"۔۔ وہ اپنی ساری پاکٹ منی اُس پر لٹانے کو تیار ہوا تھا۔۔ اُس کی بات پر وہ ہنستے ہوئے اُس سے الگ ہوئی تھی۔۔

"امی"۔۔ وہ اب کے زور سے چیختی ایمن کے گلے لگی تھی۔۔ اُس کے انداز پر سب ہی ہنسے تھے۔۔

"آپا مطلب اِباریم کے ساتھ ساتھ اِباریم کی شرٹس پر بھی قبضہ"۔۔ سنی کی آواز پر اُس نے نا سمجھی سے خود کو دیکھا تھا۔۔ لیکن پھر اپنا حلیہ دیکھ کر وہ جی بھر پر خجل ہوئی تھی۔۔ اُس کے شرمیلے روپ کو دیکھ کر ارمان اور اِبراہیم کا بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔۔

"میں چینج کر کے۔۔"۔۔ وہ منمنا کر کہتی آگے بڑھی ہی تھی جب ارمان نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"مان کو ناشتہ نہیں کرواؤ گی"۔۔ اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"قسم سے آپا تمہارے ہاتھ کے ناشتے کے چکر میں پلین میں بھی کچھ نہیں کھایا"۔۔ سنی ایمی اُس کے ساتھ ہی سلیب کی طرف بڑھے تھے۔۔

وہ دونوں باہر لاؤنج میں آئے تھے۔۔

"میں نے اِسے اتنا خوش اِن پانچ سالوں میں کبھی نہیں دیکھا"۔۔ ارمان نے کچن میں نظر آتے منظر کو دیکھ کر کہا تھا۔۔

ایمن سبزیاں کاٹ رہی تھی۔۔۔ سنی سلیب پر بیٹھا اُس کی کٹی ہوئی گاجریں اُچک رہا تھا۔۔ حیا نے ایک تھپڑ اُس کے ہاتھ پر رسید کیا تھا۔۔

"یہ تمہاری مُحبت ہے یار"۔۔ وہ اُسے اپنے گلے سے لگاتا بولا۔۔

"یہ سب اتنا آسان نہیں تھا میرے لیے۔۔ بس اللہ نے کرم کیا ہے ہم"۔۔ اِبراہیم اُسے لیے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔

"کل فون پر اِس کا مُسکراتا چہرہ دیکھ کر دل نے یقین تو کیا تھا۔۔ پر پھر بھی اُس کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی شدّت سے خواہش ہوئی تھی۔۔ بس پھر آگیا"۔۔ وہ نظریں اُس پر جمائے بولا تھا۔۔ اِبراہیم نے بھی نظر بھر کر اُس کے ہنستے مُسکراتے رُوپ کو اپنے دل میں اُتارا تھا۔۔

...........

"مجھے تم دونوں سے ایک بات کرنی ہے"۔۔ ارمان نے دونوں کو دیکھ کر سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ حیا نے بےاختیار اِبراہیم کی طرف دیکھا تھا جو اُس کی طرف نہیں بلکہ ارمان کی طرف مُتوجہ تھا۔۔ وہ لوگ ناشتہ کر رہے تھے

"کل پھپھو آئی تھیں۔۔ وہ چاہتی ہیں تم لوگ اُن دونوں کو معاف کردو"۔۔ حیا کے ہاتھ رُکے تھے۔۔

"میں نے عروج کو ہمیشہ اپنی بہن سمجھا ہے، تم دونوں کا اپنا فیصلہ ہوگا۔۔ میں تم دونوں کو فورس نہیں کروں گا۔۔ لیکن عروج اب میری ذمہ داری ہے، وہ بہت ڈسٹربڈ ہے، وہ خود میں تم دونوں کو فیس کرنے کی ہمت نہیں کر پارہی۔۔"۔۔ وہ حیا کو دیکھ کر کہہ رہا تھا جو سر جُھکائے بیٹھی تھی۔۔

"مان میرے دل میں اُس کے لیے کبھی بدگمانی نہیں آئی۔۔ اور میں کون ہوتی ہوں کسی کو معاف کرنے والی۔۔ اللہ اُس پر اپنا کرم کرے۔۔ آمین"۔۔ اُس کی بات پر ارمان نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھا تھا۔۔

"میں یہ صرف عروج کے لیے کہہ رہا ہوں، باقی وہ۔۔"۔۔ حیا نے تکلیف سے اپنی آنکھیں میچی تھیں۔۔ اِبراہیم نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"تم دونوں اُسے معاف کر بھی دو تب بھی دادو اُسے معاف کرنے کو ہرگز تیار نہیں ہیں۔۔ اُسے چھ مہینے جیل ہوگئی ہے"۔۔۔ اُس نے اپنا سر اِبراہیم کے کندھے سے ٹکایا تھا۔۔

"مان کیا سیریس باتیں لے کر بیٹھیں ہیں، جس کام کے لیے دادو نے ہمیں بھیجا ہے وہ تو بتائیں"۔۔ سنی کی آواز پر ارمان مُسکرایا تھا۔۔ ایمن نے شرارت سے حیا کو دیکھا تھا۔۔ جو سنی کہ بات پر فوراً سے سیدھی ہوئی تھی۔۔

"آپا آپ فُل دُلہن بنیں گی۔۔ کتنا مزہ آئے گا"۔۔ ایمن نے اُسے دیکھ کر جذباتی لہجے میں کہا تھا۔۔ اُس نے حیرت سے ارمان کو دیکھا تھا۔۔

"اینڈ آئی ایم شیور یو آر گوئینگ ٹو بی آ پریٹیئسٹ برائیڈ ان دی ورلڈ"

(اور مجھے یقین ہے، آپ دُنیا کی سب سے پیاری دُلہن بننے والی ہیں)

ایمن کی بات پر اُس کی گرفت میں حیا کا ہاتھ لرزہ تھا۔۔ اُس نے مُسکراتے ہوئے اُس کا ہاتھ چھُوڑا تھا۔۔

"ایک تو تمہارا نکاح جس ایمرجنسی میں ہوا اُس پر ہم دونوں کی رُخصتی سبحان اللہ تھی"۔۔ اُس کی بات پر وہ زور سے قہقہہ لگا گیا تھا

"دادو نے اپنے بچّوں کا گرینڈ ولیمہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے"۔۔ ارمان کی بات پر اُس کا سر جُھکا تھا۔۔

"اسی لیے ہم آپ لوگوں کو لینے آئے ہیں۔۔ چار بجے کی فلائیٹ ہے"۔۔ وہ جو وہاں سے اُٹھنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی سنی کے بتانے پر ایک دم اُٹھی تھی۔۔ سب نے ہی اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔

"میں پیکنگ کرلوں"۔۔ بول کر رُکی نہیں تھی۔۔ ارمان نے اُس کے شرمیلے چہرے کو ایک نظر دیکھ کر اُس کو دیکھا تھا وہ کندھے اُچکا کر ہنسا تھا۔۔

.........

ابھی کچھ دیر میں اُن کی واپسی کی فلائیٹ تھی۔۔ وہ دروازہ کھول کر اندر آیا وہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی جیولری دیکھ رہی تھی۔۔ پرپل ویلوِٹ کے اسٹائلش سے سُوٹ میں وہ دمک رہی تھی۔۔ مُڑ کر ایک نظر اُسے دیکھتی پلٹ کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی۔۔ پر یہ بات بھی سچ تھی اُس کو دیکھ کر حیا کے دل کی حالت اِن کچھ سیکنڈز میں بدلی تھی۔۔ صبح کے بعد اب تنہائی میسر آئی تھی۔۔ اُس نے پرل کے ٹاپس کانوں میں ڈالنے کی کوشش کی تھی۔۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتا اُس کے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔۔ کانپتے ہاتھوں کے سبب اُس کی کوشش بیکار ہورہی تھی۔۔

اِبراہیم نے سامنے اکر اُس کے ہاتھ سے ٹاپس لیا تھا۔۔ پھر چہرے پر آئے بالوں کو نرمی سے اُس کے کان کے پیچھے کر کے جُھک کر باری باری اُس کے دونوں کانوں میں ٹاپس ڈالنے لگا تھا۔۔ اُس کی سانسیں خود پر محسوس کرتے اُس کی اپنی سانسیں بےترتیب ہوئی تھی۔۔

وہ اب اُس کے پیچھے سے آکر پرل کا خوبصورت سا نیکلس اُس کے گلے میں ڈالنے لگا تھا۔۔ اُس سے پہلے کہ وہ اپنے بال اُٹھاتی اِبراہیم بغیر اُس کے بال اُٹھائے اُس کے بالوں کے نیچے سے نیکلس گزار کر

لاک لگانے جُھکا تھا۔۔ اُس کے ہاتھ کے لمس کو اپنی گردن پر محسوس کر کے اُس نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

"تم نے چینج کیوں کیا۔۔؟؟"۔۔ وہ اب نرمی سے اُسے اپنے حصار میں لیتا اُس کے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکاتا شیشے میں اُس کے عکس کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔ حیا نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔۔

"کیوں میں آپ کو اچھی نہیں لگ رہی۔۔؟؟"۔۔ یعنی اُس کی محنت بیکار گئی تھی لیکن اُس کی آنکھیں تو کچھ اور کہہ رہی تھیں۔۔ اِبراہیم نے اُس کی پریشان شکل دیکھ کر مُسکرا کر دونوں شانوں سے تھامے اُسکا رُخ اپنی طرف کیا تھا۔۔

"اِدھر میری آنکھوں میں دیکھو اور اب بتاؤ۔۔ کیا ایسا کبھی ہو سکتا ہے کہ اِباریم کو اپنی چھوٹی سی پرنسس اچھی نہ لگے۔۔؟؟"۔۔ وہ نرمی سے اُسے اپنے حصار میں لیتا پوچھ رہا تھا۔۔

یہ بات تو وہ شیشے میں ہی اُس کی آنکھوں میں دیکھ چکی تھی۔۔

"ویسے بھی اِبراہیم ہاشمی جب حیا نُور کو سگریٹ پیتے ہوئے بھی اچھا لگ سکتا ہے۔۔ تو یہاں تو بات حیا نُور کی ہے"۔۔ وہ شرارت سے کہہ رہا تھا۔۔ اُس نے جھٹکے سے سر اُٹھایا تھا۔۔

"آ۔۔آپ کو کس نے بتایا۔۔؟؟"۔۔ وہ آنکھیں پھاڑے پوچھ رہی تھی۔۔ وہ اُس کی حیرانگی پر قہقہہ لگاتا اُسے خود سے لگا گیا تھا۔۔

"مجھے تو یہ بھی پتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو نِک بیٹ مین جیسا لگتا ہوں"۔۔ اُس نے سر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں چھلکتی شرارت کو دیکھا تھا۔۔

"ایک منٹ ناں"۔۔ اب کے حیرت کے شدید جھٹکے سے اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے سینے پر رکھے اُس کے حصار سے نکلنا چاہا تھا۔۔

"لیکن یہ سب تو میں نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کبھی، پھر اِن کو کیسے"۔۔ وہ حیرت میں بڑبڑائی تھی۔۔

"میری جان تم نہیں سمجھو گی۔۔ کیونکہ حیا نُور کا ہر سیکرٹ اِبراہیم ہاشمی کا سیکریٹ"۔۔ اُس کی حیرانگی کے مزے لیتا وہ قہقہہ لگا کر اُسے پھر سے خود میں سمو گیا تھا۔ اور وہ یہ سیکرٹ اُس کو کبھی بتانے والا تھا بھی نہیں۔۔

اب کے حیا نے بھی حیرانگی چھوڑ کر اپنا سر اُس کے سینے پر رکھا تھا۔۔

"ویسے پرنسس میں واقعی تمہارے ہیرو جیسا ہوں۔۔؟؟"۔۔ وہ سر جُھکائے پوچھ رہا تھا۔۔

"نہیں"۔۔ اُس نے سر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا تھا۔۔

"اُس سے بھی زیادہ ہینڈسم"۔۔ وہ اُس کے دو ستاروں کو چُھو کر بولی تھی۔۔ اِبراہیم نے مُسکراتے ہوئے اُس کے گالوں پر اپنی مُحبت کی مُہر ثبت کی تھی۔۔

............

سفیر، نبیہا اور احمد اُنہیں ائیرپورٹ لینے آئے تھے۔۔ وہ دونوں اپنی آنی کو لینے ضد کر کے آئے تھے۔۔

"کیسی ہے میری گُڑیا۔۔؟؟"۔۔ سفیر نے مُحبت سے اُسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔

"بلکل ٹھیک بھیا"۔۔ اُس کی آواز میں پہلے والی چہک محسوس کرتے وہ مُسکرائے تھے۔۔

"آنی۔۔ آئی مسڈ یو ویری مچ"۔۔ نبیہا اُس کے گلے لگی تھی۔۔

"آنی آپ کے بغیر گھر میں بلکل بھی مزہ نہیں ہے"۔۔ احمد بھی اُس سے لپٹا تھا۔۔

"آنی نے بھی آپ سب کو بہت یاد کیا"۔۔ اُس نے نم آنکھوں سے دونوں کو اپنے ساتھ لپٹایا تھا۔۔

"چلو بھئی اب سب لوگ کسی بھی طرح گاڑی میں فٹ آجانا"۔۔ اُن کے کہنے پر سب ہنسے تھے۔۔

ارمان اور احمد آگے جبکہ باقی سب کسی طرح پیچھے فٹ ہو ہی گئے تھے۔۔ نبیہا اِبراہیم کی گود میں تھی۔۔ وہ خود بلکل اِبراہیم سے لگ کر بیٹھی تھی پھر آگے پیچھے سنی اور ایمن۔۔ یوں یہ قافلہ گھر کی طرف روانہ ہوا تھا، جہاں بے صبری سے اُس کا انتظار ہورہا تھا اور وہ یہ بات جانتی تھی۔۔ سارے راستے اُس کے ہونٹوں پر شرمگیں مُسکراہٹ رہی تھی۔۔

......

"میرا بچّہ، میرے دل کا ٹکڑا۔۔ میرا گھر سونا ہوگیا تھا تمہارے بغیر"۔۔ عصمت جہاں نے بھتی آنکھوں سے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔ پھر اُسے خود سے لگایا تھا۔۔ اُن کے پُر شفیق سینے سے لگی وہ بھی خود کو روک نہیں پائی تھی۔۔ بلکہ وہاں موجود سب کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔

"آپا دیکھیں میں نے پہلے ہی کہا تھا۔۔ ہمیں تو اڈاپٹ کیا گیا ہے"۔۔ سنی کی بات پر سب زور سے ہنسے تھے۔۔ عصمت جہاں نے اُس کے سر پر چپت مارتے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔

"الحمد اللہ میری اولاد میری آنکھوں کی روشنی ہے"۔۔ وہ سب کو دیکھ کر بولیں۔۔ اُن دونوں کی کمی نے اُن کو پھر سے رُلایا تھا۔۔ یہ سچ تھا وہ رمیز اور عروج سے بھی سب کے جتنی ہی مُحبت کرتیں تھیں

......

پر ایک بات جو سب نے ہی نوٹ کی تھی۔۔ اُس کی آنکھوں سے اِبراہیم کی مُحت چھلک رہی تھی۔۔ اُس کے ہر انداز میں ایک قُدرتی شرم و جھجک محسوس کی جاسکتی تھی۔۔

"ماشاءاللہ بجو دیکھیں ہماری دیورانی تو مزید خوبصورت ہو کر آئی ہے۔۔"۔۔ آمنہ کی بات پر فرح نے معنی خیز نظروں سے اُسے سر سے پیر تک دیکھا تھا، حیا کو اپنی شامت صاف نظر آئی تھی۔۔ سارے راستے وہ یہی سوچتی آرہی تھی کہ فرح نے جی بھر کر اُس کا ریکارڈ لگانا ہے۔۔

"اِبراہیم کی مُحبت کا اثر ہے"۔۔ حیا کا چہرہ ایک دم سُرخ ہوا تھا

"ویسے حیا! میں نے کہا تھا ناں کہ تم وہ ڈریس پہنو گی"۔۔فرح نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا جو ٹھیک نشانے پر ہی لگا تھا۔۔

"اُففف بجو۔۔ بس کردیں ناں"۔۔ وہ سر سے پیر تک سُرخ پڑی تھی۔۔ حیا کا ردِ عمل جواب اثبات میں دے گیا تھا۔۔ وہ کِھلکھلائی تھی۔۔

"پھر بتاؤ۔۔ ہوش میں تھا میرا دیور یا چاروں شانے چت کیا تھا تم نے اُسے مدہوش کر کے۔۔؟؟"۔۔ وہ اُس کی ٹھوڑی اُٹھاتی پوچھ رہی تھی۔۔ اُس کے ذہن کے پردے پر گُزشتہ رات آئی تھی۔۔ حیا سے اپنا آپ سنبھالنا مُشکل ہوا تھا۔۔ آمنہ اور فرح دونوں ہی اُس کی حالت پر ہنستی چلی گئی تھیں۔۔

"بجو۔۔ اللہ گُناہ دے گا آپ کو"۔۔ وہ بدحواسی میں نجانے کیا بولتی وہاں سے بھاگی تھی۔۔ پیچھے سے اُن دونوں کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

"ویسے آمنہ۔۔"۔۔ وہ اب اُس کی طرف مُڑی تھی۔۔ وہ ہنسی روکتی اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔

"ارمان کے کیا حال ہیں۔۔؟؟"۔۔ اب گڑبڑانے کی باری آمنہ کی تھی۔۔

"نہیں بجو پلیز"۔۔ وہ شرما کر کہتی وہاں سے چلتی بنی تھی۔۔ فرح نے ہنستے ہوئے چاروں کی دائمی خوشیاں مانگی تھیں۔۔

.......

"دادو۔۔ اب کیا ولیمہ۔۔ چھوڑیں ناں"۔۔ وہ عصمت جہاں کی گود میں سر رکھے منمنائی تھی۔۔ جو چاروں کے ولیمے کے لیے مُختلف ہدایات دے رہی تھیں۔۔

"فری!۔۔ اِن دونوں کو ساتھ لے جا کر ولیمے کی ملبوسات لے آؤ۔۔ اور ہاں پیسے ارمان اِبراہیم سے لے لینا۔۔"۔۔ ہمیشہ کی طرح اُس کی فضول سی بات کو نظر انداز کرتے وہ فرح سے گویا ہوئی تھیں۔۔ آمنہ نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔۔

"دادو سمجھیں ناں ہماری بی بنو کو شرم آرہی ہے"۔۔ فرح کے آنکھیں گُھما کر بولنے پر وہ ایک دم تڑپ کر اُٹھی تھی۔۔ آمنہ اِس بار اپنی ہنسی نہیں روک پائی تھی۔۔ وہ اُٹھ کر اُس کے پاس آئی تھی۔۔

"جب سے میری شادی ہوئی ہے، آپ ناں بلکل ہی بےشرم ہوگئی ہیں بجو سچ میں۔۔"۔۔ وہ اُس کے کان میں دانت پیس کر بولی تھی۔۔ فرح اور آمنہ دونوں کے قہقہے جاندار تھے۔۔

"شادی کے بعد ہم دونوں اب ایک ہی لائین میں آگئے ہیں بی بنو"۔۔ اُس کی بات پر حیا کا دل دھڑکا تھا اور چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔ اُن دونوں کے معنی خیزی سے ہنسنے پر وہ اپنی خفت مٹانے کو آمنہ پر چڑھ دوڑی تھی۔۔

"اور بھابھی آپ۔۔ آپ دُلہن بن کر بیٹھ جائیں۔۔ میں تو اپنے بھائی کا ولیمہ اٹینڈ کروں گی۔۔ دادو ماں کا نکاح، رُخصتی کسی بھی چیز میں میں نہیں تھی اور اب بھی میں دُلہن بن کر بیٹھ جاؤں ہر گز نہیں"۔۔ اُس نے مُنہ پھلایا تھا۔۔

"اپنی کم عقل بی بنو کو سمجھاؤ کہ ولیمہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔۔ اُنھوں نے اُسے دیکھے بغیر کہا۔۔

تبھی ارمان، اِبراہیم اور سفیر اندر آئے تھے۔۔

"میں سوچ رہی ہوں ایک دن سے فرق کے ساتھ ولیمہ کر لیتے ہیں"۔۔ اُن کی بات پر سب نے ہی حیرت سے اُنہیں دیکھا تھا۔۔

"ایک دن ارمان اور آمنہ کا اور اُس سے اگلے دن اِبراہیم اور حیا کا، کیا خیال ہے تم لوگوں گا۔۔؟؟"۔۔ اُن کی بات پر حیا نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"جی دادو جیسا آپ کو اچھا لگے"۔۔ ارمان نے اُن کے ہاتھ تھام کر ایک نظر آمنہ کو دیکھا تھا۔۔ وہ مُسکائی تھی۔۔

"اب ٹھیک ہے۔۔؟؟۔۔ جی بھر کر بھائی کا ولیمہ انجوائے کرنا اب"۔۔ فرح پھر اُس کے کان میں بڑبڑائی تھی۔۔ پاس کھڑی آمنہ نے سر جُھکا کر ہنسی ضبط کی تھی۔۔ وہ دونوں کیا کم تھیں کہ خود پر اِبراہیم کی نظریں محسوس کرتی وہ وہاں سے واک آوٹ ہی کر گئی تھی۔۔

دو دن بعد ارمان اور آمنہ اور اُس سے اگلے دن حیا اور اِبراہیم کا ولیمہ طے پایا تھا۔۔ کل تک پنجاب سے سبھی کو پہنچنا تھا۔۔

وہ اِن سارے دنوں میں عصمت جہاں کے پاس سو رہی تھی، انہوں نے بھی کچھ کہے پوچھے بغیر اُسے بڑے پیار سے اپنے پاس سُلایا تھا۔۔

••••••••

آج ارمان اور آمنہ کا ولیمہ تھا۔۔

ارمان ہاشمی بلیک ویسٹ کوٹ اور وائیٹ شرٹ پر ریڈ ٹائی۔۔ بالوں کو جیل سے پیچھے کر کے سیٹ کیا ہوا تھا۔۔

اور آمنہ ارمان۔۔ گولڈن شرارے میں سر سے پاؤں تک سجی سنوری ارمان کی دھڑکن رُکوا رہی تھی۔۔

حیا اِبراہیم بار بار اپنے پیارے اور وجیہہ بھائی کی نظر اُتار رہی تھی، کبھی اُس کی ٹائی سیٹ کرتی تو کبھی اُس کے کوٹ سے نادیدہ گرد جھاڑتی دکھائی دیتی۔۔

کبھی آمنہ کو لمحے لمحے میں اپنے ساتھ لگاتی۔۔ اُس کا ٹیکا اور شرارا سیٹ کرتی۔۔

وہ حقیقتاً خوش تھی اور یہی وجہ تھی کہ خوشی اُس کے ہر انداز سے چھلکتی پڑ رہی تھی۔۔

سب کے ساتھ ساتھ اِبراہیم بھی اُس کی ہر حرکت پر نظر رکھے مُسکرائے جارہا تھا۔۔

"مما آنی آج بہت خوش ہیں"۔۔ نبیہا نے اُس کے چمکتے چہرے پر خوشی محسوس کرتے سب کو اطلاع دی تھی۔۔ سب ہی اُس کی طرف مُتوجہ ہوئے تھے۔۔

کچھ نے زیرِ لب اور کچھ نے دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہا تھا۔۔ وہ سر جُھکائے مُسکرائی تھی۔۔

"خوش تو ہماری حیا سچ میں ہے کیونکہ کل اِس کی باری جو ہے"۔۔ جواب فرح کی طرف سے برجستہ آیا تھا۔۔ سب سے بُلند قہقہہ اِبراہیم کا تھا۔۔ وہ فرح کو گھورتی سر جُھکا گئی تھی۔۔

........

وہ کمرے میں آیا تو ایک بے ساختہ مُسکراہٹ نے اُس کے ہونٹوں کو چُھوا تھا۔۔ اِبراہیم نے اُس کے کمرے کو لال گلابوں سے سجوایا تھا۔۔ پورا کمرا گلاب کی معطر خوشبو سے مہک رہا تھا۔۔

سفید بیڈ شیٹ کے چاروں اطراف گلابوں کی پتیوں سے بارڈر بنایا گیا تھا۔۔

وہ بیڈ کے وسط میں شرارا پھیلائے، چہرہ گھونگھٹ میں چھپائے بیٹھی تھی۔۔

وہ چلتا ہوا اُس کے قریب بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔

"یہ اُس دن تو نہیں تھا۔۔؟؟"۔۔ وہ ہنستے ہوئے گھونگھٹ کے بارے میں استفسار کررہا تھا۔۔ وہ مُسکرائی تھی۔۔ اب وہ اُسے کیا بتاتی کسی کا آرڈر تھا۔۔

"کیا مجھے اُٹھانا ہوگا۔۔؟؟"۔۔ اُسے ایسے ہی بیٹھے دیکھ کر ارمان نے پوچھا۔۔ آمنہ نے گھونگھٹ کے اندر سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"اوکے"۔۔ وہ ہنستے ہوئے گھونگھٹ اُٹھانے لگا تھا۔۔ کسی کی سکھائی گئی بات اُس کے ذہن میں آئی تھی۔۔ تھوڑا پیچھے ہوتے اُس نے جھٹ سے اپنی چوڑیوں سے بھری حنائی ہتھیلی پھیلائی تھی۔۔ وہ ابھی ٹھیک طرح سے حیران بھی نہیں ہوپایا تھا جب گھونگھٹ کے اندر سے شرارت بھری آواز آئی تھی۔۔

"پہلے میری مُنہ دکھائی۔۔؟؟"۔۔ اُس کی بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔ پھر اُس کی حنائی ہاتھ کو مُحبت سے تھام کر ارمان نے اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا۔۔ اُس نے سٹپٹا کر اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا تھا لیکن وہ ہلکا سا دباؤ بڑھا گیا تھا۔۔

"ہاتھ دیکھا تو ہاتھ دکھائی دے دی۔۔ چلو اب مُنہ دکھاؤ تو میں مُنہ دکھائی بھی دے دوں"۔۔ اُس کی شرارت بھری بات پر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ ہنسی تھی۔۔

ارمان نے گھونگھٹ اُٹھایا تھا۔۔

ایک لمحے کو ارمان ہاشمی اپنی سُدھ بُدھ کھویا تھا۔۔ آمنہ نے پلکیں اُٹھائیں تھیں اُسے خود کو دیکھتا پاکر وہ مُسکاتے ہوئے گردن ہی جُھکا گئی تھی۔۔ وہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔

"اُس دن تو مس کردیا تھا ناں یہ مومنٹ (لمحہ)"۔۔ آمنہ نے سر اُٹھایا تھا۔۔ وہ مُنہ دکھائی کی بات کررہا تھا۔۔ گہری بھرپور نظریں۔۔

"ٹوڈے آئی ایم ناٹ گوئینگ ٹو مِس اینی تِھنگ"

(آج نہیں کرنے والا میں کچھ بھی مِس)

وہ سرشاری سے بولا تھا، اُس کی بات پر آمنہ کا دل دھڑکنے کے ساتھ پلکیں بھی جُھکیں تھیں۔۔ اُس کی ادا پر ارمان نے مُسکراتے ہوئے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔ پھر ایک ایک کرکے اُس کے ہاتھ سے ساری کانچ کی چوڑیاں اُتارتا گیا تھا۔۔ آمنہ کی ہتھیلیاں بھیگی تھیں۔۔

ارمان نے اُس کی کلائی میں نازک سا سُنہری بریسلٹ پہنایا تھا۔۔ پھر اُس کی طرف جُھکا تھا۔۔

"تھینک یو فار کمپلیٹنگ می"

(مجھے مُکمل کرنے کے لیے شُکریہ)

ارمان نے مُحبت اور چاہت سے اُس کے گال کو ہلکے سے چوما تھا پھر اُس کے سمٹے سمٹائے شرمیلے وجود کو اپنے مُحبت بھرے حصار میں لیا تھا۔۔

.......

آج اِبراہیم ہاشمی اور حیا نُور کا ولیمہ تھا۔۔

لائیٹ پیچ پر سلور خوبصورت نازک سے کام والی لانگ میکسی میں اُس کا معصوم حُسن حسین دوشیزہ کے رُوپ میں آنکھوں کو خیرہ کررہا تھا۔۔

آج وہ مُکمل دُلہن بنی لبوں پر دھیمی حیا آمیز مُسکان سجائے اِبراہیم ہاشمی کے پہلو میں بیٹھی اُس کے دل کے تاروں کو صحیح معنوں میں چھیڑ چُکی تھی۔۔

اور اِبراہیم ہاشمی آج سفید شلوار قمیض پر کوٹ، کالی شال شانوں پر ڈالے، پیروں میں مردانہ چپل۔۔

آج اُس کی شب ہی نرالی تھی۔۔

سب نے ہی اُن دونوں کو سراہا تھا۔۔ عصمت جہاں کئی بار اُن دونوں کی پیشانیاں چوم چُکی تھیں۔۔

"لیں بھائی ہوجائے کچھ اچھا سا"۔۔ وہ جو برابر بیٹھے ارمان سے باتیں کررہا تھا سنی نے اچانک اُس کے ہاتھ میں گٹار تھمایا تھا۔۔ گٹار دیکھ کر پہلے تو وہ چونکا تھا، پھر ہنستے ہوئے تھام گیا تھا۔۔

"یہ تم یہاں بھی لے آئے۔۔؟؟"۔۔ حیا اُس کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔ دل کب سے اُسے دیکھنے کو مچل رہا تھا اب کے اُس نے اُس کے وجیہہ روپ کو آنکھوں میں بسایا تھا۔۔

"بلکل! اتنا زبردست موقع ہے۔۔ ہوجائے کچھ میری آپا کی شان میں، دیکھیں اب تو آپا بھی مُنتظر ہیں۔۔ سُنا دیں "۔۔ اُس کی بات پر اِبراہیم نے گردن موڑ کو اُسے دیکھا تھا وہ جو پہلے ہی اُسے دیکھ رہی تھی گڑبڑا کر نظر کیا چہرہ ہی جُھکا گئی۔۔ وہ قہقہہ لگا گیا تھا

"مائی ایوری ورڈ بیلانگز ٹو ہر"

(میرا ہر لفظ اِن کا ہے)

وہ ہنوز اُس پر نگاہیں جمائے بولا۔۔

"اووو"۔۔ کا زبردست شور پڑا تھا۔۔

"اللہ حیا ابھی تک اِبراہیم بھائی سے شرما رہی ہے، جیسے آج ہی رُخصتی ہو اِس کی"۔۔ لائبہ کی بات پر وہ شرم سے مرجانے کو ہوئی تھی اُس پر سب کے قہقہے وہ مزید لال گلابی ہوئی تھی۔۔

ایک نظر اُس کے حیا سے لبریز سُندر رُوپ پر ڈال کر اُس نے گٹار سنبھالا تھا۔۔

.......

مُسکرانے کی وجہ تم ہو

گُنگُنانے کی وجہ تم ہو

جیا جائے نہ، جائے نہ، جائے نہ۔۔

او رے پیا رے

آج اِبراہیم ہاشمی کو جسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔۔ وہ پورے کا پورا رُخ اُس کی طرف موڑ کر بیٹھا تھا۔۔ حیا کے گالوں کی سُرخی اُس کے اپنی طرف مُتوجہ ہونے پر ہی بڑھی تھی۔۔

نظریں اُس پر جمائے اُس نے اپنی دلکش آواز کا جادو جگایا تھا۔۔ سب نے جیسے اپنی سانس روکی تھی۔۔

اورے لمحے تُو کہیں مت جا

ہو سکے تو عُمر بھر تھم جا

جیا جائے نہ، جائے نہ، جائے نہ۔۔

او رے پیا رے

حیا کی آنکھوں کے سامنے سارے منظر چلنے لگے تھے۔۔

آدھی رات کو اُس سے ملنا، اِبراہیم کا بے تابی سے اُسے اپنی بانہوں بھرنا، اُس کا رونا۔۔

حیا اِبراہیم ہمیشہ کی طرح سب بھولی تھی۔۔

وہ دُلہن ہے، آج اُس کا ولیمہ ہے، ابھی کچھ دیر پہلے وہ شرم سے سر جُھکائے ہوئے تھی۔۔ وہ سب بھولی تھی۔۔ یاد تھا تو سامنے بیٹھا شخص۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح بے خودی میں اُسے دیکھے گئی تھی۔۔

اُسے خود کو دیکھتا پاکر وہ مُسکرایا تھا۔۔

جو ملے اُس میں کاٹ لیں گے ہم

تھوڑی خوشیاں، تھوڑے آنسو باٹ لیں گے ہم

اب کے اِبراہیم نے اُس کی آنکھوں میں واضح نمی محسوس کی تھی۔۔

جو ملے اُس میں کاٹ لیں گے ہم

تھوڑی خوشیاں، تھوڑے آنسو باٹ لیں گے ہم

جیا جائے نہ، جائے نہ، جائے نہ۔۔

او رے پیا رے

اِبراہیم نے اُسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

حیا کی چھلکنے کو بے تاب آنکھیں مزید نہ برداشت کرتے چھلک پڑیں تھیں۔۔

جیا جائے نہ، جائے نہ، جائے نہ۔۔

او رے پیا رے

اُس نے گانا اختتام کیا تھا، سب کے تالیوں اور اووو کے شور سے ہال گونج اُٹھا تھا۔۔ وہ اب سر جُھکائے اپنی شہادت کی اُنگلی کی پُشت سے اپنی آنکھیں صاف کررہی تھی۔۔

"آپا اب اتنا بُرا بھی نہیں گاتے بھائی کہ تم ہمیشہ رو پڑتی ہو"۔۔ سنی نے اُسے خود سے لگاتے سب کے سامنے اُس کی پول ہی تو کھولی تھی۔۔ ایک بار پھر شور بُلند ہوا تھا۔۔ اُس نے سنی کو گھوری سے نوازتے خود سے ہٹایا تھا۔۔

.......

کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک بے ساختہ دلکش مُسکراہٹ نے اِبراہیم ہاشمی کے ہونٹوں کو چُھوا تھا۔۔ آج ارمان نے اِس کے کمرے کو بڑی خوبصورتی سے سجایا تھا۔۔ بقول اُس کے اُن کا پہلا فنکشن ہے تو سب کچھ اسپیشل ہونا چاہیئے۔۔

پورا کمرا ایلو فینٹیسی لائیٹ اور سُرخ گلابوں کے بنچز سے سجایا گیا تھا۔۔ اُس نے ہنستے ہوئے طائرانہ نظر کمرے پر ڈالی تھی۔۔

"یہ ارمان بھی ناں"۔۔ وہ دائیں بائیں سر ہلاتا آگے بڑھا تھا جب نظر بیڈ پر گئی تھی، ایک لمحے کو وہ چونکا تھا۔۔

حیا اِبراہیم گھونگھٹ میں اپنا آپ چھپائے بیڈ پر موجود تھی۔۔ اُس کے ہونٹوں کی مُسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ وہ پوری تین راتوں بعد اُس کے سامنے تھی۔۔

وہ شانوں سے شال اُتارتا صوفے پر رکھ کر اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"میں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ میں بھی کسی کا گھونگھٹ اُٹھاؤں گا"۔۔ اُس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر وہ ہنس کر شرارت سے بولا تھا۔۔ گھونگھٹ کے اندر اُس نے اپنے ہاتھ اور آنکھیں میچیں تھیں۔۔ اُس کی حالت غیر ہورہی تھی۔۔ اُسے لگا وہ پاس بیٹھا اُس کی دھڑکنوں کا شور سُن لے گا۔۔

"مے آئے۔۔؟؟"

(اجازت ہے۔۔۔؟؟)

اِبراہیم نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے ڈوپٹے پر رکھے ہی تھے جب وہ زور سے نفی میں سر ہلاتی پیچھے ہوئی تھی۔۔

"بجو نے کہا تھا جب تک آپ مُنہ دکھائی نہ دیں آپ کو اپنا چہرہ نہیں دکھانا اور اور اُس کے بعد گھونگھٹ بھی آپ ہی نے۔۔۔"۔۔ بولتے بولتے وہ ایک دم چُپ ہوئی تھی۔۔ اِبراہیم کا قہقہہ جاندار تھا۔۔

"اُفففف بجو۔۔ آپ سے تو میں صبح پوچھوں گی"۔۔ وہ زبان دانتوں میں دباتی گھونگھٹ کے اندر ہی فرح کو غائبانہ سُنا گئی تھی۔۔

"اور کیا کیا کہا ہے تم سے فری نے۔۔؟؟"۔۔ وہ مزے سے پوچھ رہا تھا۔۔ وہ ہچکچاتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی وہ پھر ہنسا تھا۔۔

"میری پرنسس آج کی رات میرے لیے اتنا پیارا تیار ہوئی ہے، اپنی پرنسس کا گفٹ بھول سکتا ہوں۔۔؟؟"۔۔ وہ جیب سے کچھ نکالنے لگا تھا۔۔ اُس کی بات پر حیا کا دل انوکھی لے پر دھڑکا تھا۔۔

"اب تو دیکھ سکتا ہوں اپنی پرنسس کو۔۔ تین دن سے سویا نہیں ہوں میں"۔۔ بِلاشُبہ وہ پوچھ بلکل بھی نہیں رہا تھا، اُس نے اُس کا گھونگھٹ اُلٹا تھا۔۔ اُس کی بات پر حیا کا دل دھڑکا تھا۔۔ ڈوپٹہ جو بغیر کسی پن کے سر پر رکھا تھا پیچھے جا گِرا تھا۔۔ اُس نے آنکھیں میچتے ہوئے سر کو جُھکایا تھا۔۔ اُس کی حالت پر وہ بے اختیار ہنسا تھا۔۔

"لُک ایٹ می حیا۔۔!"

(میری طرف دیکھو حیا۔۔!)

بھاری دلکش جذبات سے مغلوب آواز۔۔ اُس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"تم ہر روپ میں ہر رنگ میں مجھے اچھی لگتی ہو پر آج تو روحِ اِبراہیم تم اِبراہیم کی روح کو بھی بے چین کرگئی ہو"۔۔ سامنے بیٹھا شخص آج بھر اُسے سراپا عشق محسوس ہوا تھا۔۔ وہ سر اُٹھا کر اُسے دیکھے گئی۔۔ اُس کی بے خود نظریں خود پر دیکھ کر وہ شرارت سے ہنسا تھا۔۔

"تمہیں پتا ہے سب کہہ رہے تھے کہ میں بہت اچھا لگ رہا ہوں اور اب تو مجھے بھی یقین آنے لگا ہے"۔۔ اُس کی بات پر وہ جیسے ایک دم ہوش میں آئی تھی۔۔ وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا، آج اُن آنکھوں کی حکایات ہی الگ تھیں۔۔ اُس نے سرعت سے پلکیں جُھکائی تھیں۔۔ اُس کی اِس ادا پر وہ مُسکراتے ہوئے اُس کے بالوں سے ٹیکے کے لیے لگی پن اُتارنے لگا۔۔ اب وہ باری باری اُس کے کانوں میں پہنے جُھمکے اُتار رہا تھا۔۔ پھر جُھک کر ایک ایک کر کے اُس کی کان کی سُرخ ہوتی لوؤں کو اپنے لبوں سے چُھوا تھا۔۔ وہ جو سانس روکے اُس کی قُربت کو محسوس کررہی تھی، اُس کی جسارتوں پر مُٹھیاں بھینچ گئی تھی۔۔

ویسے تم نے تو بتایا ہی نہیں۔۔؟۔۔"۔۔ وہ اُس کی ناک کی نتھ کو چھو کر بولا۔۔

کک۔۔ کیا۔۔؟؟۔۔"۔۔ وہ جھجکتی ہوئی تھوڑا پیچھے ہوئی تھی۔۔ پھر جلدی سے بولی تھی۔۔

"یہ میں خود اُتاروں گی"۔۔ وہ مُسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ نیچے کر گیا تھا۔۔ اُس کی قُربت، اُس کا لمس اور اُس پر اُس کے پاس سے آتی دلفریب خوشبو حیا کے ہاتھ کانپے تھے۔۔ بڑی مُشکل سے ایک منٹ لگا کر اُس نے نتھ کا لاک کھولا تھا۔۔

"یو ڈنٹ ٹیل۔۔؟۔۔"

(تم نے بتایا نہیں۔۔؟؟۔۔)

وہ نرمی سے اُس کے ہاتھوں سے نتھ لیتا پوچھ رہا تھا۔۔ حیا نے اپنے ہاتھ ہٹائے تھے۔۔ اِبراہیم نے بڑی احتیاط سے اُس کی نتھ اُتاری تھی۔۔ وہ نچلا لب دانتوں میں دبا گئی تھی۔۔ اِبراہیم نے ایک نظر اُس کے دانتوں میں دبے ہونٹ پر ڈالی تھی۔۔ کسی احساس کے تحت حیا کا چہرہ سُرخ ہوا تھا اُس نے جلدی سے لب دانتوں کی گرفت سے نکالا تھا۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔

"کیا فرح نے بولنے سے بھی منع کیا تھا۔۔؟؟"۔۔ وہ اچانک اُس پر لطیف سی چوٹ کر گیا تھا۔۔ وہ گڑبڑا کر نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"آپ بہت بہت اچھے لگ رہے ہیں"۔۔ وہ ایک دم جذباتی پن سے بولی تھی وہ زور سے ہنسا تھا اُس کے ہنسنے پر وہ اپنی بے اختیاری پر جھینپی تھی۔۔ اُس کی کلائیوں سے چوڑیاں اُتارنے کے بعد اُس نے اُس کا بڑا سا ہار بھی اُتارا تھا۔۔

"ہیئر اِز مائی پرنسس'س گفٹ۔۔ امم۔۔ واٹ ڈو یو کال دیٹ فیس۔۔ مُنہ۔۔ سم تھنگ لائیک دیٹ۔۔؟؟

(یہ میری پرنسس کا گفٹ۔۔ وہ کیا کہتے ہیں فیس۔۔ مُنہ۔۔ ایسا ہی کچھ۔۔؟؟)

وہ اُس کے سامنے نازک سی وائیٹ گولڈ چین لہراتا پوچھ رہا تھا۔۔ جس میں لٹکتا ہارٹ شیپ پینڈنٹ بہت ہی پیارا تھا۔۔

"مُنہ دکھائی"۔۔ وہ کھکھلا کر ہنسی تھی۔۔ وہ اُس کی ہنسی کو دل میں اُتارتا ہنسا تھا۔۔

"ہاؤ بیوٹی فُل"

(کتنا پیارا ہے)

وہ اُس کے ہاتھ سے چین لے کر دیکھتی پہننے کو تھی جب وہ ایک دم سے اُس کے ہاتھ سے چین لے گیا تھا۔۔

"لیٹ می ڈو دی آنرز"

(مجھے اعزاز بخشنے دیجئے)

وہ چین اُسے پہنانے لگا تھا۔۔ اُس کی بے تحاشہ قُربت پر حیا نے سانس روکی تھی۔۔

"حیا نُور روحِ اِبراہیم ہے"۔۔ وہ اُس کی گردن پر اپنی مُحبت کی مُہر ثبت کرتا نرمی و مُحبت سے اُسے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔

........

"اچھا بتاؤ تو۔۔ تم دونوں نے ہی میری باتوں پر عمل کیا ناں۔۔؟؟۔۔ اب بتاؤ ناں آگے کیا ہوا۔۔؟؟؟۔۔ حیا تم بتاؤ اِبراہیم نے کیا کہا۔۔؟؟"۔۔ وہ کب سے دونوں کے پیچھے پڑی ہوئی تھی پر مجال ہے جو دونوں نے ہی اُس کے سامنے زبان کھولی ہو

"جب تک وہ دونوں مُنہ دکھائی نہ دیں شکل مت دکھانا اور جب تک وہ دونوں خود سے گھونگھٹ نہ اُٹھائیں خود تو بلکل بھی نہ اُٹھانا"۔۔ فرح نے ہی اُنہیں یہ نادر مشورہ دیا تھا۔۔ جن پر دونوں ہی عمل کیے بیٹھی تھیں۔۔ پر اُس کے بار بار پوچھنے پر آمنہ مُستقل ہنسے جارہی تھی اور حیا۔۔

"بجو۔۔ میری شادی سے پہلے آپ کتنی سیدھی سادی ہوتی تھیں۔۔ اور اب توبہ"۔۔ اُس نے افسوس سے سر ہلایا تھا۔۔

"بیٹا ایک سال میں تم دونوں کی گود میں بھی چُنوں مُنوں ہوں گے۔۔ پھر ہم تینوں ہی برابر ہوجائیں گی"۔۔ اُن کی بات پر اب کے آمنہ بھی سٹپٹائی تھی۔۔

"توبہ توبہ بجو"۔۔ وہ سچ میں توبہ توبہ کرتی کمرے ہی سے بھاگ گئی تھی۔۔

فرح زور سے ہنسی تھی۔۔

..........

"کچھ دن تو اِن سب سے باہر نکلو"۔۔ وہ اُس کے ہاتھ سے اپنی میڈیکل کی بُک لیتا بولا تھا۔۔ وہ جو پوری طرح منہمک تھی ایک دم گڑبڑائی تھی۔۔ وہ اُس کے پاس ہی لیٹ گیا تھا۔۔

"آپ کب آئے۔۔؟؟"۔۔ وہ سیدھی ہو بیٹھی تھی۔۔

"اب ہم آپ کو نظر آنے بھی بند ہونے لگے"۔۔ وہ اُس کا ہاتھ تھام کر اپنی طرف کھینچتا بولا۔۔

آمنہ نے بےاختیار اُس کے سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"جسٹ آمنتھ چچ چچ۔۔ افسوس"۔۔ وہ دائیں بائیں سر ہلانے لگا۔۔ وہ کِھلکھلا کر ہنستی اُس کے سینے پر اپنی ٹھوڑی رکھ گئی تھی۔۔

"آپ کو کیا پتا ہمیں آپ کے علاوہ کچھ دِکھتا ہی نہیں ہے"۔۔ وہ بھی اُسی کے انداز میں بولی تھی۔۔

"مار ڈالا ظالم"۔۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ بیڈ پر پھیلاتے بولا، آمنہ اب کے اپنی پیشانی اُس کے سینے پر رکھ کر ہنسی تھی۔۔

یار مجھے تو لگتا ہے رضا ہاشمی اور فاطمہ نُور، ایک فارمسسٹ ہو گا ایک ڈاکٹر"۔۔ وہ مزے سے بولا۔۔

"رضا ہاشمی فاطمہ نُور کون۔۔؟؟"۔۔ وہ حیرت سے سیدھی ہوئی تھی۔۔

"ہمادے بچّے اور کون"۔۔ وہ اُس کے گرد اپنا حصار باندھتا بولا، اب کہ آمنہ کی بولتی بند ہوئی تھی۔۔

.........

"حیا!۔۔"۔۔ شیشے کے سامنے ٹائی باندھتے اُس نے اُسے پُکارا تھا۔۔ وہ جو بلینکٹ میں سر دیئے سوئی ہوئی تھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔ صبح کے دس بجے تھے اور اُس کا اُٹھنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔ ٹائی کو سیٹ کرتے وہ بولتا ہوا اُس کے پاس آیا تھا۔۔

"پرنسس گیٹ اپ یار، آئی ایم گیٹنگ لیٹ"

(پرنسس اُٹھو یار، میں لیٹ ہورہا ہوں)

"حیا!!"۔۔ اب کے اُس نے اُس کے اوپر سے بلینکٹ کھینچا تھا۔۔

"امم۔ہمم"۔۔ وہ آنکھیں میچتی پاس پڑا تکیہ اپنے چہرے پر رکھنے کو تھی جب اِبرہیم اُس کی کوشش ناکام بناتے اُس کے ہاتھ سے تکیہ کھینچ کر دور پھینکتا اُس پر جُھکا تھا۔۔

مسٹر اِبراہیم ہاشمی کی اِس دھونس بھری پیاری سی حرکت پر ہمیشہ کی طرح مسز حیا اِبراہیم کی نیند دُم دبا کر بھاگتی اُس کے چودہ طبق روشن کر گئی تھی۔۔

"کیا ہے۔۔!! آپ ہمیشہ میری نیند خراب کردیتے ہیں"۔۔ وہ ایک دم اُٹھ بیٹھی تھی۔۔ شہد رنگ کُھلے بال احتجاجاً آدھے چہرے پر آدھے شانوں پر بکھرے تھے۔۔ اُس کے سُرخ چہرے کو دیکھ کر وہ مزے سے مُسکرایا تھا۔۔

"تو سوئیٹ ہارٹ، آپ پیار سے مان جاتیں، میں یہ گُستاخی بھی نہ کرتا۔۔ اور ویسے بھی تمہیں پتا ہے ناں تمہیں بائے کہے اور لیے بغیر میں آفیس نہیں جاتا"۔۔ وہ ذرا سا جُھک کر اُس کے چہرے سے بال ہٹا کر اُس کا گال چومتا ابھی سیدھا ہونے کو ہی تھا جب حیا نے ہاتھ کھینچ کر اُسے بیڈ پر اپنے پاس بٹھایا تھا۔۔ پھر کمالِ بے نیازی سے گول مول ہوتی اُس کی گود میں اپنا سر رکھ کر لیٹ گئی تھی۔۔

"سو یو آر گوئینگ ٹو آفیس رئیلی۔۔؟؟"

(تو آپ آفیس جارہے ہیں سچ میں۔۔؟؟)

وہ ہنسا تو ہنستا ہی چلا گیا تھا۔۔ مسٹر اِبراہیم ہاشمی کو پتا تھا کہ مسز اِبراہیم کچھ منٹ پہلے کی اُس کی پیار بھری دھونس کا بدلہ لینے کے موڈ میں ہیں۔۔

"تمہیں پتا ہے ناں آج میری امپورٹنٹ میٹنگ ہے"۔۔ اُس نے اُس کے گلے میں پڑے ہارٹ شیپ پینڈنٹ کو چھیڑا تھا۔۔

"نو، ناٹ ایٹ آل، ایز یو ووک می اپ، سو یو ہیو ٹو پے فور اِٹ"

(نہیں بلکل بھی نہیں۔۔آپ نے مجھے جگایا ہے تو آپ کو قیمت تو چُکانی پڑے گی)

وہ اُنکھیں بند کیے اُس کی ٹائی کو کھینچتی بولی۔۔ وہ مُستقل ہنس رہا تھا۔۔

"اوکے پینیلٹی۔۔؟؟"

(ٹھیک ہے جُرمانہ۔۔؟؟)

اُس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھتے کہا۔۔

"یور ٹین منٹس"

(آپ کے دس منٹ)

"مائی لائف'س ایوری ائیر، اِیچ ائیر'س ایوری منتھ، اِیچ منتھ'س ایوری ویک، اِیچ ویک'س ایوری ڈے، اِیچ ڈے'ز ایوری * آور، اِیچ آور'ز ایوری* منٹ، اِیچ منٹ'س ایوری سیکنڈ، اِیچ سیکنڈ'ز ایوری مِلی سیکنڈ۔۔"

(میری زندگی کا ہر سال، ہر سال کا ہر مہینہ، ہر مہینے کا ہر ہفتہ، ہر ہفتے کا ہر دن، ہر دن کا ہر منٹ، ہر منٹ کا ہر سیکنڈ، ہر سیکنڈ کا ملی سیکنڈ۔۔)

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر روانی سے بولتے بولتے ایک لمحے کو رُکتا اُس پر جُھکا تھا۔۔ وہ ہنستی چلی گئی تھی۔۔

"اینڈ ایچ مِلی سیکنڈ'ز ایوری مومنٹ بیلانگز ٹو یو روحِ اِبراہیم"

(اور ہر ملی سیکنڈ کا ہر لمحہ تمہارا ہے روحِ اِبراہیم)

بڑی مُحبت سے اپنے لب اُس کی پیشانی پر رکھے تھے۔۔ ہمیشہ کی طرح اُس کے لمس کو محسوس کرتے حیا نے اپنی آنکھیں بند کر کے اُس کے لمس کو اپنی رگ و جاں میں اُتارا تھا۔۔

تبھی اُس کا موبائل بجا تھا۔۔

"دانش۔۔ میں تھوڑا لیٹ ہوجاؤں گا۔۔۔ نہیں نہیں میٹنگ کینسل نہیں کرو۔۔ ان شاء اللہ آؤں گا ضرور"۔۔ وہ اُس کے لیے اپنی میٹنگ لیٹ کررہا تھا وہ ایک دم اُٹھ بیٹھی تھی۔۔ پھر اُس کی طرف جُھک کر حیا نے اُس کی گردن کے دو ستاروں کو ہمیشہ کی طرح بڑی محبت اور نرمی سے اپنے ہونٹوں سے چُھوا تھا۔۔

یہ حیا اِبراہیم کا اِبراہیم ہاشمی کو آفیس وداع کرنے کا دل موہ لینے والا طریقہ تھا، جِس کے بغیر وہ ہرگز بھی رُخصت نہیں ہوتا تھا۔۔

اجازت ملنے پر وہ دل سے مُسکرایا تھا۔۔

اب وہ اپنی دونوں بانہیں اُس کے گلے میں ڈالتی اُس کے کان میں سرگوشی کرتی اپنے دس منٹ پورے کررہی تھی اور اِبراہیم ہاشمی اپنی پرِنسس کو اپنے بازو کے حصار میں لیے مُسکراتے ہوئے اُس کی باتیں سُننے پر مجبور تھا۔۔

□❤□❤□❤

ہاں ہاں مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے ﴿۵﴾

(اور) بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے ﴿۶﴾

سورہ الم نشرح (آیت ۵ اور ۶)

اور یہ تو میرے رب کا وعدہ ہے ہر مُشکل کے بعد آسانی ہے ایک بار نہیں دو بار کہتا ہے بے شک ہر مُشکل کے بعد آسانی ہے۔۔

وہ آزمائش تو دیتا ہے پر آزمائش میں اکیلا نہیں چھوڑتا اور آزماتا بھی اُن ہی کو ہے جنہیں وہ چُن لیتا ہے۔۔

............

عشق مکان و مکیں

عشق زماں و زمیں

عشق سراپا یقین

اور یقیں فتح و باب

Love is the space and the creation

Love is the time and the place

Love is the whole conviction

And conviction is the gate to success.

□❤□❤ ختم شد □❤□❤

سب سے پہلے اپنے رب کا شُکر جس نے یہ صلاحیت بخشی۔۔

اللہ کا کرم ہے کہ یہ ناول آپ لوگوں کے دلوں میں گھر کر گیا۔۔ ❣ 

بیا احمد کا دل آپ لوگوں کے پیار، عزت، مُحت اور بے حساب دُعاؤں پر سجدے میں جُھکتا ہے۔۔

اور یقین کریں آپ لوگ میری ہر دعا میں شامل ہیں۔۔

اللہ آپ لوگوں کو آپ کے پیاروں کے ساتھ جنت میں اپنے برابر گھر عطا کرے آمین ثم آمین۔۔

❣ 

میری دُعا ہے میرے لکھنے کی صلاحیت کو اللہ میرے لیے، آپ لوگوں اور اپنی مخلوق کے لیے اپنا انعام، اپنا نُور، اپنے قُرب و مُحبت، اپنی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔۔

آمین ثم آمین❤ 

عمران بھائی اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔۔ ❤ ❣

اور رابیل جہانگیر آپ کی مُحبتوں کی مشکور ہوں، میری دُعا میں آپ کا نام شامل ہے۔۔ ❤ 